

علائقہ سیریز

ایک ہاؤس

1972ء
4115

لاہور

مظہر کلیم ایم اے



چند باتیں

ہم ناول کے تمام کام منظم کر رہے ہیں۔ واقعات اور
چیزیں کردہ پر مشتمل قلمی فرضیں ہیں کسی قسم کی مجبوری
یا ٹکی مشابہت اتفاق ہوگی جس کے لئے ہم پیشتر
مصنف، پرنٹر، قلمی ذمہ دار نہیں ہوں گے

محترم قارئین - سلام مسنون - نیا ناول حاضر ہے یہ ناول
بھی وادی مشہور میں جاری تحریک آزادی کے سلسلے پر مبنی ہے۔ وادی
مشہور پر پہلا ناول "ایس" - ایس پروجیکٹ - شائع ہوا تھا جسے قارئین
کے وسیع طبقے میں بے پناہ پسند کیا گیا تھا اور قارئین کا بھرپور اصرار تھا
کہ اس سلسلے کو جاری رکھا جائے اور میں نے بھی ایس - ایس
پروجیکٹ کی "چند باتیں" میں بھی لکھا تھا کہ وادی مشہور کے سلسلے
میں آئندہ بھی ناول پڑھتے رہیں گے۔ چنانچہ وادی مشہور کی
تحریک آزادی کے سلسلے میں یہ دوسرا ناول حاضر ہے وادی مشہور میں
جاری تحریک آزادی کو کچلنے کے لئے کافرستانی حکومت نے ایک
خصوصی "بلیک ہانڈز" قائم کی۔ جس میں اس نے "ہودیوں
کے تربیت یافتہ افراد کو تعینات کیا اور یہ لوگ واقعی بلیک ہانڈز ہی
ثابت ہوئے۔ انہوں نے پوری وادی مشہور میں جس طرح ظلم و ستم
کے پہاڑ توڑے اس سے انسانییت، بھی کاٹب انصاف تھی۔ تحریک
آزادی کے مختلف گروہوں کے لیڈروں کو تلاش کر کے ان کا خاتمہ ان
بلیک ہانڈز کا خاص مشن تھا اور پھر ان کے ظلم و ستم کا وارہ کار انتہائی
تیز رفتاری سے بڑھتا چلا گیا اور پوری وادی مشہور آہ و بکا میں ڈوب سی

ناشران - اشرف قریشی

روسف قریشی

رنگ - محمد یونس

...

گئی۔ لیکن پھر شاید قدرت کو وادی مشہار کے بے گناہ معصوم اور
مظلوم افراد پر رحم آگیا اور ہر فرعون نے موسیٰ کے مصداق پاکشیا
سیکرت سرورس بلیک ہاونڈز کے خلاف میدان میں اتر آئی اور پھر ان
بلیک ہاونڈز کے ظلم و ستم کرنے والے ظالم بازوؤں کو توڑنے اور
وادی مشہار کی تحریک کو تھوڑے دینے کی مرض سے علی عمران اور اس
کے ساتھیوں نے واقعی سرحد کی بازی لگادی۔ آگ اور خون کے سمندر
کو عبور کرتے ہوئے وہ دیوار آگے بڑھتے گئے۔ عمران اور اس کے
وہ ساتھیوں نے جس طرح اپنی جانوں پر کھیل کر ان ظالم مگر انتہائی
ترتیب یافتہ بلیک ہاونڈز کے خلاف جدوجہد کی۔ اس کا ایک ایک لمحہ
دلیری ہمت جذبے اور جانفروشی کے لحاظ سے علیحدہ باب کی حیثیت
رکھتا ہے۔ مجھے یقین ہے کہ یہ ناول میرے قارئین کو ہر لحاظ سے پسند
آئے گا۔ کیونکہ یہ حقیقتاً ایک ناقابل فراموش کہانی ہے جس میں
عمران اور اس کے ساتھیوں کی جدوجہد نے ہر اس معیار کو چھو لیا ہے
جس کی خواہش قارئین کے دلوں میں ہوتی ہے۔ مجھے یقین ہے کہ آپ
اپنی آراء سے مجھے ضرور مطلع کریں گے۔ اب آپ اپنے چند خطوط بھی
ملاحظہ کر لیں۔

پشاور کینٹ سے گل خان ذریں صاحب لکھتے ہیں۔ آپ
کے شاہکار ناول "ڈسٹرکشن پلان" نے مجھے واقعی ہلا کر رکھ دیا ہے اور
جہاں ذرا ہادی کا ایک ایسا پلان جو بظاہر انتہائی متعذر دکھائی دیتا ہے اور
موجودہ دور میں ایک حقیقت بھی ہے۔ پورے کرہ ارض کے لئے

انتہائی خطرناک ثابت ہو سکتا ہے۔ ایسے انتہائی خطرناک کیسٹیکل اور
ایٹیک فیلڈ کو صانع کرنے کے مسئلے میں پوری دنیا کے باشعور افراد
کو اپنی ذمہ داریاں پوری کرنی چاہئیں۔ مجھے یقین ہے کہ آپ کا یہ ناول
اس فیلڈ کو صانع کرنے کے ذمہ دار افراد کو بخیر یاد رکھ دے گا اور
وہ اس انتہائی خطرناک معاملے میں آئندہ کوئی غفلت نہ کریں گے۔

محترم گل خان ذریں صاحب۔ خط لکھنے اور ناول پسند کرنے کا
شکر ہے۔ خطرناک کیسٹیکل اور ایٹیک فیلڈ واقعی پوری دنیا کے لئے
انتہائی خطرناک اور تباہ کن ہم کی حیثیت اختیار کر چکا ہے۔ ستم یہ ہے
کہ عوام انسان تو ایک طرف اچھے خاصے باشعور افراد کو بھی اس
انتہائی خطرناک مسئلے کا پوری طرح اور آگ نہیں ہے۔ میرا اس ناول
کو لکھنے پہلے مقصد تھا کہ پوری دنیا اور خصوصی طور پر مسلمانوں کو
اس انتہائی خطرناک اور تباہ کن مسئلہ سے واقف کرایا جائے۔ اور میں
مطمئن ہوں کہ میں اپنے اس مقصد میں پوری طرح کامیاب رہا ہوں
کرتی گورگی سے احسن شریف صاحب لکھتے ہیں۔ آپ کا
ناول "ڈسٹرکشن پلان" آپ کے سابقہ ناولوں کی طرح انتہائی منفرد اور
شاندار ناول ہے۔ موجودہ دور کے انتہائی جدید اور بھیانک ہر اس
آپ جس طرح قلم اٹھا رہے ہیں وہ واقعی قابلِ داد ہے۔ "ڈسٹرکشن پلان"
ایک زندہ حقیقت ہے اور اس کے خلاف پوری دنیا کے باشعور عوام
اور حکومتوں کو مجبوراً جدوجہد کرنی ہوگی، ورنہ واقعی ہماری
حالیہ صورت دنیا نہ صرف سچ ہو کر رہ جائے گی بلکہ واقعی تباہ و برباد ہو

جائے گی۔

محترم احسن شریف صاحب۔ خط لکھنے اور ناول پسند کرنے کا سب سے حد شکر یہ۔ اس ناول "اسٹرکشن پلان" کا مقصد ہی دنیا کو اس بھیانگ اور خوفناک خطرے سے آگاہ کرنا تھا۔ جس کے سامنے اس وقت حقیقتاً پوری دنیا پر سنا لا رہے ہیں اور یہ تباہی و بربادی کا ایسا بھیانگ نکر ہے۔ جو ایک بار شروع ہو جائے تو اس کو روکنا پھر کسی کے بس کی بات نہیں رہے گی۔ مجھے یقین ہے کہ اس خوفناک اور بھیانگ خطرے سے نشنہ کے لئے باشعور اور درد مند عوام اور حکومتیں اپنے تمام ممکنہ وسائل سے کام لیں گی۔

لالہ سمنی سے محمد علی صابری صاحب لکھتے ہیں۔ "آپ کا ایک ناول دیدر پاس پڑھنے کے بعد مجھے احساس ہوا ہے کہ ہمارے ملک میں مدارس اور سیلاب کی صورت میں جو تباہی آتی ہے۔ اس کے بچے کہیں خاص وجوہات نہ ہوں براہ کرم اس سلسلہ میں ضرور غور کیجئے۔

محترم محمد علی صابری صاحب۔ خط لکھنے اور یاد آوری کا شکر یہ آپ نے جس حد شے کا اعتراف کیا ہے اس سلسلے میں عرض ہے کہ حکومتیں ان معاملات پر ہمیشہ نظر رکھتی ہیں اور کوئی بھی حکومت اپنے ملک میں ہونے والے اہم واقعات سے بے خبر نہیں رہا کرتی۔ آپ کو فکر مند ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ اب اجازت دیجئے۔

والسلام

آپ کا مخلص

مظہر کلیم

عمران نے کار اپنے فلیٹ کے نیچے گیراج میں بند کی اور پھر سڑکیاں پھلا لگتا ہوا وہ جیسے ہی اپنے فلیٹ کے دروازے پر پہنچا۔ بے اختیار ٹھٹھک کر رک گیا۔ دروازے پر ایک بوڑھی عورت کھڑی بیڑا رہی تھی۔ وہ بار بار دروازے پر زور زور سے دستک دیتی اور پھر بیڑا لے لگ جاتی۔ حالانکہ دروازے پر تالا لگا ہوا صاف دکھائی دے رہا تھا۔ اس عورت کی آنکھوں پر بونک بھی موجود تھی۔ اس کے ہاتھ وہ مسلسل دستک دیتے چلے جا رہی تھی۔

"گھوڑا بنانے فشر نی کر سوتا ہے یا مر گیا ہے۔ سننا ہی نہیں۔" عورت نے اس بار اونچی آواز میں بیڑا دے ہوئے کہا۔

"دروازے پر تو تالا لگا ہوا ہے بوڑھی اماں۔" عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور عورت اس کی آواز سننے ہی اس بری طرح سے اجملی جیسے عمران کی بجائے اس نے کسی جن بھوت کی آواز سن لی تو۔

سردی - ہاں سردی تو ہے۔ مگر ہم خزیوں کو سردی نے کیا کتنا ہے۔ ہمارے پاس بھوک کی گرمی جو موجود ہوتی ہے مگر سینے صاحب کی اجازت کے بغیر میں اندر کیسے جاسکتی ہوں۔ سینے صاحب! بارش ہو گئے تو وہ اندر ابھی بند کر دیں گے۔ بوڑھی عورت نے سادہ سے لہجے میں کہا اور عمران نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔ بوڑھی عورت نے اپنی سادگی میں ایسی بات کر دی تھی جس نے عمران جیسے شخص کو بھی سمجھ کر رکھ دیا تھا۔

سینے صاحب بہت اچھے اور نیک آدمی ہیں وہ کیوں ناراض ہوں گے آپ قہقہے۔ عمران کا لہجہ اور زیادہ نرم ہو گیا تھا اور پھر وہ اس بوڑھی عورت کو لے کر ڈرائنگ روم میں آ گیا۔ اس نے بڑی مشکل سے راضی کر کے اس بوڑھی عورت کو صوفے پر بٹھایا اور وہ فرش پر بیٹھنے پر مصر تھی۔ نیز بھلا کہ اس نے بوڑھی عورت کے قریب رکھا اور پھر وہ خود باورچی خانے کی طرف بڑھ گیا۔ اسے معلوم تھا کہ سلیمان شاہنگ کے لئے گیا ہوا ہو گا اور اس نے جانے بنا کہ اس کا تھرموس ضرور رکھا ہوا ہو گا۔ اور واقعی تھرموس اسے مل گیا۔ فرنگ سے اس نے پہل نکالا اسے پلیٹ میں رکھا اور تھرموس اور دو پیالیاں اٹھا کر وہ واپس ڈرائنگ روم میں آ گیا بوڑھی عورت بھی ہوئی اپنی جگہ پر اس طرح بیٹھی ہوئی تھی جیسے اگر اس نے ذرا سی حرکت کی تو ٹھانے کیا ہو جائے گا۔

عمران نے پہل کی پلیٹ اس کے سامنے میز پر رکھ دی اور پیالیوں میں پائے ڈال کر اس نے ایک پیالی بوڑھی عورت کے سامنے رکھ کر دوسری

گلک گلک کون کون ہو تم ادہ۔ ادہ۔ تم بوڑھی عورت نے خوف سے کپکپاتے ہوئے لہجے میں کہا۔ وہ بار بار آنکھوں پر موجود بینک کو درست کر کے ادھر ادھر دیکھ رہی تھی بعد ازاں عمران کھڑا ہوا تھا۔ اور دوسرے لمحے عمران کے حلق سے بے اختیار ایک طویل سانس نکل گیا۔ بوڑھی عورت کی بینک میں سرے سے شیشے ہی نہ تھی۔ وہ خالی فریم آنکھوں پر بڑھائے کڑی تھی۔

میرا نام علی عمران ہے۔ یہ میرا فلیٹ ہے۔ آپ نے کس سے ملنا ہے۔ عمران نے اجنبی نرم لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

ادہ ادہ تو میں غلط جگہ پر آ گئی۔ مجھے تو سینے سلیمان سے ملنا تھا۔ بوڑھی عورت نے اجنبی دل شکستہ لہجے میں کہا اور عمران سلیمان کے ساتھ سینے کا لقب سن کر بے اختیار مسکرا دیا۔

آپ آتی تو درست جگہ پر ہیں مگر سینے سلیمان اس وقت موجود نہیں ہیں۔ دروازے پر تالا لگا ہوا ہے۔ لیکن آپ فرمائیں آپ کو ان سے کیا کام ہے۔ عمران نے تھک کر دہلیز کے نیچے مخصوص جگہ پر موجود دیواری ٹکال کر تالا کھولتے ہوئے کہا۔

احت۔ احت۔ تم سینے کے ملازم ہو شاید۔ بوڑھی لاس نے آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر عمران کو دیکھتے ہوئے کہا۔

جی ہاں میں سینے صاحب کا شیجر ہوں۔ قہقہے اندر آ جا بیٹے باہر کافی سردی ہے اور آپ کے جسم پر مناسب گرم لباس بھی موجود نہیں۔ عمران نے تالا کھول کر دروازے کو دھکیلنے ہوئے کہا۔

جہاں اپنے سلسلے دکھائی۔ یوزجی عورت اس طرح حیرت سے چائے اور پھلوں کو دیکھ رہی تھی جیسے یہ چیزیں اس نے زندگی میں پہلی بار دیکھی ہوں۔

یوزجی اماں یہ چائے بھی آپ نے پہنی ہے اور یہ پھل بھی آپ نے کھائے ہیں۔ یہ سینیہ سلیمان کا حکم ہے۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”مم۔ مم۔ مم۔“ عمران نے۔ مگر میں تو عزیب ہوں میں انہیں کیسے کھا سکتی ہوں۔ یوزجی اماں نے اس طرح حیران ہو کر کہا جیسے یہ چیزیں اس کے لئے شجر ممنوعہ کا درجہ رکھتی ہوں۔

”یہ سینیہ سلیمان کا حکم ہے اور سینیہ سلیمان کے حکم کی تعمیل نہ کی جائے تو وہ ناراض ہو جاتے ہیں۔“ عمران نے کہا۔

اور کہیں سینیہ صاحب ناراض ہو گئے تو میں کہاں جاؤں گی۔

یوزجی عورت نے کہا اور پھر وہ اس طرح پھلوں پر نوت پڑی جیسے نہانے کتنے عرصے سے بھوکی ہو۔ اور دیکھتے ہی دیکھتے پلیٹ میں موجود چھ کپلے اور چار سیب وہ کھا گئی اور پھر اس نے چائے کا کپ بھی پی لیا۔ عمران خاموش بیٹھا اسے دیکھتا رہا۔ یوزجی عورت کے چہرے پر گریم چائے پینے اور پھل کھانے کے بعد قدرے رونق سی آگئی تھی۔

اللہ تعالیٰ سینیہ صاحب کو اس کی جزا دے گا۔ اس خود غرضی کے دور میں ایسے عیب لوگ بھی اللہ تعالیٰ آخر پیہ آکر ہی جلتا ہے۔ وہ واقعی بے حد رحیم و کریم ہے۔ یوزجی عورت نے باقاعدہ دعا دیتے ہوئے کہا۔

”اب آپ مجھے بتائیے کہ آپ کو سینیہ سلیمان سے کیا کام ہے۔ میں ان کا شیجر ہوں اور ان کا حکم ہے کہ جو بھی آئے وہ چپے مجھے اپنا سسلہ بتائے۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”غریبوں کو امیروں سے کیا کام ہو سکتا ہے۔ یہ بھی کوئی پوچھنے والی بات ہے۔ میرے دو جوان بیٹے ہیں دونوں اس وقت جس حالت میں ہیں اللہ تعالیٰ ایسی حالت و دشمنوں کی بھی نہ کرے۔ روٹی تو ہمیں مل جاتی ہے مگر۔“ یوزجی عورت نے کہا اور پھر فقرہ مکمل کیے بغیر وہ بے اختیار بچیاں لے لے کر رونے لگ گئی۔

”ارے ارے یوزجی اماں۔ روئے نہیں میں بھی آپ کا بیٹا ہوں۔ آپ مجھے بتائیے کہ آپ کیا چاہتی ہیں نہ کھل کر بتائیے۔“ عمران نے اٹھ کر یوزجی اماں کے قریب آکر بیٹھتے ہوئے انتہائی نرم لہجے میں کہا۔

’اور ندوں نے میرے دو جوان بیٹوں کو معذور کر دیا ہے۔ میری دونوں بہنوں کو وہ اٹھا کر لے گئے۔ اور پھر ان کی لاشیں ہی ملیں۔ نہانے کس طرح کم مہیاں بیچنے۔ ہمارا سب کچھ وہیں رہ گیا۔ سب کچھ وہیں رہ گیا مجھے جہاں کسی نے بتایا ہے کہ سینیہ سلیمان اگر غریبوں کی مدد کرتا ہے۔ چنانچہ میں گرتی پڑتی سینیہ کے پاس آتی ہوں۔ اس عیب آوی جس نے مجھے سینیہ صاحب کے متعلق بتایا تھا وہی مجھے جہاں سیڑھیوں کے پاس مجبور کیا ہے۔“ یوزجی عورت نے کہا۔

”کن در ندوں کی بات کر رہی ہیں آپ۔ اور کہاں رہتی ہیں آپ۔“

”زیادہ رقم۔۔۔ وہ کہاں سے آجاتی۔۔۔“ سلیمان نے حیران ہو کر پوچھا۔

”تو جہاد کیا خیال ہے۔ میرے پاس صرف وہی رقم ہوتی ہے جو میرے کوٹ کی پیسوں میں ہوتی ہے۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”اگر آپ اس رقم کو زیادہ کبہ رہے ہیں جو آپ نے اپنے خاص کمرے کی خفیہ جگہ میں رکھی ہوئی تھی تو اسے زیادہ کہنا تو سراسر زیادتی ہے۔ وہ تو بیس لاکھ روپے تھے۔ صرف بیس لاکھ۔“ سلیمان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”خدا تم سے کچھ بہر حال ٹھیک ہے جلا۔ میں بات کرتا ہوں بوڑھی اماں سے۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور سلیمان غاموشی سے آگے بڑھ گیا۔ بوڑھی اماں اسی طرح سر جھکانے لکڑی تھی۔

”اے آپ کھڑی کیوں ہیں بیٹھ جلیے۔“ سنیہہ سلیمان نے کچھ اجازت دے دی ہے کہ آپ جو مدد چاہتی ہیں آپ کی کر دی جائے اب آپ کچھ کھل کر بتائیں کہ آپ کیا چاہتی ہیں۔ کیا صرف نقد رقم آپ کو چاہیے تو وہ مل جائے گی۔ اور کوئی امداد آپ چاہتی ہیں تو وہ بھی مل جائے گی۔“ عمران نے بوڑھی اماں سے مخاطب ہو کر کہا۔

”میں نے رقم کا کیا کرنا ہے۔ ہم کھڑ اور بے بس لوگ ہیں۔ ہو سکتا ہے نقد رقم کا پتہ جہاں کسی بد معاش کو ہو جائے تو ہم اس کا مستائد کہاں کر سکتے ہیں۔“ دنیا میں اچھے برے سب قسم کے لوگ ہوتے ہیں۔

”میں تو صرف استا چاہتی تھی کہ میرے دونوں بیٹوں کا اس طرح علاج ہو جائے کہ وہ معذوری سے بچ جائیں۔“ ڈاکٹر کبہ رہا تھا کہ ان کا علاج ہو سکتا ہے لیکن جہاں نہیں کسی اور ملک میں اور اس کے لئے بہت رقم چاہیے ٹیک دل ڈاکٹر کا کہنا تھا کہ وہ کوشش کر رہا ہے مگر۔۔۔ بوڑھی عورت نے دوبارہ رونا شروع کر دیا۔

”اے اے۔۔۔ آپ نے پھر رونا شروع کر دیا۔“ اے آپ روتے نہیں۔ آپ کے دونوں بیٹوں کا علاج ہو گا اور ضرور ہو گا۔ چاہے دنیا کے کسی بھی ملک میں ہو۔“ عمران نے اسے تسلی دیتے ہوئے کہا۔ ”اگر ایسا ہو جائے تو کم از کم مرتے وقت کچھ سکون تو مل جائے گا۔

”وہ میرے معذور بیٹوں کی زندگی نمانے کہاں کہاں بھٹیک مانگتے گئے گی۔“ بوڑھی اماں نے اپنے آنسو پاتے سے پونچھتے ہوئے کہا۔

”سلیمان۔۔۔“ اپنا ٹک عمران نے اونچی آواز میں کہا۔ ”سلیمان۔۔۔“ اودا وہ تم سنیہہ صاحب کو اس طرح آواز دے رہے ہو وہ وہ ناراض ہو جائیں گے۔“ بوڑھی اماں نے بری طرح گھبرائے ہوئے کچھ میں کہا۔

”سنیہہ کا اپنا حکم ہے کہ اسے اسی طرح پکارا جائے۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

”اودا۔۔۔“ کس قدر ٹیک تو ملی ہے۔ استا بڑا سنیہہ ہو کر بھی اتنی انصاف دیتی۔“ بوڑھی عورت نے انتہائی حیرت بھرے کچھ میں کہا۔

”جی صاحب۔۔۔“ اسی لمحے سلیمان نے دروازے پر پہنچتے ہوئے کہا۔

”سنو تم نے کیپ کا چکر لگایا ہے۔ وہاں کتنے افراد ہیں۔“ عمران نے پوچھا۔

”جی تقریباً تین سو افراد ہیں جن میں ایک سو شہید زخمی ہیں۔ کیپ میں ہی ہسپتال بنا گیا ہے۔“ سلیمان نے جواب دیتے ہوئے کہا۔
”کہاں ہے یہ کیپ اور کون ہے اس کا انچارج؟“ عمران نے پوچھا۔

”جی ریڈ کراس کے تحت کیپ ہے۔ انچارج کوئی خیر صاحب ہیں، بڑے میدان کے پچھلے حصے میں قائم کیا گیا ہے۔“ سلیمان نے جواب دیا۔

”اوہ کے۔“ عمران نے کہا اور پھر صوفے سے اٹھ کھڑا ہوا۔
”آئیے یوزی امیں میں آپ کے ساتھ کیپ چلتا ہوں تاکہ آپ کے بیٹوں کے علاج کے لئے ڈاکٹر صاحب سے بات چیت کر سکیں۔“ عمران نے کہا اور یوزی امیں نے بے اختیار دونوں ہاتھ دعا کے انداز میں اٹھائے۔

”یا اللہ تو رحیم و کریم ہے۔ تو ہی سینیہ سلیمان کو اس کی اس ٹھیک و جراثیم سے بچا رہا ہے۔ میں تو بے بس عورت ہوں۔“ یوزی عورت نے انتہائی شوق و دھڑک سے دعا مانگتے ہوئے کہا اور دروازے پر کھائے سلیمان کچھ بولنے لگا تھا کہ عمران نے منہ پر انگلی رکھ کر اسے خاموش رہنے کے لئے کہا۔ اور پھر یوزی عورت کو ساتھ لئے فلیٹ سے نیچے آیا اور گیراج سے اس نے کار باہر نکالی۔ یوزی عورت نے کار میں بیٹھنے سے

بکسر انکار کر دیا مگر عمران نے سنت سماعت کر کے اسے کار میں بٹھایا اور پھر کار آہستہ آہستہ چلاتا ہوا وہ چلنے میں مارکیٹ پہنچا۔

”آؤ امیں سینیہ سلیمان کا حکم ہے کہ چلے تمہارے لئے پیٹک بنوائی جائے۔“ عمران نے کار روک کر نیچے اترتے ہوئے کہا اور پھر دوسری طرف سے گھوم کر اس نے کار کا دروازہ خود کھولا۔

”پیٹک۔“ اودہ پیٹک تو ہے۔ مگر نہانے کیا ہوا ہے پیٹک کو آج صبح سے غراب ہو گئی ہے۔ مجھے صاف نظری نہیں آ رہا۔“ یوزی عورت نے ہمدلی سے ہرے پر موجود پیٹک کو سنبھالے ہوئے کہا۔

”اسی لئے تو سینیہ سلیمان نے حکم دیا ہے۔ آئیے ہمدلی کریں اگر سینیہ سلیمان کا حکم فوری نہ مانا جائے تو وہ ناراض ہو جاتے ہیں۔“ عمران نے کہا۔

”اودہ نہیں نہیں۔ روز میرے بیٹوں کا علاج کیسے ہوگا۔ نہیں میں اس کا حکم مانوں گی۔ وہ تو دیکھے بھی نیکی کا فرشتہ ہے۔ اس کا حکم مانتا تو فرض ہے۔“ عورت نے ہمدلی سے نیچے اترتے ہوئے کہا اور عمران نے اسے بازو سے پکڑ کر سنبھالا اور پھر اسے نیچے اتار کر اس نے کار کا دروازہ کھولا اور اسی طرح بازو سے پکڑے دوا لے لئے ہوئے ایک آئی سپیشلسٹ کی دکان میں لے گیا۔ توڑی دروازہ یوزی عورت کی آنکھیں نیست ہو گئیں اور ایک فریم بھی بن کر آگیا۔

”اوہ اودہ یہ تو مجھے صاف نظر آنے لگ گیا ہے۔ اللہ سینیہ سلیمان کو جراثیم سے۔“ یوزی عورت نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔

جاننا تھا جواب دیا۔

آئیے اماں میں آپ کو گیٹ کے اندر پہنچاؤں۔ عمران نے کار کا دروازہ کھول کر اندر پہنچی بوڑھی عورت سے معاملہ ہو کر کہا۔

جب میں فپ کو جانتا ہوں۔ میں پہلے ایشلی جنس میں تھا۔ مگر حکم ہے کہ جب تک سفیر صاحب واپس نہ چلے جائیں کسی کو گیٹ کے اندر نہ جانے دیا جائے۔ آفسیر نے ہچکچاتے ہوئے کہا۔

فہمیک ہے۔ حکم بہر حال حکم ہوتا ہے۔ میں رک جاتا ہوں۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور پولیس آفسیر عمران کی بات سن کر اس طرح حیران ہو گیا جیسے اسے عمران سے اس جواب کی توقع ہی نہ تھی۔

آپ ابھی کار میں بیٹھیں اماں بی۔ کوئی فیر ملکی سفیر صاحب آئے ہوئے ہیں اس لئے گیٹ میں داخلہ بند ہے۔ وہ چلے جائیں گے تو میں آپ کو لے جاؤں گا۔ عمران نے کہا اور عورت سر ہلاتے ہوئے دوبارہ کار میں بیٹھ گئی۔ شاید وہ پہلے سے جانتی تھی کہ جب کوئی بڑا آدمی گیٹ میں آتا ہے تو کسی کو اندر نہیں جانے دیا جاتا۔

آپ بوڑھی اماں کا خیال رکھیں گے۔ عمران نے پولیس آفسیر سے کہا اور خود وہ تیزی سے اس طرف کو بڑھ گیا جہاں عورتیں سر سلطان کا سرکاری ڈرائیور دوسرے ڈرائیوروں کے ساتھ وہاں موجود تھا۔ اس نے جب عمران کو دیکھا تو جلدی سے آگے بڑھ کر اس نے بڑے مؤدبانہ انداز میں سلام کر دیا۔ اور اس کے سلام کرنے پر دوسرے

آئیں۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر اس نے اسے جا کر واپس کار میں بٹھایا اور خود ایک اور دکان میں جا کر اس نے بوڑھی عورت کے لئے نیا گرم لباس۔ شال۔ سونڈ۔ جوس۔ گرم جرابیں اور ٹھانے کیا کیا خریدے اور بٹنل اٹھائے وہ واپس کار کی طرف آیا۔ بٹنل اس نے کار کی عقبی سیٹ پر ڈالا اور خود ڈرائیورنگ سیٹ پر بیٹھ کر اس نے کار آگے بڑھا دی۔ اب اس کا رخ گیٹ کی طرف تھا۔ دسویں وہ دل ہی دل میں اپنے آپ پر نظریں بھیج رہا تھا کہ اسے اب تک اس گیٹ کی موجودگی کا علم کیوں نہ ہو سکا تھا۔

گیٹ واقعی خاصا بڑا تھا۔ ایک طرف ہسپتال بھی خیموں کے اندر بنایا گیا تھا۔ یہ گیٹ عالمی ریڈ کر اس اور پاکیشیا کی ہلال احمر نے مشترکہ طور پر بنایا تھا۔ اس وقت بھی وہاں دس بارہ نئے ماڈل کی کاریں موجود تھیں اور پولیس ادر ادر پھیلی ہوئی تھی اور پھر عمران سر سلطان کی سرکاری کار دیکھ کر چونک پڑا۔

عمران نے جیسے ہی کار کی ایک پولیس آفسیر تیزی سے اس کی طرف بڑھا اور پھر قریب آکر وہ چونک پڑا۔

اود عمران صاحب آپ۔ پولیس آفسیر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

کون آیا ہوا ہے۔ آفسیر۔ عمران نے کار سے نیچے اترتے ہوئے پوچھا۔

جی کوئی فیر ملکی سفیر ہیں۔ پولیس آفسیر نے جو شاید عمران کو

ڈرائیوروں نے بھی سلام کرنے شروع کر دیے۔

”سر سلطان جہاں پہلی بار آئے ہیں یا پہلے بھی آتے رہے ہیں

عمران نے سلام کا جواب دیتے ہوئے پوچھا۔

”اس کیپ کو قائم ہونے دو ماہ ہو گئے ہیں اور تقریباً روز ہی بڑے صاحب آتے ہیں۔ ڈرائیور نے جواب دیتے ہوئے کہا۔ اس لئے پولیس کی لٹریاں بکنے کی آوازیں سنائی دیں اور عمران اور دوسرے ڈرائیور چونک بڑے۔ عمران نے کیپ کے مین دروازے سے چند غیر ملکیوں کے ساتھ سر سلطان اور دوسرے اعلیٰ آفیسرز کو باہر آتے ہوئے دیکھا کاروں کے ڈرائیور تیزی سے اپنی اپنی کاروں کی طرف دوڑ پڑے۔ اور چند لمحوں بعد سب کاریں تیزی سے چلتی ہوئیں اس طرف کو بڑھنے لگیں جہاں مہمان موجود تھے۔

”سر سلطان کو کہنا کہ عمران جہاں موجود ہے۔“ عمران نے سر سلطان کے ڈرائیور سے کہا جو کار لے کر اس کے قریب سے گزر رہا تھا۔

”ییس سر۔“ ڈرائیور نے کہا اور کار آگے بڑھا کر لے گیا۔
تھوڑی دیر بعد کاریں مہمانوں کو سوار کر کے آگے بڑھ گئیں۔ مگر سر سلطان کی کار تیزی سے مڑی اور اس طرف آگئی جہاں عمران کھڑا تھا۔ پولیس والے سیکورٹی خارجہ کی کار کو اس طرح گھوم کر ادھر آتے دیکھ کر بوکھلا کر ادھر ہی دوڑ پڑے۔

”تم عمران اور جہاں۔“ آؤ کیوں کھڑے ہو۔“ سر سلطان نے کار کی کھڑکی سے سر باہر نکالتے ہوئے کہا۔

”میں کیپ کا دورہ کرنا چاہتا ہوں۔ اگر آپ میرا ساتھ دیں تو۔“

عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”سواری مجھے بے حد ضروری کام ہیں۔ تم دورہ کر کے میرے دفتر آجاؤ پھر بات ہوگی۔“ سر سلطان نے جواب دیا۔

”یہ دورہ میری ذاتی حیثیت سے نہیں ہو رہا۔ میں دیکسٹری حاکمیت کی رہا ہوں۔“ عمران نے نکتہ سنجیدہ لگے میں کہا۔

”مجھے واقعی ضروری کام ہیں۔“ سر سلطان نے احتجاج کرنے کے سے انداز میں کہا۔

”نصیبک ہے میں صیغہ کو رپورٹ دے دوں گا۔“ عمران کا لہجہ اور زیادہ سنجیدہ ہو گیا اور سر سلطان جلدی سے دروازہ کھول کر نیچے اتر آئے۔

”کیا بات ہے۔ تم ضرورت سے زیادہ ہی سنجیدہ ہو رہے ہو۔“ سر سلطان نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”سر سلطان آپ نے ہمیں یہ ناخوش جو نگار کھی ہے۔ کیا آپ کا فرض ہے تھا کہ آپ سیکرٹ سروس کو بھی اس بارے میں اطلاع دیتے یا کم از کم مجھے ہی بتا دیتے۔“ عمران نے کہا۔

”اود اود تم اس لئے ناراض ہو رہے ہو۔ یہ کیپ ضروری تھا۔ اس طرح ہم غیر ملکی سفیروں اور دوسرے غیر ملکی مہمانوں کو یہ دکھا سکتے ہیں کہ کافرستان وادی مضبوط میں کتنے قدم ڈھا رہا ہے۔ اس سے فائدہ دراصل تحریک مضبوطی ہی مل رہا ہے اور جہاں تک ہمیں بتانے کی بات تھی۔ یہ دعووں کا کیپ ہے مہرموں کا نہیں۔“ سر سلطان نے

جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اچھا میں سمجھا بھروسے نے یہاں کیسپ لگا رکھا ہے۔ لیکن سیکرٹ سروس بھی انسانوں پر مشتمل ہے۔“ عمران نے اس بار مسکراتے ہوئے کہا۔

”شکر ہے جہاد سے چرسے پر مسکراہٹ تو آئی۔“ سر سلطان نے اطمینان براطویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

”آپ آئیے میرے ساتھ۔“ آپ سے چند ضروری احکامات دلانے میں آپ بہت بڑے افسر ہیں۔ آپ کے احکامات کی فوری تعمیل ہوگی۔ جب کہ بچہ بچارے کو تو کسی نے پوچھنا بھی نہیں۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے اس پولیس آفیسر کو اشارہ کیا جس نے اسے اندر جانے سے روکا تھا۔

”یہیں سر۔“ پولیس آفیسر نے تیزی سے آگے آکر ہاتھ دھسلٹ کرتے ہوئے کہا۔

سیری کار میں جو بوجی خاتون بیٹھی ہیں انہیں عزت و احترام سے لے آؤ اور کار کی عقبی سیٹ پر ایک بنڈل بٹا ہے وہ بھی لے آؤ۔“ عمران نے پولیس آفیسر سے مخاطب ہو کر کہا اور پولیس آفیسر ایک بار پھر سیٹ کر کے واپس مڑا اور تیزی سے دوڑا، عمران کی کار کی طرف بڑھ گیا۔

”کون بوجی خاتون۔“ سر سلطان نے چونک کر پوچھا۔

”اسی کیسپ کی خاتون ہے۔ آپ نے تو اطلاع نہیں دی اس لئے اس بوجی بچاری کو اطلاع دینے کی تکلیف اٹھانی پڑی۔“ عمران نے

مسکراتے ہوئے کہا۔

”سنو عمران میں نے واقعی انتہائی ضروری سینگ انڈکرفنی ہے اگر تم نے کوئی احکامات دیتے ہیں تو میں کیسپ انچارج کو بلا کر کہہ دیتا ہوں جہاد سے احکامات کی فوری تعمیل کی جائے گی۔“ سر سلطان نے کہا۔

”اور اچھا ٹھیک ہے۔ آپ کی سفیدگی بتا رہی ہے کہ آپ واقعی مصروف ہیں۔“ عمران نے کہا، اور سر سلطان نے اثبات میں سر ہلادیا اور پھر ایک پولیس آفیسر کو کیسپ انچارج کو بلائے کا حکم دے دیا۔ تھوڑی دیر بعد کیسپ انچارج جو ایک افسر عمر آدمی تھے تیزی سے قدم اٹھاتے ان کے قریب پہنچے اور انہوں نے بڑے ادب سے سر سلطان کو سلام کیا۔

شیر صاحب۔ یہ علی عمران صاحب ہیں انہوں نے کیسپ کا دورہ کرنا ہے اور جو احکامات یہ دیں گے انہیں فوری طور پر پورا کیا جانا آپ کا فرض ہوگا۔ مجھے کوئی حکایت نہیں مٹنی چاہئے۔“ سر سلطان نے حکمتاً لہجے میں کہا۔

”یہیں سر۔“ کیسپ انچارج نے جواب دیا اور پھر حیرت سے وہ عمران کو دیکھنے لگا۔

”اب مجھے اجازت ہے۔“ سر سلطان نے عمران کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

”ہاں لب آپ جاسکتے ہیں۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور سر سلطان جلدی سے اپنی کار کی طرف مڑے۔ ڈرائیور نے انہیں کار کی طرف مڑتے دیکھ کر دروازہ کھولا اور پھر سر سلطان کے اندر بیٹھنے کے

آپ گھبراہٹ میں نہیں اسکا مات ادا کے سلسلے میں ہی ہوں گے آپ کی تبدیلی کے نہیں۔ عمران نے جواب دیا اور شیر کے چہرے پر بے اختیار مسکراہٹ آگئی۔ کیپ کی وجہ سے عمران بڑی مشکل سے اپنے آپ کو سنبھال رکھے ہوئے تھا۔ کیپ واقعی کافی بڑا تھا اور وہاں صفائی ستھرائی بھی اچھی تھی۔ عمران کیپ میں ٹھہم کر دوسری طرف بے ہوش ہوتا ہوا ہسپتال کی طرف بڑھ گیا۔

شیر صاحب اب پہلا حکم نوٹ کر لیجئے۔ کہ کہاں جتنے بھی افراد ہیں۔ ان سب کے لئے گرم لباس فوری طور پر مہیا کیجئے۔ نبرد۔ ہسپتال میں جس قدر مریض ہیں ان میں سے جتنے افراد کا علاج کہاں ہو سکتا ہے فوری طور پر اس کا بندوبست کیجئے اور جتنے افراد کا علاج فیر ملک میں ہو سکتا ہے۔ ان کے لئے انتظامات کیجئے۔ اور اس کے سارے اخراجات سیٹھ سلیمان ادا کرے گا۔ عمران نے کہا۔

مگر جناب اس کے لئے تو بہت بڑی رقم چاہئے اور اتنی رقم تو۔ شیر نے حیران ہو کر کہا۔
رقم کی فکر نہ کیجئے۔ اندازاً کتنی رقم چاہئے ہوگی۔ عمران نے بڑھا۔

میں میرا اندازہ ہے کہ اس کے لئے پچاس لاکھ روپے خرچ آئیں گے؟ شیر نے جواب دیا۔

مقب کو ساٹھ لاکھ روپے مل جائیں گے۔ عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے عیب سے چٹیک بک نکالی۔ ساٹھ لاکھ روپہ کا چیک

بعد اس نے دروازہ بند کیا اور عمران کو سلام کر کے وہ ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھا اور پھر چند لمحوں بعد کار تیزی سے آگے بڑھی اور ٹرن لیٹی ہوئی کپاڑاؤں گیٹ کی طرف بڑھتی چلی گئی۔ اسی لمحے پولیس آفیسر اس بوڑھی خاتون کو ساتھ لئے اور بٹال اٹھائے عمران اور کیپ انپارچ کے پاس بچ گیا۔
تیسے ماں بی۔ اب بڑے افسر چلے گئے ہیں اس لئے اب ہم اندر جا سکتے ہیں۔ عمران نے مسکراتے ہوئے بوڑھی عورت سے کہا اور مزے کر کیپ کے مین گیٹ کی طرف بڑھ گیا۔

آپ کا پورا تعارف اگر ہو جائے تو۔ کیپ انپارچ نے ہچکچاتے ہوئے کہا۔

میرا نام علی عمران ہے۔ یہاں کی ایک خیر شخصیت جناب سیٹھ سلیمان کا شیر ہوں۔ یہ خاتون ادا کے لئے سیٹھ سلیمان کے پاس پہنچی تو سیٹھ نے کیپ کے حالات معلوم کرنے اور ان کی ادا کے لئے مجھے کہاں بھیجا اور ساتھ ہی سیکرٹری خارجہ کو بھی فون کر دیا۔ سیٹھ سلیمان کے تعلقات براہ راست صدر صاحب سے ہیں اس لئے یہ پچارے سیکرٹری نائب آفیسر بھی ان کی خوفناک کرتے دہتے ہیں۔ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

اوہ اوہ۔ اچھا جناب۔ میرا نام شیر علوی ہے اور میں بلال احمد کا رول ڈائریکٹر ہوں اور اس کیپ کا انپارچ بھی ہوں۔ لیکن سیکرٹری صاحب اسکا مات کے بارے میں فرما رہے تھے۔ شیر نے اچھا! مودبانہ لہجے میں کہا۔

کا تا اور شبیر کی طرف بڑھا دیا۔

”اس کی رسید بھی دے دیجئے اور فوری طور پر اسے بینک سے کسٹ کر لیتے۔ میں ابھی نہیں ہوں۔ میرے سسٹے کم از کم گرم کپڑے آجائے چاہیں۔“ عمران نے کہا۔

”اوہ اوہ سر۔“ ٹھیک ہے سر۔“ شبیر نے حیرت بھرے لہجے میں جواب دیا۔ شاید اسے توقع ہی نہ تھی کہ عمران اتنی بڑی رقم کا چیک دے گا۔

”فکر نہ کریں یہ چیک فوری طور پر کیش ہو جائے گا۔ اور میں صرف سسٹہ سلیمان کا ہی شبیر نہیں ہوں۔ ایک اور غیر شخصیت کا بھی شبیر ہوں اس لئے اتنی رقم کا چیک ان سے بھی ڈاوا دوں گا۔“ عمران سٹا مسکراتے ہوئے کہا۔

”اوہ اوہ وہ کون صاحب ہیں۔“ شبیر نے حیران ہو کر پوچھا۔

”ان کا نام بھی خیاض ہے اور وہ طبیعت کے بھی خیاض ہیں۔“

عمران نے کہا اور اس طرف بڑھ گیا جہاں دو بیڈز کے درمیان وہ بوڑھے عورت بیٹھی ہوئی اسے نگھرا رہی تھی۔ پولیس آفیسر بنڈل اٹھانے والے کھڑا تھا۔

”اماں مائی۔“ اس بنڈل میں آپ کے لئے کپڑے ہیں۔ اور سسٹہ سلیمان صاحب کا حکم ہے کہ آپ فوری طور پر یہ کپڑے پہن لیں۔ سبھا لیتا کوئی ایسی جگہ ہوگی جہاں آپ کپڑے تبدیل کر سکتی ہوں گی۔ میں آفیسر آپ کے ساتھ جائے گا۔ جب آپ کپڑے پہن لیں گی تو

آپ کو اپنے ساتھ واپس لے آئے گا۔ میں اس دور ان آپ کے بیٹوں سے بہت کروں گا۔ ویسے فکر نہ کریں۔ آپ کے دونوں بیٹوں کا اب غیر ملک میں علاج ہوگا۔ اور یہ دونوں ٹھیک ہو جائیں گے۔“ عمران نے کہا اور بوڑھی عورت کی آنکھوں سے بے اختیار آنسو کے آنسو بہنے لگے اور اس نے ایک بار پھر سسٹہ سلیمان کے حق میں دعا کرنے لگا تھا اٹھا دیتے اور جب وہ پولیس آفیسر کے ساتھ کپڑے تبدیل کرنے کے لئے چلی گئی تو عمران اس کے بیٹوں سے مخاطب ہو گیا۔ عمران نے اپنا تعارف سسٹہ سلیمان کے شبیر کے حوالہ پر ہی کر دیا۔ یہ دونوں جروان بھائی سمجھتے تھے۔ ان میں سے ایک نے اپنا نام عجبی اور دوسرے نے مرتضیٰ بتایا تھا۔ عمران ان کے قریب یہ پٹھان کے حالات سناتا رہا۔

”کاش۔“ ان ٹالوں کو کوئی اس قلم سے روک سکتا۔ وہ واقعی اپنے نام کی طرح خوشخوار کالے درندے ہیں۔ نہ جانے کتنے مشکبازی ان کی زندگی کی بھینٹ پرانے چکے ہیں۔“ عجبی نے روتے ہوئے کہا تو عمران ہلکے ہنسا۔

”نام کی طرح خوشخوار کالے درندے۔“ کیا مطلب۔ میں آپ کی بات نہیں سمجھ سکا۔“ عمران نے حیران ہو کر پوچھا۔

”ایک پر اسرار فوجی گروپ ہے جو اپنے آپ کو بلیک ہاؤنڈ کہلاتا ہے۔ انہوں نے مشکبازی بنیادین پر اس قدر قلم ڈھانے ہیں اور ڈھا رہے ہیں کہ شاید پوری کافرستانی فوج بھی اپنی زندگی کے باوجود اس قدر قلم نہ ڈھا سکتی۔“ وہ عام مشکبازی کو اخرا کر کے لے جاتے ہیں اور ان پر

کے ختم کر دیا ہے۔ مہابدین کے کئی ہڈے ان کے پاؤں جہاں ہو چکے ہیں لیکن کوئی ان کا کچھ نہیں بگاڑ سکا کیونکہ یہ انتہائی تربیت یافتہ لوگ ہیں۔ اچانک سامنے آتے ہیں اور اچانک غائب ہو جاتے ہیں۔ "جبئی نے جواب دیا۔

ان کے متعلق تفصیلات کس سے مل سکتی ہیں؟ "عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں پوچھا۔

"مہابدین کے کسی بڑے لیڈر سے ہی مل سکتی ہے۔ مجھے تو معلوم نہیں۔ "جبئی نے جواب دیا اور عمران نے انہماک میں سر ہلا دیا۔ اس کے چہرے پر اس وقت غمگین سنجیدگی ابھرائی تھی۔

انسانیت سوز غم ڈھاتے ہیں اور پھر ان میں سے کوئی زندہ بچ کر نہیں آتا ہم دونوں بھائیوں کو بھی وہ اٹھالے گئے تھے اور پھر تین روز تک ہم پر انتہائی انسانیت سوز غم کیا جاتا رہا۔ ایسا غم کہ آپ اس کا تصور بھی نہیں کر سکتے۔ انہوں نے ہمارے چار معصوم بچوں کو ہمارے سامنے اس طرح ذبح کیا کہ اس زندگی سے بھیدوں بکریوں کو بھی کوئی ذبح نہیں کرتا۔ ہماری بیویوں کے ساتھ ہمارے سامنے انتہائی خستہ حال سلوک کیا گیا اور وہ بچاریاں اس درد نگاہی کے ہاتھوں موت کے گھاٹ اتر گئیں۔ اچھا ہوا کہ سر گئیں۔ ویسے بھی اس سلوک کے بعد وہ زندہ کہاں رہ سکتی تھیں۔ وہ ہمیں بھی بچہ نما مار ڈالتے لیکن ہماری زندگی باقی تھی کہ اچانک وہاں مہابدین کی ایک جماعت نے چھاپ مارا۔ اور وہ فرار ہو گئے۔ مہابدین کی جماعت نے ہمیں اٹھا کر اس بگڑے ہوئے چھاپ سے ہمیں آزاد مستبد بھجھا جاسکتا تھا کیونکہ ہمارے زخم اس طرح کے تھے کہ وہاں ہمارا علاج ہی نہ ہو سکتا تھا۔ اس لئے ہمیں آزاد مستبد بھجھوا یا گیا تھا اور پھر وہاں سے ہمیں یہاں لے آیا گیا ہے۔ "جبئی نے جواب دیا۔

"یہ بلیک ہاؤنڈز کیا کافرسانی فوج سے ہٹ کر کوئی خفیہ ہے؟

عمران نے پوچھا۔ لب اس کے چہرے پر گہری سنجیدگی تھی۔

"ہمیں تو وہ فوجی ہی لگتے تھے ان کا نام گروشت چہ ماہ سے سامنے آنے لگا ہے۔ انتہائی پھر چلے، شاطر اور درد مند صفت لوگ ہیں۔ مجھے کیپ میں ایک لیڈر صاحب نے بتایا تھا کہ جب سے یہ بلیک ہاؤنڈز خفیہ سامنے آئی ہے، تحریک پر انتہائی برا اثر پڑ رہا ہے انہوں نے کئی لیڈروں کو تلاش کر

باس نے کہا۔ پھر باری باری غور سے ایک ایک کو دیکھنے کے بعد اس نے دوبارہ خاصوشتی توڑتے ہوئے گنگشو کا آغاز کیا۔
 ایک اہم معاملے پر گنگشو کے لئے میں نے جہیں جہاں اکٹھا کیا ہے
 باس نے قدرے پر اسرار سے مجھے میں کہا۔
 "میں باس" ان چاروں نے مونو بانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کافرستانی حکومت سے ہمیں ایک اہم اطلاع چھکوائی گئی ہے حکومت کے خبروں نے اطلاع دی ہے کہ حریت پسندوں کا ایک طوفان پھوڑا
 ایک چھوٹے سے کمرے میں ایک میز کے گرد چار کافرستانی بیٹھے ہوئے گروپ کافرستانی فوج کے لئے منصوبہ بندی کر رہا ہے۔ حکومت نے بلیک ہاؤنڈز کی ڈیوٹی لگائی ہے
 یہ نیٹارم تھی لیکن کاندھوں پر سناں موجود نہ تھے۔ بلکہ کالے رنگ کے ہم فوری طور پر اس گروپ کو ٹریس کر کے اس بڑے سنور کو
 کر اس تھا۔ ویسے وہ جسمانی طور پر انتہائی ٹھوس جسموں کے مالک تھے۔ چاہا ہونے سے بچائیں۔ اس سلسلے میں یہ سیانگ میں نے کال کی ہے
 باس نے کہا۔
 خبروں نے اس گروپ کے متعلق کوئی اشارہ بھی دیا ہے۔
 "صرف اتنا اشارہ ملا ہے کہ مہتاب باغ کا ایک تاجر انعام حریت پسندوں کے اس گروپ سے شملک ہے۔ اور بس" باس نے کہا۔
 "ٹھیک ہے" اس سے معلومات حاصل کی جا سکتی ہیں۔
 "سرے آؤں گے" باس نے کہا۔
 "صرف معلومات حاصل کرنے سے مستعمل نہیں ہو سکتا۔ اسلئے کہ

کمرے ہو گئے۔
 "بیشو" باس نے کہا اور وہ چاروں بھی بیٹھ گئے باس نے جب سے ایک چھوٹا سا آلہ نکالا اور اس پر لگے ہوئے دو بٹن دبا دیئے۔ آلے
 ایک سرخ رنگ کا بلب جل اٹھا۔
 "اب کھل کر بات ہو سکتی ہے۔ اب یہ کمرہ ہر لحاظ سے محفوظ ہو چکا۔"

”او۔ کے پھر اسے باقاعدہ طور پر منظور کیا جاتا ہے۔ سیکشن تحریر
 حسب سابق کام کرتا رہے گا۔ لیکن چونکہ دن۔ نو اور فور سیکشنز کو نئی ذمہ
 داریاں سنبھالنی ہیں اس لئے ان کے انچارج دو گھنٹوں بعد میرے دفتر میں
 مجھ سے ملیں گے تاکہ ان ذمہ داریوں کے بارے میں تمام تفصیلات طے
 کر لی جائیں۔“ اس نے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ اٹھ کھڑا ہوا۔ اس
 کے اٹھتے ہی چاروں افراد بھی اٹھ کھڑے ہوئے۔ اور میڈنگ درخواست
 دی گئی۔

عمران نے کار جیسے ہی شمس پلازہ کی پارکنگ میں روکی ایک طرف
 کھڑا ہوا تو ریتیز قدم اٹھاتا اس کی طرف بڑھ آیا۔
 ”میں کافی در سے جہاز انتظار کر رہا ہوں“ حور نے ناخوشگوار
 لہجے میں کہا۔

”اچھا۔ بھلا کتنی در سے؟“ عمران نے کار کا دروازہ کھول کر
 نیچے اترتے ہوئے مسکرا کر کہا۔

”ایک گھنٹہ تو ہو ہی گیا ہو گا۔“ حور نے منہ دباتے ہوئے کہا۔
 ”ارے صرف ایک گھنٹہ کے انتظار میں استغنا ضرور آتا ہے۔ بھائی تو پھر
 تم یہ بارگراں نہیں اٹھا سکتے سہاں تو عمریں انتظار میں گزر جاتی ہیں
 “ عمران نے کار کو لاک کر کے سین پلازہ کی طرف پلٹتے ہوئے کہا۔
 ”بارگراں کیا مطلب؟“ میں جہاز کی بات نہیں سمجھا۔“ حور
 نے اس کے ساتھ پلٹتے ہوئے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

دی کرتے ہیں جو کچھ کر نہیں سکتے اور جو کچھ کر سکتے ہیں وہ دعویٰ نہیں کیا کرتے۔" حور نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ اس کا سوڈا اصل بات سامنے آتے ہی خوشگوار ہو گیا تھا۔

"وہ اسے کہتے ہیں جذبہ صادق کہ آدمی بغیر فلسفہ بڑے بھی فلاسفر بن جائے۔" عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور آگے بڑھ کر اس نے لٹک کاٹن دبا دیا۔ لٹک کا دروازہ کھلا تو عمران حور کو ساتھ آنے کا اشارہ کر کے اندر داخل ہو گیا۔ حور بھی اندر آ گیا تو عمران نے دروازہ بند کر کے آٹھویں منزل کاٹن دبا دیا اور لٹک تیزی سے اوپر چڑھنے لگی۔

"کس سے ملنا ہے یہاں اور کیوں؟" حور نے اس بار سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"تو جیسے جیسے نے کچھ نہیں بتایا۔" عمران نے اس طرح چونک کر پوچھا جیسے اسے اس بات پر حیرت ہوتی ہو۔

نہیں۔ صرف اس کا حکم دیا ہے کہ میں فوری طور پر شمس پلازہ پہنچ جاؤں۔ عمران اہاں آ رہا ہے۔ اس کے ساتھ کسی سے ملاقات کرنی ہے۔" حور نے منہ بناتے ہوئے کہا اور عمران مسکرایا۔

"اسے شاید قہارے جذبہ صادق سے زد لگتا ہے کہ زیادہ لمبی بات نہیں کرتا کہ جہانے کس وقت تم پر خاص کیفیت طاری ہو جائے اور تم لمبی لمبی پکاروں میں بن میں الاپنا شروع کر دو۔" عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"سنو میرے ساتھ یہ فضول بکواس کرنے کی ضرورت نہیں۔ سورہ میں

"وہ بارگراں جس میں آدمی کو انتظار میں بھی لطف آتا ہے۔" عمران نے جواب دیا۔

"یہ کیا بکواس شروع کر دی ہے تم نے۔" بارگراں انتظار میں لطف۔ سیدھی طرح بتاؤ کیا کہنا چاہتے ہو۔" حور نے بری طرح جھٹلاتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"جو یہ بار اٹھاتے ہیں سو وہ تو اسے گراں نہیں سمجھتے۔ لیکن لوگ یہی سمجھتے ہیں کہ یہ بارگراں ہے۔ اور وہ بیچارے ہتھ مار مار کر اس بار کو نیچے گرانے کی کوشش کرتے رہتے ہیں۔" عمران ہلکا آہنی آسانی سے کہاں قلاب میں آنے والا تھا۔

"میرا خیال ہے۔" جہار داغ اب مکمل طور پر خراب ہو چکا ہے۔ آخر کار حور نے بری طرح جھٹلاتے ہوئے لہجے میں کہا اور عمران نے اختیار ختم پڑا۔

"یاد دعویٰ بھی کرتے ہو اور عقلمند بھی بنتے ہو۔ عقل اور عشق کا تو آپس میں ازل سے بیز رہا ہے۔" عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تو تم عاشق کی بات کر رہے تھے۔ میں نے کب دعویٰ کیا ہے عاشق کا۔" اس بار حور نے ایک طویل سانس لیٹے ہوئے کہا۔

"ارے واقعی۔" اس کا مطلب ہے جو سنا سنا نہ تھا۔ جو دیکھا خواب تھا۔ عمران نے لٹک کے قریب رک کر اچھائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"بس بس فضول باتوں کے لئے میرے پاس وقت نہیں ہے۔ دعویٰ

پکارنے کی بجائے ہمیں بھی لیلیٰ بنا کر رکھ دوں گا۔ تنویر نے تیز لہجے میں کہا۔

”لیلیٰ نہ ہوئی بٹنی ہو گئی۔ بہت خوب۔ جدید دور کے عاشق بھی کیا خوب ہیں۔“ عمران نے منہ ہلاتے ہوئے کہا اور تنویر بھی ہنس پڑا۔

”اسی لمحے لغت رکی اور عمران دروازہ کھول کر باہر آ گیا۔ طویل رابدازی میں چلتے ہوئے وہ ایک بند دروازے کے سلسے جا کر رک گئے عمران نے ہاتھ اٹھا کر دروازے پر دستک دی۔

”کون ہے۔“ اندر سے ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔

جیسے آپ نے فون کیا تھا۔“ عمران نے سنجیدہ لہجے میں جواب دیا اور دوسرے لمحے دروازہ کھل گیا۔ دروازے پر ایک چہرے پر جسم کا نوجوان کھڑا تھا۔ اس کے جسم پر عام سا لباس تھا اور چہرے مہرے سے یوں لگتا تھا جیسے وہ کوئی سرکاری ملازم ہو۔

”تعارف کر لیتے۔“ اس آدمی نے غور سے عمران اور تنویر کو دیکھتے ہوئے کہا۔

”علی عمران۔“ عمران نے اسی طرح سنجیدہ لہجے میں جواب دیا۔ ”اور وہ تشریف لائے۔“ اس آدمی نے بدلی سے ایک طرف ہٹتے ہوئے کہا۔ اور عمران خاموشی سے اندر داخل ہو گیا۔ تنویر بھی اس کے پیچھے تھا لیکن اس کے چہرے پر اچھائی حیرت کے تاثرات تھے۔ اس آدمی نے دروازہ بند کر دیا۔ کمرے میں صرف چار کرسیاں اور ایک میز موجود تھی

س کے علاوہ اور کسی قسم کا کوئی فرنیچر نظر نہ آ رہا تھا۔ میرا نام روشن ہے۔“ دروازہ بند کر کے اس نوجوان نے واپس

وکر عمران اور تنویر کی طرف آتے ہوئے کہا۔

”یہ میرے ساتھی ہیں۔ تنویر۔“ عمران نے تنویر کا تعارف کراتے ہوئے کہا اور روشن نے باری باری دونوں سے مصافحہ کیا۔

”اوو تو آپ ہیں، صاحب علی عمران۔“ تب سے مل کر کھجے والی مسرت ہوئی ہے۔“ روشن نے عمران کو اس طرح دیکھتے ہوئے کہا جیسے وہ انسان کی بجائے کسی باوقار انصافت چیز کو دیکھ رہا ہو۔

”آپ اب مجھے تفصیلی سے وہ بات بتا دیجئے جو آپ فون پر بتانا چاہتے تھے۔ خاص طور پر بلیک ہاڈلز کے سلسلے میں۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

عمران صاحب آپ کو یہ تو علم ہے کہ مستحباب میں ان دونوں کا فرسٹاں سے آزادی کی تحریک زوروں پر ہے اور مجاہدین کا فرسٹاں کے جبری قبضے سے نجات حاصل کر کے اپنے وطن کو پاک کر لینا کے ساتھ ساتھ بطور برصاغت کرنے کے لئے بے ہین ہیں۔ مستحباب میں مجاہدین کے بے شمار چھوٹے بڑے گروپ کام کر رہے ہیں۔ مگر ضعیف طور پر یہ سب گروپ ایک مرکزی تنظیم سے منسلک ہیں۔ لیکن چونکہ اس تحریک کا مقصد صرف کا فرستانی فوج سے مقابلہ ہے۔ اس لئے ہر گروپ اپنے اپنے طور پر علیحدہ کام کر رہا ہے۔ ان میں ایک گروپ کو باجوڑا گروپ کہا جاتا تھا۔ باجوڑا گروپ کا لیڈر نعمان تھا۔ نعمان پہلے کا فرسٹاں کی انتہیلی مجلس میں ملازم رہا تھا۔ پھر

تحریک شروع ہونے پر وہ نوکری چھوڑ کر وطن واپس آگیا اور کافرستانی فوج کے خلاف گروپ بنا کر کام شروع کر دیا۔ یہ گروپ مختصر سا تھا لیکن اس گروپ نے کافرستانی فوج کو سب سے زیادہ نقصان پہنچایا تھا۔

پھر نعمان نے ایک بڑا کارنامہ سرانجام دینے کا فیصلہ کیا اور یہ بڑا کارنامہ تھا۔ مشہور میں کافرستانی فوج کے اعلیٰ کاسب سے بڑا ڈنڈا لانے کا اس ڈنڈے کے بارے میں نعمان کو کہیں سے اطلاعات ملی تھیں۔ اگر یہ ڈنڈا جہاد ہو جاتا تو کافرستانی فوج کو زبردست نقصان پہنچایا جاسکتا تھا۔ اسی گروپ اس بارے میں تفصیلات اکٹھی کر رہا تھا اور منصوبہ بندی کر رہا تھا کہ اچانک ایک روز بلیک ہاؤنڈز نے جہاد مارا اور گروپ کے چار افراد بکڑے گئے۔ اس گروپ میں کچھ سمیت دس افراد تھے۔ بکڑے جانے والوں میں نعمان بھی شامل تھا۔ ہم چار افراد جو کچھ اس میٹنگ میں شریک تھے اس لئے بچ گئے تھے۔ لیکن ہم نے فوری طور پر اپنے ساتھیوں کو جہاد کے لئے کارروائی کی اور ہم نے انتہائی دلیری سے بلیک ہاؤنڈز کے قریبی اڈے پر ریڈ کیا۔ وہاں بے تحاشہ فائرنگ ہوئی لیکن ہم کامیاب نہ ہو سکے۔ کچھ بھی چار گولیاں لگیں اور میں ایک کھڑے میں گر گیا۔ ان لوگوں نے شاید یہ سمجھا کہ میں مر چکا ہوں اس لئے مزید کچھ گولی نہ ماری۔ جب کچھ ہوش آیا اور میں ریختا ہوا اس کھڑے سے باہر نکلا تو میں نے نعمان سمیت اپنے نوکے نو ساتھیوں کی لاشیں وہاں بکری ہوئی پڑی دیکھیں۔ نعمان اور اس کے ساتھ باقی آدمی جنہیں پہلے پکڑا گیا تھا ان کی لاشوں پر بے پناہ غیر انسانی تشدد کے نشانات موجود تھے۔ ان کے پورے جسم زخموں سے

رہتے اور ہر زخم میں تلک اور سرخ سر میں بھری ہوئی تھیں۔ ان کی انگلیاں نکال دی گئی تھیں۔ ناک کان کٹے ہوئے تھے۔ جسم کی تقریباً تمام ہڈیاں ٹوٹی ہوئی تھیں۔ جب کہ میرے ساتھ جو تین ساتھی تھے وہ گولیوں کا شکار ہو کر مرے گئے۔ ہم نے جب وہاں حملہ کیا تھا تو اس وقت بلیک ہاؤنڈز نعمان اور اس کے ساتھیوں پر ہوتا کشتہ دہیں مصروف تھے۔ مارا حملہ ہونے پر انہوں نے ان سب کو گولی سے اڑا دیا اور ساتھ ہی ہمیں بھی۔ صرف میں اکیلا بچ گیا تھا لیکن میں چل نہ سکتا تھا اور قہریدہ زخمی تھا۔ بہر حال گرنا پڑتا اور گھسٹتا ہوا ہستی بچ گیا تھا جس سے مجھے ایک خفیہ کیمپ میں پہنچا دیا گیا جہاں میرا علاج ہوتا رہا۔ میں ٹھیک ہو گیا تو میں نے فیصلہ کر لیا کہ میں اپنے طور پر ان بلیک ہاؤنڈز کا سراغ لگانا گا اور ان سے اپنے ساتھیوں پر ہونے والی درندگی کا انتقام لوں گا۔ لیکن میری ناکامی میں ایک زخم ایسا تھا جو معدیہ ہو رہا تھا بلکہ گھٹا اور سڑتا جا رہا تھا۔ چنانچہ کیمپ کمانڈر نے مجھے خفیہ طور پر آزاد مشہور بھجوا دیا۔ وہاں کے ایک اعلیٰ ہسپتال میں میرا علاج ہوا اور وہاں میری علامات ایک ایسے آدمی سے ہو گئی جو وہاں پاکیشیا سیکرٹ سروس کے خفیہ طور پر کام کرتا تھا۔ اس نے جب میری روئیدہ سنی اور میں نے اسے بلیک ہاؤنڈز کے علم تشدد کی تفصیلات بتائیں تو اس نے مجھے مشورہ دیا کہ میں اکیلا اس خوفناک تنظیم کے خلاف کچھ نہیں کر سکتا اس لئے مجھے پاکیشیا کے علی گڑھ نگران صاحب کی مدد حاصل کرنی چاہئے۔ اس نے مجھے آپ کے متعلق جو کچھ بتایا حقیقت یہ ہے کہ مجھے اس پر یقین نہ آیا لیکن میں نے بہر حال

فیصلہ کر لیا کہ میں پاکیشیا جاؤں گا اور آپ سے ملاقات کروں گا۔ تجارت کرنا ہوں اس لئے آؤں مشکبار میں میرے تجارتی تعلقات تھے وہاں سے میں نے رقم حاصل کی اور یہاں آگیا۔ ہوٹل عالمگیر میں رہا۔ اس آدمی نے مجھے آپ کے فلیٹ کا پتہ اور فون نمبر بھی بتا دیا تھا۔ میں تین مرتبہ آپ کے فلیٹ گیا مگر وہاں نالا لگا ہوا تھا۔ پھر میں نے مسلسل فون کرتے رہنے کے بارے میں سوچا اور پھر آپ سے فون پر ملاقات ہوئی میں نے آپ کو تفصیل بتائی شروع کی تو آپ نے مجھے روک دیا اور بدلت کی میں فوری طور پر محسوس چلازہ کے اس کمرے میں پہنچ کر آپ انتظار کروں۔ چنانچہ میں یہاں آگیا ہوں لیکن آپ نے لمبا انتظار کر لیا۔ مجھے یہاں آنے ہوئے تقریباً دو گھنٹے ہو گئے ہیں۔ بہر حال مجھے خوشی ہے کہ آپ سے سری ملاقات بھی ہو گئی ہے اور آپ نے مجھے وقت بھی دیا ہے۔

رہن نے کہا۔ آپ بلیک ہانڈز کے متعلق جو کچھ جانتے ہیں وہ تفصیل سے بتاؤ۔ عمران نے سنجیدگی سے کہا۔ یہ گروپ تھوڑا عرصہ پہلے سامنے آیا ہے۔ یہ ہے تو کافرستانی فوج ہی گروپ۔ لیکن اجنبی تیز۔ پھر تھوڑا اور اجنبی خوفناک حد تک درست صفت گروپ ہے۔ اس نے بے شمار مجاہدین گروپوں کا خاتمہ کیا ہے اور خاص طور پر گروپ لیڈر ان کا شکار بننے ہیں ان کی فضا کی یہ ہے کہ ان کے کاندھوں پر فوج کے عام ستارہ کی بجائے صرف سیاہ رنگ کا کراس لگا ہوا ہے۔ مجاہدین نے انہیں مارنے یا پکڑنے کی بے حد کوشش کی ہے۔

میں نے کہا۔ ان کا ایک آدمی بھی نہ مارا جاسکا ہے اور نہ پکڑا جاسکا ہے۔ اس گروپ کے سامنے آنے کے بعد مظہار میں مجاہدین کی تحریک کمزور پڑتی جا رہی ہے کیونکہ لیڈر مسلسل ان کا شکار بننے جا رہے ہیں۔ روشن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔ ان کا ہیڈ کوارٹر یا کوئی خاص اڈہ۔ عمران نے پوچھا۔ نہیں۔ بس یہ اچانک نمودار ہوتے ہیں اور اچانک ہی غائب ہو جاتے ہیں۔ روشن نے جواب دیا۔ لیکن آپ نے ابھی کہا ہے کہ آپ کے گروپ کو جب یہ پکڑ کر لے گئے تو آپ چار ساتھی ان سے اپنے آدمی چھوڑنے گئے تھے اور پھر وہاں آپ کا مقابلہ بھی ہوا۔ آپ کو کیسے اس اڈے کا علم ہو گیا تھا۔ عمران نے باقاعدہ جرح کرتے ہوئے کہا۔ مجھے جب نعمان اور اس کے ساتھیوں کے پکڑے جانے کی اطلاع ملی تو میں اور باقی تین ساتھی وہاں سے تھوڑے فاصلے پر موجود تھے۔ اطلاع دینے والے نے ان کی جیب کے بارے میں بتایا تھا۔ چنانچہ ہم نے معلومات حاصل کیں تو ہمیں معلوم ہو گیا کہ وہ جیب ہستی کے شمال مغربی حصے کی طرف جاتی دیکھی گئی ہے اور پھر ہمیں وہ جیب ایک پرانے اور ٹوٹے ہوئے گھر کے احاطے میں کھڑی نظر آگئی اور ہم نے وہاں دیکھ کر دیا۔ اصل بات یہ ہے کہ ان کے اصل اڈے کا تو کسی کو علم نہیں۔ لیکن یہ جہاں چلتے ہیں انہما مرضی اڈہ بتا دیتے ہیں۔ جس طرح انہوں نے اس ٹوٹے ہوئے گھر کو عارضی اڈہ بنالیا تھا۔ روشن نے جواب

دیتے ہوئے کہا۔

مشکباریوں کو نجات مل جائے گی۔ روشن نے کہا۔
"آپ اب واپس کیسے جائیں گے۔ وہ گروپ یقیناً آپ کو وہاں تلاش کر رہا ہو گا۔" عمران نے پوچھا۔

"ظاہر ہے۔۔۔ لیکن میں ان کے خوف کی وجہ سے یہاں چھپ کر تو نہیں بیٹھ سکتا۔ میں مجاہد ہوں۔ میں نے تو واپس جانا ہے یہاں بھی میں صرف آپ سے ملاقات کئے آیا ہوں ورنہ تو جلد رست ہوتے ہی میں واپس چلا جاتا۔" روشن نے کہا۔

"فحشک ہے۔۔۔ ہم آپ کے ساتھ جائیں گے۔ آپ ہو غل میں رہیں ہم رواں لگی کے وقت آپ کو وہاں سے لے لیں گے۔ اور اب جب تک آپ یہاں رہیں گے آپ ہمارے ہمراہ ہوں گے ہونٹل کا تمام خرچہ ہم ادا کریں گے لیکن آپ نے کسی سے اس بارے میں کوئی بات نہیں کرتی۔ اس بات کا خیال رکھیں۔" عمران نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔

"اوہ تو آپ واقعی اس گروپ کے خلاف کام کریں گے۔" روشن نے انتہائی مسرت جبرے لہجے میں کہا۔ وہ بھی کرسی سے اٹھ کر اڑا تھا۔
"مجھے پہلے ہی اس گروپ کے بارے میں اطلاع مل چکی ہے یہاں ایک کیمپ میں دو مشکباری مجاہدوں نے مجھے ان کے متعلق بتایا تھا۔ انہیں تو اطلاع کے لئے جہان کے ایک مخبر شخص نے بیرون ملک بھجوا دیا ہے۔ میں اس بارے میں معلومات حاصل کر رہا تھا کہ آپ کا فون آگیا اور جب آپ نے یہی بلیک ہاؤس کا نام لیا تو میں نے آپ سے ملنے کا فیصلہ کر لیا۔ اب آپ کو ساتھ لے جانے کا ایک مقصد یہ بھی ہے کہ آپ ہمیں ان خطیہ

اچھا دیکھنے کا ڈپو کہاں ہے۔ کیا آپ اس کی تفصیلات جانتے ہیں۔ عمران نے پوچھا۔

"صرف اتنا معلوم ہے کہ یہ ڈپو راجوری میں قائم ہے۔ تمام پہاڑیوں کے نیچے بنایا گیا ہے اس کی حفاظت کے بہترین انتظامات کئے گئے ہیں۔ اور باہر ہر طرف کانفرنسی فوج ہر وقت پہرہ دیتی رہتی ہے۔ روشن نے جواب دیا۔

"کیا آپ دلاوی مشکبار میں کسی ایسے آدمی کا پتہ بنا سکتے ہیں جہاں ہمیں اس بلیک ہاؤس کے بارے میں کچھ اطلاعات مل سکیں۔" عمران نے پوچھا اور روشن خاموش ہو گیا۔ اس کا اندازہ ایسا تھا جیسے وہ سو رہا ہو۔

"نہیں جناب۔ ویسے سنا ہے کہ ان کا بڑا مرکز انتہائی ناگ میں ہے۔ اس سے زیادہ مجھے معلوم نہیں ہے۔" روشن نے جواب دیا۔
اب آپ کا کیا پروگرام ہے۔ عمران نے پوچھا۔

"میں چاہتا ہوں کہ آپ میرے ساتھ چلیں اور میرے ساتھ مل کر اس گروپ کے خلاف کام کریں۔ میں آپ کو کوئی معاوضہ تو نہیں دے سکتا لیکن مجھے بتایا ہی گیا ہے کہ آپ کو اگر مشن پسند آگیا تو آپ بغیر معاوضے کے بھی کام کر سکتے ہیں اور مجھے یقین ہے کہ آپ اگر اس گروپ کے خلاف کام کریں گے تو یقیناً اس گروپ کو ختم کر دیں گے۔ اس طرح خرابی مشکبار میں مٹی جان پڑ جائے گی اور ان کے بے پناہ قلم و ستم سے

راستوں سے مقبوضہ مشہار لے جائیں، جہاں سے مجاہدین آتے جاتے رہتے ہیں۔ اس طرح ہم کسی کی نظروں میں آئے بغیر وہاں پہنچ جائیں گے۔
 عمران نے کہا۔

”آپ بے فکر رہیں وہاں آپ مجاہدین کے مہمان ہوں گے۔“
 نے سرت بھرے لہجے میں کہا۔
 ”نہیں وہاں آپ نے ہمارے مشتعل کسی کو کچھ نہیں بتانا کہ ہم کو“
 عمران نے کہا اور روشن نے انہماک سے کہا۔

”میں نے دور نہ خبری ہو سکتی ہے۔“
 سر ہلا دیا اور پھر عمران اور حمزہ اس سے مصافحہ کر کے کمرے سے باہر آئے۔
 ”تم نے جیف سے پہلے ہی ان لوگوں کے خلاف کام کرنے کی اجازت“
 لے رکھی تھی۔“
 حمزہ نے باہر آتے ہی پوچھا۔

”میں نے اجازت نہیں لے رکھی تھی۔ جیف نے خود اس مشن پر“
 بھیجے کا فیصلہ کر رکھا تھا لیکن وہاں کا کوئی ایسا آدمی نہ مل رہا تھا جو ہمیں

وہاں اس طرح پہنچا سکے کہ ہم کسی کی نظروں میں آئے بغیر وہاں پہنچ سکیں۔
 جیف نہیں چاہتا کہ آزاد مشہار کی حکومت یا وہاں کی فوج کو ہمارے
 مشن کا علم ہو سکے اس لئے مجھے ہی اس روشن سے بات ہونی میں سمجھ
 کہ یہ صحیح آدمی ثابت ہو گا۔ میں نے جیف سے بات کی تو جیف نے کہا
 وہ حمزہ کو وہاں بھیج رہا ہے تاکہ روشن سے علاقوں کے بارے میں
 بات ہو تو حمزہ ان کی تصدیق کر سکے۔ لیکن اس آدمی سے ملنے سے پہلے

اس کے سابقہ حوالہ جات کی تفصیل معلوم کرنی ضروری تھی تاکہ اس کے
 مشتعل پوری طرح تسلی ہو سکے کہ یہ صحیح آدمی ہے۔ ان حوالہ جات کی
 تصدیق میں کافی وقت لگ گیا اس لئے تمہیں بھی اور اسے بھی انتظار کرنا
 عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”مجھے تم پہلے بتا دیتے تو میں شکایت ہی نہ کرتا۔ اس مشن کیلئے تو میں
 صدیوں انتظار کر سکتا ہوں۔“
 حمزہ نے اچھائی غلوں سے بھرے لہجے
 میں کہا۔

”صدیوں میں تو بلیک ہاؤنڈز کی نجانے کون سی نسل تک بات پہنچ
 جائے۔“
 عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور حمزہ ہنس پڑا۔

”تم تیار رہنا۔ کسی بھی وقت ہماری رونا لنگی ہو سکتی ہے۔“
 عمران نے پارکنگ میں پہنچتے ہوئے حمزہ سے کہا اور حمزہ نے انہماک میں سر ہلا دیا
 اور عمران اپنی کار میں بیٹھا اور دوسرے لمحے کار پارکنگ سے باہر نکل گئی۔

اسے اچھی طرح چیک کر کے اس نے اسے جیب میں ڈالا اور پھر جیب سے ایک کانڈ نکال کر اس نے منوہر کو دیا۔

اس میں سب کچھ لکھا ہوا ہے۔ اب آپ فوراً انہاں سے چلے جائیں کیونکہ میرا ساتھی کسی بھی لمحے آسکتا ہے۔ اس آدمی نے کہا اور منوہر نے کانڈ جیب میں ڈالا اور پھر سر ملاتا ہوا تیزی سے مڑا اور دروازہ کھول کر باہر نکل گیا۔ یہ ہنسی سے ہنستے ہوئے ایک چھوٹا سا مکان تھا۔ چند لمحوں بعد منوہر مکان سے باہر آگیا۔ اس کے جسم پر عام سابلیمز تھا۔ وہ تیز نیو قدم اٹھاتا آگے بڑھا چلا گیا۔ تھوڑی دور اندھیرے میں ایک فوق جیب کھڑی تھی۔ ڈرائیونگ سیٹ پر ایک فوق بیٹھا ہوا تھا۔ لیکن اس کے کانڈھے پر سٹار ڈی بجائے سیاہ کر اس لگا ہوا تھا۔

منوہر نے دروازے پر آہستہ سے دستک دی اور پھر نیچے ہنستے ہوئے کھڑا گیا۔

آجہاؤ۔ اندر سے آواز سنائی دی۔ اور منوہر دروازے کو دھکیلا ہوا اندر داخل ہو گیا۔ یہ چھوٹا سا گھر تھا جس میں ایک مقامی آدمی بیٹھا تھا۔ اس نے اپنے جسم کے گرد پاد لپیٹی ہوئی تھی جس سے اس کا ہاتھ آدھے سے بھی زیادہ ڈھکا ہوا تھا۔ کمرے میں ہلکی پاد کا ایک بلب روشن تھا۔ کمرے میں دو چار پائیاں رکھی ہوئی تھیں جن پر پرانے سے بستر پڑے ہوئے تھے۔

مقامی آدمی نے منوہر سے مخاطب ہو کر پوچھا: "مقامی آدمی ہے جناب۔" مقامی نے منوہر سے مخاطب ہو کر پوچھا: "مقامی آدمی ہے جناب۔"

منوہر نے کہا اور جیب سے بڑے نوٹوں کی ایک گولڈ ٹھکان کر اس نے اس کی طرف پھینک دی۔ اس آدمی نے گولڈ ٹھکان کر اس نے اس کی طرف پھینک دی۔

منوہر نے کہا اور جیب سے بڑے نوٹوں کی ایک گولڈ ٹھکان کر اس نے اس کی طرف پھینک دی۔ اس آدمی نے گولڈ ٹھکان کر اس نے اس کی طرف پھینک دی۔

- نہیں ایک آدمی بچ گیا تھا۔ ہم اسے سرور کچھ کر پھوڑ گئے تھے لیکن وہ زخمی تھا۔ وہ گر گیا۔ اسے بچ گیا تھا۔ مجھے جب اطلاع ملی تو میں چونک پڑا کیونکہ اس کا زخم بچ جانا ہمارے اصول کے خلاف تھا۔ اس طرح ہمارا گروپ سلسلے آگیا تھا۔ پتا چنے میں نے اسے تلاش کرنے کا حکم دے دیا۔ لیکن غیر اطلاع ملی کہ وہ آزاد مشہور ہو گیا ہے۔ وہاں جب ہمارے خبروں نے اسے نرس کرنے کی کوشش کی تو معلوم ہوا کہ وہ پاکیشیا چلا گیا ہے۔ اس کے بعد اطلاع ملی کہ وہ جب پاکیشیا سے واپس آیا ہے تو اس کے ساتھ چھ پاکیشیائی بھی ہیں اور وہ خفیہ راستوں سے یہاں آنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ اس پر میں چونک پڑا۔ ایسے بے شمار راستے ہیں جن سے یہ لوگ آنے جاتے رہتے ہیں اس لئے میں نے خاص توہمیں کو اس راستے کی خبری کے لئے تعینات کر دیا۔ پتا چنے ایک آدمی کو نہیں کر دیا گیا جس نے انہیں سہل کرنے کا سوچا کیا تھا۔ یہ دو افراد کا گروپ ہے۔ ان میں سے ایک سے سوا ہٹے ہو گیا کہ وہ ہمیں اس راستے کی خبری کرے گا پتا چنے اب میں خفیہ طور پر اس کے پاس گیا تھا اور اسے ادا بھی کر کے یہ نقشہ لے آیا ہوں۔ اور اس نقشے سے پتہ چلا ہے کہ یہ لوگ درسام پہاڑی والے راستے سے آرہے ہیں۔ جو آدمی بچ گیا تھا اس کا نام روشن ہے۔ اور روشن بینا کسی خاص مقصد کے لئے ان پاکیشیائیوں کو ساتھ لے کر آرہا ہو گا اس لئے اب ہم نے ہر قیمت پر اس روشن اور ان پاکیشیائیوں کا خاتمہ فوری طور پر کرنا ہے اور یہ کام آسانی سے ہو سکتا ہے۔ کیونکہ وہ لوگ اس بات سے بے خبر ہوں گے کہ ان کے خلاف باقاعدہ خبری ہو چکی ہے۔

روشنی نظر آنے لگی۔ یہ ایک خاصا بڑا کمرہ تھا جس میں چار افراد موجود تھے لیکن کمرے میں کوئی فرنیچر نہ تھا البتہ فرش پر روئی کا منہ بٹھا ہوا تھا اور ایک میز میکس لیمپ ایک کونے میں بل رہا تھا۔ ان چاروں نے بڑا اوب سے منوہر کو سلام کیا۔

• منوہر نے کہا اور پھر خود بھی وہ منہ سے پر ہیٹھ گیا۔ انہیں جب سے وہی کاغذ ملا اور اس کو اپنے سلسلے فرش پر پھیلا دیا۔ ایک ہاتھ سے منہ ہوا نقشہ تھا منوہر اس پر جھک گیا۔ نقشے پر بگڑے نشانات لگے ہوئے تھے۔

• تو یہ گروپ درسام پہاڑی کے راستے آرہا ہے۔ منوہر نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

• کون سا گروپ پاس۔ پاس پہنچے ہوئے ان چاروں میں ایک نے چونک کر بوجھا۔

ایک پاکیشیائی گروپ آرہا ہے رام پیارے۔ اور ہم نے اسے خیر کرنا ہے۔ منوہر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

لیکن یہ ہے کون اور کیوں آرہا ہے۔ رام پیارے نے حیرت بھرے لہجے میں بوجھا۔

• جہیں یاد ہے کہ ہم نے باجوڑا گروپ کا خاتمہ کیا تھا۔ منوہر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

• میں پاس اور سارا گروپ ختم ہو گیا تھا۔ اس آدمی نے جوا

منوہر نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”یہ لوگ کب ارہے ہیں باس اس آدمی نے کہا۔

”نکل رات یہ سرحد پار کریں گے، درسام پہاڑی والے راستے سے اور ہم کسی ایسی جگہ چھپ کر ان کا استقبال کریں گے جہاں سے ایک ہی مادہ میں ان کا مکمل طور پر صفایا کر دیا جائے گا۔“ منوہر نے جواب دیا۔

”کیا فل ریڈ ہوگا؟“ اس فوجی نے پوچھا۔

”نہیں جب راستے کا علم ہو گیا ہے تو چند افراد ہی کافی ہیں۔“

منوہر نے جواب دیا۔

”تو باس ہم حاضر ہیں اس مشن کے لئے۔“ رام عیارے نے

جواب دیتے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ اسی لئے تو میں یہاں آیا ہوں تاکہ جہیں تفصیلی ہدایات دے سکوں لیکن یہ سن لو کہ میں ناکامی کی رپورٹ ہرگز نہیں سنوں گا۔“ منوہر نے انتہائی سخت لہجے میں کہا۔

”سوال ہی پیدا نہیں ہوتا باس۔“ رام عیارے نے جواب دیتے

ہوئے کہا۔

اد کے۔“ منوہر نے کہا اور پھر نقشے پر جھک کر اس نے انہیں

راستے اور مشن کے بارے میں تفصیلات بتاتی شروع کر دیں۔

ایک پہاڑی غار کے اندر روشن کے ساتھ عمران اور اس کے ساتھی موجود تھے۔ عمران کے ساتھ حمزہ۔ صفدر۔ کیپٹن شکیل۔ نعمان اور صدیقی تھے۔ ان سب کے جسموں پر سیاہ لباس تھے اور انہوں نے اپنی پشت پر سیاہ رنگ کے تھیلے لادے ہوئے تھے۔ غار کا دہانہ خاصا قراخ تھا اس لئے مجرور و روشنی اندر آ رہی تھی۔

”یہ راستہ ہر لحاظ سے محفوظ ہے روشن۔“ عمران نے اپنے ساتھیوں کے دیکھتے ہوئے کہا۔

”جی ہاں جناب میں نے اس لئے محفوظ ترین راستے کا انتخاب کیا ہے ورنہ تو اور بھی بے شمار راستے ہیں ان راستوں پر کارفرسانی فوج کے بچاچے کا خطرہ رہتا ہے۔ جب کہ یہ راستہ قطعی محفوظ ہے۔“ روشن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”کیا تم پہلے کبھی اس راستے سے گزرے ہو؟“ عمران نے پوچھا۔

نہیں۔ جناب میرے لئے یہ نیا ہی ہوگا لیکن آپ فکر نہ کریں جو لوگ ہمارے گائیڈ ہیں وہ اس کے ایک ایک پہرے سے واقف ہیں۔ ان کا کام بھی یہی ہے کہ وہ ادھر سے لوگوں کو ادھر اور ادھر سے ادھر پہنچاتے رہتے ہیں۔
 * ردش نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”کیا یہ لوگ باقاعدہ رقم لیتے ہیں؟“ عمران نے پوچھا۔

”جی ہاں فی کس دس ہزار روپے اور وہ بھی صرف مجاہدین سے اگر کوئی دوسرا ہو تو بیس ہزار روپے۔“ ردش نے جواب دیتے ہوئے کہا۔ اور عمران نے اذیت میں سر ہلادیا۔ اور پھر تھوڑی دیر بعد دور سے کسی ٹگڑ بھگڑ کے پچھنے کی آواز سنائی دی۔ اور ردش نے آواز سننے ہی چونک کر کھڑا دیکھا۔
 ”یہ ان کا مخصوص کاشن ہے۔ میں انہیں ہمیں لے آتا ہوں۔“
 ردش نے کہا اور تیزی سے قدم بڑھاتا ہوا کہ وہاں کی طرف بڑھ گیا۔

”پوری طرح محتاط رہنا۔ جو لوگ رقم لے کر یہ کام کرتے ہیں وہ رات لے کر خبری بھی کر سکتے ہیں۔“ ردش کے باہر جاتے ہی عمران نے اپنے ساتھیوں سے مخاطب ہو کر کہا۔

”نقشہ تو دیکھ لیا ہے کیوں نہ اب ہم خود آگے بڑھ جائیں۔“ ستوا نے کہا۔

”نہیں صرف نقشہ دیکھنے سے بات نہیں بنتی۔ سرحد پر کافرستانی فوراً موجود ہے۔ یہ لوگ ایسے راستے بھی جانتے ہیں جن تک فوج نہیں آ سکتی اور وہ سنا ہے کہ فوج سے ان کا باقاعدہ لین دین بھی ہو۔ جب تک کوئی واضح خطرہ سامنے نہ آجائے ہم نے ان لوگوں کی ہی پیروی کرنی۔“

عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا اور باقی ساتھیوں نے اذیت میں سر ہلادیتے۔

”ہندو لکھن بعد قار سے باہر قدموں کی آواز ابھری اور پھر روشن کے ساتھ وہ مقامی اندر داخل ہو گئے۔ انہوں نے جسموں کے گرد چادریں پہنی ہوئی تھیں۔ سر پر مقامی ٹوئیاں تھیں اور چادریں سے آدھے چہرے بھی ڈھکے ہوئے تھے۔“

”آپ لوگوں نے پوری طرح محتاط رہنا ہے۔ آپ کی ذرا سی غلط حرکت سے کافرستانی فوج کو آپ کا علم ہو جائے گا اس لئے پوری طرح محتاط رہیں اور راستے میں قطعی کوئی بات جیت نہ کی جائے۔“ ایک آدمی نے عمران اور اس کے ساتھیوں سے مخاطب ہو کر قدرے سخت لہجے میں کہا۔
 وہ چہرے سے ہی عیار اور مکار آدمی لگتا تھا۔

”یہ مجاہدین کے مہمان ہیں خورشید اس لئے لہجہ نرم رکھو۔ دوسرے نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”میں تو انہیں مطلع کر رہا تھا کہ کہیں غلطی نہ کر۔ تمہیں اور بدنام ہم ہو جائیں۔“ خورشید نے منہ بنا تے ہوئے جواب دیا۔

”آپ ناراض نہ ہوں جناب میرے ساتھی کا قدرتی طور پر لہجہ ہی ایسا ہے۔ ہر حال آپ بے فکر رہیں آپ بالکل صحیح سلامت سرحد پار کر لیں گے یہ راستہ ہر لحاظ سے انتہائی محفوظ ہے۔“ دوسرے آدمی نے مسکراتے ہوئے عمران اور اس کے ساتھیوں سے کہا۔

”جہاد کیا نام ہے؟“ عمران نے پوچھا۔

نئی میرا نام اعظم ہے ۔ دوسرے آدمی نے جواب دیتے ہوئے کہ
 ”جیلے تم ہمیں اس رستے کی پوری تفصیل بتاؤ۔ یہ نقشہ میرے پاس
 ہے۔ اس نقشے کی مدد سے بتاؤ کہ ہم کہاں کہاں سے گزریں گے، کس کس
 طرح سے گزریں گے اور کافرستانی فوج کی طرف سے خطرہ کس کس جگہ
 اور کس کس طرف سے ہوگا۔“ عمران نے سنجیدہ دلچسپی میں کہا۔
 ”تم ان نقشے وغیرہ کو چھوڑو۔ تم نے تم کھانے میں یا پھر لکھنے میں تمہارے
 نے سرحد پار پہنچنا ہے۔ پہنچ جاؤ گے۔“ خورشید نے اسی طرح سخت لہجے
 میں کہا اور عمران اٹھ کھڑا ہوا۔

”اوس کے سسر خورشید ہم نے واقعی تم کھانے میں لیکن ہم کچے
 آم کھانے کے عادی نہیں ہیں۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور
 دوسرے نے خورشید بری طرح قہقارہ ہوا اچھل کر غاری کی ایک دیوار سے
 دھماکے سے جا ٹکرایا۔ عمران نے اچانک اس پر ہاتھ چھوڑ دیا تھا۔
 ”کیا کیا کیا۔۔۔۔۔۔“ اعظم اور درویش دونوں نے
 بری طرح چوہکتے ہوئے کہا لیکن دوسرے نے وہ دونوں حیرت سے اتوں کی
 طرح ساکت ہو گئے۔ سب عمران کے سارے ساتھیوں نے جیسوں سے
 مقہین پٹل نکال کر ان کی طرف کر دیئے۔ خورشید نیچے گرتے ہی چھٹا ہوا
 اچھلا اور دوسرے نے اس کے ہاتھ میں ریو الود کی تھلک نظر آئی مگر اس
 کے ساتھ ہی عمران ٹھٹکت اپنی جگہ سے اچھلا اور خورشید کے منہ سے ایک
 بار پھر جھنجھک نکلی۔ عمران کے ہیر کی ضرب اس کے اس ہاتھ پڑی تھی جس
 میں ریو الود تھا۔ اور ریو الود اس کے ہاتھ سے نکل کر دوڑ جا کر ا۔

اب اگر غلط حرکت کی تو گردن توڑ دوں گا۔ عمران نے غصے
 ہوئے کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی اس نے آگے بڑھ کر ایک بار پھر بازو کھٹکا
 دیا اور خورشید ایک بار پھر اچھل کر کسی گھنڈ کی طرح غار کی دوسری دیوار
 سے جا ٹکرایا اور اس کے حلق سے ٹھٹکتے والی بیج سے غار گونج اٹھی۔
 ”یہ کیا ہو رہا ہے روشن یہ لوگ۔“ اعظم نے ٹھٹکت چمکنے
 ہوئے کہا۔

”خاموش کمزور رہو درویش۔“ تنویر نے اچانی سر دھکے میں اس
 سے مطالبہ ہو کر کہا اور اعظم ہونٹ بھیج کر خاموش ہو گیا۔ اب اس کے
 چہرے پر شدید خوف کے تاثرات اٹھ اٹھے تھے۔ جب کہ روشن کے چہرے
 پر حیرت اور خوف کے ملے جلے تاثرات نمایاں تھے جیسے وہ اس اچانک
 ہونے والی کارروائی کی وجہ سمجھ نہ سکے ہو۔ خورشید جیسے ہی دیوار سے
 ٹکرا کر نیچے گرا۔ عمران نے آگے بڑھ کر اس کی گردن پر ہیر رکھا اور ساتھ
 ہی ٹانگ کو سر دھ دیا۔ دوسرے نے خورشید کا بری طرح چڑکنا ہوا جسم
 ٹھٹکت ساکت ہو گیا۔ اس کا چہرہ بری طرح سکا ہو گیا تھا اور آنکھیں اوپر کو
 بڑھ گئی تھیں۔ حلق سے غرغراہٹ کی آوازیں نکلتی لگیں۔ ظاہر ہے کہ اس
 کی شدہ رگ بھلی جا رہی تھی۔ عمران نے ہیر کو داہیں موزا تو جتنی تیزی سے
 اس کا چہرہ سکا ہوا تھا خون کی بحالی کی وجہ سے اتنی تیزی سے داخل ہونے
 لگ گیا لیکن بہر حال شدید ترین تکلیف کے آثار اب بھی اس کے چہرے پر
 نمایاں تھے اور جسم اس طرح ساکت ہوا تھا۔
 ”بتاؤ کن کو مغربی کی ہے تم نے ہمارے متعلق بتاؤ درویش۔“

ہے اور جناب ہمارے ہاں خدار کو اجنبائی عبرت ناک سزا دی جاتی ہے آپ مجھے ابھارت ہیں میں اپنے ہاتھوں اس خدار کو اس کی غداری کی سزا دوں۔
اعظم نے نکتہ مصیبت لکھے میں کہا۔ عمران نے ایک نظر اس کے چہرے کی طرف دیکھا اور پھر بڑھایا۔

”ٹھیک ہے۔ تمہیں ہی اسے سزا دینی چاہیے۔“ عمران نے کہا اور اعظم نے بجلی کی سی تیزی سے جیب سے ربوہ اور نکالا اور دوسرے لمحے خدار ربوہ کے خوفناک دھماکوں کے ساتھ خورشید کے حلق سے نکلنے والی کرنیاں بج سے گونج اٹھا۔ گولیاں اس کے سینے میں لگی تھیں۔

لعنت ہے تم پر خورشید۔ تم نے جہنم کی خاطر غداری کی ہے۔“ اعظم نے جلتے ہوئے لکچے میں کہا اور ساتھ ہی اس نے خورشید کے جسم پر تھوک دیا۔

”یہ میں جناب ربوہ اور اس میں ابھی گولیاں موجود ہیں۔ یہ بھی سزا ہی ساقی تھا۔ اس لئے مجھے بھی اس کے گناہ کی سزا ملنی چاہیے۔ آپ بیشک مجھے گولی مار دیں میں ہر سزا بھگتنے کے لئے تیار ہوں۔“ اعظم نے ربوہ اور عمران کے قدموں میں ڈالتے ہوئے کہا۔

”ربوہ اور اس کی ہمارے پاس کی نہیں ہے اعظم۔ اگر تم اس کے ساتھ شامل ہوتے تو اس طرح المیہ خان سے نہ کھڑے ہوتے مجھے معلوم ہے کہ تم سنگر ضرور ہو لیکن تم ایمان کے سوا اگر نہیں ہو۔“ عمران نے آگے بڑھ کر اعظم کے کان سے ہر جھکی مچھتے ہوئے کہا اور اعظم نے سبے اختیار ایک طویل سانس لیا۔

عمران نے اجنبائی سر نہٹتے میں کہا اور ساتھ ہی سر کو ڈرا سا مڑ دیا۔

”بپ بپ بتاتا ہوں بتاتا ہوں۔ خدار کے لئے مجھے اس عذاب نکال میں بتاتا ہوں۔ مجھ سے غلطی ہو گئی ہے۔“ خورشید کی آواز اور رک کر نکل رہی تھی اور اعظم اور روشن دونوں کے چہرے خورشید زبان سے یہ فقرہ نکلتے ہی اس قدر تیزی سے بگڑے کہ جیسے انہیں فقاہ گیا ہو۔

”بتاؤ۔ پوری تفصیل بتاؤ۔“ عمران نے اور زیادہ سرد۔

”سردار آصف نے سوا کر لیا تھا۔ پچاس ہزار روپے میں سوا کر لیا تھا۔ پھر مکان پر ایک آدمی آیا۔ میں اسے نہیں جانتا وہ سادہ لبا میں تھا۔ اس نے مجھے پچاس ہزار روپے دیتے اور میں نے اسے لے دے لیا۔ جس پر وہ راستہ بنا ہوا تھا جس سے ہم نے تمہیں لے لیا تھا۔ خورشید نے اسی طرح رک رک کر جواب دیتے ہوئے کہا۔ ا کے چہرے سے ہی ظاہر ہوتا تھا کہ اس کی حالت کافی خراب ہے۔

”کون ہے یہ سردار آصف۔ پوری تفصیل بتاؤ۔“ عمران نے غڑاتے ہوئے کہا۔

”سردار آصف چوہدری کا سردار ہے۔“ خورشید نے جواب دے ہوئے کہا۔

”میں جانتا ہوں۔ جناب، سردار آصف کو۔ اور مجھے افسوس ہے خورشید نے غداری کی ہے۔ میں سوچ بھی نہ سکتا تھا کہ یہ ایسا بھی کر۔“

کرتے ہوئے پوچھا۔

”سواگ سے پہلے تو ایسا ممکن ہی نہیں ہے۔ وہ یقیناً ہمارا راستہ

دور سام درے پر روکنے کی کوشش کریں گے۔ وہ ایک ایسی جگہ ہے جہاں

سے ہم پر اگر ناز کھل دیا جائے تو ہم اپنا محفوظ جگہ نہ کر سکیں گے۔

معلم نے جواب دیتے ہوئے کہا اور روشن نے بھی اس کی ہاں میں ہاں ملا

دی۔

”جہاں میرے پاس یہ منظور مجھے بتاؤ کہ یہ وہ کہاں ہے اور اس کی کیا

فصلیات ہیں۔“ عمران نے کہا اور پھر اس نے اعظم اور روشن دونوں

کو اپنے ساتھ بٹھایا اور ان سے مسلسل سوالات پوچھنے شروع کر دیئے۔

”او۔ کے اب ہم اسی راستے پر چلیں گے لیکن درے سے پہلے ہم یہ

راستہ چھوڑ کر پہاڑی پر چڑھتے ہوئے قطعی طرف سے اس درے کی طرف

جائیں گے۔ میں وہاں موجود افراد میں سے ایک کو ہر صورت میں زندہ

گزارنا چاہتا ہوں تاکہ اس سے بلیک ہاؤنڈز کے بارے میں صحیح معلومات

حاصل کی جاسکیں۔“ عمران نے فیصلہ کن لہجے میں کہا اور باقی

ساتھوں نے انہماک میں سر ہلا دیئے۔

”بہر حال میں زندگی بھر اس کی اس حرکت پر شرمندہ رہوں گا۔“

مجھے پہلے اس کی اس غداری کا علم ہو جاتا تو میں اسے پہلے ہی ختم کر دیتا۔

اعظم نے جھک کر رو اور اٹھاتے ہوئے کہا۔

”آپ کو کیسے علم ہو گیا عمران صاحب کہ اس نے غداری کی ہے

روشن نے پہلی بار زبان کھولتے ہوئے کہا۔

”مجھے علم نجوم آتا ہے۔ اس بات کو چھوڑو۔ اب اصل مسئلہ یہ ہے کہ

کن لوگوں نے سردار آصف کے ذریعے ہماری خبری کے لئے خورشید

اتنی بھاری رقم دی ہے اور کیوں۔“ عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”میرے خیال ہے کہ بلیک ہاؤنڈز کو ہمارے متعلق اطلاعات مل گئی

ہیں اور یقیناً یہ ان کا ہی کارنامہ ہے۔“ صفدر نے کہا۔

”اگر واقعی یہی بات ہے صفدر۔“ تو پھر کچھ لو کہ بلیک ہاؤنڈز

خاصی باختر اور خاصی فعال تنظیم ہے اور ہمیں اب ہر طرح محتاط رہنا ہو گا

عمران نے جواب دیا۔

”لیکن اب وہاں جانے کا کیا پروگرام ہے گا۔ کیا اب کوئی دوسرا راستہ

اختیار کیا جائے گا۔“ حشر نے کہا۔

”آپ بے فکر رہیں جناب میں آپ کو ایک اور راستے سے لے جاؤں گا

اس راستے کا علم خورشید کو بھی نہیں ہے۔ یہ میں نے حال ہی میں دریافت

کیا ہے۔“ اعظم نے کہا۔

”وہ تو گہنہیں خورشید نے خبری کی ہے۔ ہمارے خیال کے مطابق

ہمارا استقبال کہاں کریں گے۔“ عمران نے اس کی بات کو نظر انداز

ہوئے آوی نے کہا۔

”ہاں لیکن اس کے باوجود ہمیں ہوشیار رہنا ہے۔“ — منوہر

نے جواب دیا۔

پھر آہستہ آہستہ رات کا اندھیرا ختم ہوتا چلا گیا اور صبح کی روشنی ہر طرف پھیلتی چلی گئی لیکن درے سے کوئی برآمد نہ ہوا تھا۔

”یہ کیا ہوا۔ کیا ہمیں غلط اطلاع دی گئی ہے یا ان لوگوں نے ارادہ

بدل دیا ہے۔ انہیں تو ہر صورت میں رات کو آنا چاہئے تھا۔ ایسے کام

تو رات کے اندھیرے میں ہی مکمل ہوتے ہیں۔“ — منوہر نے

ہوٹے پھینچتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے مضمین گن پر لگی

ہوئی ٹیلی سکوپ اٹارنی شروع کر دی۔

”میرا خیال ہے ہاں کہ ان لوگوں نے ارادہ بدل دیا ہے۔ ورنہ

سرور اصل کا آدمی کسی صورت میں غلط بیانی نہیں کر سکتا۔“

منوہر کے ساتھی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔ ویسے اب دن کی روشنی

میں وہ اور اوپر چٹانوں کی اوٹ میں لیٹے ہوئے رام پیارے اور اس

کے ساتھی انہیں صاف دکھائی دے رہے تھے۔

”ارے اوہ یہ کیا۔ یہ کون ہیں۔“ اپناٹک منوہر نے

چونک کر کہا۔

”کیا۔ کیا کون۔“ اس کے ساتھی نے چونک کر حیرت

سے کہا۔

”وہ اوپر دیکھو۔ رام پیارے اور اس کے ساتھیوں سے اوپر

ایک پہاڑ کی بلند چٹان کی اوٹ میں منوہر اوندھے منہ لیٹا ہوا تھا

اس کے ہاتھ میں مضمین گن تھی۔ جس پر نائٹ ٹیلی سکوپ فٹ تھا

اور وہ اس سے آنکھیں لگائے گہرے اندھیرے میں دور درے سے

اوپر دائیں طرف ایک غار کے دہانے پر موجود رام پیارے اور اس کے

تین ساتھیوں کو دیکھ رہا تھا رام پیارے اور اس کے تین ساتھی

چٹانوں کی اوٹ لئے ہاتھوں میں دو مضمین گنیں پکڑے ہوئے تھے

انہوں میں لیٹے ہوئے تھے۔ ان کی نظریں درے پر ہی لگی ہوئی تھیں

جہاں سے پاکیشٹائی گروپ نے ظاہر ہونا تھا۔ منوہر کے ساتھ ایک ام

آوی بھی اسی انداز میں لیٹا ہوا تھا لیکن اس کی آنکھوں پر دور بین موج

ہے تھی۔ البتہ اس کے ہاتھ میں ایک مخصوص قسم کی رائفل تھی۔

”ہاں یہ لوگ کسی صورت میں رام پیارے اور اس کے ساتھیوں

کی فائرنگ سے بچ کر نہ نکل سکیں گے۔“ منوہر کے ساتھ

- ٹھیک ہے ۔ تم دائیں طرف ہٹ کر اوٹ لے لو ۔ میں
 جہاں رک جائی ہوں ۔ اور منوجب تک میں خود فائر نہ کروں ۔ تم نے
 فائر نہیں کھولا ۔ منوہرنے چٹکے ہوئے کہا اور ماترم نے سر ہلاتے
 ہوئے کچھ دور جا کر ایک پٹان کی اوٹ لے لی ۔ منوہر کی نظریں اس
 پہاڑی پر جمی ہوئی تھیں جہاں فائر لگ ہوئی تھی ۔ درے میں پہنچنے کے
 لئے بھی ان لوگوں کو اسی پہاڑی سے ہی نیچے اترنا تھا اور جس جگہ وہ
 موجود تھا وہاں سے بہر حال اس پہاڑی اس کی گن کی ریخ میں آ رہی تھی
 اس لئے وہ رک گیا تھا ۔

- کاش ۔ کسی طرح تپہ چل سکتا کہ کون کون مرا ہے اور کون
 کون زندہ ہے ۔ منوہر نے بڑبڑاتے ہوئے کہا ۔ لیکن ظاہر ہے
 جہاں اتنی دور بڑے بڑے اسے اس مقام پہنچا تو معلوم نہ ہو
 سکتا تھا ۔ البتہ اس نے اوپر موجود آنے والوں کو جس طرح فائر لگ
 کے بعد پٹانوں کی اوٹ سے نیچے اترتے ہوئے دیکھا تھا اسی لئے اس نے
 اندازہ لگایا تھا کہ اس کے ساتھی ختم ہو چکے ہیں ۔ لیکن اب بجائے کیا
 بات تھی کہ اوپر مسلسل خاموشی چھائی ہوئی تھی ۔ ہر گنا تھا جیسے
 سب ہی ختم ہو چکے ہیں ۔ آخر جب تقریباً ایک گھنٹہ گزر گیا اور کوئی
 آواز نیچے نہ اتر اور نہ اوپر جانا دکھائی دیا تو معاملہ اس کی برداشت سے
 باہر ہو گیا ۔

- ماترم ۔ منوہر نے اونچی آواز میں اپنے ساتھی کو آواز
 دیتے ہوئے کہا ۔

اس خوفناک جنگ میں کوہ پڑے ۔ لیکن وہ اس لئے بے بس تھا
 درے کی حد تک تو اس کی گنتوں کی ریخ تھی لیکن اس سے آگے پہاڑ
 اس کی گنتوں کی ریخ سے بہر حال باہر تھی اور اس وقت درے میں اتنا
 اپنے آپ کو موت کے من میں دینے کے مترادف تھا کیونکہ اوپر پہاڑ
 سے وہ آسانی سے ہٹ کیے جاسکتے تھے ۔ فائر لگ اور دھماکے چھوٹے
 جاری رہے ۔ پھر خاموشی چھا گئی ۔ اور پھر منوہر نے ایک پٹان کے پتھروں
 سے ایک آوی کو نکل کر بجلی کی سی تیزی سے دوڑ کر دوسری پٹان کا
 اوٹ میں چھپتے ہوئے دیکھا اور ایک بار پھر مشین گن کی فائر لگ سے
 پہاڑی گونج اٹھی ۔ اس بار کئی انسانی جڑیں بھی گونجیں اور منوہر
 ایک جھٹکے سے کھڑا ہو گیا ۔

آواز ماترم ۔ ہمارے ساتھی ہٹ ہو چکے ہیں ۔ اب ہم ٹیکر کاٹ
 کر ان پر فائر لگ کھولیں گے ۔ منوہر نے کہا اور ساتھ بڑے آواز
 کو اٹھ کر اس نے جیب میں ڈالا اور پھر گن اٹھا لے وہ تیزی سے پیچھے ہٹا
 اور پٹانوں کو پھلانگتا ہوا نیچے اترتا چلا گیا اس کا ساتھی بھی اس کے پیچھے
 تھا ۔ کافی دیر تک اسی طرح دوڑ کر نیچے اترنے کے بعد وہ اسی جگہ پہنچ گئے
 جہاں سے درے کو راستہ جاتا تھا ۔

باس باس ۔ ہمیں یہاں رک جانا چاہیے ۔ وہ لوگ
 اگر زندہ ہیں تو لازماً اب اطمینان سے درے سے گزر رہے ہیں اور یہ
 انہیں آسانی سے ہٹ کر لیں گے ۔ ماترم نے کہا اور دوڑتا ہو
 منوہر لپکتا رک گیا ۔

وقت نکل گئے ہوں گے جب ہم پہاڑی سے اتر رہے تھے۔ منوہر نے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”ہاں۔ یہ اب لڑنا چلگام بستی میں نہیں گئے۔ ہمیں وہاں فوری چھاپ مارنا چاہیے ورنہ یہ وہاں سے بھی نکل گئے تو پھر ان کا ہاتھ آنا مشکل ہو جائے گا۔“ ماترم نے کہا۔

”ہاں تم ٹھیک کہتے ہو وہاں اب رکنا فضول ہے۔“ منوہر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے جیب سے ٹرانسمیٹر باہر نکالا اور اس پر موجود تین بٹنوں میں سے ایک بٹن دبایا۔ آلے میں سے زوں زوں کی آوازیں نکلنے لگیں۔

”ہیلے ہیلے منوہر کانگ اور۔“ منوہر نے بار بار کال دینی شروع کر دی۔

”یہیں ساگر الٹنگ یو ہاں اور۔“ چھ لمحوں بعد آلے میں سے آواز سنائی دی۔

”ساگر تم اس وقت کہاں ہو اور جہاز سے ساتھ کتنے ساتھی ہیں اور۔“ منوہر نے کہا۔

”ہاں ہم پوائنٹ الیون پر ہیں اور ہمارا اگر وہاں پہنچا تو مشکل ہے اور۔“ دوسری طرف سے کہا گیا۔

”سنو شین ایجنٹ جن کی تعداد چھ سات ہے۔ دوسرا دورے والے راستے سے چلگام بستی پہنچ رہے ہیں۔ انہوں نے رام سارے اور اس کے سیکشن کا ہاتھ کر دیا ہے۔ تم فوری طور پر چلگام بستی کے گرد پھیل جاؤ

”یہیں ہاں۔“ ماترم نے دائیں طرف چٹان کی اوٹ سے جواب دیا۔

”ماترم۔ میں تمہیں کور کروں گا تم اوپر جاؤ اور معلوم کرو کہ وہاں کیا پوزیشن ہے، لیکن احتیاط سے جانا۔“ منوہر نے کہا اور ماترم چٹان کے نیچے سے نکلا اور پھر چٹانوں کی اوٹ لیتا ہوا تیزی سے اس پہاڑی کی طرف بڑھنا چلا گیا۔ منوہر کی نظریں اس پر جمی ہوئی تھیں تھوڑی دیر بعد ماترم ایک بڑی چٹان کے نیچے جا کر غائب ہو گیا اور منوہر نے بے اختیار ہونٹ بجھنے لگے۔

”ہاں۔ ہاں۔“ جہاں تو لاشیں بکھری پڑی ہیں۔ کوئی آدمی بھی موجود نہیں ہے۔“ کچھ دیر بعد ماترم نے ایک چٹان پر نمودار ہوتے ہوئے زور سے چیخ کر کہا اور منوہر تیزی سے چٹان کی اوٹ سے نکلا اور دوڑتا ہوا اس کی طرف بڑھنے لگا۔ تھوڑی دیر بعد وہ ماترم کے پاس پہنچ گیا اور اس کے ساتھ ہی اس کے چہرے پر سختی کے تاثرات پھیلنے چلے گئے۔ وہاں رام سارے سمیت اس کے تینوں ساتھیوں کی لاشیں ادھر ادھر بکھری ہوئی نظر آرہی تھیں۔ الپتہ رام سارے کے چہرے پر تشکیف کے ایسے تاثرات تھے کہ جیسے اس کی جان انتہائی تشکیف کی حالت میں نکلی ہو۔ اس کا چہرہ ہری طرح مسخ ہو رہا تھا جب کہ اس کے جسم پر دو گولیوں کے سوراخ بھی موجود تھے لیکن یہ دونوں اس کے پہلو میں تھے۔

”یہ کہاں گئے ہوں گے۔ ادھر دے میں تو نہیں آئے یا پھر اس

اور اس گر وپ کی نگرانی کرو کہ یہ بستی میں کہاں اور کس کے گھر جاتے ہیں۔ تم نے صرف نگرانی کرنی ہے۔ جب میں وہاں پہنچوں گا تو میں خود ہی ان کے خلاف ایکشن لوں گا اور۔۔۔ منوہرنے کہا۔

”میں باس اودر۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور منوہرنے اودر اینڈ آئل کہہ کر بین آف کر دیا اور پھر ٹرانسپیرڈا میں جیب میں ڈال لیا۔“
 ”تو ماترم ہمیں وہاں پہنچنے میں دو تین گھنٹے لگ جائیں گے کیونکہ جیب کی وجہ سے ہمیں لمبا ٹیکر کا ٹائپڑے گا لیکن ہمیں درست معلومات مل جائیں گی اور پھر ہم ان پر کامیاب ریڈ کر سکیں گے۔“ منوہرنے کہا اور دوبارہ نیچے اترنے لگا۔

”باس تب ساگر کو ان کی ہلاکت کا حکم دے دیجئے تو وہ آسانی سے ان کا خاتمہ کر دیتا۔“ ماترم نے اس کے عجیبے آتے ہوئے کہا۔

”نہیں۔۔۔ جس انداز میں انہوں نے رام پیارے اور اس کے ساتھیوں کا خاتمہ کیا ہے۔ اس سے مجھے یقین ہو گیا ہے کہ وہ ساگر کے بھی بس کے نہیں ہیں۔ اب ان پر سوچ کچھ کر پاتھ والا ٹائپڑے کا۔“ منوہرنے کہا اور ماترم نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

عمران اور اس کے ساتھی ایک پہاڑی میں سے گزرتے ہوئے آگے بڑھے طے چارہ تھے۔ اس وقت ان کے ساتھ صرف اعمش تھا۔ روشن پہاڑی جھوپ میں شہید ہو چکا تھا۔ عمران اور اس کے ساتھیوں نے پہاڑی پر موجود چار افراد کا خاتمہ انتہائی ذہانت سے کر دیا تھا۔ ان میں سے ایک آدمی انہیں الپتہ زندہ ملا تھا، لیکن اس کی حالت بھی بہلو میں گویاں لگنے سے خاصی غراب ہو رہی تھی۔ عمران نے اس کی گردن پر بھر رکھ کر اس سے پوچھ گچھ کرنے کی کوشش کی لیکن اس کی حالت اور زیادہ غراب ہو گئی اور وہ ختم ہو گیا۔ الپتہ اس کی نکاشی لینے سے عمران کو اس کی جیب سے ایک جدید قسم کا ٹرانسمیٹر ضرور دستیاب ہو گیا تھا ٹرانسمیٹر شارٹ ریج کا تھا اور اس کی میموری والا خانہ بتا رہا تھا کہ اسے تھوڑی دیر پہلے استعمال کیا گیا ہے۔ اس سے عمران سمجھ گیا کہ ان لوگوں کے مزید ساتھی بھی جتنے موجود ہوں گے اور یہ اس کے نقطہ نظر

سے اجتماعی خطرناک بات تھی کیونکہ ان پہاڑیوں میں سیکڑوں ایسی جگہیں تھیں جہاں کوئی آدمی چھپ سکتا تھا اور کسی بھی طرف سے آنے والی اپاننگ گولی سے بچنا ناممکن تھا۔ چنانچہ عمران نے اعظم سے کہا کہ وہ انہیں کسی ایسی طرف سے لے چلے جہاں سے سامنے ورے کی طرف نہ جانا پڑے۔ اور اعظم نے انہیں ایک کریک کے متعلق بتایا اور اب وہ اس کریک میں چلے ہوئے آگے بڑھے چلے جا رہے تھے۔ اپاننگ چلے چلے عمران چونک کر دکا اور پھر اس نے پھرتی سے جیب سے وہ ٹرانسمیٹر نکال لیا جو اس نے اس سب سے آخر میں سرنے والے کی جیب سے برآمد کیا تھا۔ اس میں سے دونوں ذوں کی آوازیں سنائی دے رہی تھیں اس پر موجود تین ہتھوں میں سے ایک کے اوپر ایک نقطہ جل رہا تھا۔ عمران جلد لمحے سوچتا ہوا پھر اس نے جن پرس کی دیا اور اس کے ساتھ ہی ایک آواز ٹرانسمیٹر سے برآمد ہوئی۔

ہیلو منوہر کالنگ اور۔۔۔ پونے والے کے لہجے میں سختی تھی۔ عمران کے باقی ساتھی بھی دک کر کھڑے ہو گئے تھے اور عمران نے ہواؤں پر انگلی دکھ کر انہیں بولنے سے روک دیا تھا۔

”میں ساگر انڈنگ یو ہاں اور۔۔۔“ چند لمحوں بعد ایک دلہری آواز سنائی دی اور عمران کے دو دونوں کے درمیان ہونے والی بات چیت وہ خاموشی کھڑے کرتے رہے جب ٹرانسمیٹر آف ہو گیا تو عمران نے بھی ایک طویل سانس لیچے ہوئے ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

”کیا ہم چھگام جا رہے تھے“ عمران نے اعظم سے مخاطب ہو

کر پوچھا۔

”جی ہاں۔۔۔ پہلا ہڈا اسی ہستی میں ہی ہوتا ہے۔“ اعظم نے جواب دیا۔

”اگر یہ ٹرانسمیٹر نہ ہوتا تو یقیناً اس بار ہمارے مارے جانے میں کوئی کسر نہ رہ گئی تھی۔ اس کا مطلب ہے کہ جیلے بھی اس منوہر نے اس رام پیارے سے بات کی تھی اور یقیناً یہ منوہر کسی جگہ سے ہمیں چھپ کر رہا تھا اس لئے رام پیارے اور اس کے ساتھی ہماری طرف سے باخبر ہو چکے تھے اور اسی وجہ سے روشن شہید ہو گیا ہے۔“ عمران نے کہا اور سب ساتھیوں نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔

”اس منوہر اور اس کے ساتھیوں کا تعلق یقیناً بلیک ہاؤنڈز سے ہے عام نوعی اس انداز میں کام نہیں کرتے۔“ صفور نے کہا اور عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

”اب کیا پروگرام ہے۔۔۔ اس منوہر کو پکڑنا چاہئے۔“ حقور نے ہوشیاری سے پوچھا۔

”نہیں جہاں صورت حال ہمارے خلاف جا رہی ہے۔ یہ لوگ ہر طرف پھیلے ہوئے ہیں۔ ہم کسی بھی وقت ان کے چال میں پھنس سکتے ہیں، اس لئے سب سے پہلے ہمیں ان کا پال توڑنا ہے۔“ اعظم جہاں سے کوئی ایسا راستہ ہے جس سے ہم ترال بچ سکیں۔“ عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”نہیں۔۔۔“ جتاہم ہمیں ہر صورت میں چھگام سے بہر حال گزرنا

پڑے گا۔" اعظم نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"چنگام کھنی بڑی ہستی ہے۔" عمران نے پوچھا۔

"جموئی سی ہستی ہے، بھابھ بہت جموئی سی۔ لیکن وہ ایسی جگہ ہے جہاں سے آگے ہر طرف رستے جاتے ہیں۔ باقی ہر طرف اجنبانی و دشوار گزار اجالیاں ہیں۔" اعظم نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ترال یہاں سے کھنی دور ہوگا۔" عمران نے پوچھا۔

"ترال چنگام سے تقریباً نو سو کلومیٹر دور ہے۔ لیکن چنگام سے ہمیں جیب کرانے پر مل سکتی ہے۔ وہاں چند لوگوں نے پیپیں رکھی ہوئی ہیں جیسے وہ کرانے پر چلائے ہیں۔" اعظم نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"میں قریب کوئی کافرستانی فوجی اڈہ ہے۔" عمران نے پوچھا تو اعظم بے اختیار چونک پڑا۔

"فوج کا اڈہ۔" جی ہاں یہاں ہر طرف ان کے اڈے موجود ہیں۔ وہ تو ہم جیسے لوگوں کی نگاہ میں رہتے ہیں اور ہو سکتا ہے کہ اب تک اس پہاڑی پر فوج کھینچ لی گئی ہو کیونکہ ہمیں کے دھماکے اور فائرنگ کی آوازیں لازماً دور دور تک سنی گئی ہوں گی۔" اعظم نے جواب دیا۔

"اور تو پھر واپس چلو۔" عمران نے کہا۔

"اگر تم کہو تو میں اور مسعود جا کر پہلے چیک کر لیں کہ کیا واقعی وہاں فوج آئی ہے یا نہیں۔ ہم دوڑتے ہوئے جانیں گے۔"

تھوڑے گھبراہٹ سے کہتا تھا۔

"تم نے وہاں صرف فوجیوں کو ہی چیک نہیں کرنا، ساتھ ہی یہ بھی دیکھنا ہے کہ ان کی وہاں آدھ کس سواری پر ہوئی ہے۔ اگر جیب ہو یا پہلی کاپڑ تو پھر ہمارا کام بن جائے گا اور اگر وہ پچھلے ہی ہماری طرح پیدل مارچ کرتے ہوئے آئے ہیں تو پھر سوائے ہمدردی کے اور ان کے ساتھ کوئی سلوک نہیں کیا جاسکتا۔" عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور تنور اور مسعود مسکراتے ہوئے مڑے اور پھر تیزی سے واپس دوڑتے ہوئے ایک موڑ گھوم کر ان کی نظروں سے غائب ہو گئے۔

"آپ فوج سے پہلی کاپڑ حاصل کرنا چاہتے ہیں۔" کیپٹن تھیل نے پوچھا۔

"پہلی کاپڑ تو پامر بھوری والی بات ہے اور اگر جیب مل جائے تو زیادہ بہتر ہے کیونکہ پہلی کاپڑ میں ٹرانسمیٹر ہوگا اور ہمارے لئے جواب دینا مشکل ہو جائے گا۔" عمران نے کہا اور کیپٹن تھیل نے اذیت میں سر ہلا دیا۔ تقریباً آدھے گھنٹے بعد انہیں دوبارہ دور سے دوڑتے ہوئے قدموں کی آوازیں سنائی دیں اور پھر مسعود اور تنور موڑ سے گھوم کر سامنے آ گئے۔

"کوئی فوجی وہاں نہیں آیا۔ ویسی ہی صورت حال ہے جیسے ہم چھوڑ کر آئے تھے۔۔۔ مسعود نے قریب آکر کہا۔

اس کا مطلب ہے یہاں ایسی فائرنگ اور دھماکے معمول کی بات ہے، ہر حال آؤ فی الحال آگے چلے ہیں۔" عمران نے کہا اور ایک

”پندرہ مئی فوقی لازماً پہنچ چکی رہے ہوتے ہیں اور باقاعدہ ادھر ادھر پہنچاؤں پر انہوں نے مورسے لگائے ہوتے ہیں۔ اور جس وقت ان کا جی چاہے جس آدمی کو بھی چاہیں مار ڈالیں جہاں ان کو کوئی پوچھنے والا نہیں ہوتا۔“ اعظم نے کرشناک کے لیے جس جواب دیا۔

”تو چلو ادھر چلو۔ ان فوجیوں سے شکایت آسان ہے۔“ عمران نے کہا اور اعظم نے سر ہلا دیا۔ پھر وہ غصہ تراپھوں پر چلے ہوئے آگے بڑھتے چلے گئے راستے میں ایک جگہ رک کر انہوں نے تھیلیوں میں موجود بند خوراک کے ڈبے نکال کر خوراک کھائی۔ پانی کی بوتلوں سے پانی پیا اور کچھ در آرام کرنے کے بعد وہ تازہ دم ہو کر آگے بڑھ گئے طویل اور غیر راد راستوں سے گزرتے ہوئے وہ سہ پہر کے وقت ایک محل جگہ پر پہنچ گئے۔

وہ بتاب سلسلے پہاڑی نظر آ رہی ہے۔ اس کے دامن میں فوقی جڑی ہے اور جہاں سے ہم جیسے ہی آگے بڑھیں گے وہ ہمیں لازماً گھسیٹ لے گی۔“ اعظم نے دیکھتے ہوئے کہا۔ عمران کچھ دور ایک پھانسی کی اوٹ میں رکھا بھول کا جائزہ لیتا رہا۔

”تھوڑا اور نعمانی میرے ساتھ چاہیں گے باقی ہمیں رکھیں گے ضرورت پڑنے پر میں ٹرانسمیٹر جیسے ہدایات دوں گا۔“ عمران نے کہا۔ اور پھر اس نے تھوڑا اور نعمانی کو ہدایات دینی شروع کر دیں، درود دونوں سر ملاتے ہوئے جگے جگے انداز میں پھانسیوں کی اوٹ لپٹے لپٹے آگے بڑھتے چلے گئے۔ عمران ان کے جانے کے کچھ دور بعد

بار پھر وہ تیزی سے آگے بڑھنے لگے۔

”بلک پائونڈز کے ہینے کو ہر گز نہ چھو۔ جب تک ہاتھ نہ دالا جائے گا، اور وقت تک ان کی پوری طرح سرکوبی نہیں ہو سکتی۔“ صدر کہا۔

”اسی لئے تو میں کوشش کر رہا تھا کہ کم از کم ایک زندہ آدمی باقی بچ جائے تو اس سے ان کے ہینے کو ہر گز نہ لگایا جاسکتا تھا، لیکن زندہ ملا وہ بھی مردوں سے بدتر حالت میں تھا۔“ عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”بتاب۔۔۔ سردار آصف کو ضرور ان کے متعلق علم ہوگا اجتہادی شاطر اور چالاک آدمی ہے۔“ اعظم نے کہا تو عمران اٹھیا رہو تک پڑا۔

”اوہ ہاں اس کا تو خیال ہی میرے ذہن سے نکل گیا واقعی وہ اہم مرد ہے اور اب جب کہ یہ بات یقینی ہو چکی ہے ہمارے خلاف بلک پائونڈز کام کر رہے ہیں تو سردار آصف کی اہمیت اور بھی بڑھ گئی ہے لیکن سردار آصف تک پہنچا کیسے جاسکتا ہے۔“ عمران نے کہا۔

”سردار آصف تک پہنچنے کا ایک راستہ تو ہے لیکن اس راستے ایک فوقی جو کی موجود ہے، اور وہ لوگ ہمیں کسی صورت بھی آگے جانے دیں گے۔“ اعظم نے کہا۔

”اندازہ کتنے فوقی ہوں گے وہاں۔“ عمران نے پوچھا۔

آگے بڑھنے لگا۔ اس کے ہاتھ میں مشین پستل موجود تھا۔ وہ بڑے
 انداز میں آگے بڑھ رہا تھا۔ کچھ دور چلنے کے بعد وہ اپنا تک
 ایک پٹان کی ادٹ میں دب گیا۔ کیونکہ اس نے دائیں طرف ایک
 پٹان کے نیچے ایک فوجی کو سر باہر نکال کر اس طرف تھمکتے ہوئے
 ساف دیکھ لیا تھا جس طرف تنور اور نعمانی گئے تھے۔ عمران نے باز
 میں موجود پستل کو اس سپاہی کی طرف سیدھا کر لیا لیکن وہ سپاہی
 لکھوں تک دیکھنے کے بعد ایک بار پھر پٹان کی ادٹ میں ہو گیا۔ تنور
 اور نعمانی نے بھی اسے چمک کر لیا تھا اس لئے وہ اپنی جگہوں پر
 دبک گئے تھے۔ عمران تیزی سے آگے بڑھا۔ اب اس کا رخ چوکی کی
 بجائے اس پٹان کی عقبی طرف کو تھا جہاں وہ سپاہی موجود تھا۔ عمران
 کے قدموں میں تیزی آگئی تھی اونچی نیچی گھاس اور مٹھائیوں کی وجہ سے
 وہ زیادہ تیز دڑ سکتا تھا۔ وہ مٹھائیوں کی وجہ سے اس کی نشاندہ
 آسانی سے ہو جاتی لیکن بہر حال اس کی رفتار خطے سے زیادہ تیز ہو
 تھی۔
 ”مجھے یقین ہے کہ میں نے دو افراد کو دیکھا ہے جو پٹانوں کے نیچے
 سے نکلے تھے لیکن پھر وہاں کوئی حرکت نظر نہیں آئی۔“ ایک آواز
 عمران کے کانوں میں ہدی اور عمران نے قدم اُتارتے ہوئے
 ”جہیں دم ہوا ہے ملا۔ اور پھر اس طرف کون آئے گا۔ اس
 کسی کے آنے کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ جو کوئی بھی آئے گا۔ رستے
 طرف سے ہی آئے گا۔“ ایک آواز سنائی دی اور عمران جو رستے

ہوا آگے بڑھ رہا تھا۔ ایک پٹان کی ادٹ میں دب کر اس نے سر باہر
 نکالا اور اس کے ساتھ ہی اس کے لمبوں پر مسکراہٹ سی تھ گئی
 اس نے بڑی سی پٹان کی ادٹ میں دو فوجیوں کو بیٹھے ہوئے دیکھا وہ
 تھرموس میں سے چائے نکال کر اسے پینے اور باتیں کرنے میں مصروف
 تھے۔ ان کی مشین گنیں ان کے ساتھ پڑی ہوئی تھیں اور ان کی پشت
 عمران کی طرف تھی۔ عمران نے اپنی پٹھان پر اندے ہوئے تھیلے میں
 ہاتھ ڈالا کر سائیکس رگباریوہ اور نکالا اور پھر اس کا رخ ان میں سے ایک
 کی طرف کر کے اس نے ٹریگر دبا دیا۔ ٹھٹک کی آواز کے ساتھ ہی گولی
 ٹھٹک ایک فوجی کی گردن کو چھیدتی ہوئی نکل گئی اور وہ بغیر کوئی آواز
 نکالے وعرام سے پہلو کے بل اس طرح گرا جیسے بیٹھے بیٹھے ہے ہوش ہو
 کر گر رہا ہو۔

”لگ لگ کیا ہوا جہیں۔“ دوسرے نے خیران ہو کر کہا۔
 اور دوسرے لمحے عمران بجلی کی سی تیزی سے دوڑا ہوا اس کے سر پر تھیلے
 گیا۔ عمران نے دیوالور کا دست پوری قوت سے اس کے سر پر مارا اور وہ
 بجلی کی چمک مارا ہوا پیچ کر اور اس نے نیچے گر کر اٹھنے کی کوشش کی ہی
 تھی کہ عمران کی لات چلی اور اس بار وعرام سے دو نیچے گر کر ساکت ہو
 گیا۔ عمران نے پٹان کی ادٹ سے اپنے ساتھیوں کو چمک کر نا شروع
 کیا اور کچھ دور بعد اس نے تنور کی ایک تھمک دیکھی۔ عمران نے سڑ
 کر جلدی سے اس فوجی کی یونیفارم اتارنی شروع کر دی۔ اس نے جان
 بوجھ کر دوسرے فوجی کو ہلاک کیا تھا کیونکہ اس کا قہر دامت عمران

نہی فی کہاں سے اور؟ * عمر برائن نے پوچھا۔

عمران پر بھلائی لگا دی لیکن عمران تیزی سے ایک طرف بھاگتا اور پھر جیسے ہی داس تلے کے زور کی وجہ سے دوڑتا ہوا آگے کی طرف بڑھنے لگا۔ عمران نے جیب سے سائٹلر لگا دیو اور نکالا اور اس سے پہلے کہ داس رک کر مڑتا تھا کی کواڑ کے ساتھ ہی گولی اس کی کھوپڑی میں سوراخ کرتی چلی گئی اور دو ٹکڑے کر پھوٹے بل گر ۱۱ اور جھٹکے توپے کے بعد ساکت ہو گیا۔ کھوپڑی میں گولی گھنے کی دھج سے اس کے منہ سے بس ہلکی سی جھٹک سکی تھی۔

”تم نے خود اپنی موت کا سامان کر لیا ہے داس درنہ میں تو جیسے اس بے بسی کے عالم میں گولی مارتے ہوئے ہنگامہ تھا۔ میرا خیال تھا کہ تمہیں باندھ کر جہاں سے چلا جاتا۔“ عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر اس نے دوسرے فوق کی مشین گن اٹھا کر اسے کاندھے سے لٹکایا اور اپنی دالی مشین گن کو نال سے پکڑ کر وہ اونچی پٹان کی اوٹ سے نکلا اور تیزی سے اس طرف کو بڑھنے لگا بعد میں تھوڑے دیر کے ساتھ موجود تھے۔

”اور آجاء عمران ادھر۔“ نیچے ایک سائڈ سے تھوڑی کواڑ سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی تھوڑے پٹان کی اوٹ لے کر کھڑا ہو گیا عمران اس کی طرف بڑھ گیا۔ جھٹکوں بعد اس بے ذرا فاصلے پر موجود نعمانی بھی اٹھ کر کھڑا ہو چکا تھا۔

”نعمانی میرے والا تھیں جہاں سے پاس ہے۔ اس میں سے میک اپ باکس نکالو۔ اب میں نے میک اپ تبدیل کر دی ہے کیونکہ وہ سستا

درنہ تھوڑی دیر بعد یہ یونیفارم چھین دایں مل جائے گی اور تم دنوں بھی رہو گے۔ یونو کیا کہتے ہو۔“ عمران کا لہجہ بے حد سرد تھا۔

”لگ لگ کیسا تعاون میں سمجھا نہیں۔“ داس نے حیران ہو کر کہا۔

”جہاں نام داس ہے ناں۔“ عمران نے کہا۔

”پاں میرا نام داس ہے۔“ داس نے جواب دیا۔

”اور جہاں سے ساتھی کا نام بناؤ تھا۔ میں نے اسے ہلاک کر دیا ہے۔“ عمران نے کہا اور داس کا چہرہ ٹھٹھکتا زور بڑا گیا۔

”پاں اس کا نام بناؤ تھا۔“ داس نے ہاتھوں پر زبان پھیرتے ہوئے جواب دیا۔

”اس بچہ کی کیا نام اور نمبر ہے۔ اور جہاں کا انچارج کون ہے۔“ عمران نے پوچھا۔

”بھیر پو کی نمبر تین سو ایک۔ انچارج کا نام کمپٹن شرما ہے۔ تھوڑے پٹالین سے ہمارا تعلق ہے۔“ داس نے جواب دیا۔

”بلیک ہاؤز کے بارے میں جانتے ہو۔“ عمران نے کہا۔

”سنا ہے لیکن جانتا نہیں ہوں۔“ داس نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”چلو اٹھ کر کھڑے ہو جاؤ۔“ عمران نے مشین گن ایک طرف ہٹاتے ہوئے کہا اور داس تیزی سے اٹھ کھڑا ہوا اور پھر وہ اٹھتے ہوئے بجلی کی سی تیزی سے گھوما اور اس نے بڑے باہر انداز میں

وہ کافی آگے نکل گیا اور پھر بلکھٹ وہ ایک چٹان کی اوٹ میں ہوا اور دوسرے لمحے اس نے مشین گن کا فائر کھول دیا۔ ریت ریت کی تیز آوازیں کے ساتھ ہی بائول ان کی جیبوں سے گونج اٹھا۔ عمران کے فائر کھولتے ہی، جیسے سے حقیر اور نعمانی نے بھی فائر کھول دیا اور جد ہی لمحوں میں وہاں لاشیں ہی لاشیں نظر آنے لگیں۔ عمران نے جان بوجھ کر کمپین کو گولی مارنے سے گریز کیا تھا اور کمپین نے بھی اس موقع سے فائدہ اٹھاتے ہی تیزی سے ایک مقرر کی اوٹ لے لی تھی۔ دوسرے فوجیوں نے بھی دوڑ کر اوٹ لینے کی کوشش کی تھی لیکن مقبی طرف سے ہونے والے فائر نے انہیں موت کے منہ میں پہنچا دیا تھا۔

کمپین شرابا اپنی گن پھینک کر ہاتھ اٹھا لو۔ تم اس وقت دو مشین گنوں کی زد میں ہو۔ عمران نے چیخ کر کہا اور دوسرے لمحے کمپین شرابا اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ اس نے تیزی سے اپنا رائفل اور ایک طرف پھینک دیا تھا۔ اور دونوں ہاتھ سر پر رکھ لے تھے چونکہ وہ فوجی تھا اس لئے اس کی تربیت ہی اسی انداز میں کی گئی تھی کہ جب مواقع ختم ہو جائیں تو فوجی کو اپنی جان بچا کر قیدی بن جانا چاہئے۔ اس طرح مزید مواقع مل سکتے ہیں ورنہ مرنے کی صورت میں ظاہر ہے مزید کسی موقع کا کوئی تصور بھی نہیں کیا جاسکتا تھا اس لئے کمپین شرابا نے بھی اصول کے تحت ہاتھ اٹھا دیئے تھے۔

’واپس چو کی کی طرف چلو‘ عمران نے اوٹ میں سے ہی کہا اور کمپین شرابا اسی طرح سر رہا ہتھ رکھے واپس مڑا اور نیچے چو کی کی طرف

جانے لگا۔ عمران بھی اب اوٹ سے نکلا اور مشین گن ہاتھ میں پکڑے اس کے پیچھے چلتا ہوا چو کی کی طرف جانے لگا۔ اسی لمحے چو کی کی طرف سے فائرنگ کی تیز آوازیں سنائی دیں اور عمران چونک پڑا۔ مگر یہ آوازیں چند لمحوں میں ہی ختم ہو گئیں۔

’آجہاؤ چو کی خالی ہے۔ نیچے سے نعمانی کی آواز سنائی دی اور عمران مسکراتا ہوا کمپین شرابا کو لئے چو کی میں پہنچ گیا۔ وہاں ایک اوٹ میں دو سپاہیوں کی لاشیں پڑی ہوئی تھیں۔ عمران کے کہنے پر حقیر نے کمپین شرابا کے دونوں ہاتھ عقب میں باندھ دیئے۔

’تم اب جا کر باقی ساتھیوں کو لے آؤ جیسے‘ عمران نے نعمانی کا نام لئے بغیر کہا اور نعمانی سر ملاتا ہوا تیزی سے کمرے سے باہر نکل گیا۔

’میں باہر کا خیال رکھتا ہوں‘۔ حقیر نے از خود کہا اور وہ بھی باہر نکل گیا۔ کمپین شرابا کے ہاتھ اس کے عقب میں باندھنے کے بعد اسے ایک کرسی پر بیٹھا دیا گیا تھا۔ اس کا چہرہ دستا ہوا تھا اور آنکھوں میں شعلہ لہجمن کے تاثرات تھے۔

’تم کون ہو۔ حرمت پسند تو نہیں لگتے‘ کمپین شرابا نے حقیر کے باہر جاتے ہی عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

’میرا نام واس ہے کمپین‘ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

’تم نے واقعی شاندار میک اپ کیا ہے کہ میں لستے قریب سے بھی نہ پہچان سکا اور اب بھی جہازے ساتھیوں اور جہازی اس کارروائی کی وجہ سے میں نے پہچانا ہے کہ تم واس نہیں ہو سکتے۔ لیکن

کے عین مطابق ہوا تھا۔

کیا کیا مطلب تم ان کے دشمن نہیں ہو۔ بھرتے پوچھنا
یہ قتل و غارت یہ سب کچھ۔ کمپنن شرما نے حیرت بھرے لہجے
میں کہا اور عمران مسکرا دیا۔

تم صرف عام سے فوجی ہو کمپنن شرما۔ ہمیں ان گہری باتوں کا
علم نہیں ہو سکتا۔ بہر حال میں مختصر طور پر بتا دیتا ہوں۔ میرے
سیکشن کا تعلق بھی بلیک ہاؤنڈز کی طرح کافرستان کی ایک اور عظیم
آل راستہ سے ہے۔ کچھ لوگ بلیک ہاؤنڈز کے خلاف غصیہ کام کر رہے
ہیں۔ انہیں سامنے لانے کے لئے ہمیں یہ لائحہ عمل اختیار کرنا پڑا ہے۔
اب وہ ہمیں بلیک ہاؤنڈز کا دشمن تصور کریں مجھے اور پھر ہمارے ساتھ
مل جائیں گے اس کے بعد کیا ہو گا اساتو تم بہر حال کچھ ہی سکتے ہو۔
.. عمران نے جواب دیا۔

سو رہی تھی جہادی اس بات سے ہرگز اتفاق نہیں ہے۔ کوئی
حکومت صرف چند لوگوں کو سامنے لانے کے لئے اپنے فوجی نہیں مروا
سکتی۔ تم غلط رہائی کر رہے ہو۔ کمپنن شرما نے منہ بنااتے
ہوئے کہا اور عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

جہاں پورا ملک دائرہ پر لگ جائے کمپنن شرما وہاں چند قربانیاں
دینی ہی پڑتی ہیں اور پھر فوجی ملک کے مفاد کے لئے قربانی دینے کے لئے
ہی حیار کیے جاتے ہیں۔ بہر حال تم اب میرے سوال کا جواب دو۔ اب
نک بہت باتیں ہو چکی ہیں۔ میں کو شش کر رہا ہوں کہ کافرستان کا

جہاد ایک اپ کا انداز، جہادی فائرنگ کا انداز اور جہادے
ساتھیوں کے بھرے یہ سب کچھ بتا رہا ہے کہ تم بہر حال حریت پسند
نہیں ہو۔ پھر تم کون ہو اور تم نے اس قدر قتل و غارت کا مظاہرہ
کیوں کیا ہے۔ کمپنن شرما نے کہا اور عمران مسکرا دیا۔

اس کا مطلب ہے کہ تم خاصے ذہین نوجوان ہو۔ اور میں ذہانت
کی قدر کرتا ہوں۔ اور یہ بھی سن لو کہ میں نے ہمیں جان بوجھ کر
زندہ رہنے کا موقع دیا ہے ورنہ ظاہر ہے پہلی گولی جہادے سینے پر ہی
پڑتی۔ مجھے تم سے صرف اس کا پوچھنا ہے کہ بلیک ہاؤنڈز کا ہیڈ کوارٹر
کہاں ہے۔ اگر تم بتا دو گے تو ہم صرف جہاں سے جہادی پیسے لے کر
بچے جائیں گے۔ تم بعد میں اپنے ہاتھ چھڑا کر اپنی زندگی بچا سکتے ہو۔
ورنہ دوسری صورت میں ہم خود اسے نکال کر لیں گے اور جہاں سے جو وہ
لاخوں میں جہادی لاش کا بھی انصاف ہو جائے گا۔ عمران نے سرد
لہجے میں کہا۔

ہمیں بلیک ہاؤنڈز سے کیا دشمنی ہے۔ کمپنن شرما نے
جواب دینے کی بجائے ان کا سوال کر دیا۔ وہ اس ماحول میں جس انداز
میں باتیں کر رہا تھا۔ اس سے ظاہر ہوتا تھا کہ وہ خاصے مستعد و اعصاب
کا مالک ہے۔

تم نے کیسے کچھ لیا کہ مجھے ان سے دشمنی ہے۔ عمران نے
ایسے لہجے میں کہا جیسے اسے کمپنن شرما کے اس سوال پر حیرت ہو رہی
ہو اور اس کے اس انداز کا رد عمل کمپنن شرما پر بالکل اس کی توقع

ایک اصرار بنائے۔ عمران نے کہا۔

”سو ری سسر“ مجھے ہی کیا شاید ہمارے کمانڈر انچیف کو بھی بلیک ہانڈز کے ہینڈ کو آرڈر کا علم نہ ہوگا۔ ہم نے بھی صرف ان کا نام سنا ہوا ہے۔ کیپٹن شرمانے ایک طویل سانس لیٹتے ہوئے کہا۔

”او۔ کے جہادی مرضی اب میں کیا کر سکتا ہوں۔۔۔ عمران نے اطمینان سے مطمئن مگر ایک طرف رکھی اور جیب سے مشین پشٹ نکال کر اس نے اس کی نال کیپٹن شرما کی گردن پر رکھ دی۔

”میں درست کہہ رہا ہوں تم یقین کرو میں درست کہہ رہا ہوں۔ کیپٹن شرمانے اس بار گھبرائے ہوئے اور بے چین سے لہجے میں کہا۔

”صرف تین تک گنوں گا۔ عمران کا لہجہ نہایت سخت سرد ہو گیا۔

ایک۔۔۔ عمران نے گنتی شروع کر دی۔

”دک ہانڈز ک ہانڈز کچھ مجھے معلوم ہے وہ بتا دیتا ہوں۔

کیپٹن شرمانے خوف بھری جھنجھی ہوئی آواز میں کہا۔

”بوستے جاؤ ورنہ میں تین کہہ دوں گا اور اس کے ساتھ ہی

عمران نے خشک لہجے میں کہا۔

”میں نے صرف اتنا سنا ہے کہ بلیک ہانڈز کا ہینڈ کو آرڈر راہولی

میں ہے اور اس کا سربراہ کوئی سینئر نام کا آدمی ہے۔ اور بس

اس سے زیادہ مجھے نہیں معلوم۔ کیپٹن شرمانے کہا۔

”راہولی میں کس جگہ۔ راہولی تو بہت بڑا شہر ہے۔ عمران

نے بڑھا۔

”وہ خفیہ گروپ ہے۔ ظاہر ہے خفیہ ہی اڈہ ہوگا۔ اب وہاں بورڈ پکڑ کر تو یہ ہفتے سے رہے۔ کیپٹن شرمانے حتمی لہجے میں کہا۔ اور عمران مسکرا دیا۔

”او۔ کے جہادی حملات بتا رہی ہے کہ تم جگہ رہے ہو۔ اس نے اب صرف اتنا بتا دیا کہ تمہیں اگر یہاں ایئر ہنسی ایلی کا پٹر کی ضرورت پڑے تو تم کون سے اڈے سے منگواؤ گے۔ عمران نے بڑھا۔

”حمزہ حمزہ دن اڈے سے ٹرانسمیٹر کال پر وہ فوراً پہنچ جائے گا۔ کیپٹن شرمانے کہا۔

”فریکوئنسی بتاؤ میں جہادی بات کرتا ہوں۔ عمران نے ایک طرف ہٹ کر مطمئن پشٹ جیب میں ڈالتے ہوئے کہا اور کیپٹن شرما کی آنکھوں میں نہایت جھک سی ابھرائی اور عمران اس جھک کو دیکھ کر دھیرے سے مسکرا دیا۔ وہ سمجھتا تھا کہ کیپٹن شرما کی آنکھوں میں یہ جھک کیوں ابھری ہے۔ کیپٹن شرما فوقی انداز میں سوچ رہا تھا کہ خصوصاً کوڈ کے ساتھ وہ اڈے کو کہاں کے بارے میں خطرے کا لفظ بھانڈا ہے گا اس طرح اسے فوری انداز میں سن سکتی ہے۔

”میں بتا ہوں تم میری بات کراؤ میں ابھی پہلی کا پٹر منگواؤں گا۔ کیپٹن شرمانے بے چین سے لہجے میں کہا اور عمران نے مزید ایک المادی میں رکھا ہوا ٹرانسمیٹر اٹھایا اور اسے ایک مین برکھ دیا۔

کچھن شرما نے فریکوئیسی بتائی تو عمران نے اس پر فریکوئیسی ایڈجسٹ کرنی شروع کر دی۔

”کوڈ کیا ہے جس نے مجھے جھٹے بتا دیا کہ میں جھیک کر سکوں کہیں کوئی غلط بات تو نہ کر دوں۔“ عمران نے کہا اور کچھن شرما نے ہلکی سی ہلکی سی بات کی۔

”او۔۔۔ کے میں بھگوان ہوں اور۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور عمران نے اور لفظ آج کہہ کر ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔ اسی لمحے حضورؐ اور داخل ہوا۔

”ساتھی آرہے ہیں۔۔۔ اس نے حضورؐ سے مخاطب ہو کر کہا۔“ انہیں فوراً آوٹ لینے کے لئے کہو اور تم بھی باہر جا کر آوٹ لے لو یہی کا پڑجہاں پہنچنے والا ہے۔ ہم نے فوری طور پر اس پر قبضہ کرنا ہے۔ عمران نے تیز لہجے میں کہا اور

”خبر سر ملانا ہوا تیری سے باہر کی طرف دوڑنا۔ عمران بھی اس کے پیچھے نکلا۔

”ایک پوسٹ سے باہر آگیا۔ حضورؐ نے چیخ مچا کر اوپر بلندی سے آنے والے ساتھیوں کو آوٹ میں ہونے کی ہدایت دینی شروع کر دی اور

”یہاں لوگوں میں وہ سب تیری سے آوٹ میں ہو کر نظروں سے غائب ہو گئے۔“

”پالٹ کر لاشیں نظر نہ آجائیں۔ انہیں ہلانے کا تو مجھے خیال ہی نہیں تھا۔“

”او۔۔۔ کے۔۔۔ کیوں کال کی ہے اور۔۔۔ اس بار وہ اس طرف سے ہونے والے کا پتہ بھی داخل تھا۔“

”ہمیں ایک اہم مشن پر فوری طور پر راہولی چھوڑنی پڑی ہے۔“

ہا ہر آہستہ سے وہ اس کمرے کی طرف بڑھا جس میں شراب موجود تھا۔
 تنور نے اٹھنے کی کوشش کی مگر عمران نے اس کا ہاتھ دبا کر اسے روک
 دیا۔ پائلٹ آہستہ آہستہ آگے بڑھا اور پھر اس نے ایک ٹکڑے کا
 دروازے سے اندر اٹھنا اور دوسرے کمرے میں داخل ہو گیا
 اور عمران مسکراتا ہوا اوٹ سے نکلا اور پنکھوں کے بل دڑتا ہوا
 دروازے کی طرف بڑھا۔ اور دوسرے کمرے میں داخل ہو گیا
 پائلٹ کمرے پر بندھے لکپٹن شربا کے منہ سے رونال باہر نکلا ہوا تھا۔
 "خیر وار۔ ہاتھ اٹھا لو۔" عمران نے اس کی پشت پر ہاتھ رکھ کر کہا۔
 پائلٹ ہمیں کسی تیزی سے مزاحی تھا کہ عمران کا بازو گھما اور پائلٹ
 ٹھٹکتا ہوا اچھل کر دو فٹ پیچھے جا گرا۔ اسی لمحے تنور نے ہاتھ میں موجود
 مشین گن کی نالی آگے بڑھ کر اس کے پیچھے پرکھ دی۔ اور پائلٹ کے
 چہرے پر غلٹ سبے پناہ خوف کے تاثرات ابھرائے۔ اس کی آنکھیں
 پھٹ گئی تھیں۔

"لگ لگ کون ہو تم۔" اس نے پھینچے پھینچے لہجے میں کہا۔
 "یہ پیچھے ہٹ جاؤ اور اسے اٹھنے دو۔" عمران نے کہا اور تنور دو
 قدم پیچھے ہٹ گیا۔

"اٹھ کر کھڑے ہو جاؤ مسٹر۔" عمران نے خراستے ہوئے کہا۔
 عمران پہلے ہی دیکھ چکا تھا کہ پائلٹ کا روبرو اور سامنے میں بڑا ہوا تھا اس
 لئے وہ مطمئن تھا۔ اور پائلٹ تیزی سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

"کیا نام ہے تمہارا۔" عمران نے اسی طرز سے دیکھے میں پوچھا

دی گئی۔ تم فوراً اسے دوبارہ کال کرو۔ تنور نے بے چین
 میں کہا۔

"اب موقع نہیں ہے۔ وہاں سے چل پڑا ہو گا۔" عمران
 کہا۔ اور تنور سہل کر رہ گیا اور پھر واقعی پانچ منٹ بعد انہیں
 ایک ہیلی کاپٹر اڑتا ہوا آگیا۔ عمران اور تنور تیزی سے
 میں ہو گئے۔ ہیلی کاپٹر قریب آیا تو ایک جھٹکا کھا کر وہ تیزی سے
 طرف کو بڑھا۔ انہیں دھڑلوان پر فوجیوں کی لاشیں بکھری پڑی
 ہیلی کاپٹر تیزی سے مڑا اور پھر اس نے ایک بکھر چوکی کے اوپر اڑا
 کے اور گرد و گنگایا اور اس کے بعد وہ تیزی سے چوکی کے عقبی
 قدرے بلندی پر اتر گیا اور عمران مسکرا دیا اسے بس صرف ایک
 تھا کہ پائلٹ کہیں لاشیں دیکھ کر واپس نہ چلا جائے لیکن پائلٹ
 تجسس کے ہاتھوں مجبور ہو کر نیچے اتر آیا تھا۔ اس نے اپنے طور پر
 کی تھی کہ پہلے چکر لگا کر ماحول کا جائزہ لیا تھا۔ اور پھر وہاں کسی
 کوئی حرکت نہ دیکھنے کے باوجود اس نے احتیاطاً ہیلی کاپٹر بلندی
 فاصلے پر اتر آیا تھا۔ عمران کو یہ بھی معلوم تھا کہ جب تک
 صورت حال معلوم نہ کرے گا۔ اڈے کو فرائیڈ کال بھی نہ کرے
 اس لئے یہ مطمئن تھا اور پھر ہیلی کاپٹر سے پائلٹ نیچے اترتا
 ہاتھ میں رونا اور تھا اور وہ بڑے چوکے انداز میں اوپر اڑا دیکھ
 آہستہ آہستہ نیچے اترتا چلا گیا۔ اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ چوکی کے
 پہنچ گیا۔ عمران اور تنور ذرا ہٹ کر پیچھے ہونے لگے۔ کچھ دیر پائلٹ

”راہولی تک راستے میں کتنی انیر بھیک پو سٹس ہیں۔“

عمران نے پوچھا

”وس“۔ اجیت نے جواب دیا۔

”کیا کوڑے ہوا ہے۔۔۔ راستے کے لئے“۔ عمران نے

خفک لگے میں پوچھا۔

”بھٹے تم بتاؤ کہ تم کون ہو“۔ اجیت نے کہا۔ اور اسی لمحے

تور اور باقی ساتھی کرے میں داخل ہوئے۔

”تور اجیت صاحب سوال کا جواب نہیں دے رہے۔ اس لئے

میرا خیال ہے ان کی دوچار ہڈیاں توڑ دینی چاہیں“۔ عمران نے

خفک لگے میں تور سے مخاطب ہو کر کہا۔

”ابھی لو۔ یہ تو معمولی بات ہے“۔ تور نے سادہ سے لگے

میں کہا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی۔ کہہ اجیت کی چیخ

سے گونج اٹھا تور کا بھرپور تھپڑ اس کے جڑ سے پرہا تھا اور اجیت جس

کری پر پڑھا ہوا تھا اس سمیت اچھل کر نیچے زمین پر جا گرا۔ اور نیچے گر

کر وہ لڑکھ کر ایک طرف گلیا ہی تھا کہ تور کی لات حرکت میں آئی اور

بھرپور ضرب زحمت کی پسیلیں پر پڑی۔ اور اجیت کی کرہناک جینوں

سے کمرہ گونج اٹھا۔ تور کسی مشین کی طرح مسلسل سر جھونکے چلا

جا رہا تھا۔

”بتانا ہوں بتانا ہوں مت مارو مت مارو“۔ بلکھت اجیت نے

کرہناک آواز میں چپکتے ہوئے کہا۔ اور عمران کے اشارے پر تور بچھے

”اجیت۔ میرا نام اجیت ہے۔“۔ پائلٹ نے رک رک کر

جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اس کے ہاتھ عقب میں باندھ دو اور اگر یہ ذرا بھی غلط حرکت

کرے تو گولی سے آڑا دیتا“۔ عمران نے تور سے کہا۔ وہ مسلسل بغیر

نام لئے تور کو ہدایات دے رہا تھا۔ اور تور نے چند لمحوں میں اپنی

عمران کی ہدایت پر عمل کر دیا۔ اجیت نے کوئی مزاحمت ہی نہ کی تھی

”اب جا کر ساتھیوں کو لے آؤ“۔ عمران نے تور سے کہا اور

تور سر ہٹاتا ہوا سزا اور تیری سے کمرے سے باہر نکل گیا۔

مسٹر اجیت۔ کیپٹن شرمانے ہمارے ساتھ تعاون کیا ہے۔ اگر

تم بھی اس کی طرح زحدہ رہنا چاہتے ہو تو جہیں بھی ہمارے ساتھ

تعاون کرنا ہو گا ورنہ تم بکری ہوئی لاٹھیں بھٹے ہی دیکھ چکے ہو۔ ان

میں جہادری لاش کا بھی اسلاف ہو جائے گا۔ عمران نے سر دھکے میں

کہا۔

”لگ لگ کس قسم کا تعاون اور کون ہو تم“۔ اجیت نے

چونک کر کہا۔

”جہادری ہیلی کاپٹر میں اس سارے علاقے کا انیر روٹ سوچو ہو گا“

عمران نے اس کے سوال کا جواب دیتے کی بجائے بات کرتے

ہوئے کہا۔

”ظاہر ہے۔“۔ موجوہ ہر انیر کرافٹ میں ہوتا ہے“۔

اجیت نے جواب دیا۔

ہٹ گیا۔

”اے اٹھا کر دوبارہ کر سی پر تھا دو“۔ عمران نے کہا اور تنور نے آگے بڑھ کر اسے گروں سے پکڑا اور پھر ایک جھٹکے سے اٹھا کر ایک اور کر سی پر اس طرح بچھنک دیا جیسے وہ انسان کی بجائے کوئی غیر ضروری بوجھ ہو۔ اجیت کا چہرہ تکلیف کی شدت سے بری طرح بگڑا ہوا تھا۔

”بتاؤ“ عمران نے سروٹکے میں کہا۔

”ایئر ریمکو“۔ اجیت نے ہوش چباتے ہوئے کہا۔

”اس کا مطلب ہے کہ تم تعاون نہیں کر رہے۔ میں نے تم سے یہ بات صرف اس لئے پوچھی تھی تاکہ جہاز سے جواب سے اندازہ ہو سکے کہ تم تعاون کر رہے ہو یا نہیں۔ اب میں بتاؤں کہ کیا کوآ جہاز سے گمانڈر نے دوسری چمک پوسٹس تک پہنچایا ہے“۔ ٹاپ ایر بیسی“۔ کیوں میں درست کہہ رہا ہوں“۔ عمران نے کہا تو اجیت کے بگڑے ہوئے چہرے پر انتہائی حیرت کے تاثرات ابھرائے۔

”جس۔ جس۔“۔ کہیں کیسے معلوم ہوا۔ تم تو وہاں موجود ہی نہ تھے اجیت نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

”مجھے یہاں رہ کر بھی معلوم ہے کہ وہاں کیا کیا بات ہوئی ہے۔ تو اسے چھوڑو۔ بہر حال اب ایک موقع اور دے دیتا ہوں۔ ورنہ پھر میری ناک موت مرنے کے لئے حیار ہو جاؤ۔ یہ بتاؤ کہ راکٹ میں جہاز پائلٹ کو ڈکیا ہوگا۔ سوچ لو اگر اس بار غلط بتایا تو“۔

عمران نے عزائے ہوئے کہا۔

”فی فور“۔ پائلٹ کو ڈنی فور ہے۔“۔ اجیت نے جلدی سے کہا اور عمران مسکرا دیا۔

”اس بار تم نے سچ بتایا ہے“۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”اب کیپٹن شرما اور اجیت دونوں کی یونیفارمز اٹار لو۔ اور باہر جا کر اپنے سائیکل کی لاٹھیوں سے بھی یونیفارم اٹار لو۔ جو زیادہ خون آلودہ نہ ہو۔“۔ جلدی کرو۔ اب ہمیں فوری جہاں سے روانہ ہونا ہے۔ عمران نے اپنے ساتھیوں سے کہا اور تنور اور نعمانی شرما اور اجیت کی طرف بڑھے جب کہ باقی ساتھی تیزی سے باہر کوڑا گئے

ایک آواز سنائی دی۔

”پوسٹ کمانڈر سے بات کراؤ اور“ منوہر نے باوقار لہجے میں کہا۔

”میں پوسٹ کمانڈر ہی بول رہا ہوں اور“ دوسری طرف سے کہا گیا۔

”پیشیل کارڈ ہولڈر دن اور“ منوہر نے کہا۔

”اوہ میں سر حکم کیجئے بتاب اور“ دوسری طرف سے بولنے والے کا لہجہ اس بار انتہائی مؤدبانہ ہو گیا تھا۔

”ایک ہیلی کاپٹر شوگا پہاڑی پر بھجوا دو فوراً ہم نے چند دشمنوں کو نہیں کرنا ہے جلدی بھجوا دو اور“ منوہر نے تیز لہجے میں کہا۔

”میں سر اور“ دوسری طرف سے کہا گیا اور منوہر نے اور ایذا آل کہہ کر ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔ پھر اس نے جیب سے جھولنا ٹرانسمیٹر نکالا اور اس کا ایک بٹن دبا دیا۔

”ہیلی ہیلو چیف سیکشن فور کالنگ اور“ منوہر نے تیز لہجے میں کہا۔

”ساگر انڈنگ باس اور“ آگے میں سے آواز نکلی۔

”ساگر ہوشیار رہنا۔ میں اور حرم فوجی ہیلی کاپٹر علاقے کے راز نگار کے لئے جا رہے ہیں۔ اگر یہ لوگ چمک ہو جائیں تو پیشیل ٹرانسمیٹر فوری اطلاع دینا اور“ منوہر نے تیز لہجے میں کہا۔

”میں باس اور“ دوسری طرف سے ساگر نے جواب میچ

یہ کیسے ممکن ہے کہ وہ دوسرے آئیں۔ انہیں اور ہی آنا چاہیے تھا۔ منوہر نے انتہائی بے چین سے لہجے میں اپنے ساتھی حرم سے مخاطب ہو کر کہا۔

”میرا خیال ہے باس وہ کسی اور طرف نکل گئے ہیں۔ ہمیں کسی ہیلی کاپٹر پر پورے علاقے کا راز نگار کرنا چاہیے“ حرم نے کہا۔

”اوہ ہاں واقعی یہاں بیٹھ کر ان کا انتظار کرنے کی بجائے ہمیں ہیلی کاپٹر حاصل کر کے انہیں چمک کرنا چاہیے“ منوہر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے میز پر پڑے ہوئے ٹرانسمیٹر پر فریکوئنسی

ایڈجسٹ کرنی شروع کر دی۔

”ہیلی ہیلو سیکشن چیف بلک باؤنڈڈ کا لنگ انیر پوسٹ اور“ منوہر نے انتہائی بارصوب لہجے میں کہا۔

”میں انیر پوسٹ دن دن انڈنگ یو اور“ چند لمحوں بعد

ہوئے کہا اور منوہر نے اور لمبڈا ل کہہ کر سپٹل ٹرانسمیٹر جیب میں ڈال لیا اور پھر کمرے کے دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ ماترم خاموشی سے اس کے پیچھے آیا۔ یہ پہاڑی دھڑلوان پر بنا ہوا ایک چھوٹا سا کچا مکان تھا جس کی چھت پر جھازیاں اگی ہوئی تھیں وہ دونوں اس مکان سے نکل کر ایک اونچی چٹان پر کھڑے ہو گئے۔ اور تھوڑی دیر بعد ایک فوجی ہیلی کاپٹر انہیں اپنی طرف آتا دکھائی دیا اور منوہر نے ہاتھ اٹھا کر فضا میں ہرانا شروع کر دیا۔ چند لمحوں بعد ہیلی کاپٹر ان سے تھوڑے فاصلے پر ایک چٹان پر اتر گیا۔ اور منوہر اور ماترم دونوں اس کی طرف بڑھنے لگے۔ کیا نام ہے قہار؟ منوہر نے ہیلی کاپٹر پر سوار ہوتے ہی پائلٹ سے پوچھا۔

”پر شاد حجاب“۔ پائلٹ نے موڈ بان لکھ میں کہا۔

”ہم نے درسام پہاڑی کے ورے اور اس کے ارد گرد علاقے کا رائنڈ کرنا ہے۔ ہمیں چند دشمنوں کی تلاش ہے۔ لیکن تم ہیلی کاپٹر غارتگ ریج سے اوپر ہی رکھو گے“۔ منوہر نے پائلٹ کو ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

”میں سر“۔ پائلٹ نے جواب دیا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ہیلی کاپٹر کو فضا میں بلند کرنا شروع کر دیا۔ تھوڑی دیر بعد ہیلی کاپٹر اس جگہ پہنچ گیا جہاں منوہر کے ساتھیوں کی لاشیں موجود تھیں۔ منوہر آنکھوں پر دور بین جمائے مسلسل نیچے چیک کر رہا تھا کہ ایٹاک دور سے ایک ہیلی کاپٹر آتا دیکھ کر وہ چونک پڑا۔ لیکن جب ہیلی کاپٹر

زوریک آیا تو اس نے ایک بار پھر نیچے دیکھنا شروع کر دیا کیونکہ یہ فوجی ہیلی کاپٹر تھا اور دور بین سے اس نے اس کے اندر موجود فوجیوں کو دیکھ لیا تھا۔ چند لمحوں بعد ہیلی کاپٹر ان کے قریب سے گزرا اور آگے بڑھتا چلا گیا۔

”اب کس طرف جانا ہے؟“۔ پائلٹ نے منوہر سے پوچھا۔

”سباراؤنڈ لیتے ہوئے چلو“۔ منوہر نے کہا اور پائلٹ نے سر ہلاتے ہوئے ہیلی کاپٹر کا رخ موڈنا شروع کر دیا۔

”کمال ہے۔“۔ یہ کہیں چوکی ہے جہاں تو ایک بھی آدمی نظر نہیں آ رہا“۔ نیچے دیکھتے ہوئے منوہر نے اونچی آواز میں بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

”ارے ارے اودہ رد کو۔“۔ روکو۔ میں نے ایک لاش دیکھی ہے۔“۔ روکو ہیلی کاپٹر کو اور واپس وائیں ہاتھ پر موڈ کر لے چلو۔ منوہر نے لکھت پیچھتے ہوئے کہا اور پائلٹ نے رخ موڈا اور آہستہ رفتار سے ہیلی کاپٹر کو اڑانا ہوا واپس لے آیا۔

”ہاں واقعی یہ لاش ہے جو گہرائی میں اوندھے منہ پڑی ہے سبھاں کوئی خاص واقعہ ہوا ہے۔“۔ ہیلی کاپٹر کو اس چوکی کے قریب اتار دو۔ تاکہ صورت حال کو اچھی طرح چیک کیا جاسکے۔“۔ منوہر نے کہا اور پائلٹ نے ہیلی کاپٹر کو چوکی کے قریب اتار دیا۔ منوہر اور ماترم دونوں نیچے اترے اور دوڑتے ہوئے چوکی کے گردوں کی طرف بڑھتے

چلے گئے۔ کرے کے اندر خون موجو تھا لیکن لاش کوئی نہ تھی۔ منوہر نے ہارم کو ارد گرد کا علاقہ چیک کرنے کے لئے کہا اور خود وہ کمرہ کا اندرونی جانچ لینے میں مصروف ہو گیا۔

"باس اصرہ بائیں طرف کھائیوں میں وہ بارہ فوجیوں کی لاشیں ہیں، اور ان میں سے کئی کے جسم پر یونیفارمز موجو نہیں ہیں۔" ہارم نے تھوڑی دیر بعد اگر دہ پورٹ دی اور منوہر اس کے ساتھ چلتا ہوا اصرہ کو بڑھ گیا جہاں ہارم نے یہ لاشیں دیکھی تھیں۔

"اور اس کا مطلب ہے کہ چوکی پر کسی نے حملہ کر کے تمام سپاہیوں کو مار دیا ہے اور ان کی یونیفارمز اتار دی ہیں۔" منوہر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اچانک اس کے ذہن میں وہ ہیلی کاپٹر ابراجو ان کے قریب سے گزر رہا تھا۔

"اور۔۔۔ اور یہ یقیناً ان پاکیشیائیوں کا کام ہو سکتا ہے وہ لوگ! اصرہ چنگام کی طرف آنے کی بجائے اصرہ آنے اور جہاں انہوں نے فوجیوں کو ہلاک کیا اور ان کی یونیفارمز اور ہیلی کاپٹر لے کر روانہ ہو گئے کیونکہ یہیں جہاں ویسے ہی کھڑی ہیں۔" منوہر نے تیز لہجے میں کہا۔

"مگر باس ان چوکیوں پر ہیلی کاپٹر موجو نہیں ہوتے۔ ہیلی کاپٹر صرف ایئر چیک پوسٹس کے پاس ہوتے ہیں۔" ہارم نے جواب دیا۔

"ہو سکتا ہے ایسی ہی واردات کسی قریبی ایئر چیک پوسٹ پر کی

گئی ہو۔" منوہر نے کہا اور تھوڑی دیر بعد وہ واپس ہیلی کاپٹر کے قریب آ گیا۔

"جہاں قریبی ایئر چیک پوسٹ کون سی ہو سکتی ہے۔" منوہر نے پائلٹ سے پوچھا۔

"وائیں ہاتھ پر تقریباً بارہ کھو میٹر دور ایک ایئر چیک پوسٹ ہے۔" پائلٹ نے مودبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"وہاں چلو فوراً۔" منوہر نے کہا اور پائلٹ نے ہیلی کاپٹر کو

فضا میں بلند کر دیا۔ اور تھوڑی دیر بعد وہ ایئر چیک پوسٹ کے قریب پہنچ گئے۔ چیک پوسٹ سے ٹرانسمیٹر پر پائلٹ کے بارے میں پوچھا گیا اور جب پائلٹ نے اپنی شاخت کرائی اور بلیک ہائونڈز کے افسران کے بارے میں بتایا تو اسے چیک پوسٹ پر اترنے کی اجازت دے دی گئی۔ چیک پوسٹ کافی بلندی پر تھی۔ ایک مسلح جٹان پر جیسے ہی ہیلی کاپٹر اتر، منوہر اور ہارم تیزی سے نیچے اترے۔ وہاں دو فوجی افسران استقبال کے لئے موجو تھے۔

"کمانڈر ایئر پوسٹ بچن اور یہ سب کمانڈر نیرتھ رام ہیں۔"

ایک فوجی افسر نے اپنا اور اپنے ساتھی کا تعارف کراتے ہوئے کہا۔

"آپ کی چیک پوسٹ پر کتنے ہیلی کاپٹر ہیں۔" منوہر نے

دوبارہ پوچھا۔

"ایک ہی ہیلی کاپٹر ہوتا ہے۔" جواب اور ہماری چیک پوسٹ کا ہیلی

کاپٹر ٹاپ ایئر چیک پوسٹ پر راہولی گیا ہوا ہے۔" کمانڈر بچن نے

بہشت ہیں۔ منوہر نے کہا۔

”و دشمن بہشت آپ کا مطلب حریت پسندوں سے ہے۔“
 کانڈر بچن نے گھبراتے ہوئے لکچے میں کہا۔

”نہیں یہ پاکیشانی بہشت میں اور حریت پسندوں کی امداد کے لئے
 یہاں آئے ہیں۔ بلیک ہاؤنڈز کو ان کی آمد کی اطلاع مل گئی تھی چنانچہ
 ہم نے وہ درسام پر ان کے گرد گھیرا ڈالا۔ لیکن وہ ہمارے چند
 ساتھیوں کو ہلاک کر کے فرار ہو گئے۔ ہم یہ سمجھے کہ وہ وہاں سے نکل
 کر لازماً ہستی چٹکام پہنچیں گے۔ چنانچہ ہم نے ہستی چٹکام کے گرد مورچے
 منبھال لئے۔ لیکن وہ ادھر آنے کی بجائے ادھر چوکی کی طرف آئے اور
 جہاں سے ایللی کا پرنلے کر وہ راہولی گئے ہیں۔“ منوہر نے کہا اور پھر
 راہولی کا نام اس کی زبان پر آتی ہے وہ اس بری طرح چوٹا جیسے کسی
 نے اس کے جسم پر کوڑا مار دیا ہو۔ کیونکہ وہ جانتا تھا کہ بلیک ہاؤنڈز کا
 ہینے کو اور ٹر راہولی میں ہی ہے اور ان وہمنوں کا راہولی جانا ظاہر کر رہا
 تھا کہ وہ لوگ دراصل بلیک ہاؤنڈز کا ہینے کو اور تیار کرنا چاہتے ہیں۔
 ”سر۔ اگر ایسی بات ہے تو میں فرانسسز پر پائلٹ سے بات کر
 لیتا ہوں۔ ابھی تصدیق ہو جائے گی کہ کون لوگ ایللی کا پرنل سوار ہیں۔“
 کانڈر بچن نے کہا۔

”اوہ وہ ہاں واقعی بات کر دجلی کر د۔“ منوہر نے کہا اور
 کانڈر بچن نے جلی سے ایک الماری میں موجود بڑے سے فرانسسز پر
 فریکو نسی ایڈجسٹ کرنا شروع کر دی۔ فریکو نسی ایڈجسٹ کر کے اس

جواب دیتے ہوئے کہا۔

”کب گھیا ہے۔“ منوہر نے چٹیک پوسٹ کے اندر دینی کمرے
 کی طرف بڑھتے ہوئے پوچھا۔
 ”آدھے گھنٹے سے زیادہ ہو گیا ہوگا جتنا اب۔“ کانڈر بچن نے
 جواب دیا۔

”کون گھیا ہے۔ اس پر۔“ منوہر نے پوچھا۔

”چوکی نمبر تین سو ایک کے لوگ گئے ہیں۔ کیپٹن شرما کی کال
 تھی، چنانچہ میں نے ایللی کا پرنل وہاں بھگوا دیا۔“ کیوں آپ کیوں پوچھ
 رہے ہیں۔“ کانڈر بچن نے حیرت بھرے لکچے میں پوچھا۔

”تین سو ایک دی چوکی ہے جو جہاں سے چار کو میز بائیں طرف
 ہے۔“ منوہر نے پوچھا۔

”یہی سر۔ دی ہے مگر۔“ بچن نے لکچے ہوئے لکچے میں کہا
 ”کیا آپ نے تصدیق کی تھی کہ جو لوگ ایللی کا پرنل کے لئے کال کر
 رہے ہیں وہ اصل ہیں۔“ منوہر کا بچر اور زیادہ سخت ہو گیا۔

”اصل۔ کیا مطلب۔“ باقاعدہ طے شدہ کوڈ پاس ہونے کے
 بعد ایللی کا پرنل بھیجا گیا ہے۔ جتنا اب۔“ کانڈر بچن نے جواب دیا۔

”کانڈر صاحب چوکی پر موجود تمام فوجی ہلاک کر دیئے گئے ہیں اور
 ان کی لاشیں وہاں پڑی ہوئی ہیں۔ ان میں سے چند کی پوشیدہ سز بھی
 نامی مل گئی ہیں ہمیں درسام پہاڑی درے کے قریب ایک ایللی کا پرنل
 گزرنا ہوا دکھائی دیا ہے مجھے یقین ہے کہ اس میں موجود فوجی دشمن

میں کیپٹن شرما انگلیک یو اور۔ دوسری طرف سے ایک اور آواز سنائی دی اور منوہر نے ساتھ کمرے کا نذر بچن کی طرف دیکھا۔ یہ کیپٹن شرما کی آواز ہے جناب میں اچھی طرح پہچانتا ہوں۔ کمانڈر بچن نے اس کی نظروں کا مضبوط کیچے ہوئے کہا۔ کیپٹن شرما آپ کس وقت چوکی سے روانہ ہوئے ہیں اور۔ منوہر نے پوچھا۔

نصف گھنٹہ ہوا ہو گا کیوں اور۔ دوسری طرف سے جواب دیا گیا۔

میں آپ کو حکم دیتا ہوں کہ آپ فوراً واپس چوکی پر پہنچیں فوراً، ورنہ آپ کے خلاف کورٹ مارشل کیا جائے گا اور۔ منوہر نے جھٹکے ہوئے کہا۔ کیونکہ اب اسے یقین ہو گیا تھا کہ اس پہیلی کا پڑ میں پاکیشیائی ایجنٹ موجود ہیں۔ اس کو اچھی طرح اندازہ تھا کہ اس نے لاٹوں کو جس حالت میں دیکھا ہے۔ انہیں مرے ہوئے کم از کم ایک گھنٹہ ضرور ہو چکا ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ جب یہ لوگ وہاں سے روانہ ہوئے ہیں اس وقت چوکی پر موجود سپاہیوں کو جھٹے ہی ہلاک کر دیا گیا تھا۔

سوری جناب یہ ٹلپ ایر جیسی مشن ہے۔ اسے کمانڈر انچیف بھی نہیں روک سکتے اور اینڈ آف۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔

اور وہ یہ پاکیشیائی ایجنٹ ہیں انہیں ہر قیمت پر روکنا ہو گا۔ ہر

نے ٹرانسمیٹر کا بلن دیا دیا اور کال دینی شروع کر دی۔ پہلے پہلے کمانڈر بچن کانٹک اور۔ کمانڈر بچن نے کہا۔ پس پائلٹ ایجنٹ انگلیک یو اور۔ دوسری طرف سے ایک آواز سنائی دی اور کمانڈر بچن کا سٹا ہوا چہرہ یکھت کھل اٹھا کیونکہ وہ وجہ کی آواز اور اچھی طرح پہچانتا تھا۔

جہاں پائلٹ کو ڈنبر اور۔ کمانڈر بچن نے مزید تسلی کے لئے پوچھا اور دوسری طرف سے پائلٹ کو ڈنبر دیا گیا۔

یہ اصل آدمی ہے جناب۔ میں اسے اچھی طرح پہچانتا ہوں۔ کمانڈر بچن نے منوہر سے مخاطب ہو کر کہا۔

میں خود بات کرتا ہوں بلن واپس۔ منوہر نے ہوسٹ پہنچنے ہوئے کہا اور کمانڈر بچن نے سر ہلاتے ہوئے بلن دیا۔

پہلے پہلے پائلٹ ایجنٹ میں بلیک ہانڈز سیکشن فور کا چیف بول رہا ہوں۔ جہاں پہلی کا پڑ میں کون سا رہے اور۔ منوہر نے تیز لہجے میں کہا۔

سرفرمی سوار ہیں۔ کیپٹن شرما اور ان کے ساتھی اور۔ دوسری طرف سے حیرت برے لہجے میں جواب دیا۔

تم نے انہیں کہاں سے پک کیا ہے اور۔ منوہر نے پوچھا۔ چوکی سے جناب اور۔ دوسری طرف سے جواب دیا گیا۔

پہلے کیپٹن شرما مجھ سے براہ راست بات کرو اور۔ منوہر نے کہا۔

قیمت پر منوہر نے پچھتے ہوئے کہا۔

جناب اگر آپ تحریری حکم دے دیں تو میں راستے میں ایئر چیک بوسٹس کے کانڈر سے رابطہ کر کے انہیں احکامات دے دیتا ہوں۔ انہیں روک لیں گے۔ کانڈر جن نے کہا۔

اوپر ہاں دکھاؤ گاؤں میں حکم لکھ دیتا ہوں تم اس دوران آرڈر کر کہیں یہ نکل نہ جائیں اور سٹوئگر یہ نہ رکھیں تو بے شک ایلی کا پٹر کو لڑ دیا جائے۔ منوہر نے تیز لہجے میں کہا۔

سودی سر۔ ایلی کا پٹر اڑانے کا حکم میں نہیں دے سکتا یہ میرے اختیار سے باہر ہے اور نہ ہی کسی ایئر بوسٹ کے کانڈر نے اس حکم کو تسلیم کرنا ہے۔ کانڈر جن نے جواب دیا۔

اوپر۔ اچھا تم انہیں روکنے کے لئے کہو۔ میں خود جاتا ہوں ان کے پیچھے۔ منوہر نے کہا وہ کانڈر جن نے جلدی سے سیر کی دراز سے کاغذ اور قلم نکال کر اسے دیا اور خود ٹرانسمیٹر کی طرف بڑھ گیا۔ تھوڑی سی کوشش کے بعد اسے معلوم ہو گیا کہ ایلی کا پٹر اس وقت کراہل ایئر بوسٹ سے گزر کر کنبانی ایئر بوسٹ کی طرف بڑھ رہا ہے۔ پتا چلے اس نے کنبانی ایئر بوسٹ کے کانڈر سے رابطہ قائم کر لیا۔

میں کانڈر ایئر بوسٹ کنبانی، شیر سنگھ انڈنگ یو اورو۔ کنبانی ایئر بوسٹ کانڈر کی آواز سنائی دی۔

کانڈر جن بول رہا ہوں شیر سنگھ تم مجھے اچھی طرح جانتے ہو اورو۔ جن نے کہا کیونکہ شیر سنگھ اس کا خاصا قریبی دوست رہا تھا۔

ہاں۔ کیوں اس تعارف کی ضرورت تھی ہے اورو۔ دوسری طرف سے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا گیا۔

اس لئے کہ جو کچھ میں تمہیں کہنے والا ہوں اس کے لئے اس فوری تعارف کی اشد ضرورت تھی تاکہ تم میری بات پر عمل کرنے پر رضا مند ہو سکو۔ سٹو بلیک ہاؤنڈز کے سیکشن فور کے چیف میرے پاس آئے ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ چند پاکیشیائی بمبٹن عربت پسندوں کی امداد کی غرض سے مشکبار میں داخل ہوئے۔ بلیک ہاؤنڈز کو اس کی خبر ہو گئی پتا چلے کہ وہ سام بھائی کے درے پر بلیک ہاؤنڈز نے ان کے گرد پکٹنگ کی مگر وہ نکل گئے۔ بلیک ہاؤنڈز نے ان کو پکڑنے کے لئے اپنی چٹام کے گرد گھیرا والا مگر وہ ادھر جانے کی بجائے ادھر ہماری طرف آگئے۔ یہاں چوکی شیر تین سو ایک کے سپاہیوں کو انہوں نے مار والا اور فلاحی دہان کے انچارج کپٹن شرما کو انہوں نے گن پوائنٹ پر بھجور کر کے بچھڑے ایک ایلی کا پٹر طلب کیا تاکہ کسی ٹاپ ایئر جنسی مشن پر رازداری پاسکیں میں نے قانون کے مطابق ڈیمانڈ پر ایلی کا پٹر بھجوا دیا اور رازداری کے راستے میں موجود قاتل ایئر چیک بوسٹ کو کوڑا درڑھی پاس کر دیا۔ ایلی کا پٹر ٹانٹ اجیت ہے۔ بلیک ہاؤنڈز کے سیکشن چیف صاحب کا اصرار ہے کہ اس میں پاکیشیائی بمبٹن سوار ہیں کیونکہ چوکی پر موجود کئی لاشوں کی یو نیفار مزار تلی گئی ہیں۔ میں نے ابھی ٹرانسمیٹر پر ایلی کا پٹر ٹانٹ اجیت اور کپٹن شرما سے بات کی ہے ان کا اصرار ہے کہ وہ درست آدمی ہیں لیکن سیکشن چیف صاحب کا

بھی کر سکتے ہو اور فوری یہاں اطلاع دو اور۔" سنوہرنے خود ہلت کرتے ہوئے کہا۔

"میں سر حکم کی تعمیل ہوگی سر اور۔" دوسری طرف سے کہا گیا اور کانڈر بنجن نے اور لینڈ ٹیل کہہ کر ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔ پھر سنوہر کے قہری حکم کو اس نے اٹھا کر بڑھا اور جہہ کر کے اسے میز کی وراڑ میں ڈال دیا۔

پھر تقریباً تیس بجیں منٹ بعد ٹرانسمیٹر کال آگئی اور وہ چونک پڑے۔ کانڈر بنجن نے ہلدی سے ٹرانسمیٹر آن کر دیا۔

"ہیلو ہیلو کانڈر ایئر چیک پوسٹ کنجانی کالنگ اور۔" ٹرانسمیٹر سے شیر سنگھ کی آواز سنائی دی۔

"میں کانڈر بنجن اینڈنگ یو اور۔" کانڈر بنجن نے کہا۔

"حکم کی تعمیل ہو گئی ہے۔" جہادی ایئر پوسٹ کا ہیلی کاپٹر ہم نے روک لیا ہے پہلے تو انہوں نے رکنے سے انکار کر دیا لیکن جب ہم نے انہیں میڈائن مار کر ہیلی کاپٹر تباہ کرنے کی دھمکی دی تو وہ دھمکنے پر رضامند ہو گئے ہیں اس میں موجود سارے فوجیوں کے ہاتھوں میں انھنکیاں ڈلوادی ہیں تاکہ بچہنگ سے پہلے یہ فرار ہو سکیں اور۔" دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہیلو ہیلو بلیک ہاؤنڈز سیکشن چیف بول رہا ہوں۔ اس کیپٹن شربا سے ہلت کرو ایمری اور۔" سنوہرنے بیچ بگر کہا۔

"میں سر اور۔" دوسری طرف سے کہا گیا۔

اسرار ہے کہ وہ غلط آوی ہیں۔ اس لئے اب سیکشن چیف صاحب نے حکم دیا ہے کہ اس ہیلی کاپٹر کو روک لیا جائے تاکہ چیف دوسرے ہیلی کاپٹر میں بیٹھ کر وہاں پہنچیں اور اچھی طرح تصدیق کر لیں۔ اگر یہ لوگ درست ثابت ہوں تو انہیں آگے سفر کرنے کی اجازت دے دی جائے اور اگر یہ لوگ غلط ہوں تو انہیں ہلاک کر دیا جائے۔ جہیں معلوم ہے کہ بلیک ہاؤنڈز کے سیکشن فور کو ہسپتال کارڈ ایڈیو کیا گیا ہے۔ اس لئے ہم سب ان کے ماتحت ہیں اور ان کے حکم کی تعمیل کرنے کے پابند ہیں۔ میں نے چیف صاحب سے قہری حکم حاصل کر لیا ہے، اور میں نے معلوم کر لیا ہے کہ ہیلی کاپٹر کراچل ایئر پوسٹ کو کراس کر کے اب جہادی ایئر پوسٹ کی طرف بڑھ رہا ہے اس لئے تم اس ہیلی کاپٹر کو ہر صورت میں روک کر اس میں موجود افراد کو بے بس کر لو۔ اور پھر تجھے اطلاع دو تاکہ چیف صاحب ہیلی کاپٹر جہاد سے پاس پہنچ کر بچہنگ کر سکیں اور۔" کانڈر بنجن نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ سیکشن چیف صاحب کے حکم کی تعمیل ہم پر فرض ہے۔ میں انہیں روک کر اطلاع دیتا ہوں اور۔" دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہیلو میں سیکشن چیف بلیک ہاؤنڈز بول رہا ہوں۔ تم نے ہر صورت میں انہیں روکا ہے۔ ہر صورت میں اور اگر یہ فرار ہونے لگیں تو بے شک میری طرف سے اجازت ہے کہ تم ہیلی کاپٹر کو جہاد

اس چیک پوسٹ پر پہنچی تب صحیح صورت حال کا علم ہو گا۔
ہارم نے کہا۔

”اوہ نہیں۔ ایئر چیک پوسٹ پر وہاں رازدار اور دوسرے ایئر کرائٹ پیکنگ آلات موجود ہوں گے اس لئے ہم جیسے ہی ان کی حدود میں داخل ہوں گے انہیں اس کا علم ہو جائے گا۔ ادا ہے ہو سکتا ہے کہ ہم اس سے پہلے آنے والی کرائل ایئر چیک پوسٹ پر رک جائیں اور پھر شیر سنگھ کو کہیں کہ وہ قیدیوں کو لے کر اپنے ہیلی کاپٹر میں وہاں آ جائے اس طرح اصل صورت حال سامنے آ جائے گی اور اگر کوئی گھپلا بھی ہو گا تو ہم آسانی سے اس پر قابو پالیں گے۔“ منوہرنے کہا۔
”یہی پاس ہے اچھی سمجھو ہے۔“ ہارم نے اس کی بات کی تائید کرتے ہوئے کہا اور منوہرنے پائلٹ کو ہدایات دینی شروع کر دیں۔

”یہی کمپین شراباں رہا ہوں۔ یہ کیا کر رہے ہیں آپ لوگ۔ ہمیں کیوں روکا اور گرفتار کیا گیا ہے۔ میں کمانڈر انچیف سے بات کروں گا اور۔“ دوسری طرف سے کمپین شرابا کی سختی ہوئی آواز سنائی دی۔

”اوسکے ہم آ رہے ہیں ان کا خیال رکھنا کمانڈر شیر سنگھ یہ فراموش ہونے پائیں اور لاپرواہی نہ۔“ منوہرنے مسرت بھرے لہجے میں کہا اور پھر وہ تیزی سے مڑا اور باہر کی طرف دوڑ پڑا۔ اس کے چہرے پر مسرت کے آثار نمایاں تھے۔ تھوڑی دیر بعد ان کا ہیلی کاپٹر تیزی سے کھائی ایئر چیک پوسٹ کی طرف لڑا چلا جا رہا تھا۔
”ہاں یہ پاکیشیائی مہجٹ کیا اتنی آسانی سے قابو میں آ گئے ہوں گے۔“ اچانک ہارم نے کہا تو منوہرنے گنگ بڑا۔

”کیا کیا مطلب۔“ منوہرنے حیران ہو کر کہا۔

”پاس یہ لوگ جس انداز میں کام کر رہے ہیں اس سے یہی ظاہر ہوتا ہے کہ یہ انتہائی خطرناک لوگ ہیں۔ پھر ایک ایئر بوسنم کے حملے کے باوجود یہ اتنی آسانی سے کیسے لگ سکتے ہیں۔“ ہارم نے کہا۔

”اوہ اوہ جہاڑی بات درست ہے۔ واقعی اس جہلو کا تو مجھے خیال ہی نہ آیا تھا۔ لیکن شیر سنگھ کی کال تو یہی بتا رہی ہے اور تصدیق کے لئے میں نے کمپین شرابا سے بھی بات کی ہے۔ اس کے بعد وہ واقعہ ہمیں محتاط رہنا چاہئے۔“ منوہرنے ہنست ہنست کہا۔

”میرا خیال ہے پاس آپ ہیلی کاپٹر فاصلے پر اتاریں اور ہم اچانک

سند کھڑا ہو جائے گا۔ — عمران نے کہا اور تھوڑے ہلکے ہلکے
نہاوش ہو گیا۔

چند لمحوں بعد وہ دوسرے ہیلی کاپٹر کے قریب سے گزر گئے اور
عمران فوراً دوسرے ہیلی کاپٹر میں موجود افراد کو دیکھتا رہا۔ اس
میں پائلٹ کے علاوہ دو افراد تھے۔ پائلٹ فوجی تھا جب کہ باقی دونوں
عام لباس میں تھے۔ ان میں سے ایک پائلٹ سیٹ کے ساتھ دالی
سیٹ پر بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے ہاتھ میں دو برین قصبی جب کہ دوسرا آدمی
قصبی سیٹ پر تھا۔

یہ واقعی چیک ہوائنڈز کے لوگ ہیں اور یقیناً ہمیں ہی تلاش کر
رہے ہیں۔ بہر حال تلاش کرنے دو انہیں۔ — عمران نے کہا۔ راستے
میں ایک چیک پوسٹ سے انہیں کال کیا گیا تو عمران نے ٹرانسمیٹر پر
مشن کوڈ اور پائلٹ کوڈ بتا کر انہیں مطمئن کر دیا اور ہیلی کاپٹر
مستقل آگے بڑھتا چلا گیا۔ عمران کو معلوم تھا کہ راہولی جہاں سے
کافی فاصلے پر ہے اور مسلسل پرواز کے باوجود وہ انہیں وہاں پہنچنے میں
دعائی تین گھنٹے بہر حال لگ ہی جائیں گے۔

— نعمانی چیک تو کر دہیلی کاپٹر میں تین گھنٹے کا پٹرول بھی ہے یا
نہیں۔ عمران نے فاصلے کا خیال آتے ہی نعمانی سے کہا۔

— ٹینک خالی ہے جناب۔ میرا خیال ہے ہیلی کاپٹر جہاں استعمال
نہیں کیے جاتے یا پھر راہولی کا سن کر اس کمانڈر نے ٹینک خالی کر کر
بجھوایا ہو گا۔ — نعمانی نے مسکراتے ہوئے کہا اور عمران نے بھی

ایک فوجی ہیلی کاپٹر نظر آ رہا ہے۔ — پائلٹ سمٹ پر موجود
وحیت کے میک اپ میں نعمانی نے کہا اور وہ سب چونک پڑے۔
سائیک سیٹ پر عمران بیٹھا ہوا تھا وہ بدستور اس کے میک اپ میں تھا
جب کہ کیپٹن شرما کے میک اپ میں صفدر اور باقی ساتھی عام
فوجیوں کے میک اپ میں تھے۔ ان کے ساتھ اعظم بھی تھا جس کا
جسم پر بھی فوجی یونیفارم تھی۔

نعمانی کے اشارے پر وہ سب چونک کر اوپر دیکھنے لگے۔
— اودہ اس میں غیر فوجی ہیں اور جینٹل کی جہاز ہے۔ یہ یقیناً بلیک
ہوائنڈز کے لوگ ہوں گے۔ — عمران نے کہا۔

— ہیلی کاپٹر تباہ نہ کر دیا جائے۔ — تھوڑے لمحوں کے بعد
— انہیں۔ — ابھی ہم نے طویل راستہ طے کرنا ہے اور ہیلی کاپٹر
کی تباہی کا پتہ ایئر چیک پوسٹس کو فوراً ہو جائے گا اور ہمارے لئے

عمران نے اجیت کے لمحے میں حیرت ظاہر کرتے ہوئے گول مول سا جواب دیا۔

”تم نے انہیں کہاں سے پک کیا ہے اور“ دوسری طرف سے پوچھا گیا اور عمران نے ہوا کی کے بارے میں بتا دیا۔ پھر اس آدمی نے کیپٹن شرما سے بات کرنے کے لئے کہا تو عمران نے خود ہی کیپٹن شرما کے لمحے میں بات کرنی شروع کر دی۔ اس کی کوشش تھی کہ اس آدمی کو مطمئن کر دیا جائے تاکہ راستے میں کوئی رکاوٹ نہ کھڑی ہو لیکن جب اس نے ان کو واپس آنے کا حکم دیا تو عمران نے انکار کر دیا۔ ظاہر ہے وہ واپس تو نہ جاسکتا تھا اور مزید بات اجیت ختم کرنے کے لئے اس نے ٹرانسمیٹر بھی آف کر دیا تھا۔

”اب اور رفتار بڑھاؤ نعمانی۔ سب یہ ہمیں روکنے کی کوشش کریں گے اور ہو سکتا ہے کہ وہ ہمارے پیچھے بھی آئیں“ عمران نے نعمانی سے کہا اور نعمانی نے سر ہلاتے ہوئے رفتار بڑھا دی۔

”میں نے پہلے ہی کہا تھا کہ اس پہلی گاڑی کو تباہ کر دیا جائے۔ اس وقت یہ کام آسانی سے ہو جاتا“ حضور نے منہ ہلاتے ہوئے کہا۔

”تو پھر اب تک ہم آگے نہ بڑھ رہے ہوتے“ عمران نے منہ ہلاتے ہوئے جواب دیا اور حضور خاموش ہو گیا۔ وہ جیک پوسٹس اور گڑبڑیں لیکن وہ صرف کوڑا بتا کر وہاں سے گزر گئے اور انہیں کوئی رکاوٹ پیش نہ آئی لیکن پھر چانگ ٹرانسمیٹر بول اٹھا۔

”پہلے پہلے کنبانی ایئر ہو سٹ کالنگ اور“ ٹرانسمیٹر سے ایک

اجبات میں سر ہلایا۔ ابھی سفر جاری تھا کہ اچانک ٹرانسمیٹر سے ایک بار پھر کال آئی شروع ہو گئی اور عمران نے ہاتھ بڑھا کر ٹرانسمیٹر آہٹ کر دیا۔ گفتگو وہ خود ہی کر رہا تھا تاکہ اجیت کے لمحے میں بات ہو سکے۔

”پہلے پہلے کمانڈر یکن کالنگ اور“ ٹرانسمیٹر کا بزن آن ہوتا ہی اس میں سے آواز سنائی دی اور عمران سمیت سب جوتنگ بند ہو گئے کیونکہ کمانڈر یکن نے ہی یہ پہلی گاڑی بھجوا دیا تھا۔ اس کی طرف سے کال آنے کا مطلب تھا کہ کوئی خاص بات ہو گئی ہے۔

”میں پائلٹ اجیت اسٹنگ پو اور“ عمران نے جواب دیا۔

”جہاز پائلٹ کوڈ نمبر اور“ دوسری طرف سے پوچھا گیا۔

”نی فور اور“ عمران نے جواب دیا۔

”پہلے پہلے پائلٹ اجیت میں بلک ہاؤنڈر سیکشن فور کا چیف بول رہا ہوں۔ جہاز سے پہلی گاڑی میں کون سوار ہے اور“ جتھہ لوگوں کی خاموشی کے بعد ایک دوسری آواز سنائی دی اور عمران کے بے اختیار ہونٹ ہنچنے لگے کیونکہ اتنی بات تو وہ سمجھ گیا تھا کہ یہ وہی لوگ ہیں جو وہ درسام پر انہیں دوسرے فوجی پہلی گاڑی پر ملے تھے لیکن اسے یہ اندازہ نہ تھا کہ اس پر سوار آدمی کسی سیکشن کا چیف ہو گا اور نہ وہ اسے وہیں قابو کرنے کی کوئی ترکیب سوچتا۔ اسی آدھی اگر قابو میں آجاتا تو یقیناً اس سے بلک ہاؤنڈر اور اس کے ہیڈ کوارٹر کے بارے میں خاصی اہم معلومات حاصل کی جاسکتی تھی۔

”سر فوجی سوار ہیں“ کیپٹن شرما اور ان کے ساتھی اور“

آواز گونجی۔ حالانکہ ایسی تھوڑی دیر پہلے انہوں نے کرا ال تالی چیک پوسٹ کر اس کی تھی اور اتنی جلدی دوسری چیک پوسٹ نہ آ سکتی تھی اس لئے اس کال کے آنے ہی عمران کا تھا ٹھنک گیا تھا۔

ہیلی کاپٹر پائنٹ انڈنگ یو اوور۔۔۔ عمران نے رجیت کے لئے جیسا جواب دیا۔

کوڈ پناؤ اوور۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور عمران نے حسب سابق کوڈ دہرا دیا۔

جہاز انام اوور۔۔۔ دوسری طرف سے پوچھا گیا۔
”رجیت اوور۔۔۔ عمران نے کہا۔

”میں شیر سنگھ کمانڈر ایئر چیک پوسٹ کنوائی بول رہا ہوں۔ ہمیں حکم دیا گیا ہے کہ جہاز ایلی کاپٹر اپنی چیک پوسٹ پر اتار کر ہمیں چیک کیا جائے اوور۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔
”کس نے حکم دیا ہے اوور۔۔۔ عمران نے پوچھا۔

”بلیک ہائونڈ سیکشن فور کے چیف نے۔۔۔ لہذا تم چیک پوسٹ پر اتراؤ۔۔۔ ہمیں کاشن دے دیا جائے گا ورنہ دوسری صورت میں ہمیں یہ بھی حکم ہے کہ جہازے ہیلی کاپٹر کو میزائلوں سے ہٹ کر دیا جائے۔
یو لو کیا کہتے ہو اوور۔۔۔ شیر سنگھ نے تیز لہجے میں کہا۔

”وہ شیر سنگھ میں لکپشن ٹرما بول رہا ہوں۔۔۔ یہ فوجی مشن ہے اور اچھائی اہم مشن ہے۔ اس لئے تم ہمیں مت روکو اوور۔۔۔ اس بار عمران نے لکپشن ٹرما کے لئے جیسا کہا۔

”جہیں معلوم نہیں ہے کہ بلیک ہائونڈ کے سیکشن فور کو پشپل کاروائی ہو چکا ہے۔ اس لئے پوری فوج ان کے ماتحت ہے۔ اس لئے اب ان کا حکم سپریم آرڈر کی حیثیت رکھتا ہے اوور۔۔۔ دوسری طرف سے کال کھانے والے لہجے میں کہا۔

”ٹھیک ہے۔ اب مجبوری ہے۔ تم ہمیں کاشن دو ہم اتارتے ہیں اوور۔۔۔ عمران نے جواب دیا۔

”گلد۔۔۔ تم نے اچھا فیصلہ کیا ہے۔ اوور اینڈ آل۔۔۔ دوسری طرف سے مطمئن لہجے میں کہا گیا اور عمران نے ہاتھ بڑھا کر ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

”یہ تم نے کیا کر دیا۔ اس طرح تو ہم بھٹس جائیں گے۔۔۔ تنویر نے غصیلے لہجے میں کہا۔

”نہیں۔ جو قطعی پہلے ہم سے ہوئی ہے۔ اس کا ازالہ کرنے کے لئے میں نے یہ پلاننگ کی ہے اور دوسری بات یہ کہ اگر ہم نہ رکتے تو واقعی میدان اس سے ہمارا ایلی کاپٹر تباہ کر دیا جاتا۔ اب ہم نے کرنا یہ ہے کہ چیک پوسٹ پر جا کر اس پر موجود افراد کا خاتمہ کر کے اس شیر سنگھ کو قابو میں کرنا ہے اور پھر اس بلیک ہائونڈ کے چیف کو ہماری گرفتاری کی اطلاع دے دی جائے گی اور جب وہ جہاں آئے گا تو اسے آسانی سے کوڑیا جا سکتا ہے۔۔۔ عمران نے کہا۔

”اوو گلد۔۔۔ واقعی یہ بہترین تہمت ہے۔۔۔ سب سے پہلے تنویر نے ہی جواب دیا اور عمران مسکرا دیا۔

تھوڑی دیر بعد انہیں دور ایک پہاڑی سے مخصوص کاشن دیا جانے لگا اور نعمانی نے ہیلی کاپٹر کا رخ اس پہاڑی کی طرف موڑ دیا۔

سب پوری طرح ہوشیار رہیں گے۔ جب تک اس شیر سنگھ کی شناخت نہ ہو، فائر نہیں کھولا جائے گا۔ عمران نے منہ بند لگے میں کہہ کر سب نے اجابت میں سر ہلا دیئے۔ اور چند لمحوں بعد ہی ہیلی کاپٹر اس پہاڑی پر پہنچ گیا جہاں ایئر چیک پوسٹ قائم تھی۔ وہاں ایک ہیلی کاپٹر بھی موجود تھا اور باقاعدہ ایک چھوٹا سا رازدار بھی گھوم رہا تھا۔ طیارہ خلی میراٹل بھی نظر آ رہے تھے۔ دوڑے بڑے کمرے بھی تھے جنہیں جٹانوں کی اوٹ میں تعمیر کیا گیا تھا اور وہاں اس کے قریب فوجی کھڑے تھے جن میں سب سے آگے ایک لمبے قد اور بھاری جسم کا آدمی تھا جس کے بازو پر کمانڈر کی مخصوص پٹی موجود تھی۔ ان سب کے ہاتھوں میں مشین گنیں تھیں۔ یہ کمانڈر شیر سنگھ ہے۔ عمران نے اس انٹیمیم آدمی کی طرف سے اشارہ کرتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ سب ہیلی کاپٹر سے نیچے اترے اور ان کی طرف بڑھنے لگے۔ ان کے ہاتھ یونیفارم کی جیبوں میں تھے جن میں مشین پستل موجود تھے

۔ کیپٹن شرما۔ صفدر نے آگے بڑھتے ہوئے شیر سنگھ سے مخاطب ہو کر کہا۔

”میں پائلٹ اہلیت ہوں۔ نعمانی نے بھی آگے بڑھ کر اپنے تعارف کرتے ہوئے کہا۔

۔ جہارے پاس بٹنے ہتھیار ہیں وہ سب نکال کر جہاں ڈھیر کر دو۔ شیر سنگھ نے انتہائی تحکماً نہ لگے میں کہا۔

”کیا ہماری سلامتی کے لئے جہارے پاس صرف یہی دس آدمی ہیں۔ کمانڈر شیر سنگھ۔ اپنا تک صفدر کے ساتھ کھڑے عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

کیا۔ کیا کہہ رہے ہو تم۔ ہمیں جرات کیسے ہونے کہ تم میری اس طرح توہین کر دو۔ شیر سنگھ نے ہلکتے غصے سے کونکے ہونے لگے میں کہا۔

”ارے ارے اتنا غصہ کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ پہاڑی شیر تر اتنے غصہ در نہیں ہوتے۔ ہاں جنگل کے شیر ہوتے تب تو شاید اتنا غصہ درست تھا۔ بہر حال جہارے حکم کی تعمیل ہوگی۔ ابھی سب کو ڈھیر کر دیا جائے گا۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے جیب سے ہاتھ باہر نکالا اور دوسرے لمبے فضا مشین پستل کے دھماکوں اور انسانی چیخوں سے گونج اٹھی۔ شیر سنگھ کو شاید خواب میں بھی تو قلعہ تھی کہ یہ لوگ اس طرح کی حرکت بھی کر سکتے ہیں اس لئے وہ حیرت کی شدت سے بہت بنا کھڑے کا کھڑا رہ گیا اور پھر اس سے پہلے کہ وہ سنبھلا۔ عمران نے مشین پستل کی نال اس کے سینے پر رکھ دی۔

خبردار ہاتھ اٹھا دو۔ عمران نے چپٹے ہوئے کہا جب کہ باقی ساتھی بمبلی کی سی تیزی سے دوڑتے ہوئے کمر کی طرف بڑھ گئے۔

”حت حث۔ شیر سنگھ کی حالت واقعی قابل دید ہو رہی تھی۔“

ہیں بلیک ہاؤنڈز کے ہیڈ کو اڑکا بھی علم نہیں ہے اس لئے اگر یہ سیکشن چیف ہاتھ آجائے تو ہمیں اس معاملے میں بھی قیمتی معلومات مل سکتی ہیں۔
 عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا اور صفدر نے اذیت میں سر ہلا دیا۔
 اسے ہوش میں لے آؤ۔ عمران نے کہا اور تھوڑے آگے بڑھ کر کرسی پر بندھے ہوئی شیر سنگھ کا منہ اور ناک دونوں ہاتھ سے بند کر دیا چند لمحوں بعد شیر سنگھ کے جسم میں حرکت کا احساس نہوا اور ہوا تو تھوڑے تھوڑے ہٹ گیا۔

تم۔ تم۔ تم میری توقع سے کہیں زیادہ خطرناک لوگ ثابت ہوئے ہو۔ شیر سنگھ نے آنکھیں کھول کر ماحول کو دیکھتے ہوئے کہا۔

شیر سنگھ جہارے سارے ساتھی ہلاک ہو گئے ہیں لیکن تم زندہ ہو حالانکہ تم سب سے آگے کھڑے تھے۔ اس لئے تمہیں ہلاک کرنا ہمارے لئے کوئی مسئلہ نہ تھا۔ اس سے تمہیں کم از کم یہ اندازہ ضرور ہو گیا ہو گا کہ تم جہارے دشمن نہیں ہیں۔ عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

تم جو کوئی بھی ہو۔ بہر حال تم کافرستانی فوجی نہیں ہو سکتے کوئی کافرستانی فوجی دوسرے فوجیوں کو اس طرح ہلاک نہیں کر سکتا مجھے سمجھنا کہ جن نے بتایا تھا کہ تم پاکستانی ہیں، جیسا کہ وہ اور جہاں کے حریت پسندوں کی مدد کے لئے آئے ہو۔ کاش میں تمہیں کال کرنے کی بجائے جہار اسیل کا ہار ہی میزائل سے اڑا دیتا۔ لیکن واقعی مجھے یہ توقع ہی نہ تھی کہ تم اس طرح اپنا تک فائر کھل دو گے۔ شیر سنگھ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

ذہنی طور پر ابھی تک سنبھل نہ سکا تھا کہ ٹکھٹ عمران کا دوسرا بازو گھوما اور اس کی مڑی ہوئی انگلی کا پک پوری قوت سے شیر سنگھ کی کھنٹی پر ہلا اور وہ جھٹکا ہوا اچھل کر نیچے گر ہی تھا کہ عمران کی لات حرکت میں آئی اور اس بار طیم غمیم شیر سنگھ کا جسم ایک جھٹکا کھا کر ساکت ہو گیا۔ اندر سے اس کے دوران فائرنگ کی آوازیں بھی سنائی دی تھیں۔ اور تھوڑی دیر بعد اس کے ساتھی واپس آ گئے۔

اندروادوی تھے انہیں ہلاک کر دیا گیا ہے۔ نعمانی نے کہا اور عمران نے اذیت میں سر ہلا دیا۔

اسے اٹھاؤ اور اندر لے چلو۔ عمران نے سبے ہوش پڑنے شیر سنگھ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا اور نعمانی نے جھک کر شیر سنگھ کو اٹھا یا اور کاغذ سے پر لاد لیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ سب ایک بڑے کمرے میں موجود تھے۔ شیر سنگھ کو عمران کی ہدایت کے مطابق ایک کرسی پر بٹھا کر باندھ دیا گیا تھا۔

عمران صاحب اگر ہم جہاں سے خاموشی سے روانہ ہو جائیں تو کیا یہ بہتر نہیں ہے۔ اس طرح ہم آسانی سے راہولی پہنچ سکتے ہیں۔ صفدر نے کہا۔

ابھی ہمیں علم نہیں کہ راستے میں اور کتنی چیک پوسٹس ہیں اور وہ بلیک ہاؤنڈز والوں کو اگر ہماری طرف سے کوئی کاشن نہ ملے تو وہ قطعاً آئندہ چیک پوسٹ کو مطلع کر دیں گے اور ہو سکتا ہے کہ وہ کوئی بات کرنے کی بجائے میزائل ہی داغ دیں اور دوسری بات یہ کہ راہولی میں

”تم اب صرف ہمیں یہ بتاؤ کہ ہمیں کیا پاداشت کی گئی تھی کہ ہمیں جہاں روکنے کے بعد تم نے کیا کرنا تھا۔“ عمران نے کہا۔
 ”وہاں کانڈرینجین کو اطلاع کرنی تھی اور بس۔“ شیر سنگھ نے کہا۔
 ”اوہ یہ کام تو ہم بھی کر سکتے ہیں۔“ خواہ مخواہ ہمیں زندہ رکھا۔“

عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ہاتھ میں پکڑے ہوئے مشین پستل کا رخ شیر سنگھ کی طرف کر دیا۔ اس کے چہرے پر لگھٹ اچھائی سفاکی کے تاثرات ابھرتے تھے۔

”ارک جاؤ۔“ ”ارک جاؤ۔“ ”نچ مت مارو۔“ میں جہارے کام آسکتا ہوں۔ میں انہیں کال کر کے کہہ دوں گا کہ تم کسی اور طرف مزگئے ہو۔ اور آئے ہی نہیں میں تمہیں پچالوں گا۔“ ”نچ مت مارو۔“ شیر سنگھ نے انتہائی خوفزدہ لہجے میں کہا۔

”اگر تم ہم سے تعاون کرنے پر آمادہ ہو تو ہم تمہیں زندہ دہنے کا موقع دے سکتے ہیں لیکن تعاون مکمل ہونا چاہیے۔“ عمران نے کہا۔

”میں مکمل تعاون کروں گا مجھے مت مارو۔“ شیر سنگھ نے فوراً ہی وعدہ کرتے ہوئے کہا۔

”تو میرا بتاؤ۔“ کہ بلیک ہاؤنڈز کا ہیڈ کوارٹر راہولی میں کہاں ہے۔ کون اس کا سربراہ ہے۔ اور یہ بھی سن لو کہ مجھے اس کا درست جواب جھٹے سے معلوم ہے۔ میں صرف تمہیں آزمانے کے لئے یہ سوال پوچھ رہا ہوں۔“ عمران نے کہا۔

ہیڈ کوارٹر کا کسی کو بھی علم نہیں ہے۔ وہ انتہائی خفیہ ہے۔ العتبہ میں

ہیں ایک آدمی کے متعلق بتا سکتا ہوں جو اس ہیڈ کوارٹر میں کام کر رہا ہے۔ راہولی کے مغرب میں ایک چھوٹا سا قصبہ ہے جس کا نام رگاندہ ہے۔ اس رگاندہ میں ایک بڑا آدمی رہتا ہے۔ اس کا نام بھنگا ہے۔ اس بھنگا کا چار مٹل ہیڈ کوارٹر کی تعمیر میں کام کر رہا ہے۔ مجھے یہ بات اس نے معلوم ہے کہ ریش میرے ساتھ پڑھتا رہا ہے۔ وہ شراب پینے کا بے حد شوقین ہے ایک سیلے کے دوران اس نے شراب کے ٹفے میں مجھے یہ بات بتائی تھی۔ اس کے علاوہ مجھے کچھ معلوم نہیں۔“ شیر سنگھ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”جہاں سے آگے راہولی کے طرف مزید کتنی اندر چیک پوسٹس ہیں۔“ عمران نے پوچھا۔ مزید دو چیک پوسٹس ہیں۔“ شیر سنگھ نے جواب دیتے ہوئے کہا اور پھر عمران نے اس سے اس کا فاتی کوڈ نمبر اور ایسی ہی دوسری معلومات حاصل کیں اور اس کے بعد شیر سنگھ کے منہ میں کچرا ٹھوس دیا گیا۔ عمران نے وہاں موجود فرانسیسیز پر کانڈرینجین کی فریکٹس ایڈجسٹ کر دی۔ کیونکہ چوکی پر وہ جھٹے اسے کال کر چکا تھا اس لئے اسے اس خصوص فریکٹس کا علم تھا۔

”ہیلو ہیلو کانڈرینجین پوسٹ کھائی کا لنگ اور۔“ عمران نے فریکٹس ایڈجسٹ کرنے کے بعد شیر سنگھ کے لہجے میں کال دینی شروع کر دی لیکن اس نے جان بوجھ کر شیر سنگھ کا نام نہ لیا تھا تاکہ انہیں کوئی شک ہو تو وہ نام پوچھنے پر تیار نہیں مطمئن کر سکے۔

”یہیں کانڈرینجین انڈنگ یو اور۔“ چند لمحوں بعد فرانسیسیز سے

کانڈر بچن کی آواز سنائی دی۔
حکم کی تعمیل ہو گئی ہے۔ جہارے انیر پوسٹ کا ہیلی کاپٹر ہم نے

روک لیا ہے۔ پہلے تو انہوں نے دکنے سے انکار کر دیا لیکن جب ہم نے انہیں میڈل مار کاپٹر جہاز کرنے کی دھمکی دی تو وہ دکنے پر رضامند ہو گئے۔ میں نے اس میں موجود دوسارے فوجیوں کے ہاتھوں میں ہتھیاریں ڈالوا دی ہیں تاکہ جینٹنگ سے پہلے یہ فرار نہ ہو سکیں اور۔۔۔ عمران نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”پہلے پہلے۔۔۔ بلیک ہاؤنڈز سیکشن چیف بول رہا ہوں۔ اس کیپٹن شرما سے بات کر ازمیری اور۔۔۔ دوسری طرف سے بلیک ہاؤنڈز کے سیکشن چیف کی آواز سنائی دی۔

”میں کیپٹن شرما بول رہا ہوں۔ یہ کیا کر رہے ہیں آپ لوگ ہمیں کیوں روکا اور گرفتار کیا گیا ہے۔ میں کانڈر انجینئر سے بات کروں گا اور۔۔۔ اس بار عمران نے کیپٹن شرما کی آواز میں کہا لیکن اس کے لہجے میں غصہ اور جھلپٹنایاں تھیں۔

”اوہ۔۔۔ تم کہہ رہے ہیں۔۔۔ ان کا خیال رکھنا خیر سنگھ۔ یہ فرار نہ ہونے پائیں اور لٹنڈال۔۔۔ دوسری طرف سے سرت بھرے لہجے میں کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔ عمران نے ٹرانسمیٹر آف کروایا۔

”باہر موجود لاشیں اٹھا کر اندر کمرے میں ڈال دو اور خون کے وحشوں پر ہباز مٹی ڈال دو۔ یہ بلیک ہاؤنڈز والے تربیت یافتہ لوگ ہیں اور ہو

جتا ہے کہ وہ نیچے اترنے سے پہلے جینٹنگ کریں۔ عمران نے اپنے ہاتھوں سے کہا اور وہ سب مرکز تیزی سے باہر کی طرف ٹپک پڑے اور عمران نے آگے بڑھ کر شیر سنگھ کے منہ سے کچرا باہر نکال لیا۔ خیر سنگھ لمبے لمبے سانس لینے لگا۔

سنو شیر سنگھ۔۔۔ میں کہیں زندہ بچ جانے کا آخری موقع دے رہا ہوں۔ جب بلیک ہاؤنڈز کا ہیلی کاپٹر نیچے اترے تو تم نے باہر جا کر ان کا استقبال کرنا ہے اور پھر انہیں اس طرح لے کر آنا ہے کہ انہیں شک نہ پڑ سکے۔ بولو میاں ہر تم اس تعاون کے لئے۔۔۔ عمران نے شیر سنگھ سے مخاطب ہو کر کہا۔

”میں تم سے تعاون کروں گا بالکل تعاون کروں گا۔ تم حیرت انگیز قوی ہو۔ تم نے جس طرح میری آواز اور لہجے کی نقل کی ہے۔ اس سے میں سمجھ گیا ہوں کہ تم سے مقابلہ میرے بس کا روگ نہیں ہے۔ بلیک ہاؤنڈز جانے اور تم جانو۔۔۔ شیر سنگھ نے کہا اور عمران نے مسکراتے ہوئے سر ہٹا دیا اور باہر کی طرف مڑ گیا اس نے جان بوجھ کر شیر سنگھ سے بات کی تھی کیونکہ اس کے ذہن میں یہ خیال آیا تھا کہ ہو سکتا ہے بلیک ہاؤنڈز کا سیکشن چیف کانڈر بچن کو ساتھ لے آئے اور شیر سنگھ کا قتل و قاتل ایسا تھا کہ ان میں سے کوئی بھی اس کی جگہ نہ لے سکتا تھا۔ اگر شیر سنگھ تعاون نہ بھی کرے تب بھی اس کی باہر موجودگی سے ہی وہ لوگ مطمئن ہو کر ہیلی کاپٹر سے اترائیں گے اور پھر ان پر قابو پانا مشکل نہ رہے گا۔

یہ دراصل شک پڑا تھا کہ کہیں جہارے لے آئے اور آواز کی نقل کر کے کوئی
 زبان بات کر رہا ہو بہر حال تم نے جو باتیں بتائی ہیں اس سے میری تسلی
 دینی ہے۔ میں یہاں انٹیر چیک پوسٹ کراں پر پہنچ گیا ہوں۔ تم ان
 بیٹوں کو لے کر یہاں آجاؤ فوراً دور۔ اس بار بلیک ہانڈز کے
 پیش چیف کی آواز سنائی دی اور عمران کے ہونٹ بھیج گئے کیونکہ اس
 پیش چیف نے اس کی توقع کے خلاف کام کیا تھا۔

بھیہ آپ حکم کریں جناب دور۔ عمران نے جواب دیا۔

بدلی ہاتھ ہم جہار انتظار کر رہے ہیں اور رینڈال۔ دوسری
 طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔ عمران نے ایک
 ذلیل سانس لیتے ہوئے ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

اس آدمی کی ہوشیاری اور ذہانت بتا رہی ہے کہ یہ واقعی بلیک ہانڈز
 کا خاص آدمی ہے۔ اس لئے اب اس کو کاہر کرنا چاہئے سے کہیں زیادہ
 بھاری ہو گیا ہے۔ سو شیر سنگھ ہیلی کاپٹر چلا لیتے ہو۔ عمران نے

آفریں شیر سنگھ سے مخاطب ہو کر کہا۔

ہاں۔ شیر سنگھ نے جواب دیا۔

تو تم ہیلی کاپٹر چلاتے ہوئے ہمارے ساتھ وہاں جاؤ گے اور پھر جیسے
 بھی حالات ہوں تم نے ہمارے ساتھ تعاون کرنا ہے۔ اس کے انعام میں
 تم کہیں دہلی زندہ چھوڑ کر آئے بڑھ جائیں گے۔ یو لو تیار ہو۔
 عمران نے شیر سنگھ سے مخاطب ہو کر کہا۔

میں تیار ہوں۔ شیر سنگھ نے کہا تو عمران نے اسے آزاد کرنے

میں تقریباً ایک گھنٹے بعد ٹرانسمیٹر کال آگئی اور عمران نے آگے بڑھ کر
 ٹرانسمیٹر آن کر دیا۔ باقی ساتھی بھی کام سے فارغ ہو کر اس کمرے میں
 موجود تھے۔ الیبت صدیقی اور کیپٹن شکیل دوسرے کمرے میں راولپور
 موجود تھے تاکہ ہیلی کاپٹر کو آتا ہوا چیک کر سکیں۔

ہیلو ہیلو۔ انٹیر چیک پوسٹ کراں سے کانڈر بول رہا ہوں اور
 ٹرانسمیٹر سے آواز سنائی دی۔

میں کانڈر انٹیر چیک پوسٹ کھانی بول رہا ہوں اور۔ عمران
 نے شیر سنگھ کے لئے میں بت کرتے ہوئے کہا۔

کانڈر میرا نام بھی بتاؤ اور میری پوسٹ کا کوڈ نمبر بھی اور۔
 دوسری طرف سے کہا گیا اور عمران نے بڑک کر میڈر ہندھے سینے شیر سنگھ
 کی طرف دیکھا جو خاصوش بیٹھا ہوا تھا۔

اس کا نام بھٹانگر ہے اور بلیک پوسٹ کا نمبر اسے۔ ایون ہے
 شیر سنگھ نے عمران کی نظروں کا مفہوم سمجھتے ہوئے جواب دیا۔

ہیلو کانڈر یہ جہیں کیا ہو گیا ہے جو تم نے اسے سوالات شروع کر
 دیئے ہیں اور۔ عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

بچلے میرے سوالات کا جواب دو کانڈر اور۔ دوسری طرف سے
 سخت لہجے میں کہا گیا۔

جہار اتام بھٹانگر ہے۔ اور جہاری چیک پوسٹ کا کوڈ اسے۔ ایون
 ہے اور یو لو اور۔ عمران نے تھکاتے ہوئے لہجے میں کہا۔

ہیلو کانڈر شیر سنگھ میں بلیک ہانڈز کا سیکشن چیف بول رہا ہوں۔

کے لئے کہہ دیا مسعود نے آگے بڑھ کر اس کی رسیاں کھینچی شروع کر دیں اور قہقہوں پر ہنسا، وہ سب ہیلی کاپٹر پر بیٹھے وہاں سے کراچی ائیر پورٹ کی طرف بڑے چلے جا رہے تھے۔ پائلٹ سیٹ پر شیر سنگھ تھا۔ عمران نے اپنے سر پر ساتھیوں کے ہاتھ عقب میں کر کے انہیں رسیوں سے اس طرح پانچواں ہوا تھا کہ وہ جب پڑتے ایک ہی جھگٹے سے رسی کھول کر اپنے ہاتھ تھکوا کر نکال دیتے تھے تاکہ راستے میں شیر سنگھ کوئی شرارت کرنے کا نہ سوچ سکے۔

ایک ہی لمحہ کمانڈر ائیر پورٹ کراچی کانٹاکٹ یو اوروں۔۔۔ اپنا گنگ ڈرامہ سیز سے آواز سنائی دی۔

اولیہ پہلے کانڈر ایتھ ہو سٹ کرا ل کانٹک ہو اور۔۔۔ اپنا کنگ
 ٹرانسمیٹر سے آواز سنائی دی۔
 "لیس کانڈر شیر سنگھ ایتھ کنگ ہو اور۔۔۔ کانڈر شیر سنگھ نے غم
 ی ٹرانسمیٹر فون کر کے جواب دیا۔

”میں کمانڈر خیر سنگھ انڈنک یو اور“ کمانڈر خیر سنگھ نے جواب دیا۔
 ”کون پائلٹ کر رہا ہے پہلی کاپڑ کو اور“ دوسری طرف سے
 ”تو تھو گیا۔“

کون پائلٹ کر رہا ہے پہلی کاپیڑ کو اودر۔ دوسری طرف سے
پوچھا گیا۔
میں خود طیارہ اودر۔ کمانڈر خیر سنگھ نے جواب دیا۔

میں خود چل رہا ہوں اور ”..... کا نذر خیر سنگھ نے جواب دیا۔
کیوں جہادری اتیر پوسٹ کا پائلٹ کہاں ہے اور ”..... دوسری
طرف سے چوگے ہوئے لہجے میں کہا گیا۔

”کیوں جہادری امیر ہو سٹ کا پائلٹ کہاں ہے اور“ — دوسری طرف سے جو گئے ہوئے لہجے میں کہا گیا۔

میں اسے ہمیں چٹیک پوسٹ پر مجبور کیا ہوں تاکہ کسی بھی امیر جسٹس کی صورت میں وہ چٹیک پوسٹ کا جیلی کا پہرہ اڑا سکے اور ۔۔۔ کائنات شیر سنگھ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

کی صورت میں وہ چمک پوسٹ کا پہلی کاپر اڑا کے اوردہ کاٹھ
شیر سنگھ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔
"کیپٹن شرما اور اس کے ساتھی کس پوزیشن میں ہیں اور ان کی تعداد
کتنی ہے اور۔" دوسری طرف سے جواب دیا۔

میں کے ہاتھ عقب میں بندھے ہوئے ہیں۔ اور ان کی تعداد
پن شرما سمیت سات ہے اور۔۔۔ کما نذر شیر سنگھ نے جواب دیتے
کے کہا۔

۱۰۔ کے آگے بڑھے ملے آؤ۔ ہمیں کاشن دیا جائے گا اور تم نے چھیک
بٹ سے فاصلے پر پہلی گاڑی کا کارٹا رہے اور اینڈ آف۔ دوسری طرف
آؤ گا۔ اے۔ کے ساتھ ۱۴ رابطہ ختم ہو گیا۔

نہ کوئی جواب نہ دیا۔ وہ صرف سر ہلاتے رہے۔

تھوڑی دیر بعد انہیں ایک پہاڑی سے مخصوص کاشن لینے لگ گیا۔
 لڑکے نے خود ہی اپنے ہاتھ عقب میں کر کے اسے رسی سے باندھا۔
 دیا تھوڑی دیر بعد پہلی کاپڑ چیک پوسٹ سے کچھ فاصلے پر ایک
 پتھر پر چڑھ گیا۔ چیک پوسٹ اسی انداز کی تھی جیسی کتابچی چیک پوسٹ
 تھی۔ اور چیک پوسٹ کے سامنے چار مسلح فوجی کھڑے ہوئے تھے۔

بقیہ لوگ یقیناً دوسرا دوسرا چھپے ہوئے ہوں گے اس لئے کوئی ایک حرکت نہ کی جائے جس سے ہم پر انہیں فائر کرنے کا موقع مل سکے۔

میران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ اٹھ کر نیچے اترنے لگا۔ کمانڈر شیر بھلی بھی نیچے اتر گیا تھا اور اب وہ دوسری طرف سے گھوم کر ایک ایک بارو سے پکڑ کر نیچے اترنے میں مدد دینے لگا۔ کیونکہ واقعی بندھے ہوئے رہے وہ ان خود نیچے نہ اتر سکتے تھے۔ سوائے اس کے وہ اچھل کر

چھلانگ لگاتے لیکن جتان کی اس سائیز پر جگہ اتنی نہ تھی کہ وہ چھلانگ کر سنبھل سکے۔

جلد کمانڈر شیر سنگھ نے اُسے مگر گرفت میں لیا۔ مخاطب ہو کر کہا۔

”ہم کمانڈر انچیف صاحب کو یہ سب کچھ بتائیں گے۔ تم لوگ پاگل ہو جو اپنے ہی آویسوں کے خلاف یہ غیر قانونی حرکت کر رہے ہو۔ صفدر نے اونچی آواز میں کہا۔ اس کا بچہ لکپٹن شرما سے کافی حد تک متاثر تھا۔

”ان کے آگے بڑھتے ہی ادھر ادھر سے فوجی جتانوں کی اوٹ سے نکلے اور تیزی سے ان کے عقب میں آگئے۔ توڑی در بعد وہ چیک پوسٹ کے سامنے پہنچ گئے۔ اب دوسرے فوجی بھی برآمد ہو گئے۔ اور ان سب کے چروں پر اطمینان کے تاثرات ابھرائے تھے۔ کیونکہ انہوں نے خود دیکھا تھا کہ ان سب کے ہاتھ ان کے عقب میں رسیوں سے بندھے ہوئے تھے۔ اسی لمحے چیک پوسٹ کے دروازے سے دو افراد ساواہ لباس میں لمبوں باہر آگئے اور عمران انہیں دیکھتے ہی پہچان گیا کہ یہ وہی دونوں ہیں جنہیں اس نے پہلی بار پڑیں دیکھا تھا۔

گڈ کمانڈر شیر سنگھ ہمیں جہاد کی کار کوگی پسند آئی ہے۔ ہم جہاد کی ترقی کی سفارش کریں گے۔ سب سے آگے آنے والے نے مسکراتے ہوئے کمانڈر شیر سنگھ سے مخاطب ہو کر کہا اور اس کے بولے ہی عمران سمیت سب کچھ گئے کہ یہی وہ سیکشن چیف ہے، وہ اس کی آواز

ان گئے تھے۔ فکر یہ تھا اب آپ کے حکم کی تعمیل تو ہم پر فرض ہے۔ شیر سنگھ نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

”انہیں اندر لے چلو۔ اس سیکشن چیف نے حور سے عمران اور ان کے ساتھیوں کو دیکھتے ہوئے کہا۔

جلد اندر۔ شیر سنگھ نے عمران اور اس کے ساتھیوں سے مخاطب ہو کر کہا اور عمران کے آگے بڑھنے پر وہ سب بھی کمرے کی طرف بڑھنے لگے۔ جب کہ وہ سیکشن چیف ایک طرف ہٹ کر کھڑا ہو گیا۔ وہ خدائے ان کے عقب میں بندھے ہوئے ہاتھوں کو خود چیک کرنا چاہتا تھا بلکہ سے کمرے میں لے جا کر انہیں ایک دیوار کے ساتھ کھڑا کر دیا گیا۔ اور اس کے ساتھ ہی عمران نے مخصوص انداز میں اپنے سر کو دائیں بائیں کر کے کاندھے اچکائے تو سب کچھ گئے کہ عمران انہیں رسیاں کھولنے کا کاشن دے رہا ہے چنانچہ چند ہی لمحوں میں ان کے ہاتھ رسیوں سے آزاد ہو چکے تھے، لیکن انہوں نے اپنے بازو اسی طرح عقب کی طرف کئے ہوئے تھے۔

”تو تم دراصل پاک پشائی ریکٹ ہو۔ اور تم نے چوکی پر موجود کافرستانی فوجیوں کا قتل عام کیا ہے۔ اس سیکشن چیف نے حور سے عمران اور اس کے ساتھیوں کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ آٹھ مضیق گھنوں سے مسلح سپاہی ان کے سامنے موجود تھے اور انہوں نے گھنیں اس طرح پکڑ رکھی تھیں جیسے انہیں حکم ملے ہی وہ عمران اور اس کے ساتھیوں پر

فائر کھول دیں گے۔

”جہارے پاس کیا ثبوت ہے۔۔۔ کہ تم بلیک ہاؤنڈز کے سیکشن چیف ہو۔“ اپنا تک عمران نے سنجیدہ لہجے میں اس آدمی سے مخاطب ہو کر کہا۔

”مجھے ثبوت دکھانے کی ضرورت نہیں ہے۔ مجھے۔ اور یہ بھی سن لو کہ مجھے اتنے اختیارات بھی حاصل ہیں کہ میں تم سب کو ابھی گولیوں سے چھلنی کرا سکتا ہوں۔“ اس آدمی نے غصیلے لہجے میں کہا۔

”لیکن جناب سینن نے کبھی کسی سیکشن چیف کو ایسے اندر سے اختیارات نہیں دیئے۔“ عمران نے کہا تو وہ آدمی بے اختیار اچھل پڑا اس کے جہرے پر لکھتے انتہائی حیرت کے تاثرات ابھرتے تھے۔

”تم۔ تم نے کیا نام یا ہے۔ کس کا نام یا ہے۔“ اس نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”بلیک ہاؤنڈز کے چیف ہاس جناب سینن کا۔“ کیا جہیں اپنے چیف کے نام کا بھی علم نہیں ہے۔“ عمران نے مضحکہ اڑانے والے انداز میں کہا۔

”تم۔ تم ان کے بارے میں کیسے جانتے ہو۔“ اس آدمی نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

”میں جہیں تفصیل دے سکتا ہوں۔ لیکن پہلے تم اپنی شرافت بتاؤ۔ پلو صرف اپنا نام بتاؤ۔“ مجھے معلوم ہے کہ سیکشن فور کے انچارج کا کیا نام ہے عمران نے بڑے بااعتماد لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”ہو نہ ہو تو تم کوئی خاص چیز ہو۔ میرا نام بھام ہے۔“ اس آدمی نے جواب دیا اور عمران نے بے اختیار نفی میں سر ہلادیا۔

”نہیں مسٹر۔“ اگر واقعی جہار نام بھام ہے تو تم جھٹی آدمی ہو۔ اب میں کمانڈر شیر سنگھ اور یہاں کے کمانڈر سے کہوں گا کہ وہ جہیں اور جہارے ساتھی کو فوراً گرفتار کر لیں۔“ عمران نے تیز لہجے میں کہا اور اسی لمحے ایک طرف کھڑا کمانڈر شیر سنگھ تیزی سے منور ہری طرف بڑھا۔

”سوری جناب۔“ پہلے آپ اپنی شرافت کرائیں۔“ مجھے معاملہ گڑبڑ لگتا ہے۔“ کمانڈر شیر سنگھ نے سخت لہجے میں کہا۔

”ہو نہ ہو ٹھیک ہے۔“ میں نے واقعی جان بوجھ کر اپنا نام غلط بتایا تھا تاکہ اس آدمی کی اصلیت جان سکوں۔ بہر حال یہ بہت کچھ جانتا ہے اور واقعی اب حالات ایسے پیدا ہو گئے ہیں کہ مجھے اپنی شرافت کرا دینی چاہئے۔ منور نام منور ہے اور میں واقعی سیکشن فور کا انچارج ہوں۔ یہ دیکھو میرا غصہ صی کارڈ۔“ اس آدمی نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا اور جب سے ایک کارڈ نکال کر اس نے کمانڈر شیر سنگھ اور دوسرے فوجیوں کی طرف بھرایا۔

”میں نے جیک کر لیا ہے۔ واقعی ان کا نام منور ہے اور یہ سیکشن فور کے انچارج ہیں۔“ کمانڈر شیر سنگھ نے مطمئن لہجے میں کہا۔

”جب تک میں اپنی آنکھوں سے نہ دیکھوں گا کیسے یقین کر دوں گا۔“ عمران نے بڑے سادہ سے لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ اسی طرح بازو عقب میں کیے اطمینان سے پھٹا ہوا منور کے قریب پہنچ گیا۔

اور پھر اس سے پہلے کہ وہ سنبھلا عمران کے بازو حرکت میں آئے اور دوسرے لمحے منوہر اس کے بازوؤں میں اٹھا چھٹا ہوا ایک دھماکے سے کمرے کے اس کونے کی دیوار سے جا ٹکرایا جو خالی تھا۔ اور اس کے ساتھ ہی عمران نے بھی چھلانگ لگائی اور اس کونے میں جاگرا۔ یہ سب کچھ صرف پلک جھپکنے میں وقوع پذیر ہو گیا اور مشین گن بردار حیرت سے پلکیں جھپکاتے رہ گئے جب کہ عمران کے ساتھیوں نے اس دوران یہیوں سے مشین ہتھل نکال لئے۔ وہ صرف عمران کے درمیان میں موجود ہونے کی وجہ سے رکے ہوئے تھے اس لئے جیسے ہی عمران نے منوہر کے پیچھے چھلانگ لگائی کمرہ مشین ہتھل کی آوازوں اور انسانی چیخوں سے گونج اٹھا اور ان چیخوں میں کانڈر خیر سکھ کی بیچ بھی شامل تھی کیونکہ وہ فائرنگ ہوتے ہی ایسا تک دوڑ کر فائرنگ رینج میں آ گیا تھا وہ شاید فائرنگ سے بچنے کے لئے بھاگنا چاہتا تھا، لیکن اس کی موت آتی تھی کہ بجائے باہر کی طرف بھاگنے کے وہ ان مسلح افراد کی طرف بھاگ اٹھا تھا۔

”باہر دیکھو۔“ عمران نے چیخے ہوئے کہا اور عمران کے ساتھی بالکل کی سی تیزی سے دوڑتے ہوئے باہر نکل گئے اور پھر باہر سے فائرنگ کی آوازیں سنائی دیں اور اس کے ساتھ ہی سنانا چھا گیا۔ منوہر کا سر دیوار سے اس قربت سے ٹکرایا تھا کہ وہ نیچے گر گئے کے بعد اٹھ ہی نہ سکے تھا کمرے میں ہر طرف خون اور لاشیں پھیلی ہوئی تھیں۔ کچھ زخمی ابھی تک پڑے عرصے رہے تھے لیکن وہ بھی زیادہ در تک تڑپ نہ سکے اور ایک ایک کر کے ساکت ہوتے چلے گئے۔

”سب ختم ہو گئے ہیں۔“ چند لمحوں بعد حوثر نے اندر داخل ہوتے ہوئے کہا۔ اس کے پیچھے صفدر اور نعمانی بھی اندر آ گئے۔
”اسے اٹھاؤ اور باہر لے آؤ۔“ عمران نے منوہر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا اور خود وہ باہر کی طرف جانے کے لئے مڑ گیا۔

یہاں موجود ٹرانسمیٹر اور میڈیاٹوں کا تمام نظام وغیرہ توڑ پھوڑ دینے جلدی۔ ہمیں فوراً آگے جانا ہے۔“ عمران نے ساتھیوں سے کہا اور خود وہ دیلی کا پڑ کی طرف بڑھ گیا۔ باقی ساتھی ایک بار پھر کمروں کی طرف بڑھ گئے۔ بنے بوش منوہر کو بھی دیلی کا پڑ میں ڈال دیا گیا تھا۔ اور تھوڑی دیر بعد ان کا دیلی کا پڑ ایک بار پھر فضا میں بلند ہوا اور تیزی سے آگے بڑھتا چلا گیا۔

”اسے حوش میں لے آنا ہے۔“ صفدر نے پوچھا۔

”ابھی نہیں۔ پہلے راہروی کی پیچ جائیں۔ رستے کی جوجیاں خودی طور پر کراس کرنا ضروری ہیں۔ کیونکہ ہو سکتا ہے کانڈر بچن پھر کوئی کال نہ کر دے۔“ عمران نے کہا۔

”تو تم منوہر کی آواز میں اسے کال کر کے مطمئن کر دو جہاں سے لئے کیا مشکل ہے۔“ حوثر نے کہا۔

”مشکل یہ ہے کہ کانڈر بچن کو ہم صرف آواز سے پہچانتے ہیں، شکل سے نہیں۔ ہو سکتا ہے کہ وہ بھی ان فوجیوں میں شامل ہو جنہیں ہم ختم کر کے آ رہے ہیں۔ اب سب نے تو بات نہیں کی تھی۔ حق کہ اس کمرال بیک پوسٹ کے کانڈر کی آواز بھی دوبارہ نہیں سنی۔ اس لئے اگر ہم نے

ہے۔ وہ ہمیں سہولتیں مہیا کر دے گا۔ اعظم نے کہا اور نعمانی نے رفتار آہستہ کی اور پھر ہیلی کا پڑ کو پیچے لے جا کر ایک مسطح پٹان پر اتار دیا۔
 - منوہر کو اٹھا کر پیچے لے آؤ۔ عمران نے ہیلی کا پڑ سے نیچے اترتے ہوئے کہا۔

اور تھوڑی دیر بعد وہ سب ہیلی کا پڑ سے نیچے اتر آئے۔ صدیقی نے بے ہوش پڑے منوہر کو کھینچ کر ہیلی کا پڑ سے نیچے اتارا اور اسے ایک طرف پٹان پر لٹا دیا۔

- اب سب مل کر اس ہیلی کا پڑ کو کسی گہری کھد میں دھکیل دو تاکہ اس کی مدد سے ہمارا سرخ لے لگایا جاسکے۔ عمران نے کہا۔

مگر اس کے پڑول ٹینک پھٹنے سے دھماکہ ہو گا۔ جس کی آواز نہاں دور دور تک سنی جائے گی۔ کیوں نہ اس کا پڑول ٹینک کھول دیں۔ جب سارا پڑول بہہ جائے تو پیرا سے نیچے گرائیں۔ صفدر نے کہا۔

- اودہاں واقعی۔ یہ تجھز بہتر ہے۔ عمران نے کہا۔

- میں اندر سے اس کی کینکل کٹ نکالتا ہوں۔ اس سے ہی ٹینک کا ڈھکنا نیچے سے کھلے گا۔- تنویر نے کہا اور ہیلی کا پڑ پر چڑھ گیا۔ چند لمحوں بعد وہ کٹ کا مخصوص قہیلا اٹھائے نیچے اتر اور پھر ہیلی کا پڑ کے نیچے چلا گیا۔

- تم اس دوران یہاں کوئی بڑا سا فائرنگ کلاش کر دو تاکہ منوہر سے پوچھ گچھ نہیں مکمل کر لی جائے۔- عمران نے دوسرے ساتھیوں سے کہا اور کمپنیشن خشک اعظم کو لے کر دوسری طرف بڑھ گیا۔

وہاں کمانڈر بنجن کو کال کیا تو وہاں کے لوگ چمک سکتے ہیں۔
 عمران نے وضاحت کرتے ہوئے کہا اور سب ساتھیوں نے اجازت میں سر ہلا دیے۔

ہیلی کا پڑ پوری رفتار سے اڑا چلا جا رہا تھا اور تھوڑی دیر بعد انہوں نے کھائی بھوک بھی کر اس کر لی۔ منوہر کو راستے میں ہوش آنے لگا لیکن عمران کے کہنے پر اس کے سر پر چوٹ لگا کر صدیقی نے اسے دوبارہ بے ہوشی کی دلول میں پھینک دیا تھا۔ کھائی ایئر چیک پوسٹ کے بعد دو چیک پوسٹس گزریں لیکن وہاں حالات نارمل رہے۔ صرف مخصوص کو ڈاور اجیت کا پائلٹ کو ڈاپو چھینے تک ہی اکٹھا کیا گیا تھا۔

- راہولی کی پہاڑی اب قریب آ رہی ہیں جناب۔ اچانک بچھے جھپٹے ہوئے اعظم نے کہا اور عمران اور باقی ساتھی بھی چونک پڑے۔

- تم آگے آ جاؤ اعظم۔ ہم نے ہیلی کا پڑ شہر سے کافی پھلے آثار دیکھے تاکہ وہاں موجود کسی مین چینگنگ اڈے کی نظروں سے بچ سکیں اور آسانی سے شہر میں داخل بھی ہو جائیں۔ عمران نے کہا اور اعظم اٹھ کر آگے والی سیٹوں کے بچھے کھڑا ہو گیا، اور اس نے نعمانی کو باقاعدہ ہدایات دینی شروع کر دیں۔

- بس یہاں اس پہاڑی کے نیچے کسی پٹان پر اتار دیجئے۔ اس بڑی پہاڑی کو کر اس کرتے ہی ہم چیک کر لے جائیں گے۔ راہولی یہاں سے ہمیں کھو میز دور ہے لیکن یہاں سے مغرب کی طرف ایک چھوٹی سی بستی پاشکا ہے جس کا سردار رحمت علی مجاہدین کے ایک گروپ سے تعلق رکھتا

چیف کمانڈر نے بڑے مؤدبانہ انداز میں مصافحہ کیا۔

”تشریف لے کر“۔ چیف کمانڈر نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا اور سائینڈ پر ہو کر دو عزا اور صدر کے ساتھ چلتا ہوا عمارت کے اندر داخل ہو گیا توڑی در بعد وہ ایک وسیع میٹنگ ہال میں پہنچ چکے تھے جس میں ایک بڑی سی بیٹھوس میز کے گرد چار افراد موجود تھے۔ جن میں سے تین فوجی یونیفارم میں اور ایک سول ڈریس میں تھا۔ صدر کے اندر داخل ہوتے ہی وہ چاروں احتراماً اٹھ کھڑے ہوئے۔ اور تینوں فوجیوں نے صدر کو سلٹ کیا جب کہ سول ڈریس والے نے صرف ہاتھ اٹھا کر سلام کیا صدر نے آگے بڑھ کر باری باری سب سے مصافحہ کیا اور پھر وہ اس سول ڈریس والے کے ساتھ خالی کرسی پر بیٹھ گئے جب کہ چیف کمانڈر ان کی سری طرف بیٹھ گئے اور باقی تین افراد بھی بیٹھ گئے۔

”جناب گورنر“۔ پہلے آپ مستشار میں حریت پسندوں کی تحریک کے بارے میں بتائیں۔“ صدر نے سول ڈریس میں طبوس ادھیڑ عمر آدمی سے کہا جو مقبوضہ مستشار کے گورنر تھے۔ صدر صاحب کی بات سنتے ہی وہ اٹھ کر کھڑے ہوئے۔

”تقریب رکھیں۔“ یہ غیر رسمی میٹنگ ہے۔“ صدر نے کہا اور گورنر دوبارہ کرسی پر بیٹھ گئے۔

”جناب صدر“ رسمی طور پر تو حالات ہمارے کنٹرول میں ہیں۔ اور تشکیلات کی کوئی بات نہیں ہے لیکن جناب اصل حالات انتہائی تشویشناک ہیں۔ تحریک روز بروز قوت پکڑتی جا رہی ہے۔ حالانکہ ہم اسے دبانے کے

مستشار میں بھارتی فوج کے ہیڈ کوارٹر کے گیٹ میں سیاہ رنگ کی ایک کار داخل ہوئی تو ہیڈ کوارٹر میں موجود تمام فوجی یکجہت الرٹ ہو گئے اور پھر کار صیغے ہی ایک سواڑ کر عمارت کے سامنے والے حصے میں پہنچی وہاں موجود فوجی سپاہیوں کے ایک پورے دستے کی لڑیاں بج اٹھیں۔ کار کی ڈرائیونگ سیٹ کا دروازہ کھلا اور باوردی فوجی ڈرائیور نے نیچے اتر کر جلدی سے عقبی دروازہ کھولا اور کار میں سے کافرستان کے صدر نیچے اترے فوجی دستے نے انہیں سلٹ کیا اور صدر سر ہلاتے ہوئے آگے بڑھنے لگے۔ برآمدے کی سیڑھیوں پر مستشار میں کافرستانی فوج کے کمانڈر انچیف جنہیں جہاں سرکاری طور پر چیف کمانڈر کہا جاتا تھا نے آگے بڑھ کر صدر کو فوجی سلٹ کیا اور صدر نے جواب دیتے ہوئے مصافحہ کے لئے ہاتھ بڑھا دیا۔

لئے انتہائی سخت کارروائی میں مصروف ہیں، لیکن حالات ہمارے لئے روز بروز بدتر ہوتے چلے جا رہے ہیں۔ گورنر نے کہا تو میٹنگ میں موجود صدر سمیت سب افراد کے گھر سے بگڑے گئے۔

جناب صدر گورنر صاحب کو حالات کا صحیح علم نہیں ہے۔ مجھے علم ہے کیونکہ میں یہاں کا چیف کمانڈروں۔ حالات بالکل درست ہیں۔ ہم نے حریت پسندوں کے کئی گروپ ختم کر دیئے ہیں۔ ان کے لیڈروں کو ہلاک کر دیا ہے۔ مقامی لوگوں پر اب ہماری دہشت طاری ہوتی جا رہی ہے اور وہ خود بھی اب حریت پسندوں کو پکڑنے میں ہماری امداد کر رہے ہیں۔ گورنر صاحب چونکہ سیاسی آدمی ہیں اور انہیں یہاں آنے ہوئے ابھی تو حوالہ عرصہ ہوا ہے۔ اس لئے یہ معمولی سے مظاہرے یا عام سی ہڑتالوں سے متاثر ہو کر یہی سمجھتے ہیں کہ حالات بگڑ گئے ہیں۔ چیف کمانڈر نے انہیں بات کرتے ہوئے کہا۔

”چیف کمانڈر صاحب۔ آپ فوجی ہیں اور آپ یہی سمجھتے ہیں کہ فوجی اور علم سے آپ تحریک کو دبا لیں گے، لیکن میں نے سیاست میں ہمیشہ سے دیکھا ہے کہ ایسی تحریکیں فوجی اور علم سے کبھی نہیں دبائی جاسکتیں۔ بلکہ آپ جس قدر علم کریں گے تحریک اتنی ہی قوت پکڑتی چلی جائے گی۔ جناب صدر میں نے کئی بار مرکزی حکومت سے تحریری درخواست کی ہے کہ یہاں فوج جو کچھ کر رہی ہے۔ اس کا نتیجہ ہمارے حق میں ہتر ثابت ہو گا اس لئے فوج کو اس علم سے باز رکھا جائے لیکن آج تک مجھے کوئی جواب نہیں دیا گیا۔ گورنر نے ناخوشگوار لہجے میں جواب دیتے ہوئے

کہا۔

”جناب سین صاحب آپ بلیک ہاؤنڈز کے سربراہ ہیں۔ آپ بتائیں کیا صورت حال ہے۔“ صدر نے اس بار ایک اور آدمی سے مخاطب ہو کر کہا۔ جس نے فوجی یونیفارم پہنی ہوئی تھی لیکن اس کے کانڈھے پر خاڑی بجائے دو سیاہ کر اس نگے ہوئے تھے۔

”سر۔ چیف کمانڈر صاحب کی بات درست ہے۔ حالات قلابوں میں اور مزید قلابوں میں آتے جا رہے ہیں۔ بلیک ہاؤنڈز جس تیزی سے کام کر رہے ہیں اس سے حالات کو کنٹرول کرنے میں بے حد مدد ملی ہے۔ ہم نے کئی نامور حریت پسند لیڈروں کو نکال کر کے ہلاک کر دیا ہے اور مزید لیڈروں کی نکال کر گری سے جاری ہے۔ زیادہ سے زیادہ ایک دو ماہ کے اندر سیرادھونی ہے کہ ہم یہاں موجود تمام حریت پسندوں کا خاتمہ کر دیں گے اور اس کے بعد تحریک کا نام و نشان ہی مٹ جائے گا۔“ سین نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”ہمیں آپ کی رپورٹس مل رہی ہیں۔ واقعی آپ بے حد مفید کام کر رہے ہیں۔“ صدر نے ہجرت میں سر ملاتے ہوئے کہا۔

”جناب صدر۔ گورنر نے دوبارہ کچھ کہنا چاہا۔“

”آپ پلیر خاموش رہیں میں نے آپ کی بات سن لی ہے۔ مجھے معلوم ہے کہ آپ سیاسی حل چاہتے ہیں۔ لیکن اس مسئلے کا کوئی سیاسی حل نہیں ہے۔ سیاسی حل کا مطلب ہو گا کہ ہم اپنا موقف تبدیل کر دیں اور مستحباب میں واقعی رائے شماری کر دیں، لیکن آپ جانتے ہیں کہ اس کا کیا نتیجہ نکلے

مرکت میں آگئے۔ میں نے دو سیکشن ایم۔ سنور میں مجموعہ ہے۔ ایک اندر
دو ایک باہر اور اپنے سب سے فعال سیکشن فور کو حکم دیا کہ وہ فوری طور
پر اس گروپ کا کھوج لگا کر اس کا خاتمہ کر دے۔ سیکشن فور نے واقعی
کار کردہ دکھائی اور اس گروپ کو گر گرفتار کر کے ہلاک کر دیا۔ اس طرح
ان کی یہ خطرناک پلاننگ ختم ہو گئی۔ مین نے جواب دیتے
ہوئے کہا۔

لیکن اس میں ایسی کیا بات ہے کہ اسے پاکیشیا یا دوسرے اسلامی
مکوں کے خلاف بطور ثبوت پیش کیا جاسکے۔ صدر نے ناخوشگوار
لہجے میں کہا۔

”جناب میں ابھی عرض کر رہا ہوں۔ مین نے جواب دیا۔
”اودھ چھا فرمائیے۔“ صدر نے اثبات میں سر ملاتے ہوئے کہا۔
”سر اس گروپ کے خاتمے کے بعد سیکشن فور کے چیف منور کو
اطلاع ملی کہ اس گروپ کا ایک آدمی ہلاک ہونے سے بچ گیا ہے۔ یہ چونکہ
بلیک ہاؤنڈز کے بنیادی اصول کے خلاف ہے کہ اس کا کوئی شکار زندہ بچ
جائے اس لئے منور نے اس کی تلاش شروع کر دی۔ پھر اطلاع ملی کہ وہ
ذہنی ہو کر خفیہ طور پر آزاد مستبد چلا گیا ہے۔ وہاں سے اطلاع ملی کہ وہ
پاکیشیا چلا گیا ہے۔ پھر اطلاع ملی کہ وہ پاکیشیا سے واپس آزاد مستبد چلا
گیا ہے۔ لیکن اس کے ساتھ پاکیشیائی مہجنت ہیں جن کو وہ خفیہ طور پر
سرحد پار کر کر کہاں مستبد لے آتا چاہتا ہے۔ اس اطلاع پر اس گروپ کا
کھوج نکالا گیا جو انہیں خفیہ طور پر سرحد پار کر رہا تھا۔ اس کا کھوج نکال کر

ساتھ پاکیشیا اور دوسرے اسلامی ملکوں سے حریت پسندوں کے راہنوں کو
ختم کرنا ہوگا۔ یہ تحریک اس لئے زور پکڑتی جا رہی ہے کہ انہیں پاکیشیا
اور اسلامی ممالک سے باقاعدہ اسلحہ، رقم اور تربیت یافتہ افراد مل رہے
ہیں۔ چوتھے آدمی نے از خود کہا۔

اودھ اہ۔ آپ یہاں کی انتہائی جنس کے حریف ہیں۔ آپ کی بات
وزن رکھتی ہے لیکن اس کا آج تک کوئی ایسا ثبوت آپ پیش نہیں کر سکے
جسے ہم پوری دنیا کے سامنے حتیٰ طور پر رکھ سکیں۔ کیا کوئی ایسا ثبوت ہے۔
صدر نے کہا۔

”سر۔۔ ثبوت نہ بھی ہوں تو بتائے جاسکتے ہیں۔ انتہائی جنس
کے حریف نے کہا۔
”اودھ آپ کی بات واقعی قابلِ غور ہے لیکن۔“ صدر نے
اثبات میں سر ملاتے ہوئے کہا۔

سر ثبوت بنانے کی ضرورت نہ پڑے گی۔ جلد ہی آپ کے سامنے میری
تفہیم ایک حقیقی ثبوت پیش کر دے گی۔ مین نے کہا۔
”اودھ کیا مطلب۔ کیا آپ اپنی بات کی وضاحت کریں گے یہ آپ
نے انتہائی اہم بات کی ہے۔“ صدر نے چونک کر پوچھا۔

”جناب گذشتہ دنوں ہمیں اطلاع ملی کہ حریت پسندوں کا ایک
گروپ جسے ہندو ڈاگروپ کہا جاتا ہے۔ وادی میں موجود کافرستانی فورج کے
اسلحے کے سب سے بڑے سنور جسے گودامیں ایم۔ سنور کہا جاتا ہے، کو تیار
کرنے کی منصوبہ بندی کر رہا ہے چنانچہ اس اطلاع پر ہم فوری طور پر

ایک آدمی کو ہماری قیمت دے کر خرید لیا۔ اس طرح چہ چل گیا کہ یہ پاکیشیائی بھجنٹ دورہ ورسام کی طرف سے داخل ہوں گے۔ سناچہ سیکشن فور نے ہاں پکٹنگ کر لی۔ تھیں اب تک یہ پاکیشیائی بھجنٹ کچڑے جا چکے ہوں گے میں نے منوہر کو ہدایت کر دی تھی کہ انہیں فوری طور پر ہلائف نہ کیا جائے بلکہ انہیں گرفتار کر کے خطیہ ٹارجر سیل میں پہنچا دیا جائے جہاں ان کے بارے میں تفصیلات معلوم کرنے کے بعد انہیں پوری دنیا کے اخباری نمائندوں کے سامنے پیش کیا جاسکتا ہے اس طرح یہ ایک جیت جا لگا جوت ہوگا کہ پاکیشیائی بھجنٹ جہاں کے حرمت پسندوں کی امداد کر رہے ہیں۔ چپ نے مزید تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

پھر کیا رد عمل نکلا کچڑے کھئے وہ۔ صدر نے قدرے بے چین سے لگے میں کہا۔

وہی اطلاع تو نہیں آئی لیکن بہر حال وہ کچڑے جا چکے ہوں گے۔ وہ کسی صورت بھی نہیں نکال سکتے۔ مین نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

آپ کے نمبروں نے یہ معلوم کیا کہ کیا یہ واقعی پاکیشیائی بھجنٹ ہیں اگر ہیں تو کس ادارے سے ان کا تعلق ہے۔ صدر نے پہلے سے زیادہ بے چین لگے میں کہا۔

سر کسی بھی ادارے سے تعلق ہو اس سے کیا فرق پڑتا ہے۔

مین نے کہا۔

فرق پڑتا ہے۔ آپ کو ان پاکیشیائی بھجنٹوں کے بارے میں خبر نہیں ہے اور آپ کی بات نے مجھے شدید اضطراب میں مبتلا کر دیا ہے۔ اگر

یہ بھجنٹ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ہیں تو پھر کچھ لیجئے کہ آپ کی نفیم بلکہ جہاں موجود کافرستانی فوج کے اسلحے کے تمام سطور۔ تمام ہینڈ کوآر شہید ترین خطرے کی زد میں آچکے ہیں۔ ہم کافرستان میں ان پاکیشیائی بھجنٹوں کی کارکردگی خویل عرصے سے بھگت رہے ہیں۔ ہماری سیکرٹ سروس۔ ہماری پاور بھنسی۔ ہماری ملٹری انٹیلی جنس اور دوسری بے شمار بھنسیاں مسلسل ان سے شکست کھاتی چلی آرہی ہیں۔ آپ پلیز فوری طور پر معلوم کریں کہ یہ بھجنٹ کچڑے کھئے ہیں یا نہیں۔

صدر نے تیز لگے میں کہا۔

ٹھیک ہے سر میں ابھی معلوم کرنا ہوں۔ مین نے اٹھتے ہوئے کہا۔ اس چہرے کے تاثرات بتا رہے تھے کہ اب وہ یہ بات کر کے بھٹا رہا ہے۔

میں نے فرانسسز منگو لیجئے۔ میں خود یہ رپورٹ سننا چاہتا ہوں۔

صدر نے کہا تو مین بیٹھ گئے

میں منگواتا ہوں فرانسسز۔ چپ کمانڈر نے کہا اور اٹھ کر خود ہی دروازے کی طرف بلا گیا۔ دروازہ کھول کر وہ باہر نکلا اور پھر جب کافی دیر تک اس کی واپسی نہ ہوئی تو صدر اور دوسرے ساتھی اضطراب بھرے انداز میں دروازے کی طرف دیکھنے لگے۔ مگر تھوڑی دیر بعد چپ کمانڈر اندر آئے۔ ان کے ہاتھ میں ایک جدید ماسٹ کالائنگ ریج فرانسسز موجود تھا۔ مگر ان کے چہرے پر وحشت کے آثار نمایاں تھے۔

کیا بات ہے۔ آپ کی یہ حالت کیوں ہو رہی ہے۔ صدر نے

حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”جنتاب کیا بتاؤں مجھے تو اب تک یقین نہیں آیا لیکن ایئر فورس کے کمانڈر نے فون پر مجھ سے خود بات کی ہے۔ وہ دراصل میری معرفت بلیک ہاؤنڈز کے چیف صاحب سے بات کرنا چاہتے تھے لیکن میں نے انہیں بتایا ہے کہ اس وقت صدر صاحب میٹنگ لے رہے ہیں اس لئے فی الحال بات نہیں کرائی جاسکتی۔“ چیف کمانڈر نے کہا۔

”کیا آپ جب باہر گئے تھے تو آپ کو فون کے متعلق بتایا گیا ہے۔“ صدر نے کہا۔

”میں سر۔۔۔ فون تو منقطع آیا تھا لیکن میٹنگ کی وجہ سے اسے ہولڈ رکھا گیا تھا ایئر جنسی کی بات سن کر میں دفتر چلا گیا۔ اور میری بات ہوئی ہے۔ بہر حال میں یہ ٹرانسمیٹر لے گیا ہوں۔“ چیف کمانڈر نے کہا۔

”کیا ایئر جنسی ہے اور کیا رپورٹ ہے۔“ تفصیل سے بتائیں۔ آپ کچھ چھپا رہے ہیں۔“ صدر نے مضطرب لہجے میں کہا۔

”نہیں جنتاب۔۔۔ میں آپ کے سامنے کوئی بات کیسے چھپا سکتا ہوں میں دراصل اس میٹنگ کا ماحول غراب نہیں کرنا چاہتا تھا۔ بہر حال کمانڈر نے مجھے مختصر طور پر استا بتایا ہے کہ بلیک ہاؤنڈز کے سیکشن فور کے چیف وہ درسام کے قریب ایک ایئر چیک پوسٹ پر پہنچے۔ انہوں نے بتایا کہ پاکیشیائی بمبھنوں نے قریب فوجی چوکی کے فوجیوں کو ہلاک کر کے ان کے روپ میں راہولی جا رہے ہیں اور انہوں نے اسی چیک پوسٹ سے اہلی کاہز بھی حاصل کر لیا ہے۔ اور اس کے بعد جنتاب دو ایئر چیک پوسٹس جلد

کر دی گئیں۔ اور ہیران کاچہ نہیں چلا اور سیکشن فور کے انچارج صاحب بھی غائب ہیں۔“ چیف کمانڈر نے کہا۔

”کیسے ہو سکتا ہے۔ نہیں یہ رپورٹ ہی غلط ہے۔ منوہر کیسے غائب ہو سکتا ہے۔“ سین نے تیز لہجے میں کہا۔

”ایئر فورس کے کمانڈر سے میری بات کر لیجئے فوراً۔“ صدر صاحب نے تیز لہجے میں کہا اور چیف کمانڈر ایک بار مجرتیز قوم اٹھاتے دروازے کی طرف بڑھ گئے۔ چند لمحوں بعد وہ واپس آئے تو ان کے ہاتھ میں ایک کارڈ ایس فون پیس تھا۔ انہوں نے صدر کے قریب آکر اس پر بلن پریس کر کے۔

”میں۔۔۔ رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے ایک بادکار آواز سنائی دی۔“

”جنتاب صدر صاحب سے بات کیجئے۔“ چیف کمانڈر نے کہا اور فون پیس ادب سے صدر کے سامنے میز پر رکھا اور خود مڑ کر واپس اپنی کرسی پر آکر بیٹھ گئے۔ فون میں شاید لاؤڈر موجود تھا اس لئے دوسری طرف سے آنے والی آواز غریبی سب تک پہنچ رہی تھی۔

”ہیلو پریڈیڈ ٹیٹ بول رہا ہوں۔“ صدر صاحب نے بادکار لہجے میں کہا۔

”میں سر۔ حکم سر۔“ دوسری طرف سے بولنے والے کا لہجہ بے حد مؤدبانہ تھا۔

”آپ نے چیف کمانڈر صاحب کو کیا ایئر جنسی رپورٹ دی ہے۔“

کی گئی تو انہوں نے اس کے بعد راہولی تک آنے والی ایڑہ چیک پوسٹر کے کنارے سے بات کی تو انہوں نے بتایا کہ ہیلی کا پڑو دونوں ایڑہ چیک پوسٹس کو اس کر کے راہولی پہنچ گیا ہے۔ راہولی کے ایڑہ ہیز کو ادھر سے رابطہ کیا گیا تو انہوں نے بتایا کہ راہولی کی فضا میں اس طرف سے کوئی ہیلی کا پڑو آیا ہی نہیں۔ کنارہ بھن کو شک گذر تو انہوں نے چینگ کا سوچا لیکن چونکہ ان کے پاس ہیلی کا پڑو تھا۔ اس لئے انہوں نے کرا ال ایڑہ چیک پوسٹ پر کال کی لیکن وہاں سے بھی کال اٹھا دی گئی تو انہوں نے اس سے پہلے کی ایڑہ چیک پوسٹ پر کال کر کے اس کے کنارہ کو ساری بات بتائی، اور دونوں ایڑہ چیک پوسٹس کو خود جا کر چیک کرنے کے لئے کہا۔ پھر اس کنارہ کی طرف سے اطلاع ملی کہ کرا ال ایڑہ چیک پوسٹ کی ساری مشینری جہاز کر دی گئی ہے۔ اور وہاں موجود تمام افراد کو گولیوں سے اڑا دیا گیا ہے۔ وہاں کنارہ کے ساتھ ساتھ کھائی ایڑہ چیک پوسٹ کے کنارہ شمر سنگھ کی بھی گولیوں سے بھجلی لاش ملی ہے اور سیکشن فور کے چیف کے دوسرے ساتھی کی لاش اور ان کے ہیلی کا پڑے پائلٹ کی لاش بھی وہاں پڑی ہوئی ہے جب کہ کھائی ایڑہ چیک پوسٹ پر بھی یہی صورت حال ہے۔ وہاں بھی اسی طرح قتل عام کیا گیا ہے۔ سیکشن فور کے چیف کیپٹن شرما اور اس کے ساتھی سب غائب ہیں۔ وہ راہولی بھی نہیں پہنچے۔ میں نے یہ اطلاع ملنے ہی راہولی ایڑہ ہیز کو ادھر سے رابطہ قائم کر کے انہیں ہیلی کا پڑو کو تلاش کرنے کا حکم دیا تو مجھے رپورٹ دی گئی کہ ہیلی کا پڑو راہولی سے کافی پہلے ایک کھائی میں جہاز ہو رہا ہے لیکن اسے آگ نہیں لگی

ہرگز اسے کھائی میں گرانے سے پہلے باقاعدہ اس کے پڑول ٹینک خالی کر دیتے تھے۔ وہاں پڑول بیٹے کے نفاذات ابھی تک موجود تھے اور ہیلی کا پڑو کے ساتھ کوئی لاش بھی موجود نہیں ہے۔ سہتا فہم میں نے چیف کنارہ کو کال کیا تاکہ وہ کیپٹن شرما اور اس کے ساتھیوں کو تلاش کرائیں۔ دوسری طرف سے ایڑہ کنارہ نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔
- ٹھیک ہے آپ بھی انہیں تلاش کریں۔ پوری فورس کو حکم دے دی کہ ہنگامی طور پر انہیں تلاش کیا جائے۔۔۔ صدر نے انتہائی سخت لے میں کہا۔ اور فون آف کر دیا۔ ان کے بھرے پر شدہ ترین پر لٹھانی کے ہارٹ ابر آئے تھے۔

یہ رپورٹ کسی غلط فہمی پر مبنی ہے، جناب۔ سیکشن فور کا انچارج خیر اجائی تربیت یافتہ آدمی ہے۔ وہ اتنی آسانی سے ان پاکیشٹانی مجنوں کے ہاتھ نہیں آسکتا۔۔۔ مین نے صدر صاحب کے فون آف لے ہی ان سے مخاطب ہوتے ہوئے کہا۔

اس رپورٹ کے بعد میرے ذہن میں یہی خیال آ رہا ہے کہ یہ پاکیشٹانی مجنوں دراصل پاکیشٹیا سیکرٹ سروس کے ہی افراد ہوں گے اور اگر واقعی یہ وہی ہیں تو پھر جو کچھ اس رپورٹ میں بتایا گیا ہے وہ غلط نہیں ہے۔ یہ لوگ ایسے ہی اقدامات کرنے کے عادی ہیں۔ وہ ہر ناممکن کو ممکن بنانے کی صلاحیتیں رکھتے ہیں اور ان کی دادی مشکبار میں آمد گلستان کے لئے خطرے کی گھنٹی ہے۔ آپ سب حضرات انہیں عام غلط سمجھ کر ذیل کر رہے ہیں، جب کہ وہ عام مجنوں نہیں ہیں۔ ان کے

بہاری امداد کے لئے بھیجا۔ کہیں فوج کی مدد حاصل کرنی چاہیے تھی اور ”
مینن نے تیز لہجے میں کہا۔

”تپ بے فکر رہیں۔ سیکشن فور اب اسکا بھی گھبراہٹ نہیں ہے۔ ان کا
ناخنہ میرے ہاتھوں ہی ہوگا۔ ویسے وہ فوجی یو مینڈر میں ہیں۔ اس لئے
فوج کے آتے ہی وہ ان میں مل سکتے ہیں اور پھر ان کی تلاش ناممکن ہو
جانے لگی اور۔“ منوہر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”او۔ کے۔ ہر قیمت پر ان کا خاتمہ ہونا چاہئے۔ ہر قیمت پر سمجھے
اور۔“ چیت نے کہا۔

”لو۔ کے اور اینڈ آل۔“ مینن نے کہا اور ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔
”منوہر کی رپورٹ سے مجھے کچھ اطمینان ہوا ہے کہ یہ لوگ وہ نہیں ہو
جتنے جن کا مجھے خدشہ تھا۔ یہ کوئی اور بجٹ ہیں۔ اگر یہ پاکیشیائی سکیورٹ
براس سے متعلق ہوتے تو پھر منوہر کسی صورت بھی ان کی قید سے بچ کر
نہ نکل سکتا لیکن اس کے باوجود سب ادارے انتہائی ہوشیار رہیں گے اور
جب یہ لوگ ہلاک ہوں تو مجھے رپورٹ دی جائے گی۔“ میٹنگ درخواست
”صدر نے اس بار تو دے مطمئن لہجے میں کہا اور کرسی سے اٹھ
کھڑے ہوئے۔ ان کے اٹھتے ہی باقی افراد بھی احتراماً گھڑے ہو گئے۔ صدر
گارج بنی دی وردا کے کی طرف ہو گیا اور چیت کا مندر سمیت باقی افراد بھی
مذہبات انداز میں ان کے پیچھے چلتے ہوئے وردا کے کی طرف بڑھنے لگے۔

سلسلہ شروع کر بیٹھے ہیں اور۔“ اس بار دوسری طرف سے انتہائی
ناخوشگوار لہجے میں جواب دیا گیا۔

”کہاں ہیں پاکیشیائی بجٹ کیسے حالات۔ تفصیل بتاؤ اور۔“
مینن نے تیز لہجے میں کہا۔

”یہ انتہائی خطرناک بجٹ ہیں۔ میرے سارے گھیرے تو ذکر نکل
گئے ہیں۔ انہوں نے مجھے بھی اغوا کر لیا تھا لیکن میں ان کی قید سے نکل آیا
ہوں جلد ہی میں ان کا خاتمہ کروں گا اور۔“ منوہر نے جواب دیتے
ہوئے کہا۔

”کتنے آدمی ہیں اور۔“ مینن نے پوچھا۔
”سات آدمی تھے۔ کافرستانی فوج کی ایک چوکی تباہ کر کے انہوں نے
ہاں سے یو مینڈر حاصل کی تھیں پھر ایلی کا پڑ سے راہ لی آئے گئے۔
راستے میں ان کے ساتھ مقابلہ ہوا۔ ہر حال یہ لہجی کہانی ہے۔ مختصر یہ کہ
انہوں نے میرے ساتھی ماترم کو ہلاک کر دیا اور مجھے اغوا کر لیا۔ مجھے ہوش
آیا تو میں ان کے درمیان ایک غار میں قید تھا۔ وہ مجھ سے بلیک ہاؤنڈز کے
ہیڈ کوآرڈر کا عمل وقوع اور دوسری تفصیلات معلوم کرنا چاہتے تھے۔
انہوں نے مجھ پر تشدد بھی کیا لیکن پھر مجھے موقع مل گیا اور میں ان کی
گرفت سے نکل آیا۔ اور وہ فرار ہو گئے ویسے ان کا ایک قوی میرے ہاتھوں
ملا گیا ہے اس لئے اب ان کی تعداد چھ ہے اور۔“ دوسری طرف
سے کہا گیا۔

”کہیں ہیڈ کوآرڈر کال کرنا چاہئے تھی تاکہ میں دوسرے سیکشن کو

دیں۔ پہلے تو وہ حیرت سے اوجھڑا اور دیکھتا رہا پھر اچھل کر پیچھے گیا۔
 جہار انا م منوہر ہے اور تم بلیک ہاؤنڈز کے سیکشن فور کے چیف ہو۔
 عمران نے سر دلچے میں اس سے مخاطب ہو کر کہا۔
 "ہاں"۔ منوہر نے جواب دیا اور اس بار وہ اچھل کر کھڑا ہو گیا
 لیکن عمران نے اس کے اس طرح اٹھ کر کھڑے ہونے پر کوئی اعتراض نہ
 کیا تھا اس لئے باقی ساقھی بھی خاموشی سے کھڑے رہے لیکن تو انے عمران
 کے ان سب کے ہاتھوں میں مٹھین پسنلڑ موجود تھے۔
 "بلیک ہاؤنڈز کا ہیڈ کووارٹر کہاں ہے۔ پوری تفصیل بتاؤ۔"
 عمران نے سر دلچے میں پوچھا۔

"مجھے نہیں معلوم"۔ منوہر نے جواب دیتے ہوئے کہا اور عمران
 اس کی بات سن کر بے اختیار ہنسنے لگا۔ "کیونکہ اس کا انداز بتا رہا تھا کہ وہ
 جاکہ رہا ہے۔"

تم اس کے ایک سیکشن کے انچارج ہو اور جہیں نہیں معلوم
 عمران نہ ہوٹ جاتے ہوئے سر دلچے میں کہا۔
 چیف نے اسے غصہ رکھا ہوا ہے۔ ہمارے چاروں سیکشنز کے علیحدہ
 علیحدہ اپنے اپنے ویلے کووارٹرز ہیں۔ منوہر نے جواب دیتے ہوئے کہا
 اور عمران نے غصہ میں سر ہلا دیا۔

اپنے اور باقی تین سیکشنز کے ہیڈ کووارٹرز کا محل وقوع بتا دو۔
 عمران نے کہا۔ لیکن اس سے پہلے کہ عمران کی بات ختم ہوتی منوہر نے
 ہلکت کسی جہ کے عقب کی طرح چھلانگ لگائی۔ وہ عمران اور صفدر کے

ہیلی کاپٹر کے پڑلے تک غالی کر کے عمران کے ساتھیوں نے مل کر
 اسے نیچے عمیق گہرائی میں وصلیل دیا اور ہیلی کاپٹر کے نیچے گہرائی تک پہنچتے
 پہنچتے پڑے لگے۔ منوہر کو اس دور ان صدیقو غار میں لے گیا تھا اور وہ
 خود وہیں تھا۔ ہیلی کاپٹر کو وصلیلنے کے بعد عمران بھی باقی ساتھیوں کے
 ساتھ اس غار کی طرف بڑھ گیا۔ جسے اعظم نے تلاش کیا تھا۔ جد کھوں بعد
 وہ اس کٹھاؤ غار میں پہنچ چکے تھے یہ اس جگہ سے کافی دور تھی جہاں انہوں
 نے ہیلی کاپٹر کو جہاں کیا تھا۔ منوہر غار میں بے ہوش پڑا ہوا تھا۔

"اسے ہوش میں لے آؤ صدیقی"۔ عمران نے کہا اور صدیقی نے
 جھک کر اس کے ہجرے پر قبضہ کرنے شروع کر دیئے۔ ساتویں دور دار چھین
 کے بعد منوہر کو ہوش آیا اور عمران کچھ گیا کہ منوہر طاقت ور اھصاب
 اور قوت مدافعت کا مالک ہے۔ منوہر نے کر لہتے ہوئے "انکھیں کھولیں"

حیرت ہرے لہجے میں کہا۔

”واقعہ میں پہلی بار یہاں آیا ہوں اور اچھا ہوا کہ تم سے ملاقات ہو گئی۔ تم ایسا کرو کہ لپٹے بابا کو یہاں بلاؤ۔ اسے کہنا کہ میرا تعلق مجاہدین کے ایک گروپ بانڈواڑا ہے۔“ عمران نے کہا۔

”مجاہدین سے۔۔۔ اودہ مگر۔۔۔“ مبارہ نے مجاہدین کا لفظ سنتے ہی اجنبی پریشانی سے اودہ اور دیکھتے ہوئے کہا۔

”تم پریشان کیوں ہو گئی ہو۔۔۔ عمران نے بوچھا۔

”یہاں حکومت کے کئی خیر ہیں۔ اگر انہوں نے قسمیں دیکھ لیا تو نہ

صرف تم بلکہ میں اور بابا سب مارے جائیں گے۔ تم ایسا کرو کہ اس

سلسلے والی غار میں چھپ جاؤ میں بابا کو یہاں لے آتی ہوں، لیکن اگر جہاد

تعلق واقعی مجاہدین سے ہے تو کوئی خاص غنائی بناؤ۔“ مبارہ نے کہا۔

”تم لپٹے بابا سے کہہ دینا کہ مجھے اعظم نے بھیجا ہے جو دورہ ورسام کے

رہنے مجاہدین کو اودہ اور ہانچانے کا کام کرتا ہے۔“ عمران نے کہا اور

مبارہ نے اشیات میں سر ہلا دیا اور پھر دوڑتی ہوئی ہستی کی طرف بڑھ گئی۔

عمران مسکراتا ہوا ایک طرف موحوداؤچی جھاڑی کی اوٹ میں چھپ گیا۔

اس نے غار میں جا کر چھپنے کو پسند نہ کیا تھا، کیونکہ اس طرح وہ ماحول سے

گٹ جاتا۔

تھوڑی دیر بعد اس نے دور سے ایک اوجیز عمر آؤی کو مبارہ کے ساتھ

ہستی سے نکل کر اودہ آتے ہوئے دیکھا اور عمران بچھ گیا کہ یہی رحمت علی

تھے۔ ابھی عمران ہستی کی طرف بڑھ ہی رہا تھا کہ اچانک اس نے ایک طرف ایک نوجوان مشہاری لڑکی کو کھڑے دیکھا۔ اس کے ہاتھ میں ایک چوڑی تھی۔ اس کا لباس مقامی تھا لیکن مشہاری ہونے کی وجہ سے اس کا حسن و جمال مثالی تھا۔ اور پھر عمران نے اودہ اور پھرتی ہوئیں کئی بھاڑی بھیڑیں بھی دیکھ لیں۔ اور وہ سمجھ گیا کہ یہ لڑکی ان بھیڑوں کو یہاں پر ادبی ہے۔ عمران آہستہ آہستہ اس لڑکی کی طرف بڑھنے لگا۔ لڑکی کے چہرے پر نکت خوف کے نشانات نمودار ہو گئے۔ وہ کسی سبکی ہوئی ہرئی کی طرح نظر آئے لگی۔

”گھبراؤ نہیں میں دشمن نہیں ہوں دوست ہوں۔“ عمران نے

اس کے قریب جا کر نرم لہجے میں کہا۔

”تم۔۔۔ تم مشہاری تو نہیں ہو۔۔۔ کون ہو۔“ لڑکی نے

ہکے ہوئے لہجے میں کہا۔

”میں بہت دور سے آیا ہوں اور مجھے رحمت علی سے ملنا ہے۔ کیا تم مجھے

بلانگی کی کہ اس کا گھر کون سا ہے۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”اودہ تم بابا سے ملنے آئے ہو۔ مگر۔۔۔“ لڑکی نے چونک کر کہا اور

عمران بھی اس کے منہ سے بابا کا لفظ سن کر بے اختیار چونک پڑا۔

”تم رحمت علی کی بیٹی ہو۔“ عمران نے حیرت ہرے لہجے میں

پوچھا۔

”ہاں میں رحمت علی کی لکھوٹی بیٹی ہوں، اور میرا نام مبارہ ہے۔ مگر تم

کون ہو۔ میں نے آج سے پہلے کبھی تمہیں نہیں دیکھا۔“ مبارہ نے

نہ تھا۔ لیکن راستے میں بلیک ہاؤنڈز کے سیکشن فور کے اہلکار منوہر
نہ ہمارا انکارا ہوا۔۔۔ عمران نے کہا اور پھر اس نے قصور طور پر یہاں
بچنے تک کے حالات بتا دیئے۔

۱۰۔ اعظم اور منوہر کی تلاش فار میں پڑی ہوئی ہے اور منوہر کا کارڈ میری
پس میں ہے۔ اگر تم ہڈیے لکھے ہو تو اس کارڈ کو پڑھ سکتے ہو۔ چاہو تو
ابن اس غار تک بھی لے جایا جاسکتا ہے۔ اعظم نے ہمیں بتایا تھا کہ
میرا مجاہدین سے تعلق ہے اور تم ہمارے کام آسکتے ہو۔ عمران نے

تم نے جو کچھ بتایا ہے وہ انتہائی حیرت انگیز ہے، لیکن تم اب چاہتے
ہو۔ یہ تو چھوٹی سی ہستی ہے۔ یہاں تو میں تم لوگوں کو نہیں رکھ سکتا
اور یہاں حکومت کے خبر بھی ہیں۔ اس طرح تو میں اور میری بیٹی بھی
لے جائیں گے۔ رحمت علی نے کہا۔

۱۱۔ ہم یہاں خود بھی نہیں رہنا چاہتے کیونکہ ہم ایک بڑے مقصد کے
لئے یہاں آئے ہیں، لیکن ہمارے ساتھ مسئلہ یہ ہے کہ روشن مریچا ہے اور
ہمارے پاس مجاہدین سے براہ راست رابطے کا کوئی ذریعہ نہیں رہا۔ بلیک
ہاؤنڈز کا ہیڈ کوارٹر راہولی میں ہے اور ہم اس ہیڈ کوارٹر کو تباہ کرنا چاہتے
ہیں۔ تم صرف اتنا کر دو کہ راہولی میں کسی ایسے آدمی کا پتہ بتا دو کہ جس
کے ذریعے ہم مجاہدین سے رابطہ کر سکیں اور دوسری بات یہ کہ یقیناً ابھی

۱۲۔ طرف فوجی پھیل کر ہمیں تلاش کرنا شروع کر دیں گے اور ویسے بھی
ہمیں اس کی طرح راہولی میں داخل ہونا پڑے آپ کو مشکوک کرنا ہے اس

کہاں ہے وہ۔۔۔ قریب آکر رحمت علی نے صابرو سے مخاطب ہو
کر کہا۔

۱۳۔ میں نے اسے اور غار میں چھپنے کے لئے کہا تھا۔۔۔ صابرو نے
جواب دیا۔ اسی لئے عمران مجاہد کی اوٹ سے نکل کر کھڑا ہو گیا۔
میں یہاں ہوں رحمت علی۔ عمران نے کہا اور رحمت علی ہنر
لے اسے غار سے دیکھتا رہا۔ پھر اس کی طرف بڑھا۔

۱۴۔ تم نے اعظم کا حوالہ دیا ہے۔ مگر اعظم کا تو کوئی تعلق مجاہدین سے
نہیں ہے وہ تو سنگڑ ہے اور دوسرے میرا رشتہ دار بھی ہے۔ رحمت
علی نے ہنسنا چاہتے ہوئے کہا۔

۱۵۔ کوئی ایسی جگہ ہے جہاں میں بیٹھ کر تفصیل سے بات کر سکیں
۔ عمران نے کہا۔

۱۶۔ اور کسی غار میں بیٹھ جاؤ۔ میں قہیں فی الحال ہستی میں نہیں لے جا
سکتا۔ رحمت علی نے کہا اور عمران نے اذیت میں سر ہلا دیا۔

۱۷۔ تم اسی طرح بھیڑیں پراتی رہو بیٹی۔ اگر کوئی اور آئے تو خصوص
آواز میں ہمیں اطلاع کرونا۔ رحمت علی نے صابرو سے کہا اور صابرو
نے اذیت میں سر ہلا دیا۔ رحمت علی عمران کو ساتھ لئے ایک طرف غار
میں آگیا۔

۱۸۔ رحمت علی میں پاکیشیائی ہوں اور میرا نام علی عمران ہے۔ یہاں سے
کچھ دور میرے پانچ ساتھی بھی موجود ہیں۔ ہم پاکیشیا سے یہاں بلیک
ہاؤنڈز کا خاتمہ کرنے کے لئے آئے ہیں۔ ہاؤنڈز کو پکارو دشمن ہمارے

نہا اور عمران اور اس کے ساتھی ایک غار کی طرف بڑھ گئے جب کہ
 نے تم ہمیں راہولی میں داخل ہونے کا کوئی راستہ بتا دو جس سے ہم
 کی نظروں میں آئے بغیر راہولی میں داخل ہو سکیں۔ .. عمران نے غار سے باہری رک گیا۔
 ہونے لگے میں کہا۔

راہولی میں میرا بھیجا آصف رہتا ہے۔ اس کا کپڑے کالا رو بارہا
 وہ راہولی میں کپڑے کا سب سے بڑا تاجر ہے۔ اس کا مکان بھی راہولی
 کے ایک کنارے پر ہے اس کے پاس فون بھی ہے۔ میں جہاد لگاؤں۔

کر سکتا ہوں کہ کہیں آصف تک پہنچا دوں۔ اس کے بعد اگر تم نے
 کو مطمئن کر دیا تو وہ جہاد کام کر سکتا ہے۔ رحمت علی نے کھار
 نصیب ہے۔ یہ جہاد کی طرف سے ہمارے ساتھ بہت سی باتیں
 ہوگا۔ عمران نے سر ملاتے ہوئے کہا۔

تو پھر تم اپنے ساتھیوں کو بلا کر ہستی کے عقبی طرف پہنچ جاؤ۔
 موجود ہوں گا۔ رحمت علی نے کہا اور عمران سر ملاتا ہوا اٹھا
 سے نکل کر اوپر کو دروازہ ہو گیا جہاں اس کے ساتھی موجود تھے۔ اور ان کا فون نمبر سے پاس موجود ہے۔ اس سے رابطہ ہو جائے تو ہمارا
 در بعد وہ ایک لبا پکیر کلاٹ کر ہستی کے عقبی سمت پہنچ گئے۔ رحمت علی ہو جائے گا۔ پھر ہمیں ہائش اسطی اور کام کرنے کے سلسلے میں
 واقعی وہاں موجود تھا یہیں اس نے چادر اوڑھ رکھی تھی اور منہ کو بچا مشکل پیش نہ آئے گی۔ .. عمران نے تفصیل بیان کرتے ہوئے
 چادر میں آدھے سے زیادہ چھپایا ہوا تھا۔

آؤ جلدی۔ کوئی دیکھ نہ لے۔ رحمت علی نے کہا اور
 ایک گھنٹے تک پہاڑیوں کے اندر گھومتے ہوئے وہ راہولی شہر کے
 پہنچ گئے لیکن شہر کی عمارتیں کافی دور تھیں۔

آپ لوگ یہاں رکھیں میں آصف کو لے کر آتا ہوں۔

او۔ کے۔ آئیں میرے ساتھ میں آپ کی بات فون پر کرادیتا
آصف نے رضا مند ہوتے ہوئے کہا۔

بیٹا۔ مجھے یہ لوگ کچھ لگتے ہیں اس لئے تم ان کی پوری طرح بدو
رحمت علی نے کہا۔

آپ فکر نہ کریں بچا۔ میں ان کی بدو کروں گا۔ آپ واپس جائیں۔
کہیں بستی میں آپ کی اپانک غیر حاضری سے کوئی آپ کی طرف سے

مشکوک نہ ہو جائے۔ آصف نے جواب دیتے ہوئے کہا اور رحمت
علی نے اجابت میں سرعلا دیا اور پھر وہ عمران اور اس کے ساتھیوں سے

معافیہ کر کے واپس بستی کی طرف روانہ ہو گیا۔ عمران نے خصوصی طور پر
اس کا شکریہ ادا کیا۔ کیونکہ اس کی وجہ سے ہی آصف نے ملاقات ممکن ہو

سکی تھی۔ اور پھر وہ آصف کی گاڑی میں شہر کی طرف روانہ ہو گئے مختلف
جانہی راستوں سے گزرتے ہوئے وہ شہر کے نزدیک ہوتے چلے گئے لیکن

دبئی تک انہیں کوئی آدمی راستے میں نظر نہ آیا تھا۔
شہر کافی نزدیک آگیا ہے لیکن اس طرف کوئی آدمی ہی نظر نہیں آ رہا

عمران نے آصف سے مخاطب ہو کر کہا۔
”ہاں کے حالات ایسے ہیں کہ اب لوگ سوائے اخذ ضروری کام کے

گھروں سے نکلنے ہی نہیں اور دوسری بات یہ کہ میں آپ کو ایسے راستے
سے لے جا رہا ہوں جو عام گزرگاہ نہیں ہے۔ دراصل میں نہیں چاہتا کہ

کوئی آدمی آپ کو میرے ساتھ دیکھ لے۔ آپ کے لباس خصوص قسم کے
ہیں۔

تھوڑی دیر بعد ایک چٹان کی اوٹ سے رحمت علی ایک نوجوان کے
نمودار ہوا اور ان کی طرف بڑھنے لگا۔ نوجوان بڑی تیز نظروں سے عمران

اس کے ساتھیوں کا جائزہ لیتا ہوا آگے آ رہا تھا۔ تھوڑی دیر بعد وہ دروازے
قریب پہنچ گئے۔ رحمت علی نے آصف کا تعارف کر دیا جب کہ عمران

لہذا اور اپنے ساتھیوں کا۔
”مجھے چار رحمت علی نے آپ کے متعلق بتایا ہے اور ان کے مجبور کر

پر میں جہاں تک آتو گیا ہوں لیکن میں معذرت خواہ ہوں۔ میں آپ کو
کوئی بدو نہیں کر سکتا۔ درندہ کافرستانی فوج میری جان تو کیا میرے جسم

خاندان کو گولیوں سے پھینکی کر کے دکھوے گی۔ آصف نے جواب
لجے میں کہا تو عمران مسکرا دیا۔

”ظاہر ہے۔“ ساتھیوں کے ساتھ تم بھی بات کر سکتے ہو، لیکن ہم نے
صرف ایک فون کرنے کا تعاون طلب کریں تو کیا تم اس سے بھی انکار

دو گے۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔
”فون کہاں کرنا ہے۔“ آصف نے چونک کر پوچھا۔

”گام میں اون کا ایک ماجر ہے یعقوب۔ اسے فون کرنا ہے۔“
عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”یعقوب اور وہ آپ کا کیسے واقف ہے۔“ آصف نے بری طرح
چونک کر پوچھا۔

”براہ راست واقف نہیں ہے۔ ایک حوالے سے بات کرنی ہے۔“
عمران نے جواب دیا۔

ہیں۔ اور ایسا لباس دیکھتے ہی کافرستانی فوجیوں نے بغیر کچھ پوچھے ہی فائر کھول دیا ہے۔ آصف نے جواب دیجے ہوئے کہا اور عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

تھوڑی دیر بعد وہ پہاڑی ڈھلوان پر بڑے ہوئے ایک بڑے سے حویلی نما مکان میں پہنچ گئے۔ مکان کافی بڑا تھا اور وہاں پتھر پانچ ملازم بھی انہیں نظر آئے تھے، لیکن ان کے چہروں پر حیرت کے آثار نہ تھے۔ ایک بڑے سے کمرے میں داخل ہو کر آصف نے انہیں بیٹھنے کا اشارہ کیا اور پھر دروازہ بند کر کے اس نے دیوار میں لگی ہوئی ایک الماری کھولی اور اس کے نیچے خانے کے اندر ایک اور خفیہ خانہ کھول کر اس نے ایک کارڈ لائیں فون نکال کر عمران کے سامنے رکھ دیا۔

”یہ خصوصی فون ہے۔ اس پر ہونے والی بات جیت چیک نہیں ہو سکتی۔ آپ اطمینان سے اور کھل کر بات کر سکتے ہیں۔“ آصف نے کہا اور عمران بے اختیار مسکرا دیا کیونکہ اس خصوصی فون کی موجودگی ہی بتا رہی تھی کہ آصف کا تعلق بھی مجاہدین کے کسی خفیہ گروپ سے ہے۔ درجہ عام تاہم ایسے فون پسند پاس نہیں رکھ سکتے۔ لیکن عمران بھی جانتا تھا کہ جب تک آصف کو ان کے متعلق پوری طرح اطمینان نہ ہو جائے وہ اپنی شناخت ظاہر نہیں کر سکتا۔ عمران نے فون تیس الٹھا کر اس پر موجود مختلف نمبر دیکھ کر نے شروع کر دیئے۔

”ناصری کارپوریشن۔“ رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے آواز سنائی دی۔

”یعقوب صاحب سے بات کرائیں۔“ عمران نے جواب دیا۔
”ہو لڑ کر ہیں۔“ دوسری طرف سے کہا گیا اور چند لمحوں بعد ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔

”یعقوب بول رہا ہوں۔ کون صاحب بات کر رہے ہیں۔“ بولنے والے کا لہجہ عام کاروباری سا تھا۔
”میرا نام علی عمران ہے۔ حوالے کے لئے ناظران۔“ عمران نے جواب دیا۔

”اوہ اوہ۔ آپ۔ آپ کہاں سے بول رہے ہیں۔“ دوسری طرف سے چونکے ہوئے لہجے میں کہا گیا۔
”راہولی سے۔ ہمیں فوری طور پر یہاں کے لئے کوئی ٹپ دو۔“

عمران نے کہا۔

”راہولی میں آصف حسین کا پوچھ لیں۔ وہ کیڑے کا تاہم ہے۔ راہولی کا مشہور آدمی ہے۔ سہ پی۔ سی۔ پی کا حوالہ دے کر کہیں کہ وہ فوری طور پر مجھ سے بات کرے۔“ دوسری طرف سے کہا گیا۔

”میں آصف کے خصوصی فون سے ہی بات کر رہا ہوں۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور فون تیس ساتھ بیٹھے ہوئے آصف کی طرف بڑھا دیا۔

”ہیلو میں آصف بول رہا ہوں۔“ آصف نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”آصف علی عمران صاحب اکیلے ہیں یا ان کے ساتھ دوسرے لوگ بھی ہیں۔“ یعقوب نے پوچھا۔

”پانچ دیگر ساتھی بھی ہیں۔ مگر۔۔۔ آصف نے کہا۔

”مسز آصف۔۔۔ عمران صاحب اور ان کے ساتھیوں کا تعلق پاکیشیا سیکرٹ سروس سے ہے اور پاکیشیا سیکرٹ سروس دنیا کی سب سے خطرناک تنظیم سمجھی جاتی ہے۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس نے ہماری درخواست پر خصوصی طور پر بلیک ہاؤنڈز کے خاتمے کے لئے کام کرنے کی حاضی بھی ہے۔۔۔ جنہیں معطوم ہے کہ بلیک ہاؤنڈز کی سرگرمیاں۔۔۔ تحریک کے خلاف کس قدر موثر ہوتی جا رہی ہیں اور ہم انہیں روک نہیں پارے۔ اگر بلیک ہاؤنڈز کا خاتمہ نہ کیا گیا تو پھر تحریک کا خاتمہ یقینی ہے۔ یہ ہماری خوش قسمتی ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس بلیک ہاؤنڈز کے خلاف کام کرنے پر راضی ہو گئی ہے اور مجھے یقین ہے کہ اب بلیک ہاؤنڈز کا خاتمہ یقینی ہے۔ گروپ کی مالی کمان نے فیصلہ کیا ہے کہ گروپ کا ہر فرد ہر لحاظ سے ان کی ادائیگی کرے گا۔ میرا خیال تھا کہ یہ لوگ براہ راست دھم دہم نہیں گئے، لیکن یہ رہو لی ٹیم ہیں تو یہ اب جہادی ازم داری ہے کہ تم ان کی ہر طرح سے مدد کرنا کہ بلیک ہاؤنڈز کا خاتمہ ہو سکے۔“ یعقوب نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ اب میری تسلی ہو گئی ہے۔ اب آپ فکر نہ کریں یہ اب میرا فرض بن چکا ہے۔۔۔ آصف نے کہا اور رابطہ ختم کر کے اس نے فون واپس میسر کر دیا۔

”میں معذرت خواہ بننا چاہتا تھا کہ میں نے پہلے آپ کو اٹھا دیا۔۔۔ دراصل یہاں کے حالات۔۔۔ آصف نے معذرت بھرے لہجے میں کہا۔

”مجھے معطوم ہے آصف اور ان حالات میں جہاد راویہ بھی ہونا چاہیے تھا، لیکن تم فکر نہ کرو ہم جنہیں ان حالات کا شکار نہیں ہونے دیں گے۔ تم صرف اس کا کرو کہ ہمیں کوئی ایسا اڈہ دے دو جہاں ہم رہ سکیں۔ اس کے ساتھ ہی ہمیں مقامی لباسوں کی بھی ضرورت ہے اور ایسے کاغذات بھی جن سے ہماری مقامی شناخت ہو سکے۔ ہمیں چاہیے کہ یہاں رہا ہونی میں بلیک ہاؤنڈز کا ہیڈ کوارٹر ہے ہم نے اسے ٹریس کر کے ختم کرنا ہے۔“

عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”آپ کو سب کچھ مل جائے گا۔ یہاں ہمارے گروپ کے اوقات کافی وسیع ہیں اور میں راہبوں کا اختیار ہوں۔ آدمی۔ لباس۔ اسلحہ۔ اڈے۔ سب کچھ مل جائے گا، لیکن ہیڈ کوارٹر والی بات غلط ہے۔ اگر یہاں ہیڈ کوارٹر ہو تو آزادانہ طور پر اطلاع مل جاتی۔ میری معلومات کے مطابق بلیک ہاؤنڈز کا ہیڈ کوارٹر دارالحکومت دھم میں ہے۔“ آصف نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”جہاد سے پاس بلیک ہاؤنڈز کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کے لئے کوئی کیو ہے۔“ عمران نے پوچھا۔

”نہیں۔۔۔ باوجود کوشش کے آج تک اس کا پتہ نہیں مل سکا۔ ورنہ تو ہم خود ان کا مقابلہ کر کے اس کو ختم کرنے کی کوشش کرتے۔ یہ لوگ بس اپنا کنگ ہی کسی جگہ نمودار ہوتے ہیں اور پھر غائب ہو جاتے ہیں۔“ آصف نے جواب دیا۔

”یہاں کا فرسٹائی فورس کی چھاننی یا الٹ تو ہو گا۔“ عمران نے پوچھا۔

”جی ہاں ایک کافی بڑی چھاؤنی ہے۔ میرے بظاہر کافرستانی فوج کے اعلیٰ افسران سے گہرے تعلقات ہیں، لیکن آج تک ان کے ذریعے بھی کوئی ایسی بات سامنے نہیں آئی۔ جس سے پتہ چلتا کہ ان کا کوئی تعلق بلیک ہاؤنڈز سے ہے۔“ آصف نے جواب دیا۔

”جہاں کا سب سے بڑا فوجی افسر کون ہے؟“ عمران نے پوچھا۔
 ”کرئل ورگھارام۔ بہت ہی سخت گیر۔ قلم اور سفاک آدمی ہے اسے جہاں کوئی بھی بیڑے کے نام سے جانا جاتا ہے۔“ آصف نے جواب دیا۔

”وہ چھاؤنی کے اندر رہتا ہے یا علیحدہ کسی جگہ رہتا ہے؟“ عمران نے پوچھا۔

”چھاؤنی کے اندر رہتا ہے اور سوائے اپنے خاص ماتحتوں کے اور کسی سے ملتا بھی نہیں۔ مگر چونکہ میری کئی۔ میرا افسران سے سلام دعا ہے لیکن آج تک کرئل ورگھارام سے میری کبھی ملاقات نہیں ہوئی۔“ آصف حسین نے جواب دیا۔

”کیا تم ہمارے لئے کافرستانی فوجیوں کی تعداد کا انتظام کر سکتے ہو؟“ عمران نے پوچھا۔

”ہاں یہ کام تو اچھا ہی آسانی سے ہو سکتا ہے۔“ آصف نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔

”او۔ کے۔“ تم اڑے۔ فوجی جیب اور اسلحہ کا انتظام کرو۔ پھر اس ورگھارام سے ہم خود ہی ملاقات کر لیں گے۔“ عمران نے مسکراتے

ہوئے کہا۔

”میں سب سے پہلے آپ کے لئے کھانے کا انتظام کرنا ہوں۔ اس کے بعد جیسے آپ کہیں گے ویسے ہی ہوگا۔“ آصف نے کہا اور کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔

نے اسے اٹھا کر لپٹے وائیں ہاتھ کا اٹھو تھا اس کے ایک کھارے پر ایک
خصوص بنگہ رکھا تو سینی کی آواز نکلی بند ہو گئی۔ اس کی جگہ ایک
بھاری آواز سنائی دی

”ہیلو ہیلو۔۔۔ چیف آف بلیک ہاؤنڈز کا ٹنگ اوور۔۔۔“ بولنے
والے کا لہجہ خاصیت تھا۔

”میں سیکشن فور چیف آؤنگ اوور۔۔۔ منوہر نے ہوسٹ بھینچے
ہوئے جواب دیا۔

”جہار کا نام کیا ہے اوور۔۔۔ دوسری طرف سے پوچھا گیا اور منوہر یہ
عجیب و غریب سوال سن کر بے اختیار چونک پڑا اس کے تصور میں بجایا
تھا کہ چیف اس سے ایسا سوال پوچھے گا۔

”منوہر۔۔۔ جناب آپ جانتے تو ہیں اوور۔“ منوہر نے حیرت بھرے
لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”جہارے والد کا نام کیا ہے اوور۔“ دوسری طرف سے پوچھا گیا
اور منوہر کے چہرے پر نکتہ غصے کے تاثرات ابھرائے۔

”جناب آخر بات کیا ہو گئی ہے کہ آپ نے ہاتھ دھو کر منوہر سے
شروع کر دیا ہے اوور۔“ منوہر نے ناخوشگوار لہجے میں کہا۔

”والد کا نام ہاؤ منوہر اوور۔“ چیف کا لہجہ انتہائی سخت تھا۔
”سوری بھلے آپ وضاحت کریں کہ آپ یہ سب کچھ کیوں پوچھ رہے
ہیں اوور۔“ منوہر نے دامت پیسنے کے سے انداز میں کہا۔

”ایسا شاشت کے لئے پوچھا جا رہا ہے۔“ یہ انتہائی ضروری ہے اوور۔

منوہر کی آنکھیں کھلیں تو پہلے تو اسے یوں محسوس ہوا جیسے اس کا
سانس اس کے سینے میں اٹک رہا ہو اور اسے سینے میں شدید ترین تکلیف
محسوس ہو رہی تھی لیکن جلد ہی اس کا سانس بحال ہو گیا اور دوسرے لمحے
وہ ایک جھٹکے سے اٹھ کر بیٹھ گیا۔ وہ حیرت سے ادھر ادھر دیکھ رہا تھا۔ یہ
وہی غار تھی جہاں اس کا لکڑاؤ یا کیشیائی مہینوں سے ہوا تھا لیکن اس وقت
غار خالی تھی۔ البتہ غار کے دیانے کے قریب ایک کونے میں ان لوگوں
کے ایک ساتھی کی لاش پڑی ہوئی تھی۔ وہ ایک جھٹکے سے اٹھا اور تیزی
سے اس لاش کی طرف بڑھنے لگا ہی تھا کہ اسے اندرونی کونے سے تیز سینی
تواڑ سنائی دی اور وہ بری طرح چونک کر اس کونے کی طرف مڑا اور
دوسرے لمحے اس کی آنکھیں حیرت سے پھیلتی چلی گئیں کیونکہ اس کا
پیشیل ٹرانسمیٹر غار کے کونے میں دیوار کے ساتھ زمین پر پڑا ہوا تھا۔ اور
سینی کی آواز اس سے نکل رہی تھی وہ تیزی سے اس کی طرف بڑھا اور اس

دوسری طرف سے تیر لگے میں کہا گیا۔

”میرے والد کا نام کرشن رام تھا اور“۔ منوہر نے جواب دیا۔

”گڈ۔ اس کا مطلب ہے کہ تم واقعی منوہر ہو۔ لیکن اب تم اپنا سابقہ طہری کو دہتاؤ اور“۔ چیف نے کہا۔

”آپ اب زیادتی کر رہے ہیں جناب۔ میں جہاں انتہائی خطرناک حالات میں لٹھا ہوا ہوں پاکیشیائی بمبھٹوں کے ساتھ اور آپ انڈویو کا سلسلہ شروع کر بیٹھے ہیں اور“۔ منوہر نے ایک بار پھر ٹافو ٹگوار لہجے میں کہا اسے حقیقتاً اس وقت چیف پر غصہ آ رہا تھا۔

”کہاں ہیں پاکیشیائی بمبھٹ۔ گھسیے حالات تفصیل بتاؤ اور“۔ دوسری طرف سے چیف نے کہا۔

”یہ انتہائی خطرناک بمبھٹ ہیں۔ میرے سارے گھمے توڑ کر ٹکل گئے ہیں انہوں نے مجھے بھی اغوا کر لیا تھا لیکن میں ان کی قید سے نکل آیا ہوں اب میں بدل ہی ان کا خاتمہ کر دوں گا اور“۔ منوہر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”کتنے قوی ہیں یہ اور“۔ چیف نے پوچھا۔

”سات قوی تھے۔ کافرستانی فوج کی ایک چوکی تباہ کر کے انہوں نے وہاں سے یہ ہتھیار مزاحصل کی تھیں پھر ہیلی کاپٹر سے راہوئی آنے لگے۔ راستے میں ان کے ساتھ مقابلہ ہوا۔ بہر حال یہ لمبی کہانی ہے قصہ یہ کہ انہوں نے میرے ساتھی ماترم کو ہلاک کر کے مجھے اغوا کر لیا مجھے ہوش آیا تو میں ان کے درمیان ایک غار میں سونو و تھا۔ وہ مجھ سے بلیک ہاؤنڈز کے

ہیڈ کوارٹر کا محل وقوع اور دوسری تفصیلات معلوم کرنا چاہتے تھے۔ انہوں نے مجھ پر تشدد بھی کیا لیکن پھر مجھے موقع مل گیا اور میں ان کی گرفت سے نکل آیا اور وہ فرار ہو گئے۔ سوچو ان کا ایک آدمی میرے ہاتھوں مارا گیا۔۔۔ ہے اب ان کی تعداد اچھ ہے اور“۔ منوہر نے مختصر سے اذیتاں بتاتے ہوئے کہا۔

”جہیں ہیڈ کوارٹر کال کرنی چاہیے تھی۔ میں دوسرے سیکشن کو جہادی امداد کے لئے بھیج دیتا۔ جہیں فوج کی مدد حاصل کرنی چاہیے تھی اور“۔ چیف نے تیر لگے میں کہا۔

”آپ بے فکر رہیں سیکشن فور اب اتنا بھی گیا گزرا نہیں ہے ان کا خاتمہ میرے ہاتھوں ہی ہو گا ورنہ وہ فوجی ہتھیار مز میں ہیں۔ اس لئے فوج کے آتے ہی وہ ان میں ضل جیتے ہیں اور پھر ان کی تلاش ناممکن ہو جائے گی اور“۔ منوہر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”او۔ کے ہر قیمت پر ان کا خاتمہ ہونا چاہیے ہر قیمت پر مجھے اور“۔ چیف نے کہا۔

”نہیں سرا اور“۔ منوہر نے کہا اور پھر دوسری طرف سے اور ایڈز آل کی آواز کے ساتھ ہی خاموشی چھا گئی اور منوہر نے یہ منگ بیٹ کہیں منا کیشنل ٹرانسمیٹر جیب میں رکھا اور غار کے دہانے کی طرف بڑھ گیا۔ غار سے باہر نکل کر اس نے اوپر اوپر دیکھا مگر ہر طرف خاموشی تھی۔ وہ غار سے اس علاقے کو دیکھ رہا تھا تاکہ یہ معلوم کر سکے کہ وہ اس وقت کہاں موجود ہے لیکن کچھ در وہاں کھڑے رہنے کے باوجود جب اس کے ذہن میں

کی کاہرہ زرد ہو گیا۔

آپ۔ آپ بے شک جا کر ہستی میں پوچھ لیں۔ بے شک ایک گھر کی تلاش لے لیں۔ میں درست کہہ رہی ہوں اور کوئی فوجی نہیں لڑکی نے خوف سے لڑتے ہوئے لکچے میں کہا۔

”جلو میرے ساتھ ہستی میں۔“ منوہر نے فحشیلے لکچے میں کہا۔

”جنت میری بھیڑیں۔“ لڑکی نے گھبرائے ہوئے لکچے میں کہا۔

”لعنت بھیجے بھیڑیوں پر۔“ میرے ساتھ چلو۔“ منوہر نے اور

اور سخت لکچے میں کہا اور لڑکی ہونٹ بھینچے ہستی کی طرف چل پڑی۔ ہستی

تقریباً پہنچے ہی دو تین بوڑھے مشکبازی باہر آگئے۔ ان کے ہجروں پر

ہت تھی۔

”کیا بات ہے صابرہ یہ صاحب کون ہیں۔“ ایک بوڑھے نے آگے

بڑھ کر لڑکی سے پوچھا۔

”میرا تعلق فوج سے ہے۔ میں فوج کا اعلیٰ افسر ہوں۔ چو پاکیشیانی

جنت جو کافرستانی فوج کی دروہوں میں چلوس ہیں۔ اس ہستی کی طرف

لے دیکھے گئے ہیں۔ مجھے وہ فوجی پناہیں۔ اگر تم نے نہ بتایا کہ تم نے

یہاں کہاں چھپا رکھا ہے تو میں ایک لکچے میں پوری ہستی جلو کر رکھ کر

آں گا۔“ منوہر نے خراتے ہوئے لکچے میں کہا۔

”جنت۔ جہاں تو کوئی فوجی نہیں آئے۔ آپ بے شک پوری ہستی

کا کاشی لے لیں۔ ہم قریب لوگ ہیں۔ راہوئی میں محنت مزدوری کرنے

لے قریب لوگ۔ ہمارا اچھا کسی جنت یا فوجی سے کیا تعلق ہو سکتا ہے۔“

علاقے کی شناخت نہ ابھری تو وہ تیزیز قدم اٹھاتا آگے بڑھتا چلا گیا۔ اور پھر ایک اونچی چٹان پر چڑھ کر اس نے غور سے ادھر ادھر دیکھا تو بے اختیار چونک پڑا۔ اب وہ اس علاقے کو پہچان گیا تھا۔ دور ایک چھوٹی سی ہستی نظر آ رہی تھی اور اس ہستی میں چونکہ وہ ایک بار آچکا تھا اس لئے اسے یاد آگیا کہ یہ علاقہ راہوئی سے کچھ فاصلے پر واقع ہے۔ یہ لوگ تھینٹھاہاں سے اس ہستی کی طرف ہی گئے ہوں گے۔ منوہر نے سوچا اور پھر چٹان سے اتر کر وہ تیزیز قدم اٹھاتا اس ہستی کی طرف بڑھنے لگا۔ ہستی سے کچھ فاصلے پر اس نے ایک لڑکی کو بھیڑیں پر اتے ہوئے دیکھا تو وہ اس کی طرف بڑھنے لگا۔ اسے دیکھ کر لڑکی کے چہرے پر خوف کے تاثرات ابھر آئے اور وہ تیزی سے مرکز ہستی کی طرف پھلنے لگی۔

”رک جاؤ لڑکی ورنہ گولی مار دوں گا۔“ منوہر نے تیز آواز میں پچھتے

ہوئے کہا۔

”مم۔ مم۔ میں بے گناہ ہوں۔“ لڑکی نے رک کر انتہائی خوفزدہ

لکچے میں کہا۔

”سنو اس طرف چھ فوجی آئے ہیں۔ بتاؤ کہاں ہیں۔“ منوہر نے

اس کے قریب جا کر سرد اور فحشیلے لکچے میں کہا۔

”فوجی۔ اور تو کوئی فوجی نہیں آئے۔“ لڑکی نے جواب دیا۔

”کو اس مت کرو۔ جب میں کہہ رہا ہوں کہ وہ ادھر آئے ہیں تو جہیں

فورا بتا دینا چاہیے۔ جانتی ہو میں کون ہوں۔ ایک لکچے میں پوری ہستی کو

بلا کر رکھ کر دوں گا۔“ منوہر نے لڑکی پر دھب ڈالتے ہوئے کہا اور

دلی ہوں گی۔ بہر حال کہاں دیکھا تھا تم نے انہیں۔ میرے ساتھ آؤ اور
"ہو جگہ دکھاؤ۔" منوہر نے کہا۔

"میلو فوجی نہ ہی۔ عام آدمی ہی بہر حال وہ آئے اسی طرف ہیں۔" منوہر نے کہا۔

"نہیں، جناب اور کوئی نہیں آیا۔ اگر آتا تو ہمیں لازماً معلوم ہو جاتا۔" منوہر نے کہا۔

"اس بوڑھے نے کہا۔" تو تم سیدھی طرح نہیں بتاؤ گے۔ مجھے چہار اہل دست کرنا ہی پڑے گا۔" منوہر نے فیسے سے چہرے چمکے ہوئے کہا۔

"کیا بات ہے صابرہ تم کہاں کیوں کھڑی ہو۔" اسی لمحے ایک آدمی جس نے مقامی چادر لپیٹی ہوئی تھی، قریب آکر پوچھا۔

"رحمت علی۔" یہ صاحب کہاں آئے ہیں اور پوچھ رہے ہیں کہ کہاں چہ فوجی تو نہیں آئے۔ ہم نے انہیں بتایا ہے کہ کہاں کوئی فوجی نہیں آئے۔" بوڑھے نے اس آدمی سے مخاطب ہو کر کہا۔

"فوجی تو نہیں، جناب اللہ چہ آدمیوں کو میں نے راہولی جاتے ہوئے دیکھا ہے۔ ان کے جسموں پر سیاہ رنگ کے لباس تھے۔" رحمت علی نے کہا تو منوہر جو تک پڑا۔

"سیاہ لباس۔" کیسی شکلیں تھیں ان کی۔" منوہر نے پوچھا۔

"جناب میں نے دور سے انہیں دیکھا ہے۔ اس لئے شکلیں تو نہیں بنا سکا اللہ وہ راہولی جا رہے تھے۔ ان کے جسموں پر سیاہ لباس تھے۔" رحمت علی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"میرا بھتیجا کہاں رہتا ہے، جناب میں اس سے ملنے گیا تھا۔" رحمت علی نے کہا تو منوہر نے فیسے سے چہرے چمکے ہوئے کہا۔

"یہ بھتیجا وہی ہوں گے۔ انہوں نے شہادت سے بچنے کے لئے گونیا اور

چٹان سے نیچے گرا۔ اور پھر اس کی چٹان ہراتی ہوئی نیچے گہرائی میں گم ہوتی چلی گئی۔ منوہر نے ہوسٹ پھینچنے اور آگے بڑھ کر اس نے نیچے ٹھک کر دیکھا تو کافی گہرائی میں رحمت علی کی کئی پھٹی لاش پڑی ہوئی اسے صاف دکھائی دی۔

”ہو نہر مجھے مارنا پاتا تھا۔۔۔ نانسس۔“ منوہر نے نیچے پٹنے ہوئے کہا اور پھر دو ٹکان کی دوسری طرف سے نیچے جڑ کر اکیلا ہی راہولی کی طرف بڑھنے لگا۔ رحمت علی کی اس حرکت نے اسے بہت کچھ سوچنے پر مجبور کر دیا تھا کیونکہ اس کا بیک تجربہ تھا کہ کوئی مقامی مسلحہادی کسی فوج کے آوی پر اس طرح حملہ نہیں کرتا۔ اس کے ذہن میں یہی خیال آیا تھا کہ رحمت علی کا قتل یقیناً عربیت پسندوں سے ہوگا اور ہو سکتا ہے کہ پاکیشیائی بھجنوں کو اسی نے راہولی میں اپنے پیچھے آصف کے پاس پہنچایا ہو۔ اسے شک تو اس وقت ہی پڑ گیا تھا جب رحمت علی نے اسے بتایا تھا کہ اس نے فلاں جگہ سے ان چھ سیاہ پوشوں کو بلاتے ہوئے دیکھا تھا، لیکن منوہر نے دیکھا تھا کہ ان دونوں جگہوں کے درمیان اتنا فاصلہ نہ تھا کہ ایک دوسرے کی شکلیں بھی نہ دیکھی جاسکیں جبکہ بستی میں رحمت علی نے یہی بتایا تھا کہ فاصلہ اتنا زیادہ تھا کہ وہ ان چھ افراد کی شکلیں نہ دیکھ سکا تھا۔ اس شک کی بناء پر رحمت علی کو ساتھ راہولی لے جا رہا تھا تاکہ اس کے پیچھے سے مل کر یہ اندازہ لگائے کہ یہ لوگ کس نائپ کے ہیں، بہرحمت علی نے اس پر اپنا بیک حملہ کر کے اس کے شک پر تصدیق کی مہر ثبت کر دی تھی۔

علی نے جواب دیا۔
”جہاڑے پیچھے کا کیا نام ہے اور اس کا گھر کس طرف ہے“
منوہر نے پوچھا۔

”میرے پیچھے کا نام آصف ہے جناب وہ راہولی میں کپڑے کا تاجر ہے اور اس کا گھر راہولی کے مغرب میں ہے۔“ رحمت علی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”بلے میرے ساتھ اور مجھے اپنے پیچھے کا گھر دکھاؤ اور اس سے ملو“
منوہر نے جھلکے سوچنے کے بعد کہا۔

”مگر جناب۔“ رحمت علی نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔ ”میرے دوسرے لمحے رحمت علی قتل ہو چکا ہے۔“ منوہر نے پوری قوت سے اس کے چہرے پر قہر مار دیا تھا۔

”حرام زادے میرے مسلے اگر مگر کرتے ہو۔ بلے آگے بڑھو ورنہ گولی مار دوں گا۔“ منوہر نے فیسے سے جھپٹتے ہوئے کہا۔

”بچ جناب۔“ رحمت علی نے کہا۔ اس نے اپنا ایک ہاتھ اس گال پر رکھا ہوا تھا جس پر منوہر کی انگلیوں کے ٹھکانات ابھر آئے تھے۔ وہ دونوں آگے نیچے پٹتے ہوئے راہولی کی طرف بڑھنے لگے۔ منوہر سے اوپر اوپر دیکھ رہا تھا کہ ایک اونچی چٹان پر چڑھتے ہی رحمت علی اپنا بیک گھوما اور اس نے پوری قوت سے منوہر کو دھکا دے کر چٹان سے نیچے گرا دیا، لیکن منوہر بجلی کی سی تیزی سے اچھل کر ایک طرف ہٹا۔ دوسرے لمحے اس کی جگہ رحمت علی منوہر کی لاش کا کرچٹا ہوا ”چھل“

اولی کو مردہ تصور کر لیا جاتا ہے، لیکن دراصل وہ مردہ نہیں ہوتا اگر اس کے دل کی مخصوص انداز میں بات کر دی جائے تو وہ جلد ہی دوبارہ کام کرنا شروع کر دیتا ہے۔ درحد دوسری صورت میں جب خون رواں نہ ہونے کی وجہ سے جھپٹے لگتا ہے تو اس کے اندر ایک مخصوص کیمیائی تبدیلی پیدا ہوتی ہے جس کی وجہ سے خود بخود دل کو ہلکے ہلکے جھپٹے لگنے لگتے جاتے ہیں اگر ان جھپٹوں کی وجہ سے دل دوبارہ کام کرنے لگے تو قوی زندہ بن جاتا ہے ورنہ ہمیشہ کے لئے ختم ہو جاتا ہے۔ میری خوش قسمتی کہ میرے ساتھ بھی ایسا ہی ہوا۔ اس قوی نے جب اپنا تک جھپٹا کر دوبارہ کے ساتھ بٹھا تو زوردار جھپٹا لگنے سے میرا دل بند ہو گیا اور وہ جھپٹے مردہ کچھ کر چھوڑ گئے لیکن پھر کیمیائی تبدیلی کی وجہ سے دل کو جھپٹے لگے تو دل کام کرنے لگ گیا اور اس طرح میں ایک لحاظ سے مر کر دوبارہ زندہ ہو گیا۔ منوہر نے جواب دیا اور کو رو نے حیرت کا ایک طویل سانس لیا۔

”حیرت انگیز بیماری ہے یہ۔“ کو رو نے کہا اور منوہر مسکرا دیا۔
 ”میری اس بیماری کی تحقیق اب کر لیا میں ہوتی تھی۔ وہاں تربیت کے دوران بھی میرے ساتھ ایسا ہی حادثہ پیش آیا تھا جتنا چھ ڈاکٹروں نے مجھے مردہ قرار دے دیا۔ پھر میری لاش واپس کافرستان بھجوانے جانے کی تیاریاں کی جا رہی تھیں کہ میں زندہ ہو گیا۔ اس پر ڈاکٹر بے حد حیران ہوئے اور پھر میرے خون کا کیمیائی تجزیہ کیا گیا اور اس طرح انہوں نے اس بیماری کو تحقیق کیا۔ یہ بیماری کر دوزوں افراد میں سے کسی ایک کو ہوتی ہے۔ ڈاکٹروں نے مجھے اس سے بچنے کے لئے پرہیز بھی بتایا لیکن وہ

راہونی میں سیکشن فور کا خطیہ اڈہ موجود تھا اور منوہر اب اس اڈے کی طرف جا رہا تھا۔ اس کے ساتھ مسٹر یہ تھا کہ اس کے پاس مد ہی کوئی اختیار تھا اور نہ کوئی ٹرانسمیٹر۔ جو سیشن ٹرانسمیٹر اس کی جیب میں تھا، اس سے صرف جیک ہاؤنڈ کے چیف سے ہی بات وچیت کی جاسکتی تھی اور فی الحال وہ چیف کو یہ نہ کہہ سکتا تھا کہ چند پاکیشیائی بہمنوں نے اسے شکست دے دی ہے۔

اور پھر تقریباً ایک گھنٹے کے پیدل سفر کے بعد وہ سیکشن فور کے خطیہ اڈے پر پہنچ جانے میں کامیاب ہو گیا۔ اس اڈے کا انچارج کو رو تھا۔ کو رو چیف منوہر کو اس طرح اپنے سلسلے پا کر بے حد حیران ہوا۔

”آپ اور جہاں اپنا تک اور اس انداز میں۔“ کو رو نے حیرت بھرے لہجے میں کہا اور منوہر مسکرا دیا۔

”ہاں۔“ کچھ حالات ہی ایسے ہو گئے تھے۔ منوہر نے کہا اور پھر اس نے مختصر طور پر ان پاکیشیائی بہمنوں کے ساتھ ہونے والے مقابلے اور پھر غار میں ہوش میں آنے سے لے کر کہاں پہنچنے تک کے واقعات بتا دیئے۔

”مگر ان لوگوں نے آپ کو وہاں زندہ کیسے چھوڑ دیا۔۔۔“ کو رو نے اچھائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”وہ بھلا مجھے زندہ کیسے چھوڑ سکتے تھے۔ انہوں نے تو مجھے مردہ سمجھ کر ہی چھوڑا ہو گا۔ اب یہ اور بات ہے کہ میں مرا نہیں تھا۔ زندہ تھا۔ مجھے دل کی ایک خاص بیماری ہے جس میں زوردار جھپٹا لگنے سے دل رک جاتا ہے اور

اس قدر سخت تھا کہ میں اس پر قائم نہ رہ سکا۔ بہر حال اب اس بات کو چھوڑو اب اصل مسئلہ یہ ہے کہ ہم نے فوری طور پر ان چھ پاکیشیائیوں کو نہیں کر کے ہلاک کرنا ہے۔ منوہرنے کہا۔

”میرا خیال ہے اس کی رحمت علی کے بارے میں آپ کا خیال درست ہے۔ جیسے اس کے بھتیجے آصف کو کیوں نہ ٹھوکا جائے۔“ کو روکنے جواب دیا۔

”فصیح ہے۔۔۔ اسے بلاؤ اور پھر اس سے اصل صورت حال انگوڑا منوہرنے جو صوبہ دیکھ ہوئے کہا۔

”آپ آرام کریں میں ابھی بندوبست کر رہا ہوں کو روکنے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا اور منوہرنے کے سر ہلانے پر وہ تیزی سے مڑا اور کمرے سے باہر نکل گیا۔

بڑی فوری جیپ خاصی تیز رفتاری سے راہبونی کی اونچی نیچی پہاڑی سڑکوں پر دوڑتی ہوئی آگے بڑھی چلی جا رہی تھی۔ ڈرائیونگ سیٹ پر تنویر تھا جب کہ اس کے ساتھ عمران پیشوا ہوا تھا۔ عقبی سیٹوں پر کیپٹن ہیکل صفدر۔ نعمانی اور صدیقی موجود تھے۔ ان سب کے جسموں پر فوری پریشاد مڑ تھی۔ عمران کے کاندھوں پر ہیکر کے ستارہ موجود تھے جب کہ باقی سب کے کاندھوں پر کیپٹن کے ستارہ موجود تھے۔ تنویری در بعد جیپ نے ایک موڑ کاٹا اور دور دراز چھاؤنی کا مین گیٹ نظر آنے لگا جہاں باقاعدہ فوری گارڈ موجود تھی۔ وہ سب جو تک کر سیدھے ہو گئے تنویر نے گیٹ پر موجود راڈ کے قریب جا کر جیپ روکی تو عمران اچھل کر نیچے اترا اور فوری انداز میں چلا ہوا سائینل پر جہنم کمرے کی طرف بڑھ گیا۔ کمرے میں موجود کیپٹن نے اسے دیکھتے ہی اٹھ کر باقاعدہ فوری انداز میں سلیٹ مارا۔

”کیپٹن۔۔۔“ عمران نے سخت فوری لہجے میں کہا۔

”کیپٹن نارنگ جتاپ“ کیپٹن نے اپنا تعارف کراتے ہوئے کہا۔

”کیپٹن نارنگ میرا نام میجر کنڈن ہے اور میرا تعلق کافرستان ملٹری انٹیلی جنس سے ہے۔ تم میری بات کرنل وردگارام سے کرو“۔

عمران نے حکماً نہ لگے میں کہا۔
”اوہ ایس سر“ کیپٹن نارنگ نے کہا اور عمران میری دوسری طرف موجود وکری پر بیٹھ گیا جب کہ کیپٹن نارنگ نے جلدی سے میرے سوچو و انٹرکام اٹھایا اور اس کے تین منٹن دبا دیئے۔

”نہیں۔ دوسری طرف سے ایک سخت قواؤستانی وی۔“
”چیک پوسٹ نمبرون سے سیکورٹی آفسیر کیپٹن نارنگ بول رہا ہوں جتاپ۔ کافرستان ملٹری انٹیلی جنس کے میجر کنڈن جیب پر تشریف لائے ہیں اور آپ سے بات کرنا چاہتے ہیں“۔ کیپٹن نارنگ نے اتنی

موتو باند لگے میں کہا۔
”میجر کنڈن۔ ملٹری انٹیلی جنس۔ ٹھیک ہے بات کرو“۔
دوسری طرف سے قدرے حیرت برے لگے میں کہا گیا۔

”یہ لیجئے جتاپ بات کر لیجئے کرنل صاحب سے“۔ کیپٹن نارنگ نے ریسور عمران کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

”ہیلو۔ میجر کنڈن آف ملٹری انٹیلی جنس سیکشن تھری سپیشل کوڈ ایکس ون ایکس زیڈ۔ بول رہا ہوں“۔ عمران نے تیز لگے میں کہا۔
”اوہ ایس میجر کنڈن۔ فرمائیے“۔ دوسری طرف سے نرم لگے میں کہا

”آپ سے فوری ملاقات چاہیے کرنل۔ ٹاپ سیکرٹ اور“۔
ان نے جواب دیا۔
”آپ اکیلے ہیں یا“۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

میرے ساتھ پانچ کیپٹن بھی ہیں“۔ عمران نے جواب دیتے دئے کہا۔
”او۔ کے آپ اپنے ساتھیوں کو وہیں جموڈ کر تشریف لے آئیں“۔

کرنل وردگارام نے کہا۔
دوسری کرنل ان کی موجودگی بھی بات چیت کے دوران سروری ہے

”ونکہ سپیشل ایڈیشن سے ہی متعلق ہے“۔ عمران نے جواب دیا۔
”اوہ اچھا ٹھیک ہے۔ ریسور کیپٹن نارنگ کو دیتے“۔ دوسری

رف سے کہا گیا اور عمران نے ریسور کیپٹن نارنگ کی طرف بڑھا دیا۔
کیپٹن نارنگ دوسری طرف سے آنے والی بات سنتا رہا۔
”میں سر“۔ آخر کیپٹن نارنگ نے کہا اور ریسور رک کر اٹھ کھڑا

ہوا۔
”کرنل صاحب اس وقت نامہ رسیل ہلاک میں ہیں۔ اور انہوں نے حکم دیا ہے کہ آپ کو وہیں لے آیا جائے وہ وہیں آپ سے گفتگو فرمائیں گے

لیتے ہیں آپ کے ساتھ چلا ہوں“۔ کیپٹن نارنگ نے کہا اور عمران نے اذیت میں سر ملایا۔

”تموڈی درجہ کیپٹن نارنگ اپنی جیب میں پستیا

ان کی رہنمائی کر رہا تھا۔ چھاؤنی کچھ زیادہ بڑی نہ تھی۔ صرف چار بیر کوں پر

نل درگام نے شکستیں لگے میں کہا اور عمران مسکرا دیا۔

”اچھا ہوا تم نے پوچھ لیا۔ یہ دیکھو کارڈ“ عمران نے جیب سے

ایک کارڈ نکال کر کر نل کے سامنے پیش کیے ہوئے کہا۔

”جزل اوہ۔ اوہ تو بے جزل ہیں۔ اوہ۔ آئی۔ ایم۔ سوری“

کر نل نے پوچھا کھائے ہوئے لگے میں کہا اور دوسرے لمحے وہ اچھل کر کھڑا

ہوا اور اس نے باقاعدہ عمران کو فوجی سیلٹ کر دیا۔

”بیٹے جاؤ اس کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ میں تو شاید اس بات کو

بوہن بھی نہ کرتا جین جہارے پوچھنے پر مجھے اوہن کرنا پڑا“ عمران

نے دہرائے سے لگے میں کہا۔

میں سر“ کر نل نے واپس کر سی پر پھٹتے ہوئے کہا۔

اب سیری بات غور سے سنو۔ انتیلی جنس کو ایک مصدقہ خبر ملی ہے

کہ یہاں راہولی میں بلیک ہاؤنڈز کے ہیڈ کوارٹر میں کوئی ایسا غدار موجود

ہے جو بلیک ہاؤنڈز کے بارے میں اطلاعات آزاد مشہار بھیجتا رہتا ہے۔

حکومت آزاد مشہار بلیک ہاؤنڈز کے خاتمے کے لئے پاکیشیا سیکرٹ سروس

کی خدمات حاصل کرنے کی کوشش کر رہی ہے۔ اگر ان کی یہ کوشش

کامیاب ہو گئی تو نتیجہ یہ کہ اس خفیہ کے ذریعے وہ بلیک ہاؤنڈز کے

ہیڈ کوارٹر کو تباہ کر دیں گے اس لئے ہم اس خفیہ کی گرفتاری کے لئے آئے

ہیں جین مسئلہ یہ بن گیا ہے کہ بلیک ہاؤنڈز کے سربراہ جناب سینان نے

اپنے ہیڈ کوارٹر کو انتیلی جنس پر اوہن کرنے سے انکار کر دیا ہے اس لئے

میں یہ خفیہ مشن سونپا گیا ہے کہ ہم آپ کے ساتھ مل کر اس ہیڈ کوارٹر

مستقل تھی۔ ایک ہرک کے سامنے کیپٹن نارنگ کی جیب کی تو حیر

نے بھی اپنی جیب روک دی اور پھر وہ سب نیچے اتر آئے اور پھر کیپٹن

نارنگ کی راستانی میں وہ ایک راہداری میں پھٹے ہوئے نیچے باقی سیڑھیوں

سے اتر کر ایک بڑے ہال ٹا کرے میں پہنچ گئے جہے دفتر کے انداز میں سجایا

گیا تھا۔ وہاں کر نل درگام رام موجود تھا۔ وہ لمبے قد اور بھاری جسم کا ادھیڑ

عمر آدمی تھا۔ اس کی بڑی بڑی مونچھیں اور آنکھیں میں اس طرح سرخی تھی

جیسے آنکھوں میں باقاعدہ لالہ ڈھل رہا ہو

”میر کر نل“ عمران نے مصافحے کے لئے ہاتھ بڑھاتے

ہوئے کہا۔

کر نل درگام“ کر نل درگام نے ہوسٹ پھینچتے ہوئے کہا اور

اس طرح عمران سے مصافحہ کیا جیسے وہ جبراً ایسا کر رہا ہو۔

کیپٹن نارنگ واپس چلا گیا تھا اس لئے اب وہ اس دفتر میں اکیلے تھے۔

کر نل نے صرف عمران سے مصافحہ کیا تھا باقی کسی سے مصافحہ نہ کیا تھا۔

”یہ بھڑ“ کر نل درگام نے خست لگے میں کہا اور اس کے ساتھ

ہی وہ خود بھی بڑی سی دفتری میز کے پیچھے بیٹھ گیا۔ اس نے میز کے کنارے

پر سوہو ویشن دبانے تو روزانے کے اوپر سیاہ رنگ کی کسی صحت کی چادر

آویختی۔

”ہاں اب تم کھل کر بات کر سکتے ہو۔ لیکن پہلے تم مجھے یہ بتاؤ کہ تم

نے مجھے سیلٹ کیوں نہیں کیا جب کہ فوجی ضابطے کے مطابق سیلٹ

کرنا چاہیے تھا اور جہارے ساتھیوں نے بھی سیلٹ نہیں کیا“

میں اس خبر کو خود تلاش کر کے اس کا خاتمہ کریں۔ اب آپ بتائیں کہ آپ اس مسئلے میں ہماری کیا مدد کر سکتے ہیں؟ عمران نے کہا۔

”بلیک ہاؤنڈز کا ہیڈ کوارٹر اور جہاں راہبوں میں۔ انہیں جہاں ان کا ہیڈ کوارٹر تو جہاں سرے سے ہے ہی نہیں۔ آپ کی سرورس کو غلط اطلاع دی گئی ہے۔ ان کا ایک اڈہ الگ جہاں ضرور موجود ہے اور اس کا انچارج کورڈ ہے۔ کورڈ میرا دوست ہے۔ ہیڈ کوارٹر کا تو کسی کو علم نہیں ہے۔ الگ الگ علم ضرور ہے کہ دو گام میں ہے۔ جہاں نہیں ہے۔“ کرئل درگaram نے حیرت بھرے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”کورڈ کا اڈہ کہاں ہے؟“ عمران نے پوچھا۔

”وہ راجہ ہسٹ بازار کے آخری سرے پر ایک خاکی رنگ کی عمارت ہے بظاہر وہ ایک رہائشی مکان ہے اور کورڈ اس کا مالک ہے لیکن وہ بلیک ہاؤنڈز کے سیکشن فور کا اڈہ ہے۔“ کرئل درگaram نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ اس کا مطلب ہے ہمیں واقعی غلط اطلاع ملی ہے۔ فکر یہ چلیں یہ مسئلہ تو ختم ہو گیا۔ آپ بتائیں آج کل جہاں تحریک کی کیا پوزیشن ہے؟“ عمران نے کہا۔

”تحریک کو ہم لوگ سختی سے کھیل رہے ہیں پہلے جہاں راہبوں میں تحریک کا خاصا زور تھا لیکن اب ہماری سخت کاروائیوں کی وجہ سے جہاں تحریک کا زور ٹوٹ گیا ہے کورڈ نے جہاں کے چار لیڈروں کو ہلاک کر دیا ہے جب کہ ہم نے جہاں کے مسلمانوں پر بے حد غم و ستم کر کے ان کو

دلیا ہے اس وقت بھی چھاؤنی کے ٹارہ سیل میں چار ایسے آدمی ہیں جن کے متعلق اطلاع ملی تھی کہ ان کا تعلق عربت پسندوں کے کسی گروپ سے ہے۔ ہم ان سے ان کے ساتھیوں کے نام وغیرہ انگوڑے ہیں اس لئے میں نے قیام سے ملاکت بھی نہیں کی ہے۔“ کرئل درگaram نے کہا۔

”کہاں ہیں وہ چار آدمی؟“ عمران نے کہا۔

”ساتھ ہی ٹارہ سیل ہے۔ آپ انہیں دیکھنا چاہتے ہیں آئیے میرے ساتھ۔“ کرئل درگaram نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے میز کے کنارے پر موجود بینر دلیا تو دروازے پر موجود سیاہ رنگ کی چادر سرسراہٹ کی تیز آواز کے ساتھ غائب ہو گئی۔

”آئیے میرے ساتھ۔“ کرئل درگaram نے اٹھتے ہوئے کہا اور عمران بھی اٹھ کھڑا ہوا۔ اس کے ساتھ ہی ایک طرف کھڑے ہوئے تھے اس لئے وہ ان کے پیچھے چلتے ہوئے دروازے سے باہر نکلے اور پھر ایک راہداری سے گزر کر وہ ایک بڑے سے دروازے پر پہنچے جس پر سرخ رنگ کا بلب جل رہا تھا۔ کرئل درگaram نے دروازے کی دلیز میں ایک جگہ مخصوص انداز میں پیرا تو سرخ بلب بجھ گیا اور اس کے ساتھ ہی دروازہ بھی خود بخود کھلتا چلا گیا اور دروازہ کھلتے ہی ان کے کانوں سے انتہائی کرناک انسانی چیخیں نکلائیں اور وہ سب بے اختیار ہونک ہونکے دوسرے لمحے وہ اندر داخل ہوئے تو انہوں نے چار مقامی آدمیوں کو ایک دیوار کے ساتھ زنجیروں سے بندھے لٹائے ہوئے دیکھا اور چار دیونا آدمی چلتی ہوئی مشطیں اٹھائے ان کے شگے جسموں کو جگہ جگہ سے دھنسنے

میں مصروف تھے۔

ام نے ایسے لکھے میں کہا جیسے وہ اپنا بہت شاندار کارنامہ بیان کر رہا ہو۔

”کرئل یہاں چھائی میں کھٹے فوجی ہیں۔۔۔“ اچانک عمران نے اوجھا۔

”سو کے قریب نفزی ہوگی کیوں؟“۔۔۔ کرئل نے چونک کر حیرت مری لکھے میں جواب دیا۔

”او۔۔۔ کے۔۔۔ کھولو انہیں اور ان کی بینڈیج کراؤ۔“ عمران نے بخت خشک لکھے میں کہا۔

”کیا۔ کیا۔ یہ آپ کہہ رہے ہیں۔“ کرئل درگھارام نے حیرت سے بچھے ہوئے کہا۔ لیکن دوسرے لمحے وہ بھیانک انداز میں جھٹکا ہوا اچھل کر

اور جاگرا۔ عمران کا بازو پھلکی کی سی تیزی سے گھوما تھا اور اس کا بھرپور دھچکا

کرئل درگھارام کے چہرے پر اس طرح پڑا تھا کہ فحس جسم رکنے کے باوجود

کسی گیند کی طرح اچھلتا ہوا دھچکا دور جاگرا تھا اور اس کے ساتھ ہی

کرہ مشین پستل کے مخصوص دھماکوں اور کمرے میں موجود ان چاروں دیو

چیمت جلاؤں کی تینوں سے گونج اٹھا۔ یہ فائرنگ متور اور صدیقی کی

طرف سے ہوتی تھی۔ کرئل درگھارام نیچے گرتے ہی پھلکی کی سی تیزی سے

”رک جاؤ۔“ اچانک عمران نے پچھتے ہوئے کہا اور چاروں دیو کا

آوی ٹانگٹ مڑے اور پھر کرئل درگھارام کا اٹھارہ دیکھ کر وہ پیچھے ہٹ گئے۔

عمران ان لکھے ہوئے افراد کی طرف بڑھا۔ ان چاروں کے جسم جگہ جگہ سے

بلے ہوئے تھے۔ اس کے علاوہ ان کے جسموں پر کئی جگہ دھچکا تھے جن میں

نک جبر اٹھ گیا تھا۔ پیروں پر زیوراب ڈالا گیا تھا۔ ان کے چہرے بھی پچھتے

ہوئے تھے اور وہ استہانی کرہٹاک حالت سے درچار مسلسل کرلو رہے تھے

لیکن ان کی حالت نیم بے ہوشی کی سی تھی۔

”اس قدر تشدد یہ برداشت کیسے کر رہے ہیں۔ انہیں تو مرجانا چاہیے

تھا۔۔۔“ عمران نے کہا۔

”یہ ہماری خاص ترکیب ہے۔ حباب۔ ہم پہلے انہیں ایک مخصوص

انجشن لگاتے ہیں جس سے ان کی جسمانی قوت مدافعت کئی گنا بڑھ جاتی

ہیں جس کے بعد ان پر تشدد کرتے ہیں۔“ کرئل درگھارام نے بڑے

فخریہ لکھے میں کہا۔

”یہ کون لوگ ہیں۔“ عمران نے پوچھا۔

یہ چاروں مقامی لوگ ہیں اور ان کے مشتعل منہروں نے اطلاع دی

ہے کہ ان کا تعلق حریت پسندوں کے کسی گروپ سے ہے۔ لیکن ابھی تک

انہوں نے زبان نہیں کھولی۔ لیکن کب تک نہ کھولیں گے۔ میں ان کی

روح سے بھی اصل بات اگلوں گا اور اگر یہ زیادہ ہمارے تو میران کے

سلنے ان کی بیٹیوں اور بہنوں کو بے آبرو کیا جائے گا۔“ کرئل درگا

ہاں اس دفتر میں میر پھوڑ آیا تھا۔ عمران نے کہا اور کپٹن شکیل نے اجازت میں سر ملادیا اور تھوڑی دیر بعد وہ کرنل درگ رام کی یونیفارم پہن چکا تھا۔ عمران نے جیب سے ایک پیٹا سا باکس نکالا اور اسے کھول کر اس نے کپٹن شکیل کے ہجرے پر مسک اپ شروع کر دیا۔ اس دوران باقی ساتھیوں نے ان چاروں کو ان کے لباس پہنا دیے۔

”جلو اب ان زخمیوں کو اٹھاؤ اور اس دفتر میں لے چلو۔“ عمران نے مسک اپ سے فارغ ہو کر کہا۔ صفدر اس دوران ایک جھوٹا لیٹن اجتائی طاقتور وائرلیس چارجر ہم اس ٹارٹر سیل میں ایک مناسب جگہ پر فٹ کر کے اسے آن کر چکا تھا، اس لئے وہ بھی ان کے ساتھ ہی اس ٹارٹر سیل سے باہر آگیا۔ دفتر میں پہنچ کر کپٹن شکیل نے میر پھوڑ کو کرنل کی کپ اٹھا کر سربر کھی اور اس کے ساتھ ہی اس نے میر کے بائیں کنارے پر لگی ہوئی گھنٹی کے مخصوص بٹن کو پریس کر دیا۔ چند لمحوں بعد دروازہ کھلا اور ایک فوجی اندر داخل ہوا۔ اس نے چپلے تو حیرت سے دروازے کی سائیڈ پر ہڑے کر لپٹے ہوئے ان چاروں مقامی افراد کو دیکھا اور پھر ان شن کھڑا ہو گیا۔

”ان چاروں کی پینڈیج کرنی ہے۔ چلاؤ بندوبست کرو۔“ کپٹن شکیل کے بولنے سے چپلے ہی عمران نے اس آنے والے فوجی سے مخاطب ہو کر کہا اور کپٹن شکیل نے صرف اجازت میں سر ملادیا۔

”میں سر۔ میا ڈاکٹر بصیم کو بلاتا ہوں سر۔“ فوجی نے کہا اور تیزی سے مڑ کر کمرے سے باہر چلا گیا۔

میں ہٹ کر فرش پر پھیل گئی تھی۔

اس بھڑے کو اتنی آسان موت کیوں مارا ہے تم نے۔“ عمران نے مڑ کر اجتائی سخت لہجے میں حیرت سے مخاطب ہو کر کہا۔

”میں اس بھڑے کو مزید برداشت نہیں کر سکتا تھا۔“ حیرت نے بھی عزائے ہوئے جواب دیا۔

”بہر حال اب ان چاروں کو نیچے اندر اور صفدر تم ایسا کرو کہ اس ٹارٹر سیل میں چارجر ہم لگاؤ۔“ عمران نے کہا اور دیوار کے ساتھ لٹے ہوئے ان چاروں معظم افراد کی طرف بڑھ گیا۔ باقی ساتھی بھی آگے بڑھے اور چند لمحوں بعد انہیں اندر کر بیچے لٹا دیا گیا۔

”ان لوگوں کے لباس ادھر کونے میں پڑے ہیں وہ انہیں پہنا دو۔“

”وہ اگر تم کرنل درگ رام کو نہ مارے تو میں چپلے ان کی پینڈیج وغیرہ کرانا لیکن اب ایسا ممکن نہیں ہے اس لئے ہمیں انہیں ساتھ لے کر بلانا ہوگا۔“ عمران نے کہا۔

”لیکن عمران صاحب باہر فوجی موجود ہیں وہ ہمیں ان کے ساتھ کیسے جانے دیں گے۔“ صفدر نے کہا۔

”ارے ہاں کپٹن شکیل جہاد قدامت اس کرنل سے ملتا ہے۔“ حیرت نے عقل مند کی ہے کہ اس کی کھوپڑی اڑا دی ہے اس لئے اس کی یونیفارم محفوظ ہے۔ تم کرنل درگ رام بن بیٹھو۔ مسک اپ باکس میرے پاس موجود ہے۔ میں جہاد اچھرہ تبدیل کرتا ہوں بالوں کا رنگ اور سٹائل بدلنے کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ سر کیپ آجائے گی جو یہ

ٹھیکلے نے کہا۔

”میں سر۔۔۔ اس فوجی نے کہا اور تیزی سے سڑک باہر چلا گیا اور واقعی پانچ منٹ بعد وہ چاروں پوری طرح ہوش میں آکر آہستہ آہستہ اٹھ کر بیٹھنے میں کامیاب ہو گئے، لیکن ان کے جہروں پر تکلیف اور خوف کے اثرات جیسے بچھڑے ہوئے خطرہ ہے جیسے وہ بچھڑی ہوئی آگوں سے سب کو اس طرح دیکھ رہے تھے جیسے پہلی بار انہیں کچھ نظر آنے لگا ہو۔“

”کھڑے ہو جاؤ۔“ کیپٹن ٹھیکلے نے انتہائی سروسے میں کہا اور وہ چاروں لاکھڑاتے ہوئے اٹھ کھڑے ہوئے۔

”اپنے نام بتاؤ۔“ کیپٹن ٹھیکلے نے اسی طرح سروسے میں کہا۔

”میرا نام عاصم ہے۔ اور یہ نادر۔ یہ سکندر اور یہ الفت دین ہے۔ ہم بے قصور ہیں، جناب ہمارا مجاہدین سے کوئی تعلق نہیں ہے۔“ ایک ادبی نے باقاعدہ ہاتھ جوڑتے ہوئے کہا۔

”ہمیں یقین آ گیا ہے۔ لیکن ابھی ہم نے مزید تحقیق کرنی ہے اس لئے تم ہمارے ساتھ چلو گے اور سنو۔ اگر تم نے رستے میں کوئی غلط حرکت کرنے کی کوشش کی تو نہ صرف تم بلکہ جہادے پورے خاندانوں کو جلا کر رکھ کر دیا جائے گا۔“ کیپٹن ٹھیکلے نے انتہائی فصیح انداز میں چٹختے ہوئے کہا۔

”ہم کوئی حرکت نہیں کریں گے جناب۔“ عاصم نے کہا اور کیپٹن ٹھیکلے نے اثبات میں سر ہلادیا۔ چند لمحوں بعد دروازہ کھلا اور وہی فوجی اندر داخل ہوا۔

”تم کرنل کے لچے میں بولو۔۔۔“ عمران نے فوجی کے جاتے ہی کیپٹن ٹھیکلے سے کہا۔

”جیسے اس درندے کے روپ میں بھی اپنے آپ سے شرم آ رہی ہے۔“ کیپٹن ٹھیکلے نے کرنل ونگارام کے لچے میں بات کرتے ہوئے کہا اور عمران نے اسے سمجھانا شروع کر دیا اور کیپٹن ٹھیکلے نے تھوڑی سی پریکٹس کے بعد کرنل ونگارام سے ملتا جلتا لہجہ اور آواز بنائی تو عمران مطمئن ہو گیا۔ اسی لمحے دروازہ کھلا اور ایک فوجی واکٹر اور اس کے پیچھے اس کے دو اسٹنڈ انڈر داخل ہوئے۔

”واکٹر ان کی بیٹلنگ کرو۔ میں نے انہیں فوری طور پر ساتھ لے جانا ہے۔“ کیپٹن ٹھیکلے نے کہا۔

”میں سر۔۔۔“ واکٹر نے کہا اور پھر اس نے بیگ کھولا اور اپنے ساتھیوں کی مدد سے اس نے بیٹلنگ انہیں کئی آنکھیں لگائے پھر اس نے ان کے لباس اندر سے۔ ان کے زخموں پر ادویات لگا کر باقاعدہ بیٹلنگ کی اور ایک بار پھر ان کو لباس پہنا دیتے۔

”سریانج منٹ بعد یہ پوری طرح ہوش میں آجائیں گے۔“ واکٹر نے بیگ بند کرتے ہوئے کہا۔

”او۔ کے۔“ کیپٹن ٹھیکلے نے مختصر سے اتفاق میں کہا اور واکٹر اور اس کے اسٹنڈ انڈر کے باہر جانے کے بعد اس نے ایک بار پھر گھنٹی کا بٹن دبا دیا۔ دروازہ کھلا اور وہی فوجی دوبارہ اندر داخل ہوا۔ جیسے تیار کرادے تھے ان لوگوں کے ساتھ جانا ہے۔“ کیپٹن

”جیب تیار ہے جناب۔“ اس نے سؤ بانہ لہجے میں کہا۔

”چلیں میجر۔“ کپٹن شکیل نے اٹھتے ہوئے سامنے بیٹے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

”ہاں چلیں۔“ عمران نے کہا۔

”انہیں ساتھ لے چلو اور جیب میں ہتھوڑ۔“ کپٹن شکیل نے اس فوجی سے کہا اور وہ ان لوگوں کی طرف مڑ گیا۔

”چلو۔“ اس فوجی کا چہ ان مقامی افراد سے مخاطب ہوتے ہی بدل گیا تھا۔ اب وہ کسی بھیڑیے کی طرح مڑا ہوا تھا۔

تھوڑی دیر بعد دو بیسیں آگے پیچھے چلتی ہوئیں اس چھاؤنی سے باہر آ گئیں۔ پہلی جیب کو کپٹن شکیل بطور کرنل ورگہ رام جذبات خواہ چلا رہا تھا اور چاروں فوجی اسی جیب میں تھے۔ العتبہ سائیکل میٹ پر عمران بیٹھا ہوا تھا جب کہ عقبی جیب کی ڈرائیونگ سیٹ پر تنویر اور سائیکل پر صفدر تھا جب کہ باقی ساتھی عقبی سیٹوں پر موجود تھے۔ کرنل ورگہ رام کا رعب دو بدبہ ایسا تھا کہ کسی نے بھی راستے میں کوئی اشارہ کرنے یا روکنے کی ہرکت تک نہ کی تھی۔

”اب کہاں جاتا ہے۔“ کپٹن شکیل نے چھاؤنی سے باہر نکلتے ہی عمران سے پوچھا۔ لیج دی ورگہ رام ہنسا ہی تھا۔

”فی الحال تو شہر سے باہر نکلو۔ کسی بھاڑی علاقے میں ورنہ کرنل ورگہ رام کی جیب کی فوراً خبری ہو جائے گی۔“ عمران نے کہا اور کپٹن شکیل نے اہمیت میں سر ملادیا۔ دونوں بیسیں تیزی سے آگے پیچھے دوڑتی

ہوئیں شہر سے باہر جانے والی سڑک کی طرف بڑھتی چلی گئیں۔ شہر سے کافی دور نکل آنے کے بعد عمران کے اشارے پر کپٹن شکیل نے سڑک سے جیب نیچے اتاری اور بھاڑی راستے پر اسے ڈال دیا۔ پیچھے آنے والی جیب بھی ان کی پیروی کر رہی تھی۔ تھوڑی دیر بعد ایک ویران بھاڑی علاقے میں پہنچ کر انہوں نے بیسیں روکیں اور پھر وہ سب بیسیوں سے نیچے اتر آئے ان چاروں مقامی افراد کو بھی نیچے اتار دیا گیا۔ وہ ابھی تک کہے ہوئے اور انتہائی خوفزدہ تھے اور سارے راستے آہستہ آہستہ گراہتے ہوئے آئے تھے۔

”اب وہ ہم دی چارج کر دو تاکہ ہمارے مشن کا باقاعدہ اختتام تو ہو سکے۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے مقامی زبان میں صفدر سے کہا اور صفدر نے سر ملاتے ہوئے جیب سے ایک جھولنا ساریوٹ کنٹرول الٹ نکالا۔

”آگے دو۔“ میں مشکبہاری ہوں اس لئے اس مشن کا افتتاح کرنا میرا حق ہے۔“ تنویر نے کہا اور صفدر نے مسکراتے ہوئے آلہ تنویر کے ہاتھ میں وے دیا۔ تنویر کا چہرہ جذبات کی شدت سے سرخ ہو رہا تھا۔ اس نے جلدی سے آلے پر موجود ایک بٹن دبایا تو آلے پر موجود سبز رنگ کا بلب جل اٹھا اور تنویر نے دوسرا بٹن پریس کر دیا۔ سبز رنگ کا بلب ایک جھماکے سے سرخ ہوا اور پھر بجھ گیا اور تنویر نے بے اختیار آلے کو چوم کر ایک طرف گہرائی میں پیچھٹ کر دیا۔ دوسرے لمحے دور سے انتہائی ہولناک دھماکوں اور گڑگڑاہٹ کی آواز میں مقامی دینے لگیں۔ یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے پورا راہوولی شہر اچانک کسی خستہ آتش فشاں کی طرح اچانک

پھسل پڑا ہو۔

”اوه تو اس چھانوی میں اسلحہ کا ذخیرہ بھی تھا“۔۔۔ عمران نے کہا اور سب نے اجابت میں سر ہلادیتے۔

”اب یو نیثار مزا تارو اور انہیں بیسوں میں وال کر بیسیں گہرائی میں وکیل دو۔ ان بیسوں کی تلاش ابھی شروع ہو جائے گی۔۔۔ عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے اپنی یو نیثار م بھی امار کی شروع کر دی۔

”آپ۔ آپ کون ہیں۔۔۔ ان مقامی افراد نے جو اجتنابی حیرت بھرے انداز میں یہ سب کچھ ہوتا دیکھ رہے تھے۔ ایسے لگے میں پوچھا جیسے انہیں اپنی آنکھوں پر یقین نہ تھا، ہاں۔

ہمارا تعلق پاکیشیا ہے اور ہم یہاں مجاہدین کی مدد کے لئے آئے ہیں۔ ہم نے یہ فوجی چھانوی بھی الاؤ دی ہے اور اس سفاک و دندے کر تل درگاہام کا بھی خاتمہ کر دیا ہے۔ ہم تمہیں اس چھانوی سے نکال لائے ہیں اب تم اپنے اپنے گھروں کو جاسکتے ہو بلکہ بہتر یہی ہے تم راہولی سے کسی اور شہر کی طرف نکل جاؤ۔۔۔ عمران نے کہا۔

”مگر مگر کر تل۔۔۔ عاصم نے اجتنابی حیرت بھرے لہجے میں یکپلٹ قشیل کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

”یہ کر تل کے میک اپ میں ہے۔ اور یہ میک اپ ہمیں اس لئے کرنا پڑا ہے تاکہ تم چاروں کو وہاں سے نکالا جاسکے۔۔۔ عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے میک اپ باکس کیپشن قشیل کی طرف بڑھا دیا تاکہ وہ اس کی مدد سے کر تل و درگاہام کا میک اپ اتار سکے۔ عمران کے سب

ساتھیوں نے یو نیثار مزا تار میں انہیں بیسوں میں ڈالا اور پیر مل کر انہوں نے بیسوں کو گہرائی میں وکیل دیا۔ دھماکوں کے ساتھ دونوں بیسیں گہرائی میں گر کر پھلسیں اور پھر دھڑا دھڑا ملنے لگ گئیں۔

”سنیں اب ہمیں یقین آگیا ہے آپ واقعی کافرستانی فوجی نہیں ہیں۔ اب میرے ساتھ چلیں میرا تعلق واقعی مجاہدین کے ایک گوریلا گروپ ار حمت سے ہے۔ ہمارا سردار علی شاد آپ کو جہاں ہر ممکن مدد دے سکتا ہے۔۔۔ عاصم نے آگے بڑھ کر عمران کا ہاتھ پکڑتے ہوئے کہا۔

”نہیں فی الحال ہمارے پاس کہیں جانے کا وقت نہیں ہے ہم نے ایک اور مشن مکمل کرنا ہے تم مجھے اپنے سردار کا پتہ بتا دو ہم فارغ ہوتے ہی اس سے مل لیں گے۔۔۔ عمران نے کہا۔

”جہاں سے قریب ہی ہمارا اڈہ ہے جہاں آپ ہمارے ساتھ چلیں۔ اب آپ کا شہر جانا اجتنابی خطرناک ہو گا۔ وہاں موجودہ فوج اور پولیس اب پاگل ہو چکی ہو گی اور ہر اس کوئی کو گولی مار دیں گے جو انہیں سڑک پر ٹکراتے گا۔۔۔ عاصم نے جواب دیا۔

”یہ درست کہہ رہا ہے فوجی چھانوی کی اس طرح تباہی واقعی ان لوگوں کو پاگل کر دے گی۔۔۔ عاصم نے کہا۔

”ٹھیک ہے چلو۔۔۔ عمران نے رضا مند ہوتے ہوئے کہا۔ باقی تینوں عام لوگ تھے اس لئے عاصم کے کہنے پر وہ واپس چلے گئے جب کہ عاصم انہیں ساتھ لے کر ہونے والی باتوں کے اندر آگے بڑھنے لگا۔ عاصم سے چونکہ پوری طرح چٹانے جا رہا تھا اور ان چاروں میں سے وہی سب سے زیادہ

میں آپ لوگوں کو خوش آمدید کہتا ہوں۔ آپ نے واقعی ایک بہت بڑا کارنامہ سر انجام دیا ہے اس فوقی جھاڑی کی جہاں سے تحریک کو یقیناً بے حد قوت ملے گی۔ لیکن آپ پاکیشیا سے کہاں پہنچے ہیں اور آپ نے کہاں کارنامہ بھی سر انجام دے دیا ہے کہ ہمیں اس کی خبر تک نہ ہو سکی۔ ویسے مجھے علی عمران صاحب اور ان کے ساتھیوں کا انتظار تھا میں نے اپنی پوری تحفیم کو کہہ رکھا ہے کہ جیسے ہی علی عمران صاحب اور ان کے ساتھیوں کا پتہ چلے مجھے فوراً اطلاع دیں۔ کیا آپ کا تعلق بھی علی عمران صاحب اور اس کے ساتھیوں سے ہے یا آپ کا علیحدہ گروپ ہے؟

علی شاہ نے کہا تو عمران بے اختیار مسکرا دیا۔

”آپ علی عمران سے واقف ہیں؟“ عمران نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

”کاش میں ان جیسے عظیم انسان سے واقف ہوتا تو مجھے یقیناً اپنے آپ پر فخر ہوتا۔ کافرستان میں پاکیشیا سیکرٹ سروس کا قیام و بخت فیصل جان میرا دوست ہے میں اسلحہ کے حصول کے لئے خفیہ طور پر کافرستان جاتا رہتا ہوں اور فیصل جان کی مدد سے جی ایم اجتائی خطرناک اسلحہ سسٹم داموں خرید کر لے آتے ہیں فیصل جان نے مجھے بتایا تھا کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے لئے کام کرنے والے علی عمران صاحب پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ساتھ بلیک باؤنڈز کے نمائندے کے لئے مشکبہار پہنچے ہوئے ہیں اس نے مجھے بتایا تھا کہ اس کے پاس نے انہیں نادر گروپ کی فہرست دی ہوئی ہے۔ میں نے نادر گروپ کے چیف یعقوب کو بھی کہا ہوا ہے کہ

”ذبحی بھی تھا اس لئے سفر کرنے سے پہلے اسے رکھا تھا۔ تھوڑی دیر بعد وہ ایک ویران پہاڑی میں پہنچے تو عاصم رک گیا اور پھر اس نے منہ میں وہ انگلیاں ڈال کر مخصوص انداز میں سہیلی بھائی تو دور سے اسی طرح سہیلی بھنے کی آواز سنائی دی۔ یوں لگ رہا تھا جیسے یہ آواز پہاڑی کے ہر پتھر سے نکل رہی ہو۔ عاصم نے دوبارہ سہیلی بھائی لیکن اس بار آواز مختلف تھی اور چند لمحوں بعد ایک پتھان کی لوث سے ایک آدمی ہاتھ میں مطمئن گن اٹھائے کو دکر سلسلے آیا اور پھر تیزی سے ان کی طرف بڑھنے لگا۔

”تم۔ تم۔ تم عاصم۔ تمہیں تو وہ کرل پکڑ کر لے گیا تھا۔ اس آدمی نے قریب آکر صحت سے عاصم کو دیکھتے ہوئے کہا۔

”ہاں۔ مگر دیکھ لو اس کے بازو وہ ہم یہاں زندہ سلامت کھڑے ہیں اور فوقی جھاڑی بھی جہاں ہو چکی ہے اور خونی بھیڑیابی ہلاک ہو چکا ہے یہ ہمارے پاکیشیا ہمسایہ ہیں۔ یہ سب کچھ ان کی وجہ سے ہوا ہے میں انہیں سردار سے ملانے لے آیا ہوں۔“ عاصم نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”اڈہ پھر تو یہ ہمارے محسن ہوئے۔ تو۔ اس آدمی نے مسرت پھرے لہجے میں کہا اور تیزی سے واپس مڑ گیا اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ ایک زبردست زمین اڈے میں پہنچے جگہ تھی۔ یہ اڈہ خاصا وسیع و عریض تھا اور جہاں چار آدمی موجود تھے جن میں سے ایک لمبا تن کا لور بڑی بڑی موٹھوں والا سردار علی شاہ تھا۔ عاصم نے جب سردار علی شاہ کو پورا حال سنایا تو وہ اجتائی غلوں سے عمران اور اس کے ساتھیوں سے ملا۔

وئے کہا۔

”زیادہ میں نے جہیں اس لئے کال کیا ہے کہ اے کو کافرستانی فوجی اس کی دکان سے لپٹنے ساتھ لے گئے ہیں۔ میں نے انہیں تلاش کرنے کی کوشش کی تو اچانک فوجی چھاؤنی خوفناک دھماکوں سے جہاد ہو گئی۔ ہاں خوفناک تباہی ہوئی ہے۔ چھاؤنی میں موجود تقریباً بیڑے دو سو فوجی ہلاک ہو گئے ہیں جو چند زخمی حالت میں ملے ہیں۔ انہوں نے پولیس کو بتایا ہے کہ تباہی سے پہلے کرنل درگاہام چارمقامی افراد پر نارجر سیل میں تارنگ کر رہا تھا کہ ایک فوجی جیب میں پانچ چھ فوجی افسر وہاں پہنچے اور پھر انہیں کرنل کے پاس لے جایا گیا۔ اس کے بعد کرنل درگاہام نے ان چاروں آویسوں کی جینٹلنگ کرائی اور انہیں جیب میں بٹھا کر لپٹنے ساتھ چھاؤنی سے باہر لے گیا۔ وہ فوجی جو آئے تھے وہ بھی اس کے ساتھ دوسری جیب میں چلے گئے اس کے بعد اچانک چھاؤنی میں خوفناک دھماکا ہوا اور پھر یہ دھماکے بڑھتے چلے گئے کیونکہ وہاں اسلحہ کا ایک خفیہ ڈپو بھی تھا۔ بہر حال سب کچھ جہاد ہو گیا ہے اور شہر میں کر فیو لگا دیا گیا ہے۔ سیری حیثیت کا جہیں علم ہے اس لئے میں نے بہر حال معلومات حاصل کر لی ہیں کہ وہ چار آوی جو نارجر سیل میں تھے ان میں سے ایک عاصم تھا جس کا تعلق تم سے ہے۔ میں نے جہیں کال اس لئے کیا ہے کہ شاید جہیں معلوم ہو کہ کرنل درگاہام عاصم کو لے کر کہاں گیا ہے۔ مجھے یقین ہے کہ عاصم کو کرنل وہیں لے گیا ہوگا جہاں انہوں نے اسے کور کہا ہوگا اور“ دوسری طرف سے کہا گیا۔

جیسے ہی یہ لوگ ان سے رابطہ کریں گے ان کے متعلق ضرور بتایا جائے۔
وہی فیصل جان نے بیٹے عمران صاحب اور ان کے ساتھیوں کے متعلق
جو کچھ بتایا ہے اس سے گئے ان سے بے پناہ عقیدت ہو گئی ہے لیکن ابھی
تک ان کے متعلق کہیں سے بھی کوئی شے نہیں مل سکا۔ اب آپ نے کہا
ہے کہ آپ کا تعلق پاکپٹیا سے ہے اور عاصم نے جس طرح قب کے
کارنامے کے متعلق بتایا ہے تو مجھے عمران صاحب اور ان کے ساتھی یاد
آگئے ہیں۔ علی شاہ نے انتہائی عقیدت بھرے لہجے میں کہا۔

تم تو عمران کے متعلق ایسے بات کر رہے ہو جیسے وہ چہاراجی ہو!
عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”عمران صاحب تو بہت عظیم انسان ہیں۔ معتمدیوں کی مدد کے لئے اگر کوئی جھوٹے سے جھوٹا آدمی بھی کوئی کام کرے تو میں اس کے سر دھو کر پینا لہنے لے فخر محسوس کروں گا۔“ علی شاہ نے اجماعی جذبہ باقی لہجے میں کہا اور پھر اس سے پہلے کہ عمران کوئی جواب دیتا، اپنا ہاتھ اٹھائے کے ایک کونے سے ٹرانسمیٹر کی تیز آواز سنائی دی اور علی شاہ چونک کر مزبور تیزی سے اس کونے کی طرف بڑھ گیا۔ عمران بھی ادھر متوجہ ہو گیا۔ وہاں کونے میں واقعی ایک جدید قسم کا لانگ ریج ٹرانسمیٹر سوجود تھا۔ علی شاہ نے ٹرانسمیٹر کا بشن دیا۔

”اسطے اسطے اے۔ اے۔ نو کاٹنگ زبڈ اور“ .. جن دہاتے ہی ایک تیز آواز سنائی دی۔

نہیں۔ زیادہ احمق لگے ہو اور..... کبھی خواہ نے جواب دیتے

گاہ اور اس نے قہقارہ رحمت علی کو ہلاک کیا ہوگا اور رحمت علی نے ہی ہمیں اصف سے ملایا تھا اس لئے اس نے رحمت علی ہے اس بارے میں معظوم کر لیا ہوگا۔ بہر حال تم فکر نہ کرو۔ اگر آصف زندہ ہے تو ہم جلد ہی اسے برآمد کر لیں گے اور۔۔۔ عمران نے کہا۔

”میں خود بھی کوشش کر رہا ہوں، جناب۔ اگر تجھے آصف صاحب کے متعلق معظوم ہوا تو میں یہاں اطلاع کر دوں گا۔ اور اگر آپ کو اس کا پتہ چل جائے تو آپ پلیز ڈالفتار کو بتا دیں وہ تجھے کال کر دیں گے اور پھر میں انہیں چھوڑنے کی کوشش کر دوں گا اور لفظ آل۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ شتم ہو گیا۔ عمران نے ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

”آپ کا نام ڈالفتار ہے۔“ عمران نے مڑ کر ساتھ کھڑے علی شاہ سے پوچھا۔

”جی ہاں میرا نام ڈالفتار علی شاہ ہے۔ ویسے عام طور پر میں علی شاہ کے نام سے مشہور ہوں تو کیا آپ۔“ علی شاہ نے بڑے اشتیاق آمیز لہجے میں کہا اور عمران مسکرا دیا۔

”ہاں۔۔۔ میرا ہی نام علی عمران ہے۔“ عمران نے کہا تو علی شاہ بے اختیار اچھل پڑا۔ اس کے چہرے پر انتہائی مسرت کے آثار نمودار ہو گئے۔

”اوہ اوہ تجھے پہلے ہی شک ہو رہا تھا اور نہ کوئی عام لہجہ کبھی بھی اس طرح اس مجاہد کو تباہ نہیں کر سکتا۔ حالانکہ ہمارا ساتھی ماسم ان کی قبیہ

فوج کا افسر بتایا۔ رحمت علی کی بیٹی مبارہ اور بستی کے لوگوں سے اس نے پوچھا کہ چھ فوجی ادھر آئے ہیں اور بستی والوں نے انہیں چھپا رکھا ہے لیکن جب بستی والوں نے انکار کیا تو اس نے پوری بستی کو جلاسنے کی دھمکیاں دینی شروع کر دیں۔ اس وقت رحمت علی وہاں پہنچ گیا اور رحمت علی نے اسے بتایا کہ اس نے چھ سیاہ پوشوں کو دور سے پہاڑوں کے اندر راہولی کی طرف جاتے دیکھا ہے جس پر وہ افسر رحمت علی کو ساتھ لے کر راہولی کی طرف چل پڑا اور اس کے بعد آصف صاحب بھی اٹھا ہو گئے اور رحمت علی کی لاش بھی ملی اور۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور عمران یہ بات سن کر بری طرح چونک پڑا۔

”اس افسر کا کوئی حلیہ وغیرہ معظوم ہوا ہے اور۔۔۔ عمران نے پوچھا اور جب جواب میں دوسری طرف سے حلیہ بتایا گیا تو عمران کے ہونٹ بے اختیار ہلچلنے لگے کیونکہ یہ سوجھا منوہر کا حلیہ تھا جسے وہ غار میں مردہ چھوڑ آئے تھے۔

”جہاں نام کیا ہے اور۔۔۔ عمران نے چند لمحوں کی خاموشی کے بعد پوچھا۔

”میرا نام عابد ہے، جناب میں آصف صاحب کا اسسٹنٹ ہوں اور۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

”تو پھر سنو وہ افسر بلیک ہاؤس کے سیکشن فور کا چیف منوہر ہے۔ ہم اسے ایک غار میں مردہ کچھ کر چھوڑ آئے تھے وہ ہمارے متعلق ہی پوچھ رہا تھا۔ نتیجاً ہم سے غلطی ہوئی ہے کہ ہم نے اسے مردہ سمجھ لیا تھا، وہ زندہ ہو

”کرفیو کے دوران چینگ فوج کرہی ہوگی یا پولیس۔“ عمران نے پوچھا۔

”دونوں۔“ علی شاہ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”عمران یہ وقت سوچنے کا اور پلاننگ کا نہیں ہے۔ اگر ہم نے آصف کو واقعی چھوڑنا ہے تو ہمیں اس کے لئے کوئی اندھا اقدام کرنا ہوگا۔“ یکتہ طور نے کہا۔

”علی شاہ تم ہمیں پولیس یوٹیلز مزیدیا کر سکتے ہو۔“ عمران نے علی شاہ سے پوچھا۔

”اس وقت تو ممکن نہیں ہے۔“ علی شاہ نے جواب دیا۔

”او۔“ کے پیر ایسا کرو کہ ہمیں وہاں تک پہنچا دو جہاں سے چینگ شروع ہوتی ہے۔ باقی کام ہم خود کر لیں گے۔ مارے ہاں عابد کہہ رہا تھا کہ اس کی کوئی خاص حیثیت ہے۔ کیا حیثیت ہے اس کی۔“ عمران نے پوچھا۔

”وہ فوجی نمبر ہے اور بظاہر ہندو بننا رہتا ہے۔“ علی شاہ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”کیا وہاں آسکتے گا۔“ عمران نے پوچھا۔

”نہیں اس وقت اس کا ہاں آنا خطرناک ہوگا۔ البتہ میں آپ کو اس کے ایک خاص اڈے تک پہنچا سکتا ہوں۔“ علی شاہ نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔“ علی شاہ سے تو نکلیں اور ہمیں اسلحہ بھی چاہیے۔“ عمران نے کہا۔

میں تھا اور ہمیں معلوم ہے کہ وہ لوگ سفاک درندہ سے ہیں لیکن ہم میں بھی ہر اہت نہ تھی کہ ہم اس چھوٹی پر حملہ کر سکتے۔“ علی شاہ نے کہا۔

”ہاتھیں بند میں ہوں گی پہلے آصف کی برآمدگی ضروری ہے ورنہ نادر گروپ کا نام نہ ہو جائے گا۔“ عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”اس کی آپ فکر نہ کریں آصف کی چاہے وہ لوگ ایک ایک یوٹیٹلہ کر دیں اس کی زبان نہ کھلے گی لیکن اس کے باوجود آصف کی برآمدگی ضروری ہے کیونکہ اس کی وجہ سے مجاہدین کی تحریک کو بے حد قوت حاصل ہے اور اس سلسلے میں آپ جو بھی پلاننگ بنائیں، میں اور میرا پورا گروپ غلاموں کی طرح آپ کے حکم کی تعمیل کرے گا۔“ علی شاہ نے کہا۔

”اب منہر کے سامنے آنے کے بعد یہ بات تو طے ہو چکی ہے کہ آصف کو بلیک ہائونڈز نے اغوا کیا ہے۔ میں نے کرنل دوگراہم سے ان کا مقامی لہو معلوم کر لیا ہے۔ یہ لہو راجہ ہٹ بازار کے آخری سرے پر خاکی رنگ کی عمارت ہے۔ آصف کو تھینڈا میں رکھا گیا ہوگا لیکن اب مسئلہ یہ ہے کہ شہر میں کرفیو نافذ ہے اس لئے ہمارا وہاں تک پہنچنا ہی اصل مسئلہ ہوگا۔ کیا تم کوئی ایسا راستہ بتا سکتے ہو جس سے ہم کسی کی نظروں میں آئے بغیر وہاں تک پہنچ سکیں۔“ عمران نے کہا۔

”اوہ نہیں۔ راجہ ہٹ بازار تو شہر کے وسط میں ہے۔ وہاں تک پہنچنے پہنچنے ہمیں سینکڑوں جگہ پر چیک کیا جائے گا۔“ علی شاہ نے انتہائی مایوسانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اسلمہ مل جائے گا۔ اس کی آپ فکر نہ کریں۔“ علی شاہ نے کہا
اور عمران نے اثبات میں سر ہلادیا۔

جب غامد آصف کی کر بناک جینوں سے گونج رہا تھا۔ آصف کی حالت
اجنبائی و گریز گوی ہو رہی تھی اس کا پورا جسم زخموں سے پر تھا۔ سپردہ اس قدر
سوچ گیا تھا کہ اس کی آنکھیں بھی غائب ہو گئی تھیں۔ اس کے جسم پر جگہ
جگہ سے خون بہہ رہا تھا اور وہ کمرے کے درمیان زخمیروں سے ہوا میں لٹکا
ہوا پانی سے ٹپکنے والی پھٹکی کی طرح چرچ رہا تھا۔ اس کے سلسلے منوہر اور
کو روکھڑے تھے۔ منوہر کے ہاتھ میں ایک خاردار کوڑا تھا۔ جب کہ کو رو
کے ہاتھ میں ایک خون آلود خنجر تھا۔

”بولو کہاں ہیں وہ پاکیشیائی فینٹ کہاں چھپایا ہے تم نے
انہیں۔“ منوہر نے غصے سے چپچھٹے ہوئے کہا۔

”مم۔ مم۔ مجھے نہیں معلوم۔“ آصف نے ڈوبتے ہوئے لہجے میں
کہا۔

”تم کیا جہاری روح بھی بتائے گی۔“ منوہر نے چپچھٹے ہوئے کہا

ہے اڑ گئی ہے۔۔۔ کورو نے انتہائی دہشت زدہ لہجے میں کہا تو منوہر
بھی بے اختیار اچھل پڑا۔

”کیا کیا کہہ رہے ہو کیا تم باگل ہو گئے ہو۔۔۔ کیسے ممکن ہے۔“
منوہر نے حیرت سے چٹختے ہوئے کہا۔

”میں درست کہہ رہا ہوں جناب شہر برقیات گزر گئی ہے۔۔۔ نہ صرف
جھاڑی بلکہ فوج کے لڑاکا دو سو سپاہی بھی مر گئے ہیں اور یہاں موجود فوج
اور پولیس اس وقت انتہائی غور و فکر میں ہے، لیکن سب سے حیرت
انگیز بات یہ ہے کہ کرنل ورگا رام اس جہاز سے کھٹے جھاڑی سے باہر چلا
گیا اور اب تک اسے تلاش نہیں کیا جاسکا۔۔۔ کورو نے جواب دیتے
سوئے کہا۔

”اوہ لودھری ویلے یہ سارا ہے۔ کوئی بہت بڑی سازش۔۔۔ تجھے یقین
ہے کہ یہ ان پاکستانی پٹیلوں کا ہی کیا دھرا ہوگا۔ آؤ میرے ساتھ ہمیں
نورا باہاں پہنچ کر ان کو تلاش کرنا ہے۔ منوہر نے کہا اور پھر وہ تیز تیز قدم
اٹھاتا جہر خانے سے نکل کر رابدری میں سے گزرتا ہوا اوپر جاتی ہوئی
سیڑھیوں کی طرف بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ ایک کمرے میں پہنچ چکا تھا۔
”جناب جناب۔۔۔ ہم نے ایک ٹرانسمیٹر کال کی ہے۔ جناب اس
میں جھاڑی کی جہاز کا ذکر موجود ہے۔“ ایک آؤٹی نے تیزی سے اس
کمرے میں داخل ہوتے ہوئے کورو اور منوہر سے مخاطب ہو کر کہا۔

”اوہ اوہ۔۔۔ کہاں ہے اس کی ٹیپ۔۔۔ تجھے سناؤ۔۔۔ منوہر نے
پوچھ کر کہا اور وہاں کے ایک طرف دوڑ پڑا۔ کورو بھی اس کے ساتھ تھا اور

اور اس کے ساتھ ہی اس نے ایک بار پھر پاگوں اور وحشیوں کی طرح
آصاف پر کوڑے برسائے شروع کر دیے اور آصاف کی انتہائی کرہناک
چیلوں سے کورو لڑنے لگا وہ بار بار بے ہوش ہوتا۔ پھر کوڑے کی ضربوں
سے ہوش میں آکر پچھنے لگ جاتا۔

”اس کے پیروں کے نیچے آگ بجلاؤ کورو۔ اس کے پورے جسم کا
گوشت جلا ڈالو میں دیکھتا ہوں یہ کب تک برداشت کر سکتا ہے۔“
منوہر نے چٹختے ہوئے کہا اور پھر نیچے ہٹ کر وہ ہانپنے لگا۔
”ہاں اگر آپ کہیں تو میں اس کے زخموں میں مرہمیں اور ٹنک بھر
دوں۔“ کورو نے کہا۔

”ہاں ٹنک ہے۔ لے آؤ مرہمیں اور ٹنک لے آؤ۔“
منوہر نے چٹختے ہوئے کہا اور کورو تیزی سے مڑا اور بیرونی دروازے کی
طرف بڑھ گیا۔

”تم بتاؤ گے۔ ضرور بتاؤ گے۔“ منوہر نے زنجیروں سے لٹکے
ہوئے آصاف سے مخاطب ہو کر کہا۔
”م۔م۔م۔ میں کچھ نہیں جانتا۔“ آصاف کے منہ سے آہستہ آہستہ
الفاظ لٹکے اور اس کی گردن ڈھلک گئی۔

”نہانے یہ لوگ کسی مٹی کے پتے ہوئے ہیں۔ زبان ہی نہیں
کھولتے۔“ منوہر نے ہونٹ میچھٹتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے دروازہ ایک
دھماکے سے کھلا اور کورو بھاگتا ہوا اندر آیا۔

”جناب جناب غضب ہو گیا۔ پوری جھاڑی اسلحہ ڈبو سمیت دھماکے

تھوڑی دیر بعد وہ ایک اور جھوٹے سے تہہ خانے میں پہنچ گئے جہاں دیوار کے ساتھ ایک بڑی مشین نصب تھی اور دو آدمی اسے آپسٹ کر رہے تھے۔
"لگاؤ وہ پیپ"۔ کورونے کہا۔ اور ان میں سے ایک نے سر ہلاتے ہوئے بٹن دبا دیا۔

"ہیلو ہیلو اے۔ اے۔" نو کالنگ زیڈ اور "۔ ایک آواز سنائی دے رہی تھی۔

"یہ تو واقعی پراسرار کال ہے جو اکثر سنائی دیتی رہتی ہے لیکن آج تک ٹریس نہیں ہو سکی۔" کورونے ہوسٹ پہنچتے ہوئے کہا۔

"میں زیڈ ایکسٹنگ یو اور " چند لمحوں کے بعد ایک اور آواز سنائی دی۔

"زیڈ میں نے جس میں اس نے کال کیا ہے کہ اے کو کافرستانی فوجی اس کی دکان سے اپنے ساتھ لے گئے ہیں۔ میں نے انہیں تلاش کرنے کی کوشش کی تو اچانک فوجی جھڑپی خوفناک دھماکوں سے تباہ ہو گئی۔ اے۔ اے۔" نو اس طرح بات کر رہا تھا جیسے وہ کسی کو تفصیلی رپورٹ دے رہا ہو۔ منوہر کے ہوسٹ بھیج گئے تھے اور جہاز دست گیا تھا لیکن وہ خاموشی سے لیپ سناتا رہا اور پھر جب درمیان میں اس پاکیشیائی مہبشت کی آواز ابھری تو منوہر بے اختیار اچھل پڑا۔ کورونے جہرے پر بھی حیرت تھی کیونکہ وہ تفصیل بتائی جا رہی تھی اس سے اب یہ بات واضح ہو گئی تھی کہ کرنل درگارا م کو بھی ہلاک کر دیا گیا ہے اور جھڑپی بھی ان پاکیشیائی مہبشتوں نے ہی تباہ کی ہے۔

ہو نہ۔۔۔ تو میرا خیال درست نکلا یہ کارروائی پاکیشیائی مہبشت نے کی ہے اور یہ تصدیق نہیں ہوتا کہ اب اس کا نام بھی سانسے آگیا ہے۔ یہ گروپ لیڈر ہے اور اس کی وجہ سے ان پاکیشیائی مہبشتوں کو چھائی جہاد کرنے کا موقع ملا ہے۔" منوہر نے دانت پیچے ہوئے کہا۔
"اے گولیوں سے بھلٹی نہ کرو یا جائے۔" کورونے کہا۔

"نہیں یہ ہمارے پاس تربیت کا پتہ ہے۔ اب اس کے دریغ ہم ان پاکیشیائی مہبشتوں کا سراغ لگا لیں گے۔ تم ایسا کرو کہ اس کے جسم میں ایس۔ ایس ڈی کا خون لگا دو اور اسے اس کی دکان پر پہنچا دو۔ لازماً یہ پاکیشیائی مہبشت اس سے ملیں گے اور اس طرح ہم انہیں آسانی سے ٹریس کر لیں گے۔" منوہر نے کہا۔

"اوہ میں ہاں۔۔۔ یہ بہترین ترکیب ہے۔" کورونے مسرت بھرے لہجے میں کہا اور منوہر نے سر ہلا دیا۔

"اس کی پیڈج بھی کروانا۔ کہیں وہ سری نہ جائے اب اس کی زندگی ہمارے لئے اس کی موت سے زیادہ قیمتی ہے اور جلد از جلد یہ سارے کام کر ڈالو۔ اس کے علاوہ گنگھو میں ذوالفقار نامی آدمی کو بھی ٹریس کرنا پڑے گا۔ جسے زیڈ کہا گیا ہے۔ یہ بھی اہم آدمی ہے اور پاکیشیائی مہبشت اس کی پناہ میں ہیں۔ کیلکٹا جہاد کوئی ایسا نمبر ہے جس سے اس بارے میں کوئی گیموٹ سکے۔" منوہر نے کہا۔

"میں ہاں جہاں پورے کے علاقے میں جو شہر کے شمال مغرب میں واقع ہے۔ ایک ہونٹل کا مالک موہن میرا خاص نمبر ہے۔ وہ جہاں کا قدرتی

”یہیں سر۔ ہولڈ آن کریں۔“۔ دوسری طرف سے موڈ بان لہجے

میں کہا گیا۔

”ایٹل پولیس کشفز آئند بول رہا ہوں۔“ جتد لمحوں بعد ایک آواز

سنائی دی۔

”بی۔ ایچ بول رہا ہوں۔ چھاڈی کی جہابی کے بعد اب فوج کا انچارج کون ہے۔“ کورونے سرو لہجے میں پوچھا۔

”جواب کرتل درگ رام تو اب تک دستیاب نہیں ہو سکے۔ ویسے باقی ماندہ فوج کا سربراہ ان کی عدم موجودگی میں میجر دے ہیں۔ انہوں نے دگام سے مزید فوج بھی طلب کر لی ہے۔“ پولیس کشفز نے موڈ بان لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”میجر دے اس وقت کہاں ہیں۔“ کورونے پوچھا۔

”انہوں نے اپنی کوشش کو ہی عارضی طور پر اپنا دفتر بنایا ہے۔“

دوسری طرف سے جواب دیا گیا۔

”ان کا فون نمبر کیا ہے۔“ کورونے پوچھا اور دوسری طرف سے فون نمبر بتا دیا گیا۔ کورونے نو۔ کے کہہ کر کرڈیل دبا دیا۔ اور پھر ہاتھ اٹھا کر اس نے پولیس کشفز کے بتاتے ہوئے نمبر داخل کرنے شروع کر دیئے۔

”یہیں۔“ دوسری طرف سے رابطہ قائم ہوتے ہی ایک آواز سنائی

دی۔

”بی۔ ایچ بول رہا ہوں۔ میجر دے سے بات کر انیں۔“ کورونے

باشدد ہے اور ایک ایک آوی کے بارے میں جانتا ہے۔ اگر آپ حکم دیں تو اسے جہاں بلا لیا جائے۔“ کورونے کہا۔

”انہیں میں خود وہیں جاؤں گا۔ اس طرح بات جیت زیادہ اچھے ماحول میں ہو سکے گی۔ تم ایسا کرو شیپ ٹھجے وے دو ہو سکتا ہے موہن آواز سن کر پہچان جائے اور لپٹے کسی ایسے آوی کو میرے ساتھ بھیج دو جو اس علاقے اور موہن کو اچھی طرح جانتا ہو۔ اس کے ساتھ ساتھ تم سپیشل پاس بھی ملٹری سے حاصل کر لو تاکہ ہمیں راستے میں روکا نہ جائے۔“ منوہر نے کہا۔

”میں ساجن کو آپ کے ساتھ بھیج دیتا ہوں۔ وہ اسے جانتا بھی ہے اور بہترین ڈرائیور بھی ہے۔ پاس کے لئے ٹھجے کرتل درگ رام کی جگہ ملٹری انچارج کا معلوم کرنا ہوگا۔ پولیس کشفز کو معلوم ہوگا۔ میں اسے فون کرتا ہوں۔“ کورونے کہا۔ وہ دونوں باتیں کرتے ہوئے ٹرانسمیٹر جینگلک روم سے نقل کر دوبارہ اسی ٹیبل والے دفتر خاکرے میں پہنچ گئے تھے۔ کورونے آگے بڑھ کر میز پر موجود فون کا رسپونڈ لٹھا اور تیزی سے نمبر داخل کرنے شروع کر دیئے جب کہ منوہر دفتر سے ٹھجے ہاتھ روم کی طرف بڑھ گیا۔

”پولیس کشفز آفس۔“ رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے آواز سنائی دی۔

”بی۔ ایچ بول رہا ہوں۔ کشفز سے بات کر او۔“ کورونے تیز لہجے میں کہا۔

اسی طرح سرد لٹے ہیں کہا۔

”میں سر ہول لائن کریں“۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

”جیل۔۔۔ مجر دے لال رہا ہوں“۔۔۔ چند لمحوں بعد ایک اور آواز سنائی دی۔

”مجربو۔۔۔ میں بی۔ ایچ بول رہا ہوں۔ مجھے جھاننی کی تباہی کی اطلاع مل چکی ہے اور مجھے یہ بھی معلوم ہو چکا ہے کہ اس تباہی کا ذمہ دار کون ہے اور یہ بھی بتاؤں کہ کٹرل درگاہ رام کو جھاننی کے اندر تار مار سیل میں ہلاک کر دیا گیا تھا۔ وہ فوجی جو جیپ میں آئے تھے وہ غیر ملکی مجبٹ تھے اور جو کٹرل درگاہ رام ان کے ساتھ باہر گیا تھا وہ ان کا ہی ساتھی تھا۔ انہوں نے اس کے چہرے پر کٹرل درگاہ رام کا میک اپ کر دیا تھا۔ ہم لب ان غیر ملکی مجبٹوں کو گرفتار کرنا چاہتے ہیں لیکن مسئلہ یہ ہے کہ ہم اپنی خصوصیتوں یا مینارمز استعمال نہیں کر سکتے کیونکہ اس طرح وہ مجبٹ ہمیں فوراً پہچان لیں گے اور عام لباس میں ہم باہر نہیں نکل سکتے کہ باہر آپ حضرات نے کرفیو نگار کہا ہے اس لئے آپ ایسا کریں کہ فوری طور پر سپیشل پاس ہمیں بھجوا دیں اور اپنے تمام فوجیوں کو مطلع کر دیں کہ وہ اس سپیشل پاس کو دیکھ کر ہمارے آدمیوں سے کوئی بات نہ کریں۔“

”کودنے جتنا نہ لے میں کہا۔

”میں سر۔ مگر کیا آپ ہمیں نہ بتائیں گے کہ یہ غیر ملکی مجبٹ کون ہیں آپ اگر ان کی تفصیل ہمیں بتا دیں تو ہم خود بھی انہیں پکڑنے کی کوشش کر سکتے ہیں۔“

”مجربو نے کہا۔

”وہ اچھائی خطرناک مجبٹ ہیں۔ مجربو۔ وہ آپ لوگوں کے بس کے نہیں ہیں۔ ان سے ہم ہی نمٹ سکتے ہیں۔ آپ صرف اسٹا کریں کہ سپیشل پاس بنا کر پولیس کمشنر کو بھجوا دیں اسے وہاں سے حاصل کر لیا جائے گا۔“

”میں سر۔“ دوسری طرف سے کہا گیا اور کودنے ایک بار پھر کریڈل دبا کر لائن کالی اور دوبارہ پولیس کمشنر کے فبر فائل کر کے اسے مجربو کے کی طرف سے آنے والے پاس کے منتقل بنایا اور مجربو سیدر رکھ دیا۔ اسی لمحے منوہر ہاتھ روم سے باہر آیا تو اس نے میک اپ کر کے چہرہ بدل لیا تھا۔

”میں نے جہاری گفتگو سن لی ہے۔ اب میں ساجن کے ساتھ جا کر پولیس کمشنر سے پاس لے لوں گا۔ تم جا کر اس آصف کے بارے میں میری بدلت پر عمل کرو۔“ منوہر نے کہا اور تیز قدم اٹھاتا ہیردنی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ ایک جیپ میں بیٹھا اس عمارت سے باہر نکلا۔ ڈرائیونگ سیٹ پر کود کا آدمی ساجن تھا۔ ڈرائیونگ گفتگو کی جیپ منوہر کی جیپ میں تھی اور منوہر نے ساجن کو پولیس کمشنر سے پاس حاصل کرنے اور اس کے بعد جمال پورہ پہنچ کر سونہ سے ملنے کے بارے میں ہدایات دے دی تھیں۔ اور جیپ تھوڑی دیر بعد قریب واقع پولیس کمشنر کے دفتر پہنچ گئی۔ بی۔ ایچ کا نام سننے ہی منوہر کو پولیس کمشنر کے دفتر میں پہنچا دیا گیا۔ پولیس کمشنر نے اٹھ کر باقاعدہ منوہر کو سیلٹ کیا۔

”آپ بی۔ ایچ سیکن جیف ہیں۔ مجھے ابھی بی۔ ایچ نے فون کر کے اطلاع دی ہے کہ آپ میرے دفتر تشریف لارہے ہیں۔ میں آپ کو اپنے دفتر میں خوش آمدید کہتا ہوں۔“ پولیس کھڑنے اہتائی موبہاند لچے میں کہا۔

”شکریہ۔ وہ پشیل پاس آگیا ہے۔“ منوہر نے مسکراتے ہوئے کہا اور ایک کرسی پر بیٹھ گیا۔

ابھی پہنچا تو نہیں لیکن بیکردے کا فون آیا تھا کہ وہ پشیل پاس بھگا رہے ہیں۔ دلچسپ جناب آپ پولیس فورس کو حکم کریں۔ پولیس فورس آپ کے حکم کی تعمیل میں اپنی جائیں لڑا دے گی۔“ پولیس کھڑنے خوشامد لچے میں کہا۔

”جب ضرورت پڑی تو میں آپ کو کال کر دوں گا۔“ منوہر نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ تھوڑی دیر بعد ایک پولیس آفیسر نے اندر آکر کارڈ پولیس کھڑنے کو دیا تو اس نے وہ کارڈ منوہر کی طرف بڑھا دیا۔

”شکریہ۔“ منوہر نے کہا اور کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔ تھوڑی دیر بعد اس کی جیب پولیس آفس سے نکل کر جمال پورہ کی طرف بڑھنے لگی۔

ساجن نے پشیل پاس جیب کی فرسٹ سکرین پر لگا دیا تھا۔ اس لئے دلچسپ میں انہیں دھکنے کی بجائے فوج کے سپاہی بقاعدہ سلوٹ کرتے جا رہے تھے۔

”تقریباً ایک گھنٹے کے بعد جیب ایک قدیم ٹائپ کے علاقے میں داخل ہو کر لکڑی کے پتے ہوئے ایک بڑے سے ہوٹل کے سامنے پہنچ کر

رک گئی۔ ہوٹل کا دروازہ آدھا بند تھا اور ہوٹل کا پال بانکل غالی نظر آ رہا تھا۔

”میں بلا لاؤں موہن کو۔“ ساجن نے جیب روکنے ہی پر جھرا۔

”نہیں۔ اندر چل کر اس سے بات کرتے ہیں۔“ منوہر نے کہا

اور پھر وہ ساجن کے ساتھ چلتا ہوا ہوٹل میں داخل ہو گیا۔ بعد ازاں وہ موہن ان کے سامنے تھا۔ وہ درمیانے قد اور بھاری جسم کا ادھیڑ عمر آدمی تھا لیکن بھرے سے ہی شیطان صفت آدمی لگتا تھا ساجن کو دیکھ کر وہ چونک پڑا۔

”موہن یہ سیکن جیف ہیں۔“ ساجن نے منوہر کا تعارف کراتے ہوئے کہا۔

”اوہ میں سر۔ میں سر۔“ مجھے کور و صاحب نے فون پر آپ کی آمد کی اطلاع دے دی ہے۔“ موہن نے بڑے مودبانہ انداز میں منوہر کو سلام کرتے ہوئے کہا۔

”ساجن تم باہر جاؤ مجھے موہن سے ضروری باتیں کرنی ہیں۔“ منوہر نے ڈرائیور سے مخاطب ہو کر کہا اور ڈرائیور سر ملانا ہوا خاموشی سے مڑا اور کمرے سے باہر نکل گیا۔

”آئیے جناب اور دفتر میں بیٹھتے ہیں جناب۔“ موہن نے ایک دروازے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا اور منوہر سر ملانا ہوا اس کے پیچھے چل پڑا۔ چند لمحوں بعد وہ ایک صاف ستھرے کمرے میں پہنچ گئے۔

”کیا سیرا کر دوں، جناب۔“ موہن نے خوشامد لچے میں کہا۔

ی کہا۔

”ایک منہ حجاب بات چیت آگے چلے دیکھے“ موہن نے کہا اور منوہر خاموش ہو گیا۔ موہن بڑے غور سے گفتگو سن رہا تھا۔

”میں سر میں سمجھ گیا ہوں یہ علی شاہ کی آواز ہے۔ اس کا پورا نام ذوالفقار علی شاہ ہے۔ دیکھو یہ علی شاہ کے نام سے مشہور ہے۔“
موہن نے تھوڑی دیر بعد بڑے حسی لہجے میں کہا تو منوہر نے ییپ دیکاروڈ تک کر دیا۔

”کون ہے یہ آدمی اور کہاں رہتا ہے۔ پوری تفصیل بتاؤ۔“ منوہر نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

”یہ علی شاہ فروٹ مرچنٹ ہے جناب۔ پہلے یہ کافرستان میں کسی سرکاری محکمے میں ملازم تھا۔ پھر وہاں سے نوکری چھوڑی کر کہاں آگیا اور اس نے شش فروٹ کا قحوقہ کا کام شروع کر دیا۔ اس کی دکان کنوہ بازار میں ہے۔ میں اسے اس لئے پہچانتا ہوں کہ اس کا ملازم میرا دوست ہے اور وہاں بوعمل میں اکثر آتا رہتا ہے۔ کبھی کبھی علی شاہ بھی اس کے ساتھ کہاں آجاتا ہے۔“ موہن نے جواب دیا۔

”اس کی رہائش کہاں ہے۔“ منوہر نے پوچھا۔

”رہائش کا تو میں نے کبھی پوچھا نہیں۔ دیکھو میں معلوم کر سکتا ہوں۔“ موہن نے کہا۔

”کیسے معلوم کرو گے۔“ منوہر نے پوچھا۔

”اس کا ملازم اس محلے میں رہتا ہے۔ اس کا نام جابر ہے۔ میں اسے بلا

بٹھو موہن حالات انتہائی مخدوش ہیں اور مجھے اس وقت جہادی ضرورت ہے۔ گورو نے مجھے بتایا ہے کہ تم انتہائی ہوشیار نمبر ہو۔“
منوہر نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”یہ ان کی مہربانی ہے جناب کہ وہ مجھے ایسا سمجھتے ہیں۔ دیکھو آپ حکم فرمائیں۔ مجھ سے جو سوا بھی ہو سکے گی میں اس میں دریغ نہ کروں گا۔“
موہن نے ایک کرسی پر بیٹھنے ہوئے کہا۔

”کسی ذوالفقار نامی آدمی کو جلتے ہو۔“ منوہر نے پوچھا۔

”ذوالفقار۔“ اس نام کے چار پانچ آدمیوں کو تو جانتا ہوں

موہن نے کہا تو منوہر چونک پڑا۔

”جہار سے پاس ییپ دیکاروڈ ہے۔“ منوہر نے پوچھا۔

”جی ہاں ہے۔“ موہن نے جواب دیا۔

”لے آؤ میں تمہیں ایک کمیٹ سناتا ہوں۔ اس میں ایک آدمی کا نام ذوالفقار دیا گیا ہے۔ وہ سکتا ہے تم اسے آواز دے۔“ جہار چلا۔۔۔ منوہر نے کہا اور موہن اٹھ کر ایک الماری کی طرف بڑھ گیا۔ منوہر نے جیب سے وہ کمیٹ نکالا جو وہ آنے سے پہلے وہاں سے ساتھ لے آیا تھا جس میں نرائسینرہ مہونے والی گفتگو موجود تھی۔

موہن نے الماری سے ایک ییپ دیکاروڈ نکال کر میز پر رکھی تو منوہر نے اس میں ییپ دیکاروڈ اور پھر ییپ دیکاروڈ آن کر دیا۔

”یہ۔۔۔ آؤ۔“ نوپتے آپ کو زیادہ کہہ رہا ہے۔ اس کا آخر میں اس کا نام ذوالفقار بتایا گیا ہے۔“ منوہر نے ایک آواز کے برآہ ہوتے ہوئے

لاتا ہوں۔" سوہن نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا اور منور نے اجنبیت میں سر ہلادیا اور سوہن تیزی سے مڑ کر کمرے سے باہر نکل گیا۔ پھر اس کی واپسی تقریباً اُسے گھنٹے بعد ہوئی تو اس کے ساتھ ایک اوصیا مگر آدمی تھا۔

"جناب میں نے جابر کو بتا دیا ہے کہ آپ فوج کے افسر ہیں۔" سوہن نے کہا۔

"جہاد انام جابر ہے۔ اور تم علی شاہ کے ملازم ہو۔" منور نے غور سے جابر کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"جی ہاں، جناب میں ان کا شیخ ہوں۔" جابر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"علی شاہ اس وقت کہاں ہے؟" منور نے پوچھا۔
"وہ تو ایک مہینے سے کافرستان گئے ہوئے ہیں، جناب، ویسے وہ پختہ روڈ

میں واپس آنے والے ہیں۔" جابر نے جواب دیا۔
"اس کی رہائش کہاں ہے؟" منور نے پوچھا۔

"دکان کے گچھے ہی دو کمرے بستہ ہوئے ہیں۔ وہ اسی میں رہتے ہیں۔" خدای شہدہ ہیں اور اکیلے بستے ہیں۔" جابر نے جواب دیا۔

"اے کے آؤ میرے ساتھ میں اس کی دکان دیکھنا چاہتا ہوں۔" منور نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔

"مگر جناب دکان تو بند ہے۔ کرفیو کی وجہ سے۔" جابر نے چونک کر کہا۔

"سوہن نے جسے بتایا تھا کہ میرا تعلق فوج سے ہے۔" منور کا چہرہ ٹھنک جاتا تھا۔

"جی ہاں سچی بات، جناب بتایا ہے۔" جابر نے قدروے کہے ہوئے لہجے میں کہا۔

"اس کے باوجود تم حکم کی تعمیل کرنے کی بجائے آگے سے بکواس کر رہے ہو۔" جابر نے دانت پیستے ہوئے کہا۔

"اے نہیں، جناب میں معافی چاہتا ہوں میں نے تو۔" جابر بے حد خوفزدہ سا ہو گیا تھا۔

"چلو۔" منور نے میز سے لہجے میں اس کی بات کلاتے ہوئے کہا اور پھر بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ باہر چپ میں ساجن موجود تھا۔

سوہن انہیں چپ تک چھوڑنے آیا تھا۔ منور نے جابر کو چپ میں بٹھایا اور پھر ساجن کو چپ واپس اڈے پر لے چلنے کے لئے کہا۔

"جناب کنوہ تو اس طرف ہے۔" اپنا ننگ جابر نے ایک سائیڈ پر بجائی ہوئی سڑک کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

خاموش بیٹھے دو پہلے ہم ایک دفتر میں باتیں گے اور پھر وہاں سے کنوہ۔ منور نے سخت لہجے میں کہا اور جابر خاموش ہو گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ اپنے اڈے میں پہنچ گئے۔

"میں نے آپ کی ہدایات پر پوری طرح عمل کر دیا ہے، جناب۔" کوہنے چپ کے دیکھے ہی آگے بڑھ کر منور کا استقبال کرتے ہوئے کہا

وہ پہلے سے ہی برآمدے میں موجود تھا۔

جناب آخر میں نے کیا قصور کیا ہے۔ آپ مجھے کیوں یہ سزا دے رہے ہیں۔۔۔ جابر نے روتے ہوئے سچے میں کہا۔ وہ واقعی خوف سے تھر تھرا کاہٹ رہا تھا۔ اس کی یہ حالت دیکھ کر منہر کچھ گھبرا گیا کہ یہ شخص ایک عام سادہ لاٹھ ہے۔ اس کا تعلق کسی گوریلہ تنظیم سے نہیں ہو سکتا۔

تم نے مجھ سے غلط بیانی ہے کہ علی شاہ کافرستان گیا ہوا ہے جب کہ آج ہی اس کی گفتگو ہم نے ایک جگہ سنی ہے۔ اگر تم سچ بولا تو کہ علی شاہ کہاں ہے تو میں تمہیں زندہ چمچوں گا۔ وہ نہ جہادی ایک ایک ہڈی توڑ دی جائے گی۔۔۔ منہر نے کڑھت سچے میں کہا۔ اسی لمحے مسلح آدمی نے کڑوا کر منہر کے ہاتھ میں دے دیا۔

”سچ۔۔۔ جناب۔۔۔ میں سچا کہہ رہا ہوں۔ انہوں نے خود مجھے بتایا تھا کہ وہ کافرستان جابر ہے ہیں اور وہ اکثر وہاں کاروبار کے سلسلے میں جاتے رہتے ہیں۔۔۔ جابر نے جواب دیتے ہوئے کہا، لیکن دوسرے لمحے خراب کی تیز آواز کے ساتھ ہی جابر کے حلق سے اہتانی کر بناک جھنجھکی اور اس کا بدن جاہو جسم بری طرح پھڑکنے لگا۔ منہر نے پوری قوت سے جھلا کوا رسید کر دیا تھا۔

”م۔۔۔ م۔۔۔ میں سچا کہہ رہا ہوں میں سچا کہہ رہا ہوں جناب۔۔۔ جابر نے بری طرح کر لپٹے اور جھٹکتے ہوئے کہا لیکن اس کا جواب سننے ہی منہر پر جیسے عوامانگی ہی سوار ہو گئی۔ اس نے مضمین کی طرح جابر کے جسم پر کوڑے برسائے شروع کر دیے۔ جابر تکلیف کی شدت سے دوبارے ہوش بھی ہو گیا لیکن منہر کے خوفناک کوڑوں کی ضربیں اسے دوبارہ ہوش میں

”یہ جابر ہے۔۔۔ علی شاہ کا شیجر۔ اسے نارجر سیل میں لے جاؤ۔“ منہر نے سر ملاتے ہوئے کو روکے کہا۔

”علی شاہ۔۔۔“ کو روکنے پر ٹپک کر ہو چھا۔

”ذوالفقار کا پورا نام ذوالفقار علی شاہ ہے۔ دیکھو وہ علی شاہ کے نام سے مشہور ہے۔۔۔ منہر نے جواب دیا۔ اور کو روکنے اہتات میں سر ملایا۔ اور پھر اس نے دو مسلح آدمیوں کو اشارے سے بلایا۔

”اسے نارجر سیل میں لے جاؤ اور نگل کر دو۔۔۔“ کو روکنے ان دونوں سے کہا۔

”جہل۔۔۔ ان دونوں نے جابر کا ایک ایک بازو پکڑتے ہوئے کہا۔“ ”م۔۔۔ م۔۔۔ مگر۔۔۔ جابر نے احتجاج کرنا چاہا لیکن وہ دونوں اسے اس طرح پکڑے۔۔۔ کھینچے ہوئے کچے تہہ خانے کی طرف لے گئے۔

”تم نے اب ایس۔ ایس ڈاکٹافون کو ہر لمحے چیک کرنا ہے۔ خاص طور پر کاشن کا محل وقوع۔“ مجھے یقین ہے کہ بعد ہی ان پاکیشیائی سیکشنز کا پتہ چل جائے گا۔ میں اس دور ان اس جابر کی زبان کھلواتا ہوں۔

منہر نے کہا اور کو روکے سر ملاتے پردہ مڑ کر تیزی سے راہداری میں داخل ہو گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ اس تہہ خانے میں پہنچ گیا جیسے نارجر سیل کہا جاتا تھا۔ جابر کو ایک دیوار کے ساتھ زنجیروں سے باندھ دیا گیا۔ وہ مسلسل چیخ رہا تھا۔

”یہ بہت خور مجا رہا ہے جناب۔۔۔ منہر کے اندر داخل ہوتے ہی اسے لے آنے والے دونوں مسلح افراد میں سے ایک نے کہا۔

اس جواب پر غصے سے پاگل ہو گیا اور دوسرے لمحے کمرے میں کوڑوں کی شراب شراب کی آوازوں کے ساتھ ہی باہر کی کرپناک بیچوں کا بھی طوفان سا آگیا۔ پھر یہ تجھیں دو بجی چلی گئیں لیکن منہر اسی طرح پاگوں کے سے انداز میں مسلسل کوڑے برساتے چلا جا رہا تھا۔

”جواب۔۔۔ یہ آدمی مر چکا ہے۔“ ایک مسلح آدمی نے ڈرتے ڈرتے کہا۔

”اوہ مر گیا۔۔۔ اتنی جلدی اس قدر بھول اور کمزور آدمی تھا۔ بوسہ۔۔۔“

منہر نے ہاتھ روک کر پانچتے ہوئے کہا۔ ”مسلسل کوڑے برساتے کی وجہ سے دوسری طرح ہانپ رہا تھا۔“

”جواب یہ آدمی جسمانی طور پر کمزور تھا لیکن آپ انتہائی طاقت ور ہیں آپ کی طاقت کی وجہ سے یہ مر گیا ہے۔“ اس آدمی نے خوشامد انداز لہجے میں کہا اور منہر کا چہرہ مسرت سے جھک اٹھا۔

”تم ٹھیک کہتے ہو۔ جاؤ کو رو کو بلا لاؤ اب میں اس کی لاش سے فائدہ اٹھا کر چاہتا ہوں۔“ منہر نے مسکراتے ہوئے کہا اور وہ آدمی تیزی سے دروازے کی طرف مڑنے ہی لگا تھا کہ گورو اندر داخل ہوا۔ اس کا چہرہ جوش سے سرخ پڑ رہا تھا۔

”جواب ان پاکیشیائی بھٹنوں کا پتہ چل گیا ہے وہ سونار تابی پہاڑی علاقے میں موجود ہیں۔“ گورو نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

”اوہ کیسے۔۔۔ کیسے پتہ چلا۔“ منہر نے چونک کر پوچھا۔

”جواب ذرا فیسپر پھر لنگھو ہونی جس میں اس اے۔۔۔ اے لٹے دیے

لے آئیں۔ اس کا جسم زخموں سے بھر گیا تھا۔

”اس کے زخموں میں تنگ اور سرخ مرچیں بھر دو۔“ منہر نے ہاتھ روکے ہوئے بیچ کر کہا۔

”مت مارو مجھے مت مارو۔ وہ پہاڑی لڑے میں ہے۔ وہ پہاڑی لڑے میں ہے۔“ منہر نے دھمکتے ہوئے لہجے میں کہا۔ اس کے بولنے کا انداز ایسا تھا جیسے الفاظ خود بخود اس کی زبان سے پھسلنے ہوئے باہر آرہے ہوں اور پھر اس کی گردن دھلک گئی۔

”اسے پانی پلاؤ۔“ منہر نے ایک آدمی سے کہا اور وہ آدمی دو لٹا ہوا کمرے سے باہر نکل گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ وہیں آیا تو اس کے ہاتھ میں پانی سے بھرا ہوا گلیک ہو جو تھا۔ منہر کے اشارے پر اس نے جبار کے جڑے بھیج کر اور اس کا منہ اونچا کر کے تھوڑا سا پانی اس کے حلق میں اندر ڈالا اور باقی پانی اس کے جسم پر پھینک دیا اور چند لمحوں بعد جبار کراہتا ہوا ہوش میں آگیا۔

”یو لو کہاں ہے وہ پہاڑی لڑے اور نہ اس بار میرا ہاتھ نہ رکے گا۔ یو لو۔“ اگر تم سب کچھ سچ کہنا دو تو میرا وعدہ کہ جبارا علاج بھی کراؤں گا اور جس میں بے شمار انعام و اکرام بھی دوں گا۔“ منہر نے کہا۔

”پہاڑی لڑے۔۔۔ کون سا پہاڑی لڑے۔“ مجھے کیا معلوم تم کیا کہہ رہے ہو۔ میں نے جو کچھ کہا ہے وہ سچ ہے۔ جب میں اور کچھ جانتا ہی نہیں تو بتاؤ گا کیا۔“ جبار نے ہونٹ پیچھتے ہوئے کہا۔

”تم۔ جبار یہی جرات کہ اس طرح انکار کرو۔“ منہر جبار کے

آصف اڈے میں پہنچے گا ہم یہاں سے روانہ ہو جائیں گے اور سنو ہم نے انہیں اس بار کوئی سہلت نہیں دی۔ اس پورے اڈے کو ہمیں سے اڑا دینا ہے۔ گجے۔ منوہر نے تیز لہجے میں کہا۔

میں سراپے ہی ہو گا۔ میں انتظامات کرتا ہوں۔ کورونے کہا اور واپس مڑ گیا۔

اس کی لاش کو باہر لے جا کر کسی کھائی میں پھینکوا دو، اب اس کی ضرورت نہیں رہی۔ منوہر نے ان دو مسلح آدمیوں سے مخاطب ہو کر کہا اور پھر تیزی سے قدم بڑھاتا کورونے کے پیچھے پیروانی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اس کا چہرہ مسرت کی زیادتی سے لٹاڑ کی طرح سرخ ہو رہا تھا۔

کو اطلاع دی کہ اے زخمی حالت میں واپس دکان پر پہنچا دیا گیا ہے جس پر اس پاکیشانی صحبت نے کہا کہ کیا وہ اے کو زینے کے پاس اس طرح چمکوا سکتا ہے کہ کسی کو معلوم نہ ہو سکے۔ لیکن اے۔ اے۔ نوٹے کہا کہ اے زینے کے اڈے کا علم نہیں ہے چنانچہ اس زینے نے بات کرتے ہوئے کہا کہ اس کا اڈہ سونا نہ ہاڑی علاقے میں ہے۔ وہ اے کو سونا نہ ہاڑی علاقے کے درمیان واقع دو کونوں والی چٹان پر پہنچا دے۔ وہاں سے اس کے آدمی اے اڈے میں لے جائیں گے۔ اس پر اے۔ اے، نوٹے رشتا مندی ظاہر کر دی ہے۔ چنانچہ جناب اس طرح یہ اڈہ سامنے آ گیا ہے؟ کورونے کہا۔

اودہ جس میں فوراً اپنے آدمی اس علاقے میں بھیج دینے چاہئیں۔

منوہر نے تیز لہجے میں کہا۔

اس کی ضرورت نہیں جناب۔ آصف کے جسم میں ایس۔ ایس ڈاکٹافون موجود ہے۔ جیسے ہی وہ اس اڈے میں پہنچے گا ہمیں اس کا درست عمل وقوع ہمیں پہنچے۔ پہلے معلوم ہو جائے گا اور ان کے درمیان ہونے والی گفتگو بھی پھر ہم اس اڈے کو فوج کی مدد سے گھیر لیں گے۔ کورونے جواب دیا۔

اودہ ہاں گجے اس کا تو خیال ہی نہ آیا تھا یہ زیادہ اچھا ہے کہ جب آصف وہاں پہنچے تو وہاں ہمارا کوئی آدمی موجود نہ ہو۔ تاکہ انہیں کسی قسم کا شک نہ پڑ سکے۔ ویسے تم اس پھر دیکھو کہ کورونے کا ایک دستہ جس کے پاس اجنبی طاقتور میزائل بم۔ گیلیں اور دوسرا اسلحہ ہو یہاں منگوا لو۔ جیسے ہی

پوچھا۔

”اس کا نام منوہر لیا گیا تھا۔ مجھے عابد نے تفصیل بتا دی ہے۔ اس منوہر نے میرے بچا رحمت علی کو ہلاک کیا ہے اور اس نے مجھ پر یہ ہولناک اور غیر انسانی تشدد کیا ہے۔ کو رو اس کا ماتحت ہے۔ بہر حال اب یہ منوہر کو رو اور اس کے ساتھی میرے انتقام سے نہ بچ سکیں گے۔ ویسے تب نے جس طرح جہاں کی چھاؤنی کو جہاں کیا ہے میں اس پر بے حد خوش ہوں اور آپ کا شکریہ بھی ادا کرتا ہوں کہ آپ نے میرے وطن کے لئے ایک یادگار کارنامہ سر انجام دیا ہے۔“ آصف نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

”اگر جہاں کے ساتھی کی ٹرانسمیریکل ہینڈ منٹ مزید آتی تو ہم اس اڈے پر بیٹھنے کی پوری حیاری کر چکے تھے، کیونکہ میں نے کرنل ورگا رام سے اس اڈے کی تفصیلات معلوم کر لی تھی، لیکن اب جہاں باتوں سے یہ بات کسٹرم ہو گئی ہے۔ میں نے جہاں میں اس لئے بلوایا ہے کہ تم ہمیں اس اڈے کی اندرونی تفصیلات بتا دو۔ میں اس منوہر کو دراصل زندہ پکڑنا چاہتا ہوں تاکہ اس سے بلیک ہاؤنڈز کے ہیڈ کو ارڈر دوسرے سینکڑوں کے بارے میں معلومات حاصل کی جا سکیں۔ ہمارا اصل مشن بلیک ہاؤنڈز کی پوری تنظیم کا تار ہے۔ اس اڈے کی اندرونی تفصیلات معلوم ہو جانے سے ہم اسے زندہ پکڑ سکتے۔ ورنہ ہمیں لامحالہ پورا اڈہ جہاں کرنا پڑتا اور اس طرح یہ منوہر بھی مر جاتا۔“ عمران نے کہا۔

”میں آپ کو بتا رہا ہوں۔ ویسے بھی میں ایک بار بیٹھے بھی اس

عمران کی نظریں آصف پر جمی ہوئی تھیں، جس کا پورا جسم بیٹوں میں پٹا ہوا تھا۔ اس کے چہرے پر بھی ڈھمکتے، لیکن اس کی آنکھوں میں تشدد کی گہرائی روشن تھی۔

”بے پناہ درد نگاہ سے کام لیا گیا ہے۔“ عمران نے ہوسٹ جباتے ہوئے کہا۔

”وہ میں ہی ایسے جناب لیکن مجھے اپنے دشمنوں کی کوئی پروا نہیں ہے۔“ مادر وطن کے لئے میں اس سے دو گنے دھم کھانے کے لئے جہاز ہوں اصل خوش مجھے اس بات پر ہے کہ میں نے انہیں آپ کے متعلق کچھ نہیں بتایا اور اس کے ساتھ ساتھ میں نے ان کا وہ اڈہ بھی چیک کر لیا ہے۔ اب میں اس اڈے کو کسی بھی گئے جہاں کرا سکتا ہوں۔“ آصف نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”جس نے تم پر تشدد کیا ہے اس کا نام اور طے۔“ عمران نے

عمارت میں بنا چکا ہوں۔ پہلے اس عمارت میں اس کا مالک رہتا تھا۔ وہ میرا دوست تھا پھر وہ کافرستان شہنشاہ ہو گیا اور سنا گیا کہ گوردنام کے آدمی نے یہ عمارت کرا لیے پرٹی ہے لیکن چونکہ گورد نامی سلسلے نے آیا تھا اس لئے ہمیں اس عمارت پر اور اس کو درہر شک نہ پڑا تھا۔ آصف نے جواب دیتے ہوئے کہا اور عمران نے اذیت میں سر ہلایا اور آصف نے اسے تفصیل سے اس عمارت کے اندرونی محل وقوع کے متعلق بتانا شروع کر دیا لیکن اس لمحے ایک آدمی دوڑتا ہوا اندر داخل ہوا۔

”ہاں ہاں فوجی آ رہے ہیں۔ بے شمار فوجی۔ وہ اس علاقے کی طرف آ رہے ہیں۔ ان کے پاس میزائل گنیں بھی ہیں۔ ان کے ساتھ دو سو یلین لباس میں افراد بھی ہیں۔ اس آدمی نے تیز لہجے میں علی شاہ سے کہا تو غار میں موجود سب افراد بڑی طرح چونک بڑھے۔

اس کا مطلب ہے کہ آصف کو یہاں آتے ہوئے چیک کر لیا گیا ہے ہمیں فوری جہاں سے نکلا ہوں گا۔ عمران نے تیز لہجے میں کہا۔

”نہیں آصف کو یہاں آتے چیک نہیں کیا گیا۔ میرے آدمی اتر چوٹی پر موجود تھے اور درہر شک کوئی آدمی نہ تھا۔ اگر ہوتا تو میرے آدمیوں کی نظروں سے نہ بچ سکتا۔ یہ کوئی اور پراسرار پکڑ ہے۔۔۔۔۔ علی شاہ نے ہونٹ میچھنے ہوئے کہا۔

پکڑ اور۔۔۔ ایک منٹ۔ اور۔۔۔ ہو سکتا ہے۔ بالکل ہو سکتا ہے۔ آصف تم نے اب بالکل زبان سے کوئی بات نہیں نکالی اور نہ کوئی دوسرا آدمی بولے گا۔ جب تک ہم کسی خاص پناہ گاہ تک نہ پہنچ جائیں

اگر بولنا ناگزیر ہو تو دوسرے کے کان کے قریب سرگوشی کے انداز میں بات کی جائے۔۔۔۔۔ عمران نے سنجیدہ لہجے میں یکن سرگوشیاں لہجے میں کہا تو علی شاہ اور آصف دونوں حیرت سے منہ بھانڈے عمران کو دیکھنے لگ گئے۔

”کیا یہاں سے نکلنے کا کوئی خطبہ راست ہے۔۔۔۔۔ عمران نے علی شاہ کے کان کے قریب منہ لے جا کر سرگوشیاں لہجے میں پوچھا۔

”یہاں ایسے کئی راستے ہیں۔ وہ ہمیں نہ پاسکیں گے۔۔۔۔۔ علی شاہ نے بھی اسی انداز میں جواب دیا۔ اور عمران نے اس انداز میں سر ہلایا جیسے اسے اب سمجھ آئی ہو کہ علی شاہ فوج کی آمد کی اطلاع کے باوجود مطمئن کیوں تھا۔

اور پھر چند لمحوں بعد علی شاہ لپٹے سب ساتھیوں سمیت اڈے کا سارا سامان سمیت کر ایک ہفتیہ سرنگ کنارے میں داخل ہو گیا۔ مقدر نے آصف کو کاندھے پر لاوا اور وہ سب بھی علی شاہ کے ساتھ اس سرنگ میں داخل ہو گئے۔ تقریباً اڈے گھنٹے تک مسلسل اور تیز سفر کے بعد وہ ایک اور بڑی سی غار میں پہنچ گئے۔ لیکن یہ غار خالی پڑی ہوئی تھی۔ علی شاہ نے اس غار کے ایک کونے میں موجود پتھر کو زور سے دیا یا تو سرنگ مٹا ایک اور راستہ نمودار ہو گیا اور وہ ایک بار پھر سرنگ میں داخل ہو گئے۔ یہ سرنگ پہلے کی نسبت کافی کھادہ اور بڑی تھی۔ لیکن یہ سب تھیں قدرتی۔ پہاڑوں میں ایسی غاریں اور سرنگیں چونکہ عام ہوتی ہیں اس لئے ان میں سے کسی کو بھی اس پر حیرت نہ ہوتی تھی۔ ابھی وہ سرنگ میں کچھ دور ہی

کے ساتھ ہی اس نے اس کی گردن کے گرد لپیٹ ہوئی پیاں انارنی شروع کر دیں۔

”آصف نے حیران ہو کر کچھ کہنا چاہا مگر عمران نے ہونٹوں پر اٹکی رکھ کر اسے خاموش کر دیا۔ گردن کے عقبی حصے پر ہاتھ پھیرتے ہی عمران کے لبوں پر طنز مسکراہٹ پھیل گئی اس نے جیب سے ایک تیز و حار خنجر نکالا اور دوسرے لمحے آصف کے حلق سے بے اختیار ہلتی سی جرح نکلی لیکن وہ تھپانے تھا نہ لکھوں بعد عمران کے ہاتھ ایک جھوٹا سا خون آلود پلن تھا۔ وہ تیزی سے آگے بڑھا اور اس نے مہرنے کے پانی سے اسے صاف کیا اور اس کی آنکھوں میں چمک ابھرائی۔ اس نے پلن کو ایک ہتھیر پر رکھا اور ایک بڑا سا ہتھیر اٹھا کر اس نے پوری قوت سے پلن پر مارا اور پلن کے بڑے اڑنے لگے۔

”یہ ایسے۔ ایسے ڈکٹافون تھا۔ اس کی مدد سے انہوں نے اڈے کا کھونا لگا دیا ہے۔ لکھن شکیل آصف کی بیٹھنگ کر دو۔ بہر حال مجھے خوشی ہے کہ اس پلن کی وجہ سے آصف زندہ ہے۔ ورنہ کس صورت میں اسے زندہ واپس نہ بھیجتے۔“ عمران نے اونچی آواز میں بات کرتے ہوئے کہا۔

”ایسے۔ ایسے ڈکٹافون۔ یہ کیا ہوتا ہے عمران صاحب۔“ علی شاہ نے حیران ہو کر پوچھا اور عمران اسے تفصیل بتانے لگا۔

”اوہ یہ تو انتہائی خطرناک چیز ہے۔“ علی شاہ نے کہا۔

”اس کا مطلب ہے کہ عابد کے ساتھ ہماری ٹرانسمیٹر ٹاک باقاعدہ سنی گئی ہے۔“ عمران نے کہا۔

”گئے تھے کہ انہیں دور سے دھماکوں کی ہلکی ہلکی آوازیں آنے لگیں اور اس کے ساتھ ہی زمین اس طرح ہلنے لگی جیسے زلزلے کے ہلکے سے جھٹکے لگ رہے ہوں۔“

”اڈے پر سید اعلیٰ خان کیجے جا رہے ہیں۔“ عمران نے آہستہ سے کہا اور علی شاہ نے اثبات میں سر ہلادیا۔ باقی لوگ خاموش رہے، لیکن ان کی رفتار میں کوئی فرق نہ آیا تھا۔ سرنگ کا انتظام ایک اور غار میں ہوا جس کے دہانے سے روشنی نظر آرہی تھی۔

”اب ہم یہاں پوری طرح محفوظ ہیں۔“ علی شاہ نے عمران کی بدانت کے مطابق اس کے کان کے قریب منہ لے جا کر سرگوشی کرتے ہوئے کہا۔

”جب انہیں وہاں لاشیں نہیں ملیں گی تو وہ اس سارے علاقے کو چنک کریں گے اس لئے ہمیں اس علاقے سے کافی دور نکل جانا چاہئے۔“ عمران نے اس انداز میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”تیسے۔ پھر یہاں سے بھی نکلے ہیں، لیکن اب ہمیں باہر کا سفر کرنا ہوگا۔“ علی شاہ نے سرگوشیاں لہجے میں کہا اور پھر وہ سب اس غار سے باہر نکلے اور تیزی سے چلتے ہوئے علی شاہ کی رہنمائی میں آگے بڑھتے چلتے گئے تقریباً ایک گھنٹے کے سفر کے بعد وہ ایک پہاڑی جنگل میں داخل ہو گئے۔ جنگل میں ایک پہاڑی مہرنے کے قریب پہنچ کر وہ سارے تھک کر بیٹھ گئے۔

”آصف تم خاموش رہو گے۔“ عمران نے آہستہ سے کہا اور اس

’ٹرانسمیٹر ٹاک اور پھر تو ہم سب شدید فطرت میں رہے ہیں۔ ہمارا خیال تھا کہ ٹرانسمیٹر ہونے والی بات حجت نہیں سنی جاسکتی پہلے بھی ہم بات حجت کرتے رہے ہیں لیکن اس سے پہلے تو کبھی ایسا واقعہ نہیں ہوا۔‘
 علی شاہ نے کہا۔

’ان کے پاس صرف گنگو سینے والی مشین ہے ایسی مشین نہیں ہے کہ جس سے وہ اس جگہ کا کھوج نکال سکیں جہاں ٹرانسمیٹر موجود ہوتا ہے لیکن اس بار مسلسل ہماری گنگو کھل کر ہوئی ہے اس لئے انہوں نے اس کا فائدہ یہ اٹھایا کہ آصف کے جسم میں ایسے سائیں ڈکافون لگا کر اسے واپس بھجو دیا اور جب دوسری گنگو میں ہم نے عابد کو کہا کہ وہ آصف کو جہاں بھجوا دے تو اس ڈکافون کی وجہ سے انہوں نے ہمارے اڈے کا کھوج لگا لیا۔ بہر حال یہ آنکھ بھری ختم ہوئی پہلے۔ سنوہر کو زندہ پکڑنے کے چکر میں ہمارا کافی وقت ضائع ہو چکا ہے۔ اب مزید وقت ضائع نہیں ہونا چاہئے۔‘
 عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

’اگر ہم اس طرح چپ چپ کر بھاگتے رہے اور سوچ بچار کرتے رہے تو پھر اسی طرح وقت ضائع ہوتا رہے گا۔ جب ان کے اڈے کا ہمیں علم ہے تو ہمیں اس پر فوری ریز کرنا ہوگا۔ جب ہی بات بن سکے گی۔‘
 عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

’تم ٹھیک کہہ رہے ہو حویرہ واقعی اب انٹرنیٹ ایکشن سے ہی کام چلے گا۔ علی شاہ جہاں سے پاس کوئی دوسرا اڈہ تو ہوگا۔‘
 عمران نے حویرہ کو اب دیکھتے ہوئے علی شاہ سے مخاطب ہو کر کہا۔

’ہاں ہے سچاں سے کچھ دور ہے۔‘
 علی شاہ نے جواب دیا۔
 ’او۔ کے تم لپٹے ساتھیوں کے ساتھ وہاں چلے جاؤ۔ آصف کو بھی ساتھ لے جاؤ۔ میں لپٹے ساتھیوں کے ساتھ اب اس اڈے کی طرف جا رہا ہوں۔ تم صرف اتنا کرو کہ اپنا ایک ایسا آدمی ہمارے ساتھ بھیج دو جو ہماری وہاں تک رہنمائی کر سکے۔‘
 عمران نے کہا۔

’لیکن جناب وہاں شہر میں تو کرنیوٹا فز ہے اور ہر جگہ پولیس اور فوج پھیلی ہوئی ہے اور اب تو فوج عقبی طرف، ہمایوں میں بھی موجود ہے۔ ایسی صورت میں تو آپ کا باہر نکلتا انتہائی خطرناک ہوگا۔‘
 علی شاہ نے قدرے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

’مہمہاں کام کرنے آئے ہیں سیاحت کرنے نہیں کہ فطرت کو دیکھ کر خاردوں میں چپ کر بیٹھے رہیں۔‘
 عمران کے بولنے سے پہلے ہی حویرہ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

’یہ ہماڑی علاقہ ہے علی شاہ۔ اس لئے یہاں موجود فوج کی نظروں سے چپ کر شہر میں داخل ہونا ایسا سستا ہے۔‘
 عمران نے کہا۔

’ٹھیک ہے جناب۔۔۔ جیسے آپ کی مرضی۔ میرا آدمی آپ کے ساتھ رہے گا اور جب آپ واپس آنا چاہیں گے تو یہ آپ کو میرے دوسرے اڈے تک بھی لے آئے گا۔‘
 علی شاہ نے کہا اور پھر اس نے لپٹے ایک نوجوان ساتھی کو اشارے سے بلایا۔

’حسن۔۔۔ تم عمران صاحب کے ساتھ جاؤ گے اور ان کے حکم کی تعمیل تمہیں اپنی جان دے کر بھی کرنی پڑے تو دریغ نہ کرنا۔‘
 علی

شاہ نے نوجوان سے مخاطب ہو کر کہا۔

”بالکل ہاں ایسے ہی ہوگا۔ حسن نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

”پہلی بات تو یہ ہے کہ تم ہمیں کسی ایسے راستے سے شہر کے قریب لے جاؤ کہ راستے میں ہمارا فوج یا پولیس سے کم سے کم ٹکرا ہو سکے اور دوسری بات یہ کہ تم نے ہماری رہنمائی پولیس کی کسی ایک چٹیک پوسٹ تک کرنی ہے۔ جہاں ہمیں پولیس کی یونیفارمز اور ان کی جیب وغیرہ مل سکے۔“ عمران نے کہا۔

”اوہ۔ پھر تو ہمیں راگوری چٹیک پوسٹ پر جانا ہوگا۔ وہاں دس بارہ پولیس والے ہر وقت دہچے ہیں اور ایک جیب بھی موجود ہوتی ہے۔“ حسن نے جواب دیا۔

”کہاں ہے یہ چٹیک پوسٹ کیا شہر میں ہے۔“ عمران نے پوچھا۔

”نہیں عمران صاحب یہ چٹیک پوسٹ قریبی شہر آغا نگر سے راہولی آنے والی سڑک پر واقع ہے۔ ان کا کام آنے والوں کو چٹیک کرنا ہے۔“ علی شاہ نے جواب دیا۔

”اوہ گڈ یہ بہتر رہے گا۔ چلو پھر۔“ عمران نے کہا اور علی شاہ اور آصف سے مصافحہ کر کے وہ مزار اور حسن کی رہنمائی میں ایک طرف کو بڑھ گیا۔ جب کہ اس کے ساتھی بھی اس کے ساتھ تھے۔

بہاڑی علاقے میں تقریباً لٹھ لٹھنے کے سفر کے بعد وہ ایک ایسی

بہاڑی پر پہنچ گئے جہاں سے وہ سڑک اور چٹیک پوسٹ صاف دکھائی دے رہی تھی۔ وہاں ایک پولیس جیب بھی کبڑی نظر آ رہی تھی اور چار پانچ مسلح پولیس والے بھی موجود تھے۔ ایک سائینڈر پر ایک بڑا سا گرو تھا۔ جس کے بڑے سے روشندان سے روشنی باہر آ رہی تھی۔ بجلی کا بول بھی وہاں موجود تھا۔

”چٹیک ہے۔“ تم لوگ جہیں رکو۔ صرف حضور میرے ساتھ جائے گا۔“ عمران نے اپنے ساتھیوں سے کہا اور پھر حضور کو اشارہ کر کے وہ بڑے بڑے پتروں کی اوٹ لیتا ہوا نیچے اترتا چلا گیا۔ حضور بھی اس کے ساتھ تھا۔ سچو سے حضور اپنے بہاڑی ختم ہو رہی تھی اور اس کے بعد جو کی بچ صاف قطع تھا۔ لیکن چونکہ وہ کروں کی عقبی طرف پر تھی اس لئے اس طرف کوئی آدمی نہ تھا۔ ان دونوں کے ہاتھوں میں ساٹھسنگے ہوئے رہا اور موجود تھے۔ سچو کے قریب پہنچ کر وہ چند لمحوں تک رک کر حالات کا جائزہ لیتے رہے۔

”ہم نے ان کی یونیفارمز حاصل کر لی ہیں اس لئے گوئی چلاتے وقت خیال رکھنا کہ صرف کھڑی اڑے۔ دوسری طرف نہ ہو۔“ عمران نے سرگوشیاں لگتے میں حضور سے مخاطب ہو کر کہا۔

”یہ بڑا مشکل کام ہے۔ ایک دو ہوں تو چلے آدمی احتیاط کر لے یہاں تو دس بارہ ہوں گے۔ دوسری میں اس قدر احتیاط کا طوطا نہیں پال سکتا۔“ حضور نے منہ بتاتے ہوئے صاف جواب دے دیا۔

”ایک چٹا ہی کافی ہے۔ دوسری پالنے کے پیکر میں بڑھ گئے تو سر رہا ہوا

رک کر دوڑ گئے اس لئے مجبوری ہے حضورؐ زب طوطا پانا ہی ہوگا۔

عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

”میں نے تو محاورہ مانگا تھا۔ یہ تم نے کیا بکواس شروع کر دی ہے۔“

حضورؐ نے جھٹلاتے ہوئے لہجے میں کہا۔

”سوچ لو۔ پھر جتنا کے سامنے مکر نہ بنانا۔ تم اسے بکواس کہہ رہے ہو؟“

عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”جتنا کے سامنے۔ کون جتنا۔“ حضورؐ نے اور زیادہ جھٹلاتے ہوئے

لہجے میں کہا۔

”واہ اسے کہتے ہیں بے نیازی۔ رہا یہ ناکام مطلب تو وہ تم خوب جانتے ہو۔“

عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور دوسرے لمحے وہ ہتھ کی اوٹ

سے نکل کر ہتھوں کے بل دوڑنا ہوا کرے کی طرف بڑھ گیا اور چند لمحوں بعد

وہ کمرے کی عقیقی دیوار سے پشت لگائے کودا تھا۔ حضورؐ بھی اس کے پیچھے

دوڑنا ہوا وہاں پہنچ گیا اور عمران نے جیب سے ایک چھوٹی ایک ڈیپنا نکالی۔

اس کا ڈھکنا ہٹا کر اس نے اس میں سے ایک سرخ رنگ کا کیپول نکالا اور

ڈیپنا کا ڈھکنا بند کر کے اس نے ڈیپنا کو جیب میں ڈالا اور دوسرے لمحے اس کا

بازو گھوما اور سرخ رنگ کا کیپول بڑے روشندان سے اندر جا گرا۔

”اب کھل کر فائرنگ کرو۔“ عمران نے سرگوشی کرتے ہوئے کہا

اور اس کے ساتھ ہی وہ دائیں طرف گھوم گیا۔ جب کہ حضورؐ سر ہلاتا ہوا

بائیں طرف گھومنا۔ کمرے کی عقیقی دیوار کے انضمام پر عمران دکا اور اس

نے سر اٹھے کر کے سائیڈ پر دیکھا۔ تین سپاہی وہاں موجود تھے۔ وہ آپس

میں گفتگو میں مصروف تھے۔ جب کہ عمران نے جھٹ پانچ افراد کو چمک کیا

تھا۔ اس کا مطلب تھا کہ یا تو وہ ہٹ کر کھڑے تھے یا پھر وہ کیمین کے اندر

چلے گئے تھے۔ عمران نے رپوٹور سیدھا کیا اور دوسرے لمحے تھک کی کواڑ

کے ساتھ ہی ان میں سے ایک جس کی پشت عمران کی طرف تھی۔ اچھل

کر اوٹھ کر منہ نیچے گرا اور سائیڈوں پر کھڑے ہوئے دونوں آدمی جو تھک

کر پیچھے ہٹے ہی تھے کہ عمران نے ایک بار پھر رپوٹور دیا اور اس بار تھک

تھک کی آوازیں دوبارہ ابھریں اور وہ دونوں بھی اچھل کر پہلو کے بل نیچے

گراے اور پھر سیدھے ہو کر ساکت ہو گئے۔ گولیوں نے واقعی ان تانوں کی

کھوپڑیاں لڑا دی تھیں۔ عمران دوڑتا ہوا آگے بڑھا اور پھر سائیڈ کی دیوار

سے اس نے سر باہر نکال کر دیکھا تو وہ آدمی کمرے کے سامنے گرے پڑے

تھے۔ انہیں یقیناً حضورؐ نے ہٹ کیا تھا۔ کمرے میں خاموشی تھی۔

”آج کل حضورؐ میدان صاف ہے۔“ عمران نے اونچی آواز میں کہا اور

اس کے ساتھ ہی وہ تیزی سے آگے بڑھ گیا۔ اسی لمحے حضورؐ بھی دوسری

طرف سے سامنے آگیا اور وہ دونوں کمرے کے کھلے دروازے کی طرف

بڑھے تو وہاں کرسیوں پر بیٹھے ہوئے چار آدمی موجود تھے لیکن ان کی

گرونیں ڈھکی ہوئی تھیں وہ کیپول سے نکلنے والی گیس کی وجہ سے بے

ہوش تھے۔

”اپنے ساتھیوں کو بلاؤ ہم نے ان کی بومیڈاز مزارا کی پہنچی ہیں جلدی

کرو۔“ عمران نے کہا اور تیزی سے ایک کرسی پر بے ہوش پڑے آدمی

کی طرف بڑھا کیونکہ اس کا ہدف قیامت ایسا تھا کہ عمران کو یقین تھا کہ اس

اور ساتھ ہی ہلے ہوئے لپٹا ساتھیوں کو دیکھتے ہوئے کہا۔
 - اٹھ کر کھڑے ہو جاؤ۔ عمران نے سانس نہ لے کر روبرو کارخ
 اس کی طرف کرتے ہوئے سروٹھے میں کہا اور وہ آدنی ایک جھٹکے سے اٹھ
 کر کھڑا ہو گیا۔ اس کے جسم پر صرف بلیان اور چٹون کے نیچے جھٹکے جانے
 والا آدنی پانچا تھا۔

کیا نام ہے جہارا۔ عمران کا بچہ اسی طرح سروٹھا۔
 - شام۔ صدر انام شام ہے۔ مگر تم کون ہو۔ اور یہ میری یو نیفارم اور
 یہ شام نے اجماعی حیرت بھرے لہجے میں کہا اس کا ذہن ابھی پوری
 طرح منجمل نہ پا رہا تھا۔

- عہدہ کیا ہے جہارا۔ عمران نے اسی طرح سروٹھے میں پوچھا۔
 - کیپٹن۔ میں پولیس کیپٹن ہوں مگر۔ شام نے جواب دیتے
 ہوئے کہا۔

- اور کے دوسری طرف منہ کر کے کھڑے ہو جاؤ بھلی کروور نہ گولی
 مار دوں گا۔ عمران نے سروٹھے میں کہا اور کیپٹن شام تیزی سے سزا
 اور اس کے ساتھ ہی عمران کا بازو حرکت میں آیا اور سزی ہوئی انگلی کا ایک
 کھنجر پر کھاکر وہ نکلتا ہوا نیچے گرا ہی تھا کہ عمران کی لالت چلی اور کیپٹن
 شام ایک جھٹکے کا ساکت ہو گیا۔ اسی لمحے عمران کے ساتھی اندر داخل
 ہوئے۔

- تمام لاشیں لٹکانے لگا دی ہیں۔ صدر نے کہا۔
 - ان چاروں کے ہاتھ چرباندہ کر اور منہ میں کپڑے ٹھونس کر انہیں

کی یو نیفارم اس کے لباس کے اوپر فٹ تہانے گی ویسے اس کے کاندھوں
 پر موجود سنار بتا رہے تھے کہ وہ اجماعی ہے۔ عمران نے اسے گھسیٹ کر
 کرسی سے نیچے گرایا اور بھرپور رقتاری سے اس کی یو نیفارم اتارنی شروع
 کر دی۔ سچو لکھن بعد عمران کے ساتھی بھی وہاں پہنچ گئے۔

ایسی یو نیفارم منتخب کرنا جو جہارے لباسوں کے اوپر فٹ آسکیں !
 عمران نے کہا اور وہ سب سر ملاتے ہوئے ہوئے معروف ہو گئے۔
 حسن۔ صفدر اور صدیقی نے باہر موجود افراد کی یو نیفارم پہنی تھیں جب
 کہ ستر نعمانی اور کیپٹن شیل کو کمرے کے اندر موجود یو نیفارم فٹ آ
 گئی تھیں۔

- باہر موجود لاشوں کو اٹھا کر حقیقی طرف کسی کھائی میں ڈال دو اور
 اس کے ساتھ ہی باہر کا خیال رکھو میں اس افسر صاحب کا انٹرویو لے لوں۔
 عمران نے کہا اور اس افسر پر جھٹک گیا جس کی یو نیفارم اس نے
 پہنی ہوئی تھی۔ اس نے اس کا منہ اور ناک دونوں ہاتھوں سے بند کر دیا
 تھا۔ سچو لکھن بعد اس کو ہوش آنے لگ گیا تو عمران سیدھا ہو گیا۔
 کیپٹن میں موجود گیس ایسی نوعیت کی تھی کہ اس کے اثرات زیادہ
 درجہ انسانی جسم پر نہ رہتے تھے اس لیے اس کے شکار کو عام طریقے سے
 ہوش میں لایا جاسکتا تھا اور اگر نہ بھی لایا جاتے تو وہ گھنٹوں بعد وہ خود بخود
 ہوش میں آجاتا تھا۔

- م۔ م۔ م۔ یہ۔ تم۔ تم کون ہو۔ یہ۔ اس آدنی نے ہوش میں
 آتے ہی پوچھا کہ ہونے انداز میں اٹھ کر بیٹھے ہوئے سسٹن کھڑے عمران

بلیک ہاؤنڈز حصہ دوم

مصنف - مظہر کلیم ایم اے

○ عمران اور اس کے ساتھیوں کی بلیک ہاؤنڈز کے خلاف جدوجہد ہے عروج پہنچ گئی۔

○ بلیک ہاؤنڈز کے چاروں سیکشنز جب مکمل کر عمران اور اس کے ساتھیوں کے خلاف میدان میں اترے تو عمران اور اس کے ساتھیوں کو قدم قدم پر موت سے دوچارہ دار جنگ کرتی پڑی۔ اس جنگ کا نتیجہ کیا نکلا؟

○ کیا عمران اور اس کے ساتھی بلیک ہاؤنڈز کے ظالم طاقتور اور اہلستانی تربیت یافتہ سیکشنز کا خاتمہ کر سکے یا خود اپنے انہدام کو پہنچ گئے؟

○ بلیک ہاؤنڈز کے سربراہ کی تلاش میں عمران اور اس کے ساتھیوں کو ایک ناقابلِ تسخیر ٹوپی چھانڈی کو تسخیر کرنا پڑا۔ ایک ایسی چھانڈی جس پر قدم قدم پر موت اپنے جوتے کھولے موجود تھی۔ کیا عمران اور اس کے ساتھی اپنے مقصد میں کامیاب ہو سکے۔ یا۔؟

○ بلیک ہاؤنڈز اور پاک فیا سکرٹ سروس کے درمیان ہونے والی ایسی شدید تیز رفتار اور خونریز جنگ جس کا ہر لمحہ قیامت کا لمحہ ثابت ہوا۔ مسلسل اور تیز رفتار انجشن لمحہ یہ لمحہ ملنے والے جان نوا معاملات، حساب کو سمجھ کر دینے والا سپیشل ایک ایسا مشن جو یقیناً یادگار مثبت رکھتا ہے۔

ختم شد

یوسف برادرز۔ پاک گیٹ ملتان

بھی دور ڈال آؤ جلدی کر دہمار نصیبان زیادہ در در کنا خطرناک سمجھی ہو سکتا ہے۔
عمران نے مڑ کر ساتھیوں سے کہا اور پھر تیز قدم اٹھاتا وہ کرے
سے باہر آگیا۔ تھوڑی دیر بعد اس کے حکم کی تعمیل ہو چکی تھی۔
• حسن اب تم نے ڈرائیونگ کرتی ہے۔ ہم نے راجہ بہت بازار کے
آغری کوئے میں موجود عمارت پر جانا ہے۔ رشتے میں کسی نے کوئی بات
نہیں کرتی۔ میں خوب بات کروں گا۔ عمران نے جیب کی طرف بڑھتے
ہوئے حسن اور اپنے ساتھیوں سے کہا اور تھوڑی دیر بعد جیب انہیں
اٹھائے تیزی سے راہوئی شہر کی طرف بڑھی جلی جاری تھی۔

شہرہ آفاق مُصنّف جناب مظہر کلیم ایم اے کی عمران سیریز

ٹماپ راک ————— دوم	خدا ر جولیا ————— مکمل
جولیا فائنٹ گروپ — اول	کاروان و میرٹ ————— اول
جولیا فائنٹ گروپ — دوم	کاروان و میرٹ ————— دوم
پاور لینڈ ————— اول	جیلے جاسوس ————— اول
پاور لینڈ ————— دوم	جیلے جاسوس ————— دوم
جوانا ان ایکشن — اول	کیکبپ ریکرڈ ————— اول
جوانا ان ایکشن — دوم	کیکبپ بلاسٹ ————— دوم
اسٹار ٹریک — اول	وائٹڈ ٹائیگر ————— مکمل
اسٹار ٹریک — دوم	ادھورا فائرولڈ ————— اول
نیشنل ٹریڈز ————— مکمل	صوت کا دائرہ ————— دوم
فیس آف ڈیجٹ — اول	رابن ٹڈ ————— اول
فیس آف ڈیجٹ — دوم	رابن ٹڈ ————— دوم
بلیک ڈیجٹ — اول	— بانگے مجرم ————— مکمل
بلیک ڈیجٹ — دوم	ڈائمنڈ آف ڈیجٹ ————— مکمل
ہاٹ ٹاٹ۔ اول۔ ہاٹ ٹاٹ۔ دوم	ٹماپ راک ————— اول

یوسف برادر۔ پاک گیٹ ملتان

ادب میں جاسوسی کی بجائے کیا شامل ہونا چاہئے۔ امید ہے آپ اپنے آئندہ خط میں ضرور اس کی وضاحت کریں گے۔ جہاں تک عمران اور عمرو عیار کے کرداروں میں یکسانیت کا تعلق ہے۔ تو ان دونوں کرداروں کے تو نام تک ملتے ہیں اگر آپ کو عمرو عیار کی کہانیاں پسند ہیں تو آپ عمران کو بعد بد دور کا عمرو عیار سمجھ کر کتاب پڑھ لیا کریں تو جتنے ناآپ زیادہ محفوظ ہوا کریں گے جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ آپ مجھے عظیم جاسوسی ادب نہیں سمجھتے تو یہ آپ کی مہربانی ہے میں خود اپنے آپ کو عظیم جاسوسی ادب نہیں سمجھتا آپ دوسروں کی فکر ہرگز نہ کریں دوسرے سمجھتے ہیں تو سمجھنے دیں آپ کا اور میرا کیا بگڑتا ہے باقی رہا آپ کا قیمتی مشورہ تو واقعی یہ اہمائی قیمتی ہے اور میں قیمتی اہمائی مشورہ قبول کرنے کی استطاعت ہی نہیں رکھتا۔ مجبوری ہے امید ہے آپ آئندہ خط لکھتے وقت شہر کا نام ضرور لکھا کریں گے۔

قادر پور اس سے غصتفر عباس صاحب لکھتے ہیں۔۔۔ ویسے تو آپ کا ہر ناول شاپکار کہلائے جانے کا حقدار ہے لیکن۔ مثالی دنیا پڑھنے کے بعد ہمیں آپ کی قلم کی عظمت کا صحیح معنوں میں ادراک ہوا ہے جاسوسی ادب میں ایسے بے مثال ناول لکھنے پر ہماری طرف سے مبارک باد قبول فرمائیں۔ ایک شکایت آپ کی وساطت سے وکلاء اور لائبریرین حضرات تک پہنچانا چاہتا ہوں کہ وہ آپ کے نام کا ناجائز فائدہ اٹھا کر ہم قارئین سے قیمت اور کرایہ زیادہ وصول کرتے ہیں۔ آپ ان کو روکیے ورنہ ہم تو بہر حال آپ کے ناول پڑھنے کے لئے مجبور

ہیں۔

مترم غصتفر عباس صاحب خط لکھنے اور ناول پسند کرنے کا بے حد شکر ہے۔ جہاں تک آپ کی شکایت کا تعلق ہے تو اگر واقعی وکلاء صاحبان اور لائبریرین حضرات قیمت اور کرایہ زیادہ وصول کرتے ہیں تو انہیں ایسا نہیں کرنا چاہئے۔ کسی کی مجبوری سے فائدہ اٹھانے کو اسلام میں بخنی سے منع کیا گیا ہے اور ہم سب الحمد للہ مسلمان ہیں۔ اس لئے مجھے یقین ہے کہ آئندہ آپ کو ایسی شکایت نہ ہوگی۔

زور غازی خان سے نام لکھے بغیر ایک مترم لکھتی ہیں۔ آپ کی کتب میری پسندیدہ کتب ہیں اور میں اہمائی شوق سے آپ کی کتب پڑھتی ہوں۔ آپ کے ناولوں میں اکثر عمران اور اس کے ساتھی میک اپ استعمال کر کے اپنی شکلیں تبدیل کر لیتے ہیں میرے ساتھ بھی ایک ایسی مشکل پیش آئی ہے کہ میں بھی کچھ عرصہ کے لئے اپنی شکل تبدیل کرنا چاہتی ہوں آپ مجھے ان وکالوں یا کہنیوں کا نام لکھ کر بھیجیں جہاں سے ماسک وغیرہ ملتے ہوں۔ امید ہے آپ ضرور توجہ کریں گے۔

مترم خط لکھنے اور ناول پسند کرنے کا بے حد شکر ہے۔ ماسک یا میک اپ سے شکل تبدیل کر لینا ایک فن ہے جسے بالاعدہ طویل عرصے تک سیکھنا پڑتا ہے۔ جہاں تک آپ کے ساتھ کسی مشکل پیش آنے کا تعلق ہے تو مشکل کا مقابلہ شکل تبدیل کر لینے سے نہیں کیا جا

مکتبہ مشکل کا مقابلہ ہمت حوصلے اور جدوجہد سے کیا جاتا ہے اس لئے آپ بھی اپنی مشکل کا مقابلہ ہمت حوصلے اور جدوجہد سے کریں تو قہر کو خنک جبریل کرنے کی ضرورت ہی نہ رہے گی۔ امید ہے بات آپ کی سمجھ میں آگئی ہو گی۔

سیلسی سے شیخ غفر و جوع صاحب لکھتے ہیں: آپ کے نادلوں کا خاموش قادی ہوں۔ آپ کے تمام نادل سری ذاتی لائبریری میں موجود ہیں۔ آپ کے ایک نادل۔ حضرت الارض میں ایک خط سائبرال کی عالیہ سسرز کی طرف سے طابع ہوا تھا جس میں انہوں نے سائنس لائبریری کے قیام کا مشورہ دیا تھا مجھے یہ مشورہ بے حد پسند آیا ہے میں سائنس لائبریری سیلسی میں بنانے کا خواہش مند ہوں۔ آپ عالیہ سسرز کا مکمل پتہ مجھے روانہ کر دیں تاکہ میں ان سے مشورہ کر سکوں محترم شیخ غفر و جوع صاحب خط لکھتے اور نادل پڑھنے کا بے حد شکر ہے۔ سائنس لائبریری کا قیام واقعی ایک احسن اقدام ہے تاکہ ہمارے ملک میں سائنس کو زیادہ سے زیادہ فروغ مل سکے۔ لیکن اس کے لئے کسی مشورے کی کیا ضرورت ہے۔ سائنس کے موضوعات پر کتابیں بازار سے ملتی ہیں ان سے آسانی سے آپ سائنس لائبریری بنا سکتے ہیں۔ اب اجازت دیجئے۔

والسلام

آپ کا مخلص

مظہر کلیم

منوہر کا جہرہ فیسے سے لمبے کی طرح سرخ نظر آ رہا تھا۔ منوہر کے حکم پر فوجیوں نے اس پورے علاقے پر قیامت خیز بمباری کی لیکن اس ساری بمباری کا نتیجہ کچھ بھی برآمد نہ ہوا تھا۔ ایک غصیہ اڑے کا کچھ حصہ سائنس ضرور آیا تھا جس میں کبیل اور خوراک کے ٹوٹے ہوئے ڈبے موجود تھے لیکن اس پورے اڑے پر موجود ہتھیار بنانے کے باوجود وہاں سے ایک لاش بھی نہ ملی تھی۔ اڑے کی پوزیشن بہر حال بتا رہی تھی کہ یہ وہی اڑہ ہے جس کی تلاش میں وہ ٹوٹے تھے لیکن پاکیشیائی دہشت اور اس کے ساتھی سب یہاں سے غائب ہو چکے تھے۔ منوہر کے کہنے پر فوج نے دور دور تک کے علاقے کو اچھی طرح چیک کر لیا تھا لیکن وہ گھٹنے گزرنے کے باوجود ابھی تک سوائے ناکامی کے کچھ حاصل نہ ہوا تھا۔

”یہاں یقیناً غصیہ راستے ہوں گے اور ان کو گھوٹنے پرے داری کا انتظام بھی کیا ہوا ہو گا اس لئے دور سے ہی وہ فوج کو آتے دیکھ کر ان غصیہ

کے بارے میں علم ہی نہیں ہو سکتا۔ دلو اب دلوں چلیں۔ سب ہمیں کوئی اور پلاننگ کرنی ہوگی۔ منوہرنے ہوسٹ پہنچتے ہوئے کہا تو کورو نے اور اینڈ آف کہہ کر ٹرانسمیٹر آف کر دیا اور فوجیوں کو واپس کی ہدایات دینے میں مصروف ہو گیا اور وہ سب واپس راہوٹی کی طرف چلنے لگے۔ چونکہ ان کی جیب کافی دور موجود تھی اس لئے انہیں جیب تک پہنچتے پہنچتے کافی وقت لگ گیا۔ اب کہاں جانا ہے پاس۔ کورو نے ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھے ہوئے کہا۔

”واپس چلو اور کیا کرنا ہے۔ ایک اچھا موقع ملا تھا وہ بھی ضائع ہو گیا۔ بہر حال ہمیں دوبارہ اس آصف کو تلاش کرنا پڑے گا۔ وہ زخمی ہے اس لئے وہ زیادہ دور نہ جاسکے گا۔“ منوہرنے سائیڈ سیٹ پر بیٹھے ہوئے کہا۔

”میرا خیال ہے پاس۔ پورے راہوٹی شہر کے ایک ایک گھر کی باقاعدہ فوج اور پولیس کے ذریعے تلاش لی جائے وہ زیادہ عرصے تک غاروں میں چھپے نہیں رہ سکتے۔“ کورو نے جیب سنارٹ کر کے آگے بڑھاتے ہوئے کہا۔

”اب گجے۔ میرے دوست کو تفصیلی ہدایات دینی ہوں گی اس پورے علاقے کی تاکہ بندی ضروری ہے تاکہ وہ راہوٹی سے باہر نہ جاسکیں۔ اس کے بعد واقعی ایک ایک گھر کی تلاش بھی لی جائے گی۔“ منوہرنے ہوسٹ پہنچتے ہوئے کہا۔

”سر۔ آپ نے بتایا تھا کہ وہ بلیک ہاؤنڈز کے ہیڈ کو ادر کی تلاش

راستوں سے ٹکل گئے ہوں گے لیکن آپ بے فکر رہیں آصف کے جسم میں ڈکٹافون کی موجودگی سے یہ نچ کر نہ جاسکیں گے۔“ منوہرنے کے ساتھ کھڑے کورو نے کہا۔

”وہ تو ٹھیک ہے۔ لیکن ابھی تک اس ڈکٹافون نے بھی کوئی گفتگو ریکارڈ نہیں کی۔“ منوہرنے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ کورو کوئی جواب دیتا۔ اس کے ہاتھ میں موعود چھوٹے سے ٹرانسمیٹر پر کال آتی شروع ہو گئی یہ ٹکسڈ فریک نیسی کا ٹرانسمیٹر تھا۔

”ہیلو ہیلو دوشا کائنات اور۔“ کورو کے بشن دباتے ہی ٹرانسمیٹر سے قوالہ نکلی۔ دوشا ٹرانسمیٹر مشینری کا انچارج تھا۔

”میں۔ کورو اعدائے یو۔ کوئی خاص کاشن ملا اور۔“ کورو نے اشتیاق بھرے لہجے میں پوچھا۔

”نہیں سر۔ بلکہ ڈکٹافون ہی آف ہو چکا ہے اور۔“ دوشا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”آف ہو گیا۔ کیا مطلب اور۔“ کورو نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”اس کا رابطہ ختم ہو گیا ہے جناب وہی صورتیں ہو سکتی ہے یا تو وہ غراب ہو گیا ہے یا پھر اسے علیحدہ کر کے توڑ دیا گیا ہے اور۔“ دوشا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”انہوں نے یقیناً اسے چیک کر لیا ہوگا اس لئے آف کر دیا۔ اس کا مطلب ہے وہ انتہائی تربیت یافتہ لوگ ہیں ورنہ عام ہیٹنوں کو تو اس

۔ گفتی تو بولیں نیم دہاں پہنچی تو جو کی غالی پڑی تھی۔ جیب بھی غائب تھی اور سپاہی بھی۔ اللہ دہاں خون کے نشانات بھی موجود ہیں اور انسانی کھوپڑیوں کے ٹکڑے بھی۔ یوں لگتا ہے جیسے وہاں کوئی خوفناک واردات ہوئی ہے انصاف نے مجھے ذرا کمزیر پر اطلاع دی ہے میں وہیں جا رہا تھا کہ آپ کی جیب نظر آگئی۔ آتہ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اوہ۔۔۔ ہم بھی ساتھ چلتے ہیں۔ چلو آگے۔“ منور نے ہونٹ بچھینچے ہوئے کہا اور آتہ نے اجابت میں سر ہلا دیا۔ دوسرے لمحے اس کی جیب آگے بڑھ گئی اور کورونے اپنی جیب اس کے پیچھے لگا دی۔

”یہ حملہ ضرور ان پاکستانیہ کینٹنوں نے کیا ہو گا۔ کورونے کہا۔

”ہو سکتا ہے لیکن سپاہیوں کو وہ اغوا کر کے کیوں لے گئے ہیں۔ زیادہ سے زیادہ وہ انہیں ہلاک کر دیں۔“ منور نے کہا اور کورونہ خاموش رہا اس نے منور کی بات کا کوئی جواب نہ دیا تھا۔ دونوں یہیں آگے پیچھے دوڑتی ہوئیں تھوڑی دیر بعد پولیس چوکی پر پہنچ گئیں۔ وہاں پولیس کی ایک جیب اور چھ سپاہی موجود تھے آتہ کے پیچھے اترتے ہی انہوں نے باقاعدہ سیلےٹ کئے۔

”انسپکٹر۔ تم نے ارد گرد کا علاقہ چیک کیا ہے۔ آتہ نے ایک انسپکٹر سے مخاطب ہو کر سخت اور تھکاتے لہجے میں کہا۔

”ارد گرد کا علاقہ مگر بتاب دو عربت پسند اغوا کے بعد جہاں کیوں رکیں گے۔“ انسپکٹر نے ایسے لہجے میں جواب دیا جیسے آتہ نے اس سے کوئی بچکانہ بات کر دی ہے۔

میں جہاں آئے ہیں تو وہ لازماً سے تلاش کرنے کی کوشش کریں گے اور لئے ایسی تمام عمارتیں جن پر انہیں ایذا کو اثر کا شک گروے کی پورا طرح نگرانی کرنی چاہئے۔“ کورونے جواب دیا۔

اوہ ہاں۔ گلا نیلیا۔ واقعی اس طرح وہ آسانی سے پکڑے جاسکے گے ٹھیک ہے میں مجبور دے کو اس کی بھی ہدایت کر دوں گا۔ منور نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

جیب ابھی شہر کے اندر داخل ہو کر تھوڑا سا آگے بڑھی تھی کہ ایکٹھز ایک پولیس جیب ایک سائیکل روڈ سے نکلی اور ان کی جیب کے ساتھ ساتھ دوڑنے لگی۔ پولیس جیب پر کمشنر آتہ موجود تھا۔ اس نے ہاتھ اٹھا کر منور کو سلام کرنے کے ساتھ ساتھ جیب روکنے کا اشارہ کیا اور کورونہ اس کا اشارہ دیکھ کر جیب روک دی۔

”بھاب آغا نگر جانے والی سڑک پر واقع پولیس چیک پوسٹ پر حیدر پسنہوں نے بڑا خوفناک حملہ کیا ہے۔ سداہاس سے سارے پولیس والوں پولیس جیب سمیت اغوا کر لیا گیا ہے میں ادھر ہی جا رہا ہوں۔“ سداہاس واقعات جہاں پہلے کبھی نہیں ہوئے۔ میری سمجھ میں نہیں آ رہا کہ اچانک جہاں یہ سب کچھ کیسے ہوئے لگ گیا ہے۔ پہلے فوجی چھاونی جہاں ہوئی اور پولیس چوکی پر یہ واردات ہوئی ہے۔ پولیس کمشنر آتہ نے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

”کیا کیا کہہ رہے ہو تمہیں کیسے اطلاع ملی ہے۔“ منور نے چونک کر پوچھا۔

”اوہ تم احمق آدمی۔ جاؤ اور گرو کا علاقہ چیک کرو۔ جلدی کرو
آئندہ نے فیصلے لے لیں جواب دیتے ہوئے کہا اور انسپکٹر سر ملانا ہوا
اپنے ساتھیوں سمیت مہادی علاقے کی طرف بڑھ گیا۔ منوہر اور کور
جیپ سے اتارے ہی کرے میں داخل ہو گئے تھے۔

”یہاں تو خون کے دھبے نظر نہیں آرہے۔“ منوہر نے پولیس
کشیئر آفیسر کے کرے میں داخل ہوتے ہی اس سے مخاطب ہو کر کہا۔
”مجھے تو انسپکٹر نے رپورٹ دی تھی۔ شاید باہر ہوں۔“ آئندہ نے
ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا اور منوہر کے سے باہر کی طرف چل پڑا۔ اسی
لئے دور سے کسی کی جھنجھکی ہوئی آواز سنائی دی اور وہ سب اوجھڑے ہو گئے
ایک سپاہی جھنجھکا ہوا اور دوڑتا ہوا لہو کی کی طرف ہی آ رہا تھا۔

”جنتاب جنتاب۔“ اوجھڑے لاشیں بھی بڑی ہیں اور چار آدمی زندہ
بھی موجود ہیں ان کے ہاتھ اور پیچ بھی بندھے ہوئے ہیں اور منہ میں
کپڑے لٹھیتے ہوئے ہیں وہ بے ہوش ہیں۔“ سپاہی نے قریب آ کر تیر
تیر سانس لیتے ہوئے کہا تو وہ سب اوجھڑے کو دوڑ پڑے۔ سپاہی نے ہر کچھ بتایا
تھا واقعی وہاں یہ سب کچھ موجود تھا۔ البتہ منوہر نے دیکھا کہ ان میں سے
سات افراد کی بونٹیاں غائب تھیں۔

”اوہ اوہ۔“ یہ حملہ تھینا یا کیشیاٹی بہ بھنٹوں نے کیا ہے۔ ان کی
بونٹیاں حاصل کرنے کے لئے۔ اوہ۔ اوہ۔ فوراً اپنی پوری فورس کو
الٹ کر دو کہ انہی پولیس افسروں کو گرفتار کر لیا جائے یا گولی مار دی
جائے اور منوہر آغا فگر میں بھی اٹھارے کر دو ہو سکتا ہے وہ جیپ لے کر

اور کو ٹھٹھٹھ گئے ہوں۔ جلدی کرو۔“ منوہر نے جھنجھٹے ہوئے کہا۔
”مگر۔ مگر جنتاب۔“ پولیس کشیئر آفیسر نے حیرت بھرے لہجے میں
کچھ کہنا چاہا۔

”میں جو کچھ کہہ رہا ہوں وہی کرو۔ جلدی کرو۔ وہ انتہائی خطرناک
لوگ ہیں۔ کہیں فرار نہ ہو جائیں۔“ منوہر نے اس کی بات کاٹتے
ہوئے کہا۔ اور آئندہ تیزی سے مڑا اور دوڑتا ہوا لہو کی کی طرف جانے لگا۔
فرانسسز شاہد اس کی جیپ میں تھا اس لئے وہ ادھر ہی چا رہا تھا۔ اس
دوران ان بے ہوش افراد کو نہ صرف کھول دیا گیا تھا بلکہ انہیں ہوش میں
لانے کی کوشش بھی کی جا رہی تھی اور پھر ایک ایک کر کے چاروں افراد
ہوش میں آ گئے۔

”کیا ہوا کیپٹن شیا مہیاں کیا ہوا تھا۔“ انسپکٹر نے ایک آدمی کے
ہوش میں آتے ہی اس سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

”اوہ اوہ۔“ تم انسپکٹر۔ اوہ وہ لوگ چلے گئے۔“ اس آدمی
جسے کیپٹن شیا مہیاں کہہ کر پکارا گیا تھا، اٹھ کر بیٹھتے ہوئے حیرت بھرے لہجے
میں کہا۔

”کون لوگ۔ تم کون۔“ کی بات کر رہے ہو۔“ منوہر نے آ
گئے بڑھ کر اس سے پوچھا۔

”آپ۔ آپ کون ہیں۔“ کیپٹن شیا مہیاں نے اٹھ کر کھڑے ہوتے
ہوئے حیرت سے کہا۔

”یہ کشیئر صاحب کے ساتھ آئے ہیں۔“ انسپکٹر نے کیپٹن شیا

کی طرف بڑھنے لگا۔

نام اور مہمہ پوچھنے کی کوئی نہ کوئی وجہ ضرور ہوگی اور میں حیران ہوں کہ ان لوگوں نے انہیں زندہ کیوں دہنے دیا۔ وہ آسانی سے انہیں ہلاک کر سکتے تھے۔ کورونے ساتھ پھلتے ہوئے منوہر سے مخاطب ہو کر کہا۔

انہی باتوں پر میں بھی غور کر رہا ہوں لیکن اس کا کوئی مثبت جواب مجھ میں نہیں آ رہا۔ بہر حال اب ہمیں واپس چلنا ہے۔ منوہر نے جواب دیا اور تھوڑی دیر بعد ان کی جیب تیز رفتاری سے واپس شہر کی طرف اڑی چلی جا رہی تھی۔ ابھی جیب تھوڑی ہی آگے بڑھی تھی کہ گورو کی جیب میں موجود ٹرانسمیٹر سے کال آتی شروع ہو گئی۔ اور گورو اور منوہر دونوں بے اختیار چونک پڑے۔ گورو نے جلدی سے جیب سے ٹرانسمیٹر نکالا اور منوہر نے اس کے ہاتھ سے ٹرانسمیٹر چھبٹ لیا۔

”تم جیب چلاؤ، پہاڑی علاقہ ہے کہیں کسی کھائی میں نہ جا بیٹیں میں خود کال انٹر کرنا ہوں۔“ منوہر نے ٹرانسمیٹر چھبٹے ہوئے کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی اس نے ہٹن دبا دیا۔

”ہیلے ہیلے۔۔۔ دوشا کالنگ اور۔“ ہٹن دبتے ہی دوشا کی آواز سنائی دی۔

”بس چیف! احتیاط کرو اور۔“ منوہر نے کہا۔
”جواب ہم نے سات پولیس والوں کو پکڑ لیا ہے وہ ہیڈ کوارٹر پر قبضہ کرنا چاہتے تھے اور انہوں نے ہمارے چار آدمی مار ڈالے ہیں اور

سے مطالبہ ہو کر کہا۔

”ہمارا تعلق بی۔ ایچ۔ سی ہے۔“ منوہر نے خشک لہجے میں کہا۔

”اوہ بس سر۔۔۔ میں اپنے ساتھیوں کے ساتھ چوکی کے اندر موجود تھا کہ اچانک بجلی کی کٹنگ کی آواز سنائی دی اور اس کے بعد مجھے ہوش نہ رہا۔ ہوش آیا تو میرے جسم پر یونیفارم موجود نہ تھا۔ جب کہ ایک مقامی آدمی میرے سلسٹے میری یونیفارم پہنے ہوئے کھڑا تھا۔ میرے ساتھی بھی فرش پر بے ہوش پڑے ہوئے تھے۔ اس آدمی کے ہاتھ میں سائیکسٹرنگ ریوولور تھا۔ اس نے مجھ سے میرا نام اور عہدہ پوچھا اور پھر مجھے مرنے کے لئے کہا، جیسے ہی میں مڑا میری گھٹنی پر ضرب لگی میں کچھ گرا تو دوسری ضرب لگی اور پھر مجھے ہوش نہ رہا۔ اب مجھے ہوش آیا ہے تو آپ سلسٹے موجود ہیں۔“ کیپٹن خیام نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”میں نے آپ کی بدولت پر عمل کر دیا ہے جناب۔۔۔ ہاں کیپٹن خیام کیا ہوا کون لوگ یہاں آئے تھے۔“ اس دوران آواز نے وہاں آ کر پھلے منوہر سے بات کی اور پھر وہ کیپٹن خیام سے مخاطب ہو گیا لیکن کیپٹن خیام کے بولنے سے فٹلے منوہر نے کیپٹن خیام کی بات دہرا دی۔

”آپ واقعی بے حد عقلمند ہیں جناب۔ آپ کا ذہن انتہائی تیز رفتاری سے درست نتیجہ نکالتا ہے۔ اب مجھے بھی یقین آ گیا ہے کہ آپ نے جو کچھ کہا ہے وہی ہوا ہوگا بہر حال اب فکر کی کوئی بات نہیں وہ لوگ کہیں چھپ نہیں سکتے۔“ پولیس کشتہ نے منوہر سے مخاطب ہو کر کہا اور منوہر نے کوئی جواب دینے کی بجائے صرف اثبات میں سر ہلایا اور واپس چوکا،

دوسری طرف سے دوشا نے کہا تو منوہر بے اختیار اچھل پڑا۔

”کیا۔ کیا کہہ رہے ہو۔ کون پولیس والے۔ کیسے قبضہ کرنا چاہتے تھے پوری تفصیل بتاؤ اور۔۔۔ منوہر نے جھگٹے ہوئے کہا۔

”جناب میں نیچے کنٹرول روم میں تھا اور چار افراد موجود تھے کہ میں نے بینکنگ مشین پر بیرونی گیٹ پر ایک پولیس جیپ کو دیکھتے ہوئے دیکھا۔ اس میں سے ایک سپاہی نے اتر کر کال ہیل کا بٹن دبایا۔ ہمارے ایک آدمی نے جب ہمارے کھولا تو وہ اسے زبردستی دھکیلتے ہوئے اندر آگے اور جناب انہوں نے انتہائی برقی رفتار سے اسے اوپر موجود چاروں افراد کو سائیکسنگ کر دیا اور وہ سب کچھ دیکھ رہا تھا چونکہ اوپر ایک بھی آدمی زندہ نہ رہا تھا۔ اس لئے وہ سب جب اوپر سے گھوم کر بال میں پہنچے میں نے وہاں ان پر ریڈ کار کر دیا۔ اور وہ سب بے ہوش ہو گئے اور لب بھی دھیر بے ہوش پڑے ہیں۔ اگر یہ پولیس والے نہ ہوتے تو میں یقیناً انہیں ہلاک کر دیتا لیکن میں نے سوچا کہ پہلے آپ سے بات کر لوں کہ اچانک پولیس والے ہمارے خلاف کیوں ایکشن میں آ گئے ہیں اور۔۔۔ دوشا نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا اور منوہر کا چہرہ مسرت سے جھک اٹھا۔

تم نے بہت بڑا کارنامہ سرانجام دیا ہے۔ دوشا۔ بہت بڑا کارنامہ! جس میں اس کا انعام ملے گا جہاز کے قصور سے بھی زیادہ بڑا انعام۔ یہ پولیس والے نہیں ہیں پاکیشیائی مینٹ ہیں انہوں نے ایک پولیس جو کی ہر حملہ کر کے وہاں موجود پولیس والوں کو ہلاک کر کے ان کی یونیفارمز بھی

ہوتی ہیں اور یہ جیپ بھی انہوں نے وہاں سے ہی اڑائی ہے۔ اور تم نے واقعی کارنامہ سرانجام دیا ہے اور۔۔۔ منوہر نے مسرت سے جھگٹے ہوئے کہا۔

”پاکیشیائی مینٹ۔ تو میں انہیں ہلاک کر دوں اور۔۔۔ دوشا کے لمحے میں بھی مسرت نمایاں تھی۔

”میں اور کور وہیں آ رہے ہیں۔ میں انہیں لہنے ہاتھوں سے گویاں ماروں گا ریڈ فائر کی وجہ سے یہ خود بخود ہوش میں نہیں آ سکتے اس لئے اب ان کی طرف سے فوری کوئی خطرہ نہیں۔ گڑ۔ شو۔۔۔ دوشا تم نے واقعی کارنامہ سرانجام دیا ہے اور دھنڈا ل۔۔۔ منوہر کی حالت دیکھنے والی تھی۔ مسرت کی زیادتی سے اس سے صحیح طریقے سے بات بھی نہ ہو پا رہی تھی۔

”دوشا نے واقعی کارنامہ سرانجام دیا ہے جیف در نہ یہ خطرناک لوگ آسانی سے ہمارے اڈے پر قبضہ کر لیتے اور ہم کچے ہوئے پھلوں کی طرح ان کی جھولی میں جا گرتے۔ کور نے کہا۔ اس کے لمحے میں بھی مسرت کی جھلکیاں موجزنہ تھیں۔

”ہاں۔ لیکن یہ بتاؤ کہ انہیں ہمارے اس خفیہ اڈے کا کیسے علم ہو گیا کہ وہ سیدھے اس پر حملہ دوڑے۔۔۔ منوہر نے سنجیدہ لمحے میں کہا۔

”ہاں اس اڈے کی منتقلی میرے اور میرے ساتھیوں کے علاوہ صرف کمرل ونگرام کو علم تھا کیونکہ وہ ملٹری کا چیف تھا۔ اسے سرکاری

اسے میں سلطنت حاصل کی جا سکتی ہیں۔ گڈ شو۔ تم واقعی زمین آدمی ہو،
منوہرنے اہلیات میں سرکھاتے ہوئے کہا اور پھر تیزی سے قدم بڑھاتا
اس طرف کو بڑھ گیا جہاں سے سیڑھیاں نیچے جہ خالے میں باقی تھیں
جہاں ناربر سیل تھا۔ کور واور دو شاہی اس کے پیچھے تھے۔

خوہر رہتا یا گیا تھا اور تو کوئی نہ جانتا تھا۔ کورونے جواب دیا۔
"اوہ اوہ۔۔۔ تو اڑے کی مشتعل انہیں کر تل درگھرام سے معلوم ہوا
ہو نہ۔ اب بات کچھ میں آ رہی ہے۔ انہوں نے پولیس بجو کی پر قبضہ
کر کے وہاں سے جیپ اور یونیفارمز اس لئے حاصل کیں کہ پولیس
یونیفارمز کی وجہ سے انہیں شہر میں روکا نہ جاسکے گا۔ اس طرح وہ آسانی
سے اڑے تک پہنچ گئے۔ منوہرنے کہا اور کورونے بھی اہلیات میں سرکھاتے
تھوڑی دیر بعد جیپ اڑے کے پھانگ پر پہنچ کر رک گئی۔ کورونے پیچھے
اڑ کر کال ہیل کا بلن پریس کیا تو چھوٹا پھانگ کھلا اور دو شاہی چہرہ نظر آیا۔

"آپ آگئے باس میں پھانگ کھول ہوں۔" دو شاہی باہر بھاگتے
ہوئے کہا اور پھر پیچھے ہٹ گیا۔ چھ لمحوں بعد بڑا پھانگ کھل گیا اور
کورونے جو اس دوران دو بارہ ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ چکا تھا جیپ آگے
بڑھادی۔ پورچ میں ایک پولیس جیپ موجود تھی۔ اس کے قریب جا کر
کورونے جیپ روکی تو منوہر پھلانگ لگا کر پیچھے اتر آیا۔

"کہاں ہیں وہ لوگ؟" منوہرنے چیخ کر پھانگ بند کر کے واپس
آتے ہوئے دو شاہی سے پوچھا۔

میں نے انہیں اٹھا کر ناربر سیل میں پہنچا دیا ہے اور ذمہ داروں سے بھی
بکڑ دیا ہے میرا خیال تھا کہ شاید آپ ان سے حرمت پسندوں کے اڈوں کے
بارے میں پوچھ کر رہ گئے۔" دو شاہی قہقہہ آتے ہوئے جواب
دیا۔

"اوہ ہاں وری گڈ واقعی اس سے ان حرمت پسندوں کے اڈوں کے

اند رگھو۔ یہاں تین اور افراد موجود تھے۔ سائیلنسر لگے ریوالتوں کی وجہ سے چند لمحوں میں ان کا خاتمہ کرویا گیا اور پھر پچانک کھول کر جیب کو اندر لے آیا گیا۔ انہوں نے ساری عمارت گھوم ڈالی لیکن ان چار افراد کے علاوہ اور کوئی آدمی وہاں نظر نہ آیا اور پھر وہ ایک بڑے کمرے میں اکٹھے ہوئے ہی تھے کہ پچانک کمرے کی چست سے سرخ روشنی ان پہنچی اور اس کے ساتھ ہی عمران کا ذہن تاریک ہو گیا۔ اور اب اسے اس حالت میں ہوش آیا تھا اس کا صاف مطلب تھا کہ وہ اب ہری طرح بھٹس چکے تھے۔ لیکن عمران کو کم از کم یہ اطمینان ضرور تھا کہ انہیں فوری طور پر ہلاک نہیں کیا گیا اور ہوش میں لانے کا بھی تلفف کیا گیا ہے اور منوہر کے ہاتھ میں گولے کی موجودگی بتا رہی تھی کہ وہ ان پر نقد دکر کے پوچھ گچھ کرنا چاہتا ہے اور شاید اسے سب کے ہوش میں آنے کا انتظار تھا اس لئے وہ عمران کو ہوش میں دیکھنے کے باوجود خاموش کھڑا تھا۔ دونوں ہاتھ اتر چکی ہوئی زنجیروں میں جکڑے ہوئے تھے اور دونوں پیروں کے گرد بھی زنجیریں موجود تھیں عمران نے موقع فہیت جانا اور سراٹھا کر اس نے ہاتھوں کے گرد موجود فولادی کڑوں کو محنت سے جکڑے ہوئے تھے زنجیر اوپر دیوار میں نصب فولادی کڑوں میں جا کر ختم ہو رہی تھی۔

کیا دیکھ رہے ہو۔ کیا تم سمجھتے ہو کہ تم ان زنجیروں سے آزاد ہو سکو گے۔۔۔ اسی لمحے منوہر کی آواز سنائی دی اور عمران نے چونک کر اس کی طرف دیکھا۔

درو کی ایک تیز لہر جسم میں دوڑتے ہی عمران کے تاریک ذہن میں روشنی پھیلنے لگی اور عمران نے آنکھیں کھول دیں۔ دوسرے لمحے اس کے ہوش بھج گئے۔ کیونکہ ایک لمحے میں وہ ساری صورت حال کو بھانپ گیا تھا۔ اس کا جسم دیوار کے ساتھ فولادی زنجیروں میں تکیڑا ہوا تھا اس کے ساتھ ہی قطار کی صورت میں اس کے ساتھی بھی اسی حالت میں موجود تھے۔ اور ایک نوجوان اس کے ساتھیوں کو انگشت لگاتے میں مصروف تھا جب کہ سلسلے منوہر ہاتھ میں ایک گولہ اٹھانے بڑے جاہز انداز میں کھڑا تھا اس کے ساتھ ایک اور آدمی تھا اور عمران کے ذہن میں بے ہوش ہونے سے پہلے کے سارے واقعات بے اختیار گھوم گئے۔ پولیس جیب میں وہ آسانی سے لڑے تک پہنچ گئے تھے۔ رستے میں کسی نے انہیں نہ روکا تھا۔ کال بیل کے جواب میں ایک آدمی نے بھانک کھولا تو عمران اسے دھکیلتا ہوا اندر داخل ہوا۔ اس کے پیچھے اس کے ساتھی بھی

۲۳

میں تو یہ دیکھ رہا ہوں کہ جہاں حریت پسندوں نے ایسے الٹے
خطرناک انتظامات رکھے ہیں اور پولیس کو اس کی خبر تک نہیں۔۔۔ عموماً
نے منہ بناتے ہوئے کہا اور منوہر بے اختیار قہقہہ مار کر ہنس پڑا۔
"ہست خوب۔۔۔ تو تم کچھ رہے ہو کہ ہمیں ابھی تک جہاد
اصلیت کا علم نہیں ہو سکا۔ ہم اس جگہ کی جگہ لگا کر آئے ہیں جہاں سے
نے یہ یوٹیا دروازہ اور پولیس جیپ حاصل کی ہے اس لئے اب اس ڈرامے
جاری رکھنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔" منوہر نے بڑے طنزیہ
میں کہا۔

"باس واقعی اگر ہمیں راستے میں پولیس کھنڈر ملتا اور ہم اس جگہ
نہ جاتے تو یہ لوگ یقیناً ہمیں پکڑ دے دیتے۔" منوہر کے۔
کھڑے ہوئے اس آدمی نے کہا اور عمران نے بے اختیار طویل سانس
اب اسے کچھ اتنی تھی کہ یہ لوگ اتنی جلدی اس جگہ کی تک کیسے پہنچ
تھیں۔

"جہاد! باس کون ہے۔۔۔ منوہر نے سب کی طرف دیکھتے ہو
کہا۔

"جو جہاں شکل سے سب سے زیادہ احمق نظر آ رہا ہو وہی باس ہے
تم بھی باس ہو اس لئے مجھے یقین ہے کہ تم جلدی پہچان لو گے۔"
عمران نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

ہو نہ ہو تم ہی کو اس کر رہے ہو، اس لئے تم ان کے لیڈر ہو۔
منوہر نے فحش لہجے میں کہا اور عمران اس کا فقرہ سن کر بے اختیار

دبا کیونکہ منوہر نے اس بار لفظ باس کی بجائے لیڈر استعمال کیا تھا۔
"مجھ۔۔۔ ایک اور پہچان بتا دی ہے تم نے باس یا لیڈر کی۔ لیکن
تم شاید باس کی اصل پہچان نہ جانتے ہو گے وہ میں بتا دوں کہ باس وہی
ہوتا ہے جو مرنے کے بعد زندہ ہو جاتا ہے۔" عمران نے کہا اور منوہر
بے اختیار چونک پڑا اور پھر ہنسنے لگا۔

"باس۔۔۔ تم نے درست کہا ہے۔ واقعی میں مرنے کے بعد زندہ ہوا
ہوں۔ تم مجھے مردہ سمجھ کر غار میں چھوڑ آئے تھے لیکن میں جب تک جہاد
خاتمہ نہ کر لیتا میں کیسے مر سکتا تھا۔ اور یہ بھی سن لو کہ میں نے جہاں
زندہ صرف اس لئے رکھا ہے کہ تم اب مجھے حریت پسندوں کے ان اڈوں
اور ان لوگوں کے بارے میں پوری تفصیلات بتاؤ گے جنہوں نے جہاں
جہاں پناہ دی ہے۔ اور یہ بھی سن لو کہ اس نامہ رسیل میں پتہ بھی بولنے
پر مجبور ہو جاتے ہیں۔ اگر یقین نہ آئے تو فرش پر موجود خون کے دھبوں کو
دیکھ لو۔ یہ جہاں سب کہانی بتا دیں گے۔" منوہر نے بڑے فخریہ
لہجے میں کہا۔

"سیری جہاںے اگر تم یہ بات کر عل درگاز م سے پوچھتے تو زیادہ بہتر تھا
جو اس وقت جہاد سے چیف سینئر کے پاس پتہ جہاد کی کارکردگی کی
تفصیلات بتا رہا ہو گا۔" عمران نے جان بوجھ کر اسے ایک دوسری
دلو دکھاتے ہوئے کہا۔ اس کے ذہن میں لپٹے آپ کو آزاد کرنے کا ایک
طریقہ آیا تھا اور وہ اس کے لئے وقت چاہتا تھا۔

مجھے جکر دینے کی ضرورت نہیں ہے میرا نام منوہر ہے۔ مجھے تسلیم ہے

کہ تم لوگ میری توقع سے کہیں زیادہ ہوشیار۔ تیز اور عیار ثابت ہوئے ہو، لیکن بہر حال تم میرے ہاتھوں سے زندہ بچ کر نہ جا سکتے تھے۔ منوہر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”میں تمہارے سب سوالوں کے جواب دینے کے لئے عیار ہوں۔ جسے حرمت پسندوں کے سارے اذوں اور سب افراد کے نام دیتے تفصیل سے بتا سکتا ہوں، لیکن شرط یہ ہے کہ تم مجھے یہ بتاؤ کہ بلیک ہائونڈز کا ہیڈ کوارٹر کہاں ہے اور اس کا محل وقوع کیا ہے۔“ عمران نے اس بار انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”کیا تم وعدہ کرتے ہو کہ واقعی سب کچھ بتا دو گے۔“ منوہر نے چونک کر پوچھا۔

”بالکل وعدہ۔“ عمران نے جواب دیا۔

”تو سنو بلیک ہائونڈز کا ہیڈ کوارٹر دگام میں ہے۔“ میٹن اس کا چیف ہے اور بس اس سے زیادہ اور کوئی کچھ نہیں جانتا۔ چیف سے ہماری بات چیت ایک خصوصی ٹرانسمیٹر پر ہوتی ہے۔ وہی ٹرانسمیٹر جسے تم غدار کی دیوار کے پاس بھجواتے تھے۔ مگر اگر کبھی چیف نے میٹنگ کرنی ہو تو وہ کسی بھی سیکشن ہیڈ کوارٹر میں خود پہنچ کر میٹنگ کر لیتا ہے۔“ منوہر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”مگر اس کا مطلب ہے کہ اصل اہمیت ہیڈ کوارٹر کی نہیں ہے بلکہ سیکشن ہیڈ کوارٹر کی ہے اور تمہارے کہنے کے مطابق تو یہ بھی دگام میں

ہی ہوں گے لیکن میری اطلاع کے مطابق چہارہ سیکشن ہیڈ کوارٹر راہولی میں ہونا چاہئے۔“ عمران نے کہا۔

”جہیں جس نے بھی اطلاع دی ہے اس نے کسی حد تک درست اطلاع دی ہے۔“ ہٹلے میرا سیکشن ہیڈ کوارٹر اس مہارت میں ہی تھا۔ کیونکہ بلیک ہائونڈز کے قیام کے وقت وادی کو چاروں زونوں میں تقسیم کر کے ایک ایک زون ایک ایک سیکشن کے ذمے لگا دیا گیا تھا اور سیکشن فور کے ذمے پانچ زون لگا تھا اس کا مرکز راہولی ہی تھا اس لئے میں نے سیکشن ہیڈ کوارٹر یہاں بنایا تھا۔ لیکن پھر اس تقسیم کو ختم کر دیا گیا اور ہر سیکشن کے ذمے مختلف کام لگا دیئے گئے اور پوری وادی ان کی ریتج میں دے دی گئی اور تمام سیکشنز ہیڈ کوارٹر دگام میں شفٹ کر دیئے گئے۔“ منوہر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”تو یہ بات ہے۔“ ٹھیک ہے اب بات سمجھ میں آگئی ہے۔ لیکن کیا تم تفصیل بتاؤ گے کہ بلیک ہائونڈز کے چاروں سیکشنز کے ذمے کیا کیا کام لگائے گئے ہیں۔“ عمران نے کہا۔

”ہاں۔ اب بہت باتیں بوجھلی ہیں تم نے۔ اب تم مجھے یہ بتاؤ کہ حرمت پسندوں کے اڈے کہاں کہاں ہیں۔“ منوہر نے مصلیٰ لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ہاتھ میں بکڑے ہوئے کوڑے کو فضا میں جھٹکا دے کر اس سے شراب کی خوشنک آواز پیدا کی۔ اور عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

”تم سیکشن فور کے چیف ہو لیکن تمہارا انداز بالکل بھول جیسا ہے۔“

محبوب کے آثار نمودار ہو گئے تھے۔

”کیا بکواس ہے۔ کورو مجھے جانتا ہے۔ تم اسے چکر نہیں دے سکتے۔“
منوہر نے غصے سے بھرے ہوئے گلے میں کہا۔

”ہاں میک اپ مشین موجود ہے اور کورو اس کا استعمال بھی جانتا ہے ابھی اسلیٹ سامنے آجائے گی۔“ عمران نے ٹھنکت سرو لگے میں کہا اور دوسرے گلے کورو نے ٹھنکت ہاتھ میں پکڑے ہوئے ربو الور کا رخ منوہر کی طرف کر دیا۔

”سواری پاس اب مجھے چیلنج کرنی ہوگی۔ اس کی جیب سے آپ کے خصوصی کارڈ کا برآمد ہونا اور آپ کے پہلے بچے سے اس کا ذکر نہ کرنا یہ سب مشکوک ہے۔“ کورو نے تیز لگے میں کہا۔

”کیا کیا کیا تم مجھ پر شک کر رہے ہو۔ مجھ پر۔“
منوہر نے پیچھے پیچھے ہونے غصے سے چیخ کر کہا اور دوسرے گلے اس کا کوزے والا ہاتھ بھلی کی سی تیزی سے حرکت میں آیا اور تہہ نہانہ کورو کی پیٹ سے گونج اٹھا۔ منوہر نے واقعی انتہائی مہارت سے کوزا کورو کے اس ہاتھ پر مارا تھا جس میں اس نے ربو الور پکڑا ہوا تھا اور ربو الور اس کے ہاتھ سے نکل کر ایک طرف جا گرا اور کورو ابھی ضرب کھا کر سنبھلا بھی نہ تھا کہ منوہر نے اس طرف چھلانگ لگا دی بعد میں ربو الور بڑا ہوا تھا اور ربو الور اس کے ہاتھ سے نکل کر ایک طرف جا کر اگر اس سے پہلے کہ وہ ربو الور اٹھانے کورو نے بھی اس پر چھلانگ لگا دی اور وہ ایک دوسرے سے ٹکرا کر نیچے

کیا جہاد خیال ہے کہ ہم کوروں سے ڈر کر جہیں سب کچھ بتا دیں منوہر ہم یہاں ایک بنام مقصد کی وجہ سے آئے ہیں اور اگر مقصد کو واقعی جانتا چاہتے ہو تو پھر میری جیب میں سے وہ کارڈ نکال کی میں نے اب تک اپنی جان سے بھی زیادہ حفاظت کی ہے۔ گھبر میرے ہاتھ بندھے ہوئے ہیں۔ میں جہاد کچھ بھی نہیں بگاڑ سکتا۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

کارڈ کی نشا کارڈ۔ کورو جا کر اس کی تلاش لو۔“ منوہر نے چو کہا اور منوہر کے ساتھ کوزا ہوا قومی تیزی سے عمران کی طرف بڑھا اسی طرح اطمینان سے کھڑا رہا۔ کورو نے عمران کے پاس کی تا شروع کر دی اور چند لمحوں بعد وہ واقعی اس کی جیب سے کارڈ برآ میں کامیاب ہو گیا مگر کارڈ دیکھتے ہی کورو بے اختیار اچھل پڑا۔
”پاس یہ تو آپ کا کارڈ ہے۔ یہ اس کی جیب میں کیسے آگیا۔“
نے کارڈ لے کر واپس مڑتے ہوئے کہا۔

”اوہ مجھے اسے چیک کرنے کا خیال ہی نہ آیا تھا۔ اس نے پتہ اس وقت میری جیب سے نکالا ہو گا جب یہ مجھے مردہ سمجھ کر غار میں آئے تھے۔“ منوہر نے جلدی سے آگے بڑھ کر کورو کے ہاتھ چھینتے ہوئے کہا۔

اب کورو احمق بھی نہیں ہے کہ وہ اصلی اور نقلی پاکیشٹانی میں پہچان نہ کر سکے۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور اختیار تیزی سے منوہر کی طرف مڑا۔ اس کے چہرے پر لاشعور

تم۔ تم۔ کیا تم واقعی؟ کور نے بری طرح ہلچتے ہوئے غور
 سے عمران کو دیکھتے ہوئے کہا۔ اس کا پہرہ مٹا کر ہی طرح سر پہنا ہوا تھا۔
 گھبرانے کی ضرورت نہیں ہے کور۔ ہا کر میک اپ واشر نے آؤ اور
 دونوں کے چہرے واش کر کے دیکھ لو۔ ابھی اصلیت جہارے سامنے
 سامنے گی۔ عمران نے کہا اور کور دھڑلے ہوت جتنا ہوا کھڑا رہا
 ہر تیزی سے مڑا۔ بیرونی دروازے کی طرف دوڑتا چلا گیا۔

یہ۔ یہ کیا بکیر چلا دیا ہے تم نے۔ اس کا کیا فائدہ ہو گا؟ کور
 کے باہر ہاتھ ہی تنور نے حیرت جبرے لچے میں کہا۔

بکیر چلائے بغیر جہاں سے ہماری رو میں ہی نکل سکتی تھیں، لیکن تم
 ب خاموش رہو گے۔ عمران نے جواب دیا اور بعد لہجوں بعد کور
 دوڑتا ہوا واپس آیا تو اس کے ہاتھ میں ایک جدید ترین میک اپ واشر
 جو تھا۔

چلے میرا چہرہ چیک کر دو۔ عمران نے کہا اور کور دھڑلے سر ہلاتا ہوا
 ران کی طرف بڑھا۔ اس نے مشین کو نیچے زمین پر رکھا اور اس کے
 اٹھ شسلک کنٹوپ عمران کے سر پر چھاننے کے لئے اس کے سامنے کھڑا
 ابھی تھا کہ ٹیخت عمران نے سر کو جھٹکا دے کر پوری قوت سے اس کی
 لہر دے مارا۔ کور کے حلق سے چیخ نکلی اور وہ ضرب کھا کر بے اختیار
 شت کے بل نیچے گرا ہی تھا کہ اس کے حلق سے چلے سے بھی زیادہ
 ہناک چیخ نکلی اور اس کے ساتھ بلیٹ کر وہ ہلو کے بل گرا اور چند
 بج تھپنے کے بعد ساکت ہو گیا۔

گرے اور پھر اس ربو الور کے حصول کے لئے ان دونوں کے درمیان
 خوفناک جدوجہد شروع ہو گئی اور وہ آدمی جس نے عمران اور اس
 ساتھیوں کو انجکشن لگائے تھے، ایک طرف خاموش کھڑا انتہائی حق
 بھرے انداز میں یہ سب کچھ ہوتا دیکھ رہا تھا۔ اس کا انداز ایسا تھا
 اسے سمجھ نہ آ رہا ہو کہ وہ کس کا ساتھ دے لیکن اسی لمحے دھماکا ہوا اور
 کے ساتھ ہی کمرہ اس آدمی کی چیخ سے گونج اٹھا۔ جدوجہد کے دور
 ربو الور چل گیا تھا اور گوئی اس آدمی کے سینے میں جا لگی تھی۔ اس دھما
 اور چیخ نے منوہر اور کور دونوں پر مختلف رد عمل کیا اور وہ دونوں ہی
 اختیار اچھل کر علیحدہ علیحدہ ہو گئے۔ دونوں ہی بری طرح ہانپ رہے
 ربو الور پھلنے کی وجہ سے جو چانک جھٹکا لگا تھا اس کی وجہ ربو الور ان
 ہاتھوں سے نکل کر ایک کونے میں جا کر اٹھا۔

تم۔ جہاں یہ ہرات کہ تم منوہر کے منہ آؤ۔ منوہر نے
 چپکے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے انتہائی ماہر انداز میں کور
 جھٹکا لگا دی لیکن کور نے بجلی کی سی تیزی سے ایک طرف گھبرا اور منہ
 اسی طرح جھٹکا ہوا سیو حاسانی کی دیوار سے ایک دھماکے سے جا ٹکرایا
 دوسرے لمحے الٹ کر نیچے گرا۔ اس نے اٹھنے کی کوشش کی ہی تھی
 کور نے بجلی کی سی تیزی سے آگے بڑھ کر اس کی گتہ پیر بوٹ کی نوا
 اور منوہر جھٹکا ہوا ایک جھٹکے سے ساکت ہو گیا۔

گلا خور کور۔ تم نے واقعی سیکشن فور کی لاج رکھ لی ہے۔
 عمران نے مسرت جبرے لچے میں کہا۔

سے مجھے اندازہ ہو گیا کہ اس کارڈ کے بارے میں منوہر نے اسے
 کچھ نہیں بتایا۔ چنانچہ اس سے میں نے فائدہ اٹھانے کی پلاننگ کی۔
 ہر کی فطرت کو کسی حد تک میں سمجھنے لگا تھا۔ اس لئے میری پلاننگ
 کا ایک کامیاب ہو گئی اور وہ آپس میں لٹھ پڑے۔ پھر حالات خود بخود
 چلتے۔ ان کا ایک آدمی ان کے ہاتھوں ہلاک ہو گیا اور منوہر بے ہوش
 لیا۔ اس کے بعد میں نے میک اپ ڈاشر منگوایا۔ اس وقت میرے
 دل میں یہ پلاننگ تھی کہ اگر زبردست ٹامپ میک اپ ڈاشر ہوا تو اس
 موجود کسی سے فائدہ اٹھاؤں گا۔ لیکن یہ دوسری ساخت کا میک اپ
 تھا۔ چنانچہ میں نے فوراً ہی پلاننگ بدل دی اور دی ترکیب استعمال
 نے کے بارے میں سوچا جو اس سے پہلے میں منوہر کے ساتھ استعمال
 چاہتا تھا کہ اسے گھٹنے کی ضرب سے اوپر اچھالوں اور دونوں ہاتھوں
 اس کے سر پر ضرب لگاؤں یا اس کی گردن پکڑ لوں۔ اس لئے میں نے
 اسے اپنا میک اپ چیک کرنے کے لئے کہا کیونکہ اگر وہ پہلے منوہر کا
 میک اپ چیک کر لیتا تو ظاہر ہے ساری گیم ہی ختم ہو جاتی۔ پھر جب اس
 میک اپ چیک کرنے کے لئے مشین نیچے رکھی اور جس انداز میں وہ
 دپ لے کر میرے سامنے آیا۔ میں نے مشین کی جگہ اور اس کے انداز
 دیکھتے ہوئے پلاننگ بدل دی اور اسے سر کی ضرب لگا کر اس مشین پر
 اسے کی پلاننگ کی اور اب دیکھو نتیجہ جہاں سے سامنے ہے۔۔۔ حمران
 نے مجھے کیوں پوری تفصیل بتادی۔

واقعی جہادی قیامت تک پہنچنا میرے بس کی بات نہیں ہے۔۔۔

یہ۔۔۔ یہ سب کیسے ہو گیا۔ کیا تم واقعی جاو گرو ہو۔۔۔ حمران نے
 انتہائی حیرت میرے لئے میں کہا۔

اس میں جاو گری دلی کون سی بات ہے حمران۔ حمران صاحب نے
 واقعی انتہائی قیامت سے پلاننگ بنائی ہے۔ تم نے دیکھا نہیں کہ میک
 اپ ڈاشر مغضین پر دو منزل سیدھے گئے ہوئے ہیں۔ جب کہ وہ پشت کے
 بل ان پر گرے تو اس کا یہی حشر ہوا تھا جو سامنے نظر آ رہا ہے۔۔۔ صفر
 نے کہا اور حمران مسکرا دیا۔

حیرت ہے۔ کیا تمہیں یقین تھا کہ وہ مغضین رکھے گا اور اس طرح اس
 پر گرے گا۔۔۔ حمران نے کہا۔

پلاننگ کبھی حقیقی نہیں ہوتی۔ اندازوں پر اس کی بنیادیں قائم کی
 جاتی ہیں۔ اور جو کچھ ہوا ہے۔ اس کی پلاننگ میں نے اس طرح کی تھی
 بلکہ حالات کے ساتھ ساتھ اسے بدلاتا تھا۔ پہلے میں صرف وقت حاصل کرنا
 چاہتا تھا اس لئے میں نے منوہر کو باتوں میں لٹھانے کی کوشش کی پھر میں
 نے پلاننگ کی کہ کسی طرح منوہر میرے قریب آئے تو میں گھٹنے کی
 ضرب لگا کر اسے اچھال کر اس کا سر اپنے ہاتھوں تک پہنچانا چاہتا تھا تاکہ
 دونوں ہاتھوں میں اس کی گردن پکڑ کر اسے ختم کرنے کی دھمکی دے کر
 کورہ اور اس کے ساتھی کو اپنی نہایت پر مجبور کر سکوں۔ لیکن جب منوہر نے
 اپنی بجائے کورہ کو میری تلاش کے لئے بھیج دیا تو میں نے یہ پلاننگ بدل
 دی کیونکہ کورہ کو اس طرح پکڑنے سے منوہر پر کوئی اثر نہ پڑتا۔ پھر جب
 کورہ کے کارڈ لگا اور اس کے چہرے اور گھٹے میں جو حیرت میں نے محسوس

حقور نے کھلے دل سے اعتراف کرتے ہوئے کہا اور عمران مسکرا دیا۔
 "عمران صاحب ان دونوں کو یا ان میں کسی کو بھی کسی وقت
 سنا ہے اور ہم اسی طرح بے بس کھڑے ہیں۔" صفدر نے کہا۔
 "اب سارے کام میں نے ہی کرتے ہیں۔ تم بھی کوئی چلانگ
 عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"جہاں آپ نے اس کام کو دیا ہے۔ اب یہ جھوٹا سا کام بھی تو
 کر دیں۔" صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا اور عمران بے اختیار ہنس
 واقعی یہ جھوٹا سا کام ہے۔ تم نے ٹھیک کہا ہے۔" عرا
 ضیع ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ایک ہاتھ کو اوپر اٹھا کر
 کو پکڑا اور دوسرے لمحے اس کا جسم اس زنجیر کے سپارے اوپر کو
 گیا جہاں تک جیروں میں موجود زنجیروں نے اجازت دی۔ اس کا
 کو اٹھا، لیکن اب اس کے دوسرے ہاتھ کی زنجیر خاصی نیچے تک لٹکا
 تھی اور عمران نے اپنے ہاتھ کو سوزا اور اس کی انگلیاں تیزی سے اس
 پر حرکت کرنے لگیں جو اس کی کلائی میں دھوست تھا۔ جسم کے
 اٹھ جانے کی وجہ سے اب وہ بے سب کچھ آسانی سے کر سکتا تھا۔ اور وہ
 لمحے کھاک کی آواز کے ساتھ ہی کوا کھل گیا اور عمران کا ایک ہاتھ ز
 گرفت سے آزاد ہو چکا تھا اسکے ساتھ ہی عمران ایک جھٹکے سے نیچے
 زمین پر کھڑا ہوا اور اس کا آزاد ہاتھ تیزی سے دوسرے ہاتھ کے کو
 طرف لپکا اور چند لمحوں بعد دوسرا کوا بھی کھل چکا تھا۔ دوسرے لمحے
 نے جھٹک کر جیروں کے کڑے بھی کھول دیئے۔

"تو اب یہ جھوٹا سا کام جہارے ساتھ بھی کروں تاکہ تم یہ جھوٹا

باقی ساتھیوں کے ساتھ کر سکو۔" عمران نے آزاد ہوتے ہی ساتھ
 کڑے صفدر کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

"آپ کے لئے واقعی یہ جھوٹا سا کام تھا۔" صفدر نے مسکراتے
 ہوئے جواب دیا اور عمران ہنس پڑا۔ چند لمحوں بعد عمران نے صفدر کو
 زنجیروں سے آزادی دلائی اور پھر وہ مرکز اس کو سننے کی طرف گیا جہاں
 وہ ریوالور بڑا ہوا تھا جسے حاصل کرنے کے لئے منوہر اور کو دے درمیان
 لٹمکش ہوتی رہی تھی۔ اس نے ریوالور اٹھایا اور تیزی سے بیرونی
 دروازے کی طرف لپک گیا۔ مگر اس سے پہلے ہی وہاں موجود سب افراد
 کو ہلاک کر چکے تھے لیکن جس طرح انہیں بے ہوش کیا گیا تھا اس سے
 عمران بچ گیا تھا کہ اس کے نیچے جسے ٹھانے ہیں اور وہاں بیٹھنا کچھ افراد
 موجود ہو سکتے ہیں۔ باہر آکر وہ مختلف کدوں میں گھومتا رہا اور ہر ایک
 کدے میں اسے فرش کا ایک حصہ کسی صندوق کے دھکن کی طرح اٹھا ہوا
 نظر آیا تو وہ اس کی طرف بڑھ گیا۔ پہلے ہی بند تھا۔ لیکن نیچے سے کوئی نور آیا
 ما۔ عمران ریوالور ہاتھ میں پکڑے سیڑھیاں اڑتا ہوا نیچے پہنچا تو وہ ایک
 کدے سے کمرے میں موجود تھا۔ وہاں مشینری موجود تھی جین آوی کوئی
 تھا۔ عمران نے مشینری کو ایک نظر دیکھا اور دوسرے لمحے اس کے
 ریوالور نے گولیاں اگنی شروع کر دیں اور مشینری دھماکوں سے پھٹنی
 بڑھ ہو گئی جب ریوالور خالی ہو گیا تو عمران نے اسے وہیں پھینکا اور پھر
 اہم مرکز وہ سیڑھیاں چڑھا ہوا اور پہنچ گیا۔ اس کے سب ساتھی آزاد ہو
 چکے تھے اور ان کی جگہ منوہر اور کو زنجیروں سے بکڑے ہوئے نظر آ رہے

تھے۔

”گھڑی تم نے انہیں اب صحیح جگہ پر فلکس کر دیا ہے۔“ مرزا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”ہم جہاز انتظار کر رہے تھے ورنہ میں اب تک ان کی کھال اوجھا رہا ہوتا۔“ تنویر نے منہ ہلاتے ہوئے کہا۔

”ہاں یہ کام کرنے میں تم واقعی جہاز کا درجہ رکھتے ہو۔“ مرزا نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

”باہر کی کیا صورت حال ہے عمران صاحب۔“ صدر نے شاید موضوع بدلنے کیلئے فوراً ہی بات کرنی۔

”اس سکون ہے۔ نیچے ایک تہہ خانہ ہے جس میں جدید مشینری فیلڈ تھی اور یہ فیلڈ جتنی اسی تہہ خانے میں موجود تھا۔ اس نے ہمیں سے ہمیں بے ہوش کیا تھا ہر حال میں نے تنویر والے ہاتھ دکھائے ہیں اور مشینری کی کھال اوجھ چکی ہے۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

”کیا ضرورت تھی اس کی۔“ غالی مشینری نے ہمارا کیا بگاڑ لینا تھا۔ تنویر نے اسی طرح بگڑے ہوئے لہجے میں کہا۔

”اب جتنی جہاز اور موزوں مخصوص کام کرنے کیلئے صحیح طور پر بگاڑ چکا ہو گا اس لئے کوڑا اٹھاؤ اور اس منوہر کی کھال انکار شروع کرو۔“ عمران نے اس بار سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”اور کیا واقعی۔“ تنویر نے نیگت خوش ہوتے ہوئے کہا۔

”ہاں۔۔۔ ہم نے اس سے بلیک ہاؤنڈز کے بارے میں تفصیلی

ت حاصل کرنی ہے اس لئے اب تک ساری بھاگ دوڑ کی گئی ہے غور تم جہاں سے میک اپ باکس تلاش کرو اور منوہر کا میک اپ پر کوئی۔ کوڑا میک اپ صدیقی کرے گا۔ البتہ ان پولیس اہلکار کا کام اب ختم ہو گیا ہے۔ انہیں انار دو۔“ عمران نے کہا اور اس کے ساتھی سر ملاتے ہوئے تیزی سے مرکز دروازے کی طرف گئے۔

جواب۔۔۔ اگر آپ مناسب سمجھیں تو میں اس منوہر سے ساری جلات اٹھواؤں آپ یقین کریں کہ میں زیادہ وقت نہیں لوں گا۔

ایک طرف کھڑے حسن نے کہا اور عمران اور تنویر دونوں چونک کر اس کی طرف دیکھنے لگے۔

”کیا تم اس پر کوڑے برسانا چاہتے ہو۔“ عمران نے کہا۔ وہ واقعی سمجھا تھا کہ فطری نفرت کی وجہ سے وہ تنویر کی بجائے یہ کام خود کرنا چاہتا ہے۔

”اس کی ضرورت نہ پڑے گی۔ ویسے یہ بلیک ہاؤنڈز سے متعلق لوگ اتنی سخت جان واقع ہوئے ہیں ہمیں اس کا تجربہ ہے ان کی بلیاں کیوں اڑی جائیں یہ زبان نہیں کھولتے۔ ہم نے بھی ان کے دو آدمی بگاڑے اور ان پر بے پناہ تشدد کیا گیا لیکن انہوں نے زبان نہ کھولی تو پھر ان پر بے طریقہ استعمال کیا گیا اور انہوں نے آسانی سے زبان کھول دی۔“

جتنی جہاں کا قدیم ترین طریقہ ہے۔ حسن نے جواب دیا۔

”عقرب طریقہ۔“ وہ کیا ہوتا ہے عقرب تو بچھو کو کہتے ہیں کیا تم اس

ہلک رہا تھا جیسے کسی نے اس کی آنکھ میں سرخ رنگ پھیر دیا ہو۔ اور اس کی آنکھ سے تیزی سے ٹپکنے لگ گیا تھا اور کورو مسلسل اپنی آنکھ پب رہا تھا۔

”ہٹاؤ۔۔۔ ورنہ اس بار میں ہتھے نہ ہوں گا۔“ حسن نے تیز لہجے کہا۔

”یہاں اڈے پر ہم چھ افراد تھے میرے علاوہ سب ہلاک ہو چکے ہیں۔ یہاں ہمارے نمبر ہیں۔“ کورو نے اچھائی خوفزدہ لہجے میں کہا۔

”سب نمبروں کے بارے میں تفصیل بتاؤ۔ ورنہ۔“ حسن نے آگے بڑھتے ہوئے کہا۔

”رک جاؤ۔۔۔ خدا کیلئے رک جاؤ۔۔۔ میں اسے برواشت نہیں سکتا۔“ رک جاؤ میں سب کچھ بتا دیتا ہوں یہ تو موت سے بھی بدتر زاب ہے۔“ کورو نے گھٹکیا تے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس

نمبروں کے بارے میں بتانا شروع کر دیا۔ حسن ان کے بارے میں ال کرتا رہا اور کورو اس طرح جواب دیتا رہا جیسے اس نے سب کچھ دینے کا تہیہ کر لیا ہو۔

”دیکھا بتاب آپ نے۔۔۔ یہ کسی طرح ہوا ہے۔ ورنہ آپ اس کی میاں اڑا دیجئے یہ تفصیل نہ بتاتا۔“ حسن نے بڑے فخریہ لہجے میں ران اور تنور کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

”واقعی تم نے کمال کر دیا ہے۔ میں سوچ بھی نہ سکتا تھا کہ اس طرح کسی کی زبان کھلاؤنی جاسکتا ہے لیکن اب مجھے معلوم ہو گیا ہے کہ یہ

کوہنموں کے ذہن گواڑے۔“ عمران نے حیرت بھرنے لگے ہیں اور نہیں بتاب یہ تو اس کا نام ہے۔ ویسے اصل طریقہ اور ہے

آپ اجازت دیں تو میں آپ کے سامنے اس کا مظاہرہ کروں۔“ نے شجہہ بازوں کے سے انداز میں کہا۔

”تم اس کو رو بہ طریقہ آزمایا ایسا نہ ہو کہ آزمائش تو ناقص کے نام منور ہے ہی ہاتھ دھو بیٹھیں۔“ عمران نے کہا اور حسن سر

کورو کی طرف بڑھ گیا۔ پہلے تو اس نے اس کے چہرے پر زور وار تھپکا تاکہ کورو ہوش میں آسکے۔ اور پھر جیسے ہی کورو ہوش میں آیا حسن

ایک ہاتھ اس کے سر پر رکھا اور دوسرے ہاتھ کی انگلیاں اس نے اس کی دائیں آنکھ کے اوپر اور نیچے حصے پر رکھیں اور اس کے ساتھ

کی انگلیوں نے مخصوص انداز میں حرکت کی تو کورو کے حلق سے اچھائی بھیا بگ جھنجھکی اور اس کا زنجیروں میں جکڑا ہوا جسم بری

پڑنے لگا۔

”بتا دیکھا کتنے افراد ہیں بلیک ہاؤنڈز کے۔“ حسن نے فراتے کہا۔ اس کے ساتھ اس کی انگلیاں مخصوص انداز میں حرکت کرتی رہ کرہ کورو کے حلق سے ٹپکنے والی مسلسل جھنجھوں سے گونجتے لگا۔

”بتاؤ ورنہ۔“ حسن نے انگلیوں کی حرکت روک دیکھتے ہوئے کہا۔

”بتا ہوں خدا کیلئے اپنا ہاتھ ہٹاؤ۔ میں بتاتا ہوں۔“ کورو نے اچھائی ہراساں لہجے میں کہا اور حسن

گیا۔ عمران نے دیکھا کہ اس کی دائیں آنکھ ٹائٹری طرح سرخ ہو

طریقہ سب سے آسان اور انتہائی نتیجہ خیز ہے۔ عمران نے طویل سانس لیچے ہوئے کہا۔

”یہ آخر طریقہ کیا ہے۔ سیری کچھ میں تو نہیں آیا۔۔۔ حقیر نے؟“

بجائے سانس میں کہا۔
”آنکھ کی رگوں کا تعلق براہ راست دماغ سے ہوتا ہے اور دماغ جس حصے سے ان کا تعلق ہوتا ہے وہیں انسانی حیات کا مرکز ہوتا ہے۔ انسانی جسم پر موجود اعصاب کو حرکت میں لانے کے احکامات بھی وہی حصہ دیتا ہے اور ان احکامات پر عمل کرنا حرام منکر کا کام ہوتا ہے۔ اعصاب کا عملی کنٹرول ہوتا ہے اگر ان رگوں کو جو آنکھ سے دماغ کی طرف جاتی ہیں مخصوص انداز میں رنگید جائے تو اس کے اثرات دماغ کے حصے پر انتہائی شدت سے پڑتے ہیں اور انسانی حیات اور انسانی اعصاب کا چونکہ مرکز بھی وہی حصہ ہوتا ہے۔ اس لئے اس کے اثرات انسان صرف جسم بلکہ روح تک قبول کرتی ہے اور۔۔۔ اثرات اس قدر محنت ہو ہیں کہ انسانی اعصاب اور حیات انہیں برداشت نہیں کر سکتے۔ عمران نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”کمال ہے۔ کیا تم انسانی ذہن کی سائنس جانتے ہو۔۔۔ حقیر حیرت بجائے سانس میں حسن سے مخاطب ہو کر کہا۔

”مجھے تو جانتا ہے۔ سب کچھ معلوم نہیں ہے۔ ہمارے اس علاقے قدیم زمانے سے انسانوں سے راز نگہ کرنے کیلئے اس طریقہ کو استعمال جاتا تھا اور اسے معرب طریقہ کہتے ہیں البتہ اسے باقاعدہ سیکھنا پڑتا۔

آدی اسے استعمال نہیں کر سکتا۔ حسن نے کہا۔
”نام تو اس کا صحیح رکھا گیا ہے۔ یوں سمجھو کہ ان رگوں کو مخصوص انداز دیکھنے میں سے انسانی ذہن کے اس حصے پر ایسا رد عمل ہوتا ہے جیسے کسی ہتھیار کے کانٹے سے انسانی اعصاب اثر قبول کرتا ہے لیکن چونکہ یہ اثر براہ راست دماغ کا اندرونی حصہ قبول کرتا ہے اس لئے یوں سمجھو کہ ہتھیار کا ڈھیر براہ راست انسانی دماغ کے اس حصے ابھرتا ہے اور انسانی اعصاب کے ساتھ ساتھ چونکہ انسانی حیات کا مرکز بھی وہیں ہوتا ہے اس لئے انسانی جسم پر اس کاری ایکشن ناقابل برداشت حد تک پڑتا ہے۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”اب آپ اجازت دیں تو اس منور پر بھی اسے آزمائیں۔“ حسن نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”نہیں اس پر یہ طریقہ میں آزمائوں گا۔“ عمران نے کہا اور آگے بڑھ کر اس نے بیٹے کو منور کا ٹکاک اور منہ دونوں ہاتھوں سے بند کر دیا۔
”چند لمحوں بعد جب منور کو ہوش آنے لگا تو عمران چیخے ہٹ گیا۔

”یہ۔۔۔ یہ۔۔۔ یہ سب کیا ہے۔۔۔ اود۔۔۔ اود۔۔۔ سب تم نے کیسے کر دیا۔“ منور نے ہوش میں آتے ہی اوجڑا کر دیکھتے ہوئے چیخ کر کہا۔

”یہ سب پلاننگ کا نتیجہ ہے اور اس کی تفصیل میں پہلے ہی طور کو بتا چکا ہوں۔ دوبارہ اسے دہرانے کا میرے پاس وقت نہیں ہے۔ اب تم مجھے بتاؤ کہ دماغ میں بالکل باؤنڈڈ کے سیکشن ہیڈ کو اور کہاں کہاں ہیں اور ان کی کیا تفصیلات ہیں۔“ عمران نے سپاٹ لیچے میں جواب دیتے

ہوئے کہا۔

”جہاد کیا خیال ہے کہ میں یہ سب کچھ بتا دوں گا۔“ منوہر نے مضحکہ اڑانے والے انداز میں جواب دیا۔

چلو تجربہ کر کے دیکھیں میں کیا عرض ہے۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور آگے بڑھ کر اس نے منوہر کے سر پر ہاتھ رکھا اور دوسرے ہاتھ کی انگلیاں موڈ کر اس نے انہیں حسن کے انداز میں منوہر کی دائیں آنکھ کے اوپر نیچے رکھ کر انہیں بالکل اسی انداز میں حرکت دینا شروع کر دی۔

”یہ کیا کر رہے ہو۔ کیا تم پاگل ہو۔“ یکتا منوہر نے جھٹکا دے کر اپنا سر چھوڑنے کی کوشش کرتے ہوئے کہا لیکن اس کے لیے میں کسی تکلیف کا کوئی شائبہ موجود تھا۔

”صاحب آپ نے نیچے والی دوسری انگلی غلط جگہ پر رکھی ہوئی ہے۔ اسے آنکھ کے بالکل درمیان میں نیچے رکھیں۔“ حسن نے آگے بڑھ کر کہا اور عمران نے انگلی کو حرکت دے کر حسن کے کہنے کے مطابق آنکھ کے درمیان نیچے حصے میں رکھا اور اس بار جیسے ہی اس نے انگلیوں کو دبا کر مخصوص انداز میں حرکت دی منوہر کے سق سے اجائی کر ہٹا کر چیخ نکلی اور پھر جیسے جنوں کا ایک نہ ختم ہونے والا سلسلہ شروع ہو گیا۔ اس کا جسم ہر طرف بھڑکنے لگا تھا لیکن عمران نے ہونٹوں کے مضبوطی سے اس کا سر پکڑ رکھا تھا اس نے اس کا ہر دو حرکت نہ کر سکتا تھا۔

”بٹاؤ۔ درہ۔“ عمران نے انگلیوں کو اور زیادہ دبا کر حرکت

دیتے ہوئے کہا۔

”بتانا ہوں۔“ فارگڈاسک وٹ جاؤ بتانا ہوں۔ مم۔ مم۔ مم۔ یہ کیا عذاب ہے۔ رک جاؤ۔ پلیر رک جاؤ۔ تجھے مار ڈالو۔ میری بوئیاں اڑا دو مگر یہ عذاب دو۔ ہٹ جاؤ۔۔۔ اپنا ننگ منوہر نے گھٹکھیاتے ہوئے لکچے میں کہا اور عمران بچھے وٹ گیا۔ منوہر کی دائیں آنکھ کا بھی وہی حشر ہو رہا تھا جو اس سے پہلے کرود کا نظر آیا تھا۔

”یہ۔ یہ۔ سب کیا ہے۔ یہ تم نے کیا کیا ہے۔“ تو ناقابل برداشت عذاب ہے۔“ منوہر نے بھڑکنے ہوئے لکچے میں کہا۔

”اسے یہاں مقامی طور پر تو مقرب طریقہ کہتے ہیں۔ لیکن میں اسے چشم زدن کا نام دوں گا۔ کیونکہ اس طریقے کے استعمال کے وقت کی حالت ایسی ہو جاتی ہے جیسے اسے ضرب لگائی گئی ہو۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”اوہ اوہ یہ تم نے آخر کیا کیا ہے۔ مم مم میں بتا نہیں سکتا کہ یہ کیسا عذاب ہے۔ اوہ۔ منوہر تجھے مار ڈالو۔ میری بوئیاں اڑا دو مگر یہ عذاب تجھے نہ دو۔“ منوہر نے اپنے سر کو دائیں بائیں پھینکتے ہوئے کہا۔

”اب ہمارے پاس اس وقت نہیں ہے منوہر کہ یہ دیکھتے رہیں کہ ہمیں کتنی تکلیف ہوتی ہے یا کتنی سوز رہی ہے۔ جو کچھ میں نے پوچھا ہے وہ بتاؤ۔“ عمران نے سر دھکے میں کہا۔

”تجھے کچھ نہیں معلوم۔ تجھے کچھ نہیں معلوم۔ تجھے مار ڈالو۔ تجھے مار ڈالو۔“ یکتا منوہر نے بڑبائی انداز میں پچھتے ہوئے کہا اور عمران

ایک بار پھر اس کی طرف بڑھا اور دوسرے لمحے ایک بار پھر منوہر کے حلق سے نکلنے والی خوشنکاح بیچوں سے کمرہ گونج اٹھا۔

”میں بتاتا ہوں۔ رک جاؤ میں بتاتا ہوں۔“ دار کا ڈسک رک جاؤ۔ رک جاؤ میں کہتا ہوں رک جاؤ۔ منوہر نے پاگوں کے سے انداز میں بیچ بچ کر کہنا شروع کر دیا۔

”لاؤ....“ بولتے جاؤ۔ ورنہ“ عمران نے سر دھجے میں کہا اور انگلیوں کا دباؤ کم کر دیا اور پھر واقعی جیسے ریکارڈ بچنا شروع ہو جاتا ہے۔ اس طرح منوہر نے تفصیلات بتانی شروع کر دیں، لیکن کچھ ور بعد اس کی زبان رک گئی اور عمران سمجھ گیا کہ ہولناک تشکیف کی شدت ختم ہو گئی ہے۔ اس نے دوبارہ دباؤ ڈال کر انگلیوں کو حرکت دی تو منوہر کی زبان ایک بار پھر رواں ہو گئی۔ یوں لگتا تھا جیسے عمران نے اس کے لاشعور کو اپنے تابع کر لیا ہو، اور پھر عمران سوال کرنا رہا اور منوہر اس کے جواب دیتا رہا۔ تھوڑی دیر بعد جب عمران نے محسوس کیا کہ جو کچھ منوہر جانتا تو وہ سب کچھ بتا چکا ہے تو وہ بیچے ہٹ گیا۔

”حسن تم نے آج مجھے اپنا شاگرد بنا لیا ہے۔ یہ طریقہ راز اگھوانے کے لئے سب سے کامیاب طریقہ ہے۔“ انتہائی کامیاب۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور آگے بڑھ کر اس نے باقاعدہ حسن کے شانے پر تھپکی دی۔

”فکر یہ دے مجھے حیرت ہے کہ آپ نے اس قدر جلد اسے سیکھ لیا اور نہ مجھے اسے سیکھنے کے لئے پورے دو ماہ محنت کرنی پڑی تھی۔“ حسن نے

مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

”اب اس استاد کی شاگردی کا راز کبھی الایا جاتا رہے گا یا کوئی مزید اقدام بھی کرنا ہے۔“ حور نے پھٹکائے ہوئے لہجے میں کہا اور اسی لمحے صفدر اور دوسرے ساتھی اندر آ گئے۔ صفدر منوہر کے روپ میں جب کہ صدیقی کو روپ میں تھا۔ باقی ساتھی اسی پھٹے والے میک اپ میں تھے۔ ان سب نے یونیفارمز اتار دی تھیں اور وہ اسی لباس میں تھے جن میں وہ علی شاہ کے لڑکے سے نکلے تھے۔

”کیا ہو آپ نے ابھی تک پوچھ گچھ شروع ہی نہیں کی۔“ صفدر نے منوہر کے لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

”پوچھ گچھ مکمل بھی ہو گئی....“ البتہ حور کی کوزے مارنے والی حسرت اس کے دل میں ہی رہ گئی۔ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

”کیا مطلب کیا انہوں نے بغیر تشدد کے سب کچھ بتا دیا ہے۔“ صفدر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”تم نے محسوس نہیں کیا کہ ان دونوں کی دائیں آنکھوں کا کیا مشربو رہا ہے۔ ان پر چشم ڈونٹی تشدد ہوا ہے۔ اب تم خود سوچ سکتے ہو کہ اس تشدد کا نام کس قدر درست ہے کہ چشم ڈون میں سب کچھ معلوم ہو جاتا ہے۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

”اور واقعی ان کی آنکھیں تو عجیب انداز میں سرخ ہو رہی ہیں اور سوتی ہوئی سی لگ رہی ہیں، لیکن اس کا تشدد سے کیا تعلق۔“ صفدر نے

حیرت ہرے لہجے میں کہا اور عمران نے اسے تفصیل سے سب کچھ بتا دیا۔
 "اے اجتہادی حیرت انگیز طریقہ ہے۔ اسے تو باقاعدہ سیکھنا چاہئے۔
 بہر حال اب آپ کا کیا پروگرام ہے؟" صفدر نے کہا۔
 "ہمیں اب باقی کارروائی و کام میں کرنی ہوگی۔ حسن نے کورو سے
 یہاں کے خبروں کی تفصیل حاصل کر لی ہے۔ ان لوگوں سے یہ خود
 چھٹکارا حاصل کرتے رہیں گے۔۔۔ عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا اور
 بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ باقی ساتھی بھی اس کے ساتھ باہر آ گئے
 تھے۔ جب کہ منوہر اور کورو اسی طرح ٹارڈریسل میں ہی بندھے کھڑے
 رہے تھے۔

"ان دونوں کو تم نے زندہ چھوڑ دیا ہے۔ ان کی زندگی تو ہمارے
 خلاف بن جائے گی۔۔۔" سحور نے کہا۔

"انہیں زندہ چھوڑنا تو خود کشی کرنے کے برابر ہے، لیکن میں چاہتا تھا
 کہ جیسے یہاں سے نکلنے کے کام انتظامات کرنے جائیں اس کے بعد انہیں
 ختم کیا جائے۔ ان کی جیب مچھو ہے اور اس کے پیٹھے پر لگا ہوا ایک کارڈ
 بھی میں نے دیکھ لیا ہے۔ یہ فوج کی طرف سے جاری کیا گیا ہے اس لئے
 اب ہمیں اس جیب میں سفر کر کے فوری طور پر یہاں سے نکلنا ہوگا۔ میں
 دراصل اس پولیس جیب کے بارے میں سوچ رہا ہوں جس میں ہم آئے
 تھے کہ اس کا کیا کیا جائے۔ اس کی یہاں مچھو دی پولیس والوں کو منوہر
 اور اس کے ساتھیوں کے بارے میں بھی مشکوک کر دے گی اور یہ کام
 آئندہ ہمارے لئے خطرناک بھی ثابت ہو سکتا ہے اور اس جیب کی تلاش

بھی پورے شہر میں ہو رہی ہو گی۔" عمران نے کہا۔
 "اے میں نے جانتا ہوں بتاتے ہوئے میں نے جیک کر لیا ہے۔
 پولیس کی پہلی جیک پوسٹ سے پہلے ہی ایک راستہ الٹا موڑ ہے۔ جس
 طرف آگے جا کر گہری کھائیاں ہیں۔ میں جیب کو وہاں پھینک کر خود آ
 گئے اپنے ساتھیوں کے پاس پہنچ جاؤں گا۔" حسن نے جواب دیا۔
 "اور پھر تو سارے سسٹم مل ہو گئے۔ ارے ہاں ایک مسئلہ ابھی رہتا
 ہے۔ تم جیسے ہمیں بتاؤ کہ اس جیب کے ذریعے راہوئی سے باہر نکلنے کے
 بعد ہمیں وگام پہنچنے کے لئے کیا کرنا ہوگا۔ کیا اس جیب کے علاوہ کوئی اور
 راستہ ہے وگام پہنچنے کا؟" عمران نے چونک کر کہا۔

"میںی سڑک کا ہی راستہ ہے۔ لیکن پورے راستے میں آج کل جگہ جگہ
 اجتہادی سخت چیکنگ ہوتی ہے۔ کشاں لی جاتی ہے اور ذرا کسی پر شک پڑ
 جائے تو اسے گولی سے لڑا دیا جاتا ہے۔" حسن نے جواب دیا۔
 "ہم منوہر اور کورو کے میک اپ میں اس کارڈ کی مچھو دی میں آسانی
 سے وگام پہنچ جائیں گے۔" صفدر نے کہا۔

"نہیں صفدر جہاں اور صدیقی کا یہ میک اپ صرف راہوئی سے باہر
 نکلنے کے لئے ہے۔ یہ اجتہادی معظم تنظیم ہے اور اجتہادی جدید ترین آلات
 استعمال کر رہی ہے۔ ہو سکتا ہے انہیں کسی بھی طرح سے معطوم ہو
 جانے کے اصل منوہر اور کورو مارے جائیکے ہیں تو ہم آسانی سے شکار کر لئے
 جائیں گے۔ میں وگام اس طرح پہنچا چاہتا ہوں کہ کسی کو ہماری وہاں
 مچھو دی کا علم نہ ہو سکے۔" عمران نے کہا۔

”جواب اس کی ایک ہی صورت ہے کہ آغا نگر میں فوج کی ایک چھوٹی سی چھاؤنی ہے۔ یہ چھاؤنی دراصل وہاں موجود اسلحے کے ایک بڑے ڈپو کی حفاظت کے لئے بنائی گئی ہے۔ وہاں پہلی کاپڑ بھی ہوتے ہیں۔ اگر آپ کسی طرح کوئی فوجی پہلی کاپڑ حاصل کر لیں تو پھر بغیر کسی روک ٹوک کے آپ دگام پہنچ سکتے ہیں اور وہاں پہنچ کر آپ پہلی کاپڑ بھیجیں بھی چھوڑ سکتے ہیں۔“ حسن نے کہا۔

”تم تو واقعی کام کے آدمی ہو حسن۔ سارے مسئلے جھکیوں میں حل کیے جا رہے ہو۔“ عمران نے تعریف بھرے لہجے میں کہا اور حسن مسکرا دیا۔

”حسن کو ساتھ کیوں نہ لے چلیں۔ وہاں دگام میں بھی یہ ہمارے کام آ سکتا ہے۔“ صفدر نے کہا۔

”نہیں جیساں! انتہائی اہم ڈپو بی پر مامور ہوں۔ مجاہدین کے بے شمار گروپوں کو سپلائی ہونے والے اسلحے کی تمام تر ذمہ داری مجھ پر ہے اس لئے میں آپ کے ساتھ دگام نہیں جا سکتا۔“ حسن نے فوراً ہی معذرت کرتے ہوئے کہا۔

”تم ہمیں آغا نگر اور وہاں موجود چھاؤنی اور اسلحہ ڈپو کے بارے میں تو تفصیل بتا سکتے ہو۔“ عمران نے پوچھا۔

”جی ہاں۔“ حسن نے اشیات میں سرہلاتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے تفصیل بتاتی شروع کر دی۔ عمران نے اس سے کئی سوالات کئے اور جب وہ مطمئن ہو گیا تو اس نے حسن کو جیپ لے جانے

کی اجازت دے دی۔ حسن کے جسم پر ابھی پولیس یونیفارم موجود تھی اور یہ جیپ میں جانے کی حد تک ضروری تھا۔ درہ ایک عام آدمی کو پولیس جیپ چلاتے دیکھ کر عام آدمی بھی مشکوک ہو سکتا تھا۔ حسن نے سب سے مصافحہ کیا اور پھر وہ پولیس جیپ کی طرف بڑھ گیا۔ عمران کے اشارے پر کیپٹن شکیل نے آگے بڑھ کر پھانگ کھول دیا اور حسن جیپ چلاتا پھانگ سے باہر نکل گیا تو کیپٹن شکیل نے پھانگ بند کر دیا۔

”کیا کیا کہہ رہے ہو ارجن یا کیشیانی بہمنوں کی گرفتاری۔ کون
پاکیشیانی بہمنٹ دوسرے نے حیران ہو کر پوچھا۔

”مجھے چیف باس نے بتایا تھا کہ جس باجوڑا گروپ کا نامہ کیا گیا ہے
اس کا ایک آدمی بچ نکلے میں کامیاب ہو گیا اور وہ آدمی آزادو مشکبار پہنچا اور
پھر وہاں سے پاکیشیا جلا گیا۔ منورہ اس کے بارے میں معلومات حاصل کر
رہا تھا۔ اسے اطلاع ملی کہ وہ چند پاکیشیانی بہمنٹوں کو ساتھ لے کر وہاں
آزادو مشکبار آیا ہے اور وہ کسی فضیہ مقام سے سرحد کراس کر کے جہاں
داخل ہونا چاہتے تھے کہ منورہ نے انہیں سبک کرنے والے ایک آدمی کا
کھوج نکال لیا اور پھر اس راستے پکٹنگ پر کردی لیکن وہ بچ کر نکل گئے اور
کوئی فرقہ بندی کیلئے سازا کر کے وہ راہو کی طرف آئے اور حیرت انگیز بات
یہ بھی باس نے بتائی کہ انہوں نے منورہ کو بھی اغوا کر لیا تھا لیکن منورہ
ان کی گرفت سے بچ نکلا اور اب ان کے پیچھے ہے۔ یہ کسی دن پہلے کی بات
ہے۔ دیکھ اب تک تو وہ ان کا نامہ بھی کر چکا ہو گا۔“ ارجن نے
جواب دیا۔

”اگر ان پاکیشیانی بہمنٹوں نے منورہ کو بھی اغوا کر لیا تھا تو پھر یہ
اجتائی خطرناک سیکرٹ بہمنٹ ہوں گے اور پاکیشیا میں اجتائی خطرناک
بہمنٹ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ہی ہیں۔“ دوسرے آدمی نے منہ
بٹاتے ہوئے کہا۔

پاکیشیا سیکرٹ سروس کے بہمنٹ۔ کیا کہہ رہے ہو۔ کرشن۔
باقی دونوں نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

یہ ایک ڈرائنگ روم کے انداز میں سجا ہوا کمرہ تھا جس میں صوفوں
اس وقت تین افراد بیٹھے گفتگو میں مصروف تھے لیکن ان کی نظریں بار بار
ایک طرف بند دروازے کی طرف اس طرح اٹھ رہی تھیں جیسے انہیں
کسی کی آمد کا انتظار ہو۔

”منورہ والا مشن بھی ختم ہو گیا اور اس باجوڑا گروپ کا بھی خاتمہ ہو گیا
لیکن منورہ نظر نہیں آ رہا وہ کس جگہ میں پھنسا ہوا ہے۔“ ایک آدمی نے
کہا تو باقی دو میں سے ایک آدمی نے اختیار جو تک پڑا۔ جب کہ دوسرا
اسی طرح مطمئن انداز میں بیٹھا ہوا تھا۔

”اے ہاں مورامیں بھی کھلی ہوئی رہا تھا کہ منورہ سے ملاقات نہ
ہوئی۔“ دوسرے نے کہا۔

”وہ پاکیشیانی بہمنٹوں کو گرفتار کرنے میں مصروف ہے۔“
تیسرے نے مسکراتے ہوئے کہا تو پہلے دونوں تقریباً پھل سے پڑے۔

آپ کے آنے سے پہلے منوہر کی ہی بات کر رہے تھے لیکن یہ بات انتہی اب
معلوم ہوئی ہے کہ منوہر کو ہلاک کیا جا چکا ہے۔^۶ کرشن نے کہا۔
منوہر سے میری سپیشل ٹرانسمیٹر بات ہوئی تھی۔ اس نے مجھے بتایا
تھا کہ وہ پاکیشیائی ہینٹوں کی گرفت سے نکل آیا ہے اور اب ان کا تعاقب
کر رہا ہے میں مطمئن ہو گیا کیونکہ میں منوہر کی صلاحیتوں سے واقف
ہوں لیکن پھر منوہر کی طرف سے جب کوئی اطلاع نہ ملی تو میں نے اس
سے سپیشل ٹرانسمیٹر بات کرنا چاہی مگر سپیشل ٹرانسمیٹر ڈیڈ ہو چکا تھا۔ اب
مجھے یہ معلوم نہ تھا کہ منوہر کہاں ہے۔ اس لئے ظاہر ہے میں خاموش ہو
گیا اور پھر جو اطلاع ملی وہ منوہر کی ہلاکت کی تھی اور یہ اطلاع راہولی کے
ٹھری اپنا راج میجر وجے نے دی ہے۔^۷ باس نے کہا۔

کیا میجر وجے نے آپ کو براہ راست کال کیا تھا۔ باس
سورمانے چونک کر پوچھا۔

نہیں وہ مجھ سے براہ راست کال کیسے کر سکتا تھا اسے میرا نمبر ہی
معلوم نہ تھا اس نے چیف کمانڈر کو اطلاع دی اور چیف کمانڈر نے مجھے
اطلاع دی اور اسی کی اطلاع پر میں نے خود میجر وجے سے رابطہ قائم کیا تو
مجھے تفصیلات کا پتہ چلا تفصیلات کے مطابق راہولی میں ٹھری کی چھائی
اور اسٹے کے چھوٹے سے ڈپو کو ڈاکٹسٹ سے لڑا دیا گیا اور چھائی کا انچارج
کرٹل درگراں جو تباہی سے پہلے جیپ میں بیٹھ کر گیا تھا غائب ہو گیا۔
اس چھائی کی تباہی کی وجہ سے راہولی میں کر فیو نافذ کر دیا گیا۔ پھر
راہولی میں بلیک ہاونڈ کے اڈے کی طرف سے میجر وجے کو فون کر کے

ہاں۔ میں درست کہہ رہا ہوں میرا تعلق کافرستان ٹھری انٹیلی
جنس سے ہے اور میں ان کے متعلق اچھی طرح جانتا ہوں۔ یہ دنیا کے
خطرناک ترین سکرٹ ایجنٹ ہیں۔ کافرستان کی سکرٹ سروس اور ٹھری
انٹیلی جنس بے شمار باران سے ٹکرائی ہے اور مجھے اعتراف ہے کہ ہمیشہ
کامیابی پاکیشیا سکرٹ سروس کو حاصل رہی ہے۔^۸ کرشن نے جواب
دیتے ہوئے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ کوئی کرشن کی بات کا جواب دیتا
دروازہ کھلا اور ایک آدمی اندر داخل ہوا وہ تینوں بے اختیار اٹھ کر کھڑے
ہو گئے۔

یہ منوہر کے کچھ دیر ہو گئی ہے آنے میں۔ تمہارے تو نہیں ہوئے۔ آنے
والے نے کہا۔

نہیں باس ایس کوئی بات نہیں۔^۹ ان تینوں نے خواہ مخواہ اندھے
میں کہا۔

میں نے یہ ہنگامی مینٹگ اس لئے کال کی ہے کہ منظم بلیک ہاونڈ
شدید خطرے میں گھر چکی ہے۔ منوہر کو ہلاک کر دیا گیا ہے اور اس کے
قاتل غائب ہیں۔^{۱۰} باس نے ہوسٹ جہاتے ہوئے کہا۔

منوہر کو ہلاک کر دیا گیا ہے وہ کیسے۔ کس نے کیا ہے۔ ان
تینوں نے تقریباً جھجھتے ہوئے کہا۔

یقیناً یہ ان پاکیشیائی ہینٹوں کا ہی کیا وعدہ ہو گا۔ میں تمہیں تفصیل
بتاتا ہوں۔^{۱۱} باس نے کہا۔

جو کچھ آپ نے مجھے بتایا تھا باس وہ میں پہلے ہی انہیں بتا چکا ہوں ام

منوہر اور کو رو کی لافیس ملی تھیں اسی جیب میں منوہر اور کو رو لپٹے چند ساتھیوں کے ساتھ خود افغانگر گئے تھے راستے میں پولیس نے انہیں دیکھا تھا اور افغانندہ ہیلی کاپٹر بھی دریافت ہو گیا تھا۔ وہ ہیلی کاپٹر جہاں دگام کے نواحی پہاڑی علاقے میں ایک جگہ صحیح سلامت کھڑا تھا۔ ان ساری اطلاعات سے میں نے بھی نتیجہ اخذ کیا ہے کہ یہ سب کام ان پاکیشیانی بھمنوں کا ہے جن کا تعاقب منوہر کر رہا تھا اور منور اور کو رو کی اس طرح موت بتا رہی ہے کہ یہ لوگ دراصل بلیک ہانڈز کے خلاف کام کر رہے ہیں۔ ہاس نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

ہاس: یہ لھنا پاکیشیا سیکرٹ سروس کی میم ہے اور آپ کی بات درست ہے کہ یہ بلیک ہانڈز کے خلاف کام کر رہے ہیں اور میں آپ کو بتاتا ہوں کہ یہ سب کچھ کیسے ہوا ہوگا۔ کرشن نے کہا۔

پاکیشیا سیکرٹ سروس: اوہ تو جناب صدر کا خدمت درست تھا۔ ہاس نے چونک کر کہا۔

جناب صدر کا خدمت: تو کیا جناب صدر تک یہ ساری رپورٹ پہنچ چکی ہے۔ ار جن اور سورمانے حیران ہو کر پوچھا۔

نہیں جب ایک میٹنگ میں منوہر اور ان پاکیشیانی بھمنوں کے درمیان ہونے والی گفتگو کا ذکر ہوا تو جناب صدر نے یہ خدمت ظاہر کیا کہ یہ پاکیشیانی سیکرٹ سروس کا گروپ نہ ہو اور ان کے خیال کے مطابق یہ اچھائی خطرناک گروپ ہے اور میں نے سپیشل ٹرانسمیٹر پر ان کے سامنے منوہر کو کال کیا تھا اور منوہر نے جب بتایا کہ اس نے ان کا ایک

کہا گیا کہ وہ سپیشل کارڈ ایڈج کر کے پولیس کسٹرنز آفد کو پہنچا دے۔ یہ بتایا۔ یہجرجے نے کارڈ بھجوا دیا۔ یہجرجے نے یہجرجے کو اطلاع دی کہ آفانگر کی طرف جانے والی سڑک پر موجود جی پر حملہ کیا گیا ہے اور ایک پولیس جیب اور بصر پولیس والوں کی یونیفارمز غائب ہیں۔ اس کے بعد یہجرجے کو آفانگر سے اطلاع ملی کہ وہاں سے ایک فوجی ہیلی کاپٹر غائب ہو گیا ہے اور اچھائی پر اسرار انداز میں ملز کی کاسٹلے کا ڈیو بھی تباہ ہو گیا ہے اور وہیں سے ایک جیب ملی جس میں دو لافیس موجود تھیں اور جیب پر یہجرجے کی طرف سے جاری کردہ سپیشل کارڈ بھی موجود تھا۔ یہجرجے نے پولیس کسٹرنز کے ساتھ وہاں پہنچا تو پولیس کسٹرنز نے دونوں لافوں کو پہچان لیا۔ ایک راہولی میں بلیک ہانڈز کے اڈے کا انچارج کر رہا تھا جب کہ دوسرے کے متعلق اس نے یہجرجے کو بتایا کہ اس سے کارڈ لینے نہیں شخص آیا تھا اور اس نے اپنے آپ کو بلیک ہانڈز سیکشن فور کا چیف بتایا تھا۔ پھر اس کی جیب سے اس کا مخصوص کارڈ بھی مل گیا۔ اس طرح ثابت ہو گیا کہ دوسری لاف منوہر کی ہے جس پر یہجرجے نے کارڈ لکھ دیا۔ کاندز کو اطلاع دی چیف کاندز نے مجھے اطلاع دی بتائی کہ جب میں نے یہجرجے سے بات کی تو اس دوران وہ اور پولیس کسٹرنز مزید انکوائری کر چکے تھے انکوائری کے مطابق بلیک ہانڈز کے اڈے میں کئی افراد کی لافیں پڑی ہوئی تھیں۔ تہہ خانے میں موجود مشینز کی گولیاں مار کر تباہ کر دیا گیا تھا۔ افغانندہ پولیس جیب بھی اسی دوران ایک کھائی سے برآمد ہو چکی تھی اور سب سے حیرت انگیز خبر یہ تھی کہ آفانگر میں جس جیب میں سے

آوی بھی ہلاک کر دیا ہے اور ان کے قبضے سے بھی نکل آنے میں کامیاب ہو گیا ہے تو جناب صدر نے اپنا خیال بدل دیا لیکن اب تم کہہ رہے ہو کہ یہ پاکیشیائی سیکرٹ سروس کے لوگ ہیں۔" ہاس نے کہا۔

"نہیں سر۔ جناب صدر کا خدشہ درست تھا کیونکہ وہ اس سروس کے بارے میں اچھی طرح جانتے ہیں۔ منوہر کا چونکہ پہلے کبھی ان سے واسطہ نہیں پڑا تھا۔ اس لئے اسے ان کی کارکردگی کے بارے میں علم نہ تھا اور اسی لاعلمی کی وجہ سے وہ مارا بھی گیا۔ میرا تعلق ملٹری انٹیلیجنس سے ہے اور انٹیلیجنس کی بار اس ٹیم سے نگرانی ہے، اس لئے مجھے معلوم ہے کہ یہ لوگ کس انداز میں کام کرتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ میں اس سارے واقعہ کا درست طور پر اندازہ لگا سکتا ہوں۔ ہوا یہ ہو گا کہ یہ گروہ راجپوت ہانچا۔ منوہر بلیک ہاؤنڈز کے اڈے میں پہنچ گیا۔ اس گروپ نے پولیسر جو کی پر حملہ کر کے وہاں سے جیپ اور پولیسر یونیفارمز اڑائیں اور اسے افسر پر حملہ کر دیا۔ جہاں منوہر اور گورو کے علاوہ سب مارے گئے۔ منوہر اور گورو زندہ گرفتار ہوئے ہوں گے اور ان پر تعقل و ذکر کے انہوں نے لازماً بلیک ہاؤنڈز کے ہیڈ کوارٹر اور سیکنڈری ہیڈ کوارٹر کے بارے میں تفصیلات معلوم کی ہوں گی۔ اس کے بعد انہوں نے انہیں بے ہوش کر کے یا ہلاک کر کے جیپ میں ڈالا ہو گا اور ان دونوں کا میک اپ کر کے وہ اس جیپ میں اور اس پیشیل کارڈ کا نمبر ادا کر رہا ہوں۔" نکلے اور آغا نکلے پہنچ گئے۔ وہاں انہوں نے اسلحہ ڈوب جہاں کیا اور پہلی کارپز اخذ کر کے جیپ منوہر اور گورو کی لاشیں وہیں چھوڑ کر وہ اس پہلی کارپز

ڈریجے سیدھے دھکم بچکنے اور نواحی علاقے میں پہلی کارپز چھوڑ کر وہ پہیل جہاں داخل ہوئے اور اب جہاں کسی جگہ چھپے ہوئے ہوں گے۔" کرشن نے تفصیل سے اپنا اندازہ بتاتے ہوئے کہا۔

"یقیناً ایسا ہی ہوا ہو گا۔ اس کا مطلب ہے کہ اب بلیک ہاؤنڈز کے سیکنڈ ہیڈ کوارٹر شدید خطرے میں ہیں۔ وہ کسی بھی لمحے ان پر ریڑ کر کے انہیں جہاں کر سکتے ہیں۔ میں ایڈ کوارٹر کی بات اس لئے نہیں کر رہا کہ منوہر کو بھی میں ایڈ کوارٹر کے بارے میں علم نہیں ہے اس لئے انہیں بھی اس کا علم نہیں ہو سکتا۔" ہاس نے کہا۔

"ہاس۔ یہ دنیا کا انتہائی خطرناک ترین گروپ ہے اس لئے ان کے مقابلے کے لئے ہمیں خصوصی انتظامات کرنے ہوں گے بلکہ میرا خیال ہے کہ آپ صدر مملکت سے بات کر کے کافرستان سے سیکرٹ سروس یا ملٹریجنس کو جہاں طلب کر لیں تاکہ وہ ان کا صحیح طور پر مقابلہ کر سکیں۔" کرشن نے کہا۔

"نہیں۔ میں ایسا نہیں کر سکتا۔ اس طرح بلیک ہاؤنڈز کی کارکردگی اعلیٰ حکام کی نظروں میں نہرو ہو کر رہ جائے گی۔ میں چاہتا ہوں کہ ان کا خاتمہ بلیک ہاؤنڈز کے ہاتھوں ہی ہو۔ اور یہ میرا حتمی فیصلہ ہے۔" ہاس نے حوصلے بچے میں کہا۔

"ہاس۔ ہم سب مل کر آسانی سے ان کا خاتمہ کر سکتے ہیں۔ جہاں دھکم میں ہماری بے حد وسیع خطیم ہے جب کہ ان کی تعداد چار پانچ سے زیادہ تو ہوگی۔" سورمانے کہا۔

مجھے یقین ہے کہ اصل مشن اس سٹور کا خاتمہ ہوگا اور انہوں نے پیش بندی کے طور پر پلاننگ یہ کی ہوگی کہ پہلے بلیک ہاؤنڈز کے ہیڈ کو آرڈر کو جہاز کر دیا جائے اس طرح بلیک ہاؤنڈز کا خاتمہ ہو جائے گا تو پھر اطمینان سے اسٹور کے سٹور کو جہاز کر کے کافرستانی فوج کی کمری توڑ دی جائے۔ کرشن نے کہا۔

ٹھیک ہے جہازری بات میں وزن ہے، لیکن تم دراصل کہنا کیا چاہتے ہو۔ ارجن نے کہا۔

”میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ ہم تینوں کو اپنے اپنے سیکشن ہیڈ کو آرڈر نمبر ٹو میں منتقل کرنے کے ساتھ ساتھ اس سٹور کی نگرانی کرنی چاہیے۔ یہ لوگ لازماً اس سٹور پر حملہ کریں گے اور وہاں اگر ہم پہلے سے ہوشیار ہوتے تو ہم انتہائی آسانی سے ان کا خاتمہ کر سکیں گے۔ انہیں یہ توقع ہی نہ ہوگی کہ ہم وہاں ان کے استقبال کے لئے موجود ہیں۔“ کرشن نے کہا تو ارجن اور سورما دونوں نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔

”مگر تم نے درست کہا ہے۔ واقعی تم ذہین آدمی ہو۔“ ان دونوں نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”فکر یہ میری پلاننگ یہ ہے کہ سورما یہاں دھکم میں تینوں سیکشنز کو انٹرول کر کے ان لوگوں کا یہاں سراخ لگائے اور ان کے خاتمے کی کوشش کرے۔ کیونکہ سورما کے سیکشنز تقریباً یہاں دھکم کے مقامی فزڈ میں خاصا اثر و سواخ ہے۔ ارجن لہتے سیکشن کی ایک ٹیم لے کر اجوری خیمہ میں فزڈ لگائے اور اگر یہ لوگ یہاں سے نکل کر راجوری

ہے تو ہمیں بھی اس مشن کو سلسلے رکھنا ہوگا جس مشن پر پاکیشیا سیکرٹ سروس کام کر رہی ہے۔“ کرشن نے کہا۔
”اس نے بتایا تو ہے کہ ان کا مشن بلیک ہاؤنڈز کا خاتمہ ہے۔“ سورمانے کہا۔

”مجھے اس میں شک ہے۔ میں اپنی وضاحت کرتا ہوں۔ سب سے پہلے اس نے میٹنگ کال کی۔ اس میں ہمیں بتایا گیا کہ جرمنیت یسندوں کا ایک گروپ جسے باجوڈا گروپ کہا جاتا ہے۔ کافرستانی فوج کے دائرہ مشہور میں سب سے بڑے اسٹور کے سٹور کو ڈاؤن کی منصوبہ بندی کر رہے ہیں اور ہو سکتا ہے اس کے لئے اس نے پاکیشیا یا دوسرے کسی اسلامی ممالک سے تربیت یافتہ افراد کی خدمات حاصل کی ہوں۔ چنانچہ تیر سیکشنز کی ڈیوٹی اس سٹور پر لگائی گئی اور سیکشن فور کے ڈسے اس باجوڈا گروپ کے خاتمے کی ڈیوٹی لگا دی گئی سیکشن فور کا انچارج منوہر اور گروپ کے خلاف حرکت میں آگیا۔ گروپ ختم ہو گیا مگر ایک آدمی آؤر مشہور سے ہوتا ہوا پاکیشیا پہنچا اور پھر وہ اپنے ساتھ پاکیشیا سیکرٹ سروس کو لے آیا۔ منوہر سے ان کا مقابلہ ہوا اور نہانے کیوں وہ دھکم یا کسی علاقے کی طرف آنے کی بجائے راجوری پہنچ گیا۔ سرعالم منوہر اور راجو میں اس کے اڈے کا خاتمہ ہو گیا اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کا یہ گروپ دھکم پہنچ گیا۔ اب آپ خود سوچیں کہ ان کا اصل مشن کیا ہوگا۔ کیا اسٹور کے سٹور کا خاتمہ یا بلیک ہاؤنڈز کا خاتمہ۔“ کرشن نے کہا۔

”دونوں بھی ہو سکتے ہیں اور ایک بھی۔“ سورمانے جواب دیا

بچیں تو ارجن وہاں آسانی سے انہیں ذیل کر لے گا کیونکہ ارجن راجوری کا رہنے والا ہے اور مجھے معلوم ہے کہ اس کے سیکشن نو میں فرد کا تعلق بھی راجوری اور اس سے قطع علاقوں سے ہی ہے۔ اس ط راجوری میں سیکشن نو ریاضہ تیز رفتاری سے کام کرے گا۔ میں اپنے گرو کے ساتھ اسلحہ ڈپو پر موجود رہوں گا۔ ہم تینوں کا آپس میں رابطہ رہے گا۔ اگر یا کیشیا سیکرٹ سرورس کا یہ گروپ سیکشن قہری کے ہاتھوں نہ مارا اور راجوری پہنچا تو سیکشن نو اس کا خاتمہ کر دے گا اور اگر پھر بھی وہ نہ اسلحہ ڈپو تک پہنچ جاتا ہے تو پھر میں اور میرا سیکشن اس کا خاتمہ کر دے گا مجھے یقین ہے کہ ہمدانی یہ پلاننگ کامیاب رہے گی۔ کرشن نے بہت اچھی پلاننگ ہے۔ تم فکر نہ کرو میں ان کا خاتمہ ہمیں دگام ہی کر دوں گا۔ سو رہا ہے کہا۔

او۔ کے۔ اب ہمیں جلد چاہیے۔ ایسا نہ ہو کہ ہم جہاں بیٹھے ہائے کرتے رہیں اور وہ لوگ اس دوران سیکشن ہیڈ کو ارژو کو ہی تباہ کر۔ ارجن نے کہا اور وہ تینوں اسلحہ کھڑے ہوئے۔ پھر یہ پلاننگ ملے ہو گئی۔ کرشن نے کہا اور سو رہا اور۔ دونوں نے اذیت میں سر ملادیتے اور پھر وہ تینوں تیز قدم اٹھاتے کہ کے بیرونی وردارے کی طرف بڑھ گئے۔

ایک بڑے سے کمرے میں عمران اور اس کے ساتھی کرسیوں پر بیٹھے باتوں میں مصروف تھے کمرے کا دروازہ کھلا اور ایک اوصیہ عمر آدمی اندر داخل ہوا۔ اس کے چہرے پر قد رے مایوسی کے تاثرات نمایاں تھے۔ کیا ہوا ایچوب جہاں سے چہرے پر مایوسی کیوں ہے۔ عمران نے ونک کرانے والے سے پوچھا۔

جن عمارتوں کا آپ نے پتہ دیا ہے۔ وہ چاروں غالی بڑی ہوئی ہیں اور دوسرا یہ کہ ان چاروں کی باقاعدہ نگرانی ہو رہی ہے میرے گروپ کے چھ افراد ان نگرانی کرنے والوں کے ہاتھوں ہلاک ہو گئے ہیں۔ چار بکڑے گئے ہیں اور صرف دو بچ کر واپس آئے ہیں۔ ایچوب نے ایک غالی کرسی پر بیٹھتے ہوئے جواب دیا۔

کیا مطلب پوری تفصیل بتاؤ۔ عمران نے ہونٹ چہاتے ہوئے کہا۔

تفصیل یہی ہے جو میں نے آپ کو بتائی ہے۔ آپ نے چار عمارتوں کو چیک کرنے کے لئے کہا تھا۔ میں نے اس کیلئے گرورپ کے بارہ افراد اس کام پر لگایا۔ یہ انتہائی ہوشیار آدمی ہیں اور اب ان میں سے دو بک آئے ہیں اور انہوں نے بتایا ہے کہ وہ چاروں عمارتوں میں داخل ہوئے۔ میں کامیاب ہو گئے تھے۔ انہوں نے تین تین کے گرورپ ہٹائے تھے اور ایک دوسرے کے ساتھ سٹیفل ٹرانسمیٹر رابطہ رکھا ہوا تھا اور چاروں نے ایک دوسرے کو بتایا کہ عمارتیں یکسر خالی ہیں لیکن واپس نہ وقت باہر نگرانی پر موجود افراد نے ان پر فائر کھول دیا۔ چھ افراد اور فائرنگ سے ہلاک ہو گئے۔ جب کہ دو بک کر واپس آئے میں کامیاب ہوئے۔ یعقوب نے مزید تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”جو بکڑے گئے نہیں سان کا کیا ہو گا ہے۔“ عمران نے پوچھا۔
 ”کیا کہا جا سکتا ہے۔ وہ اب کافرستانی فوج کے اذیت خانوں میں بھجے کب تک لڑائیاں لڑتے رہیں گے۔“ یعقوب نے آہستہ سے جواب دیا۔

”کیا مطلب کیا تم انہیں مجروحانے کے لئے کچے نہیں کر دے گے۔“ عمران نے حیران ہو کر پوچھا۔

”عمران صاحب آپ یہاں کے حالات سے پوری طرح باخبر نہیں ہیں یہاں کافرستانی فوج کا جبر اس قدر ہے کہ جہاں سانس لینا بھی دشوار ہو رہا ہے۔ خاص طور پر دگام میں کیونکہ یہ دارالحکومت ہے اور کافرستانی فوج کی سب سے زیادہ تعداد بھی یہیں ہے یہاں جگہ جگہ کافرستانی

فوج نے بڑے بڑے اذیت خانے بنائے رکھے ہیں۔ جہاں مظلوم اور بے گناہ مظہاروں پر ایسے ایسے ہولناک ظلم روا رکھے جاتے ہیں کہ اگر ان کی تفصیل بیان کی جائے تو انسانیت بھی سنہ چپالے اور خاص طور پر اگر مجاہدین میں سے کوئی آدمی پکڑا جائے تو اس کے ساتھ تو جو کچھ ہوتا ہو گا۔ اس کا آپ بخوبی اندازہ لگا سکتے ہیں۔ ان اذیت خانوں کی اس قدر کڑی نگرانی کی جاتی ہے کہ وہاں کوئی پرندہ بھی پر نہیں مار سکتا۔“ یعقوب نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”لیکن جب یہ قہارے آدمی وہاں زبان کھول دیں گے تو پھر ہمیں اور قہارے باقی آدمیوں کو نقصان نہ پہنچے گا۔“ عمران نے پوچھا۔

”نہیں اس خدشے کے پیش نظر ہم نے یہاں ایسا سیٹ اپ رکھا ہوا ہے کہ کوئی آدمی دوسرے سے واقف نہیں ہے ہر ایک کے فرضی نام ہوتے ہیں اور وہ سب علیحدہ علیحدہ رہتے ہیں اور ایسا تک انہیں کوئی مشن سونایا جاتا ہے۔ رپورٹ لینے کے لئے بھی انتہائی پیچیدہ طریقہ کار اختیار کیا جاتا ہے اس لئے وہ کچھ بھی بتا سکیں گے۔“ یعقوب نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”ہمیں اندازہ ہے کہ قہارے ان آدمیوں کو کس اذیت خانے میں لے جایا جائے گا۔“ عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”یہاں سب سے بڑا اذیت خانہ آدمی اور پولیس کا مشترکہ اذیت خانہ ہے اور آدمی کی سب سے بڑی اور مضبوط چھاتی درمیش پور کے درمیان واقع ہے۔ میرے اندازہ کے مطابق میرے آدمیوں کو وہیں لے جایا

یا جہاں سے آدمیوں کو کرنا ہوگا اور جب تک یہ تلاش نہ ہو جائیں ہم بیکار تو نہیں بیٹھ سکتے۔" عمران نے کہا۔
 "اس منہر اور کورو کی لاشیں وہاں تقاطع میں رہ جانے کی وجہ سے انہیں علم ہوا ہوگا۔" صفدر نے کہا۔

"ہاں اور جنہیں معلوم ہے کہ جب ہم نے ہیلی کاپٹر حاصل کیا اور جھاننی میں ڈاکٹا میٹ فٹ کئے تو ہماری پوزیشن کیا تھی۔ ہمارے پاس احتیاط وقت ہی نہ تھا کہ ہم اس جیپ تک پہنچ کر منہر اور کورو کی لاشوں کے چہرے بگاڑ سکتے۔" عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا اور عمران کے ساتھیوں نے اقبات میں سر ہلا دیئے۔

"اگر آپ کوئی کام کرنا چاہتے ہیں تو عمران صاحب پھر راجوری کا اسطر پو جہاد کرنے پر کام کریں۔ اگر یہ جہاد ہو جاتا ہے تو کبھی کہ کافرستانی فوج کی وادی مقبلہ میں کمرٹ جاتے اور تحریک کو بے پناہ تھوکت لے گی۔" یعقوب نے کہا۔

"وہ کس طرح کافرستان کے پاس اسلحے کی کیا کمی ہے۔ وہ مزید اسلحہ بھجوا دے گا۔" عمران نے چونک کر کہا۔

"آپ کی بات درست ہے، لیکن اس کے لئے وقت چاہئے۔ اور جتنا وقت کافرستان سے مزید اسلحہ وادی تک پہنچنے میں لگے گا اس وقت تک مجاہدین بے پناہ قوت یکڑ لیں گے۔" یعقوب نے کہا۔

"مجھے معلوم ہے کہ باجوڑا گروپ نے بھی اس اسلحہ خانے کو جہاد کرنے کی منصوبہ بندی کی تھی اور بلیک ہاؤنڈز کے سیکشن فور نے اس پر

جائے گا۔ جس آدمی پر یہ شک پڑ جائے کہ اس کا کوئی تعلق مجاہدین سے ہے اسے رمیش پور ہی لے جایا جاتا ہے۔" یعقوب نے جواب دیتے ہوئے کہا۔ رمیش پور جھاننی کے متعلق معلومات مل سکتی ہیں۔ عمران نے پوچھا۔

"اصل تو سکتی ہیں لیکن اگر آپ یہ سوچ رہے ہیں کہ آپ اس جھاننی میں جا کر آدمیوں کو واپس لاسکیں گے تو یہ ناممکن ہے۔ یہ جھاننی رمیش پور کے قدیم لیکن انتہائی مضبوط قلعے کے اندر واقع ہے اور یہ قلعہ رمیش پور جہاڑی پر بنا ہوا ہے اور اس کے ارد گرد مسلح فوج کا پھر رہتا ہے۔ اس جہاننے والی اگلی سڑک پر چار فوجی چکیک پوسٹس ہیں دیکھیں بھی باقی طرف سے اس قلعے تک پہنچنا ناممکن ہے اور قلعے کے سب سے اونچے پینار باقاعدہ نگران چوکی بنی ہوئی ہے جس پر ایسے آلات فٹ ہیں جن سے کئی میل تک زمین پر رہنے والے کیڑے اور آسمان پر اڑنے والے پرندوں تک کو چکیک کر لیا جاتا ہے اور قلعے کی فصیل پر چاروں طرف اجنبی ہونٹاک میزائل گنیں فٹ ہیں جن کی رینج بے حد وسیع ہے اس لئے صرف تین آدمیوں کے لئے آپ کا ہاں جانا سوائے نقصان کے اور کچھ نہیں ہے۔ آپ ان تین افراد کو بھول جائیں۔ وادی کی آزادی کے لئے اس سے سینکڑوں مسلمان اپنی جانوں کی قربانیاں دے چکے ہیں اور نبھانے اور دھپے رہیں گے۔" یعقوب نے کہا۔

جب وہ بلڈنگر خانی ہیں تو پھر مزید ہم کیا کریں۔ ہمیں اجنبی ہیں ہم از خود تو ان کے سیکشن ہینے کو اندر زکلاش نہیں کر سکتے۔ یہ کام تو

ناز بھرے لمحے میں کہا۔

نہیں جہاں ڈائریکٹ ایکشن کام نہیں دے گا۔ یہ فوجی چھاؤنی قلعے کا معاملہ ہے۔ ہم سب کو مل کر وہاں کام کرنا ہوگا۔ عمران

کہا۔

ٹھیک ہے۔ اگر آپ فیصلہ کر ہی چکے ہیں تو میں آپ کو یقین دلانا

کہ آپ میرے ذمے جو بھی خدمت لگائیں گے میں اور میرا اگر وہ آپ اپنی

اہل پر کھیل کر اسے پورا کریں گے اور اگر آپ اس اہمیت خانے کو ختم

نے میں کامیاب ہو گئے تو یہ مجاہدین پر آپ کا بہت بڑا احسان ہوگا۔

یعقوب نے کہا وہ اب دل گرنگی کی کیفیت سے باہر آ چکا تھا۔

”صرف اہمیت خانہ بلکہ اس پورے قلعے کو تباہ ہو نا پڑے گا۔“

ان نے کہا اور یعقوب کی آنکھوں میں چمک ابھرتی۔

اگر ایسا ہو جائے عمران صاحب تو یہ راجپوتوں کے اتنے خانے سے بھی

وچکے ہوگا کافرستانی فوج کے لئے۔ یعقوب نے مسرت بھرے

میں کہا۔

اس چھاؤنی کا انچارج کون ہے۔ عمران نے پوچھا۔

میکر بنزل گرد نام اس کا انچارج ہے۔ یعقوب نے جواب دیجے

کہا۔

”اس چھاؤنی میں رہنے والے یا وہاں جانے والے کسی آدمی کا پتہ لگ

گا۔“ عمران نے پوچھا اور یعقوب خاموش ہو گیا۔ اس کی فراخ

دلی پر چھٹیں ابھرتی تھیں۔ اس کا انداز بتا رہا تھا کہ وہ عمران کی بات پر

عمل ہونے سے پہلے اس گروپ کا خاتمہ کر دیا اور اسی گروپ کا آدمی راجپوتوں

پاکوٹیاں آیا۔ وہاں بلیک ہاؤنڈز کے دو شکار پہلے ہی مجھ سے مل چکے تھے اور

میں نے بلیک ہاؤنڈز کے خاتمہ کا مشن حیدر کیا اور جہاں آگئے۔ اسلحہ

خانے کی جابی سے لیا وہ اہم بلیک ہاؤنڈز کا خاتمہ ہے۔“ عمران

جواب دیتے ہوئے کہا۔

”کیا اس زمین پر چھاؤنی میں اسلحہ خزانہ نہیں ہے۔“ صفدر

پوچھا۔

”ہے۔ اور کافی بڑا ہے۔ لیکن راجپوتوں کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ راجپوتوں

میں حکومت کافرستان نے اس قدر اسلحہ اکٹھا کر رکھا ہے کہ آپ اسے اسلحہ

کا مستودہ کہہ سکتے ہیں۔“ یعقوب نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔۔ آخری ترجیح اسے بھی دیں گے، لیکن فوری طور پر

نے بلیک ہاؤنڈز کے خلاف کام کرنا ہے اور تم ایسا کرو کہ بلیک ہاؤنڈز

کے سیکشن ہڈی کو راز جہاں تبدیل کئے گئے ہیں، انہیں تلاش کر دیا

کسی ایسے آدمی کو تلاش کرو جس کا تعلق بلیک ہاؤنڈز سے ہو۔ باقی کام

خود کر لیں گے اور جب تک یہ تلاش نہ ہو ہم جہاز سے ساتھیوں کو آواز

کرانے کا مشن پورا کریں گے۔ یہ لوگ ہماری وجہ سے اہمیت خانے میں

پہنچے ہیں اس لئے ہم انہیں وہاں بھیجیوں گے رحم و کرم پر نہیں چھوڑے

عمران نے فیصلہ کن لمحے میں کہا۔

”جہاز کی بات درست ہے۔ تم ایسا کرو کہ مجھے یہ مشن سونپ دو

دیکھو میں اس چھاؤنی کو کس طرح تباہ کرتا ہوں۔“ حضور نے اس

خور کر رہا ہے۔

”ہاں ایک ڈرائیور ایسا ہے جو وہاں سہلائی لے کر جاتا ہے اس بات ہو سکتی ہے۔“ چند لمحوں بعد یعقوب نے کہا۔

”سڑی گاؤں ہے۔“ عمران نے پوچھا۔
”اوہ نہیں عمران صاحب۔“ پرائیوٹ آوی ہے۔ سبکھ ہے۔

بات یہ ہے کہ اس چھاؤنی میں خوراک کی سہلائی ہفتے میں ایک روز ہے۔ دوسرے ٹرک جاتے ہیں اور ان میں سے ایک کا ڈرائیور وہ ہے۔ یہ سڑی وہیں۔ ویسے ان کی سائنسی آلات سے باقاعدہ چھان بین کی جاتی ہے اور لیٹنا نہیں زیادہ اندر تک نہ جانے۔ یا جانا ہوگا۔“ یعقوب نے
”وہ آوی کہاں مل سکتا ہے اور کیا وہ تمھارے کرے گا۔“ عمران نے پوچھا۔

”کہاں رہتا ہے یہ آوی؟“ عمران نے پوچھا۔
”کچھ کہہ نہیں سکتا۔ بہر حال کوشش تو کی جا سکتی ہے۔“ یعقوب نے کہا۔

”کہاں رہتا ہے یہ آوی؟“ عمران نے پوچھا۔
”یہ بھی مجھے معلوم نہیں ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ اس ڈرائیور بھائی میرے کارخانے میں کام کرتا ہے اور یہ اپنے بھائی سے ملنے کا آتا جاتا رہتا ہے اور اس سے میری ملاقات ہے اور مجھے معلوم ہے چھاؤنی میں سہلائی پر جانے والے ٹرکوں میں سے ایک کا ڈرائیور یعقوب نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اچھا تم ایسا کرو اس سے معلوم کر کے ہمیں بتاؤ کہ یہ سہلائی کون کون سے ٹرک بھرے جاتے ہیں اور کس کمپنی کے ہیں۔ پوری تفصیلات معلوم کرو پھر کوئی پلاننگ بنائی جا سکتی ہے۔“ عمران نے کہا اور یعقوب سر ہلانا ہوا اٹھا اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتا بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

”کیا آپ واقعی اس چھاؤنی پر حملہ کرنے کا پروگرام بنا رہے ہیں؟“ یعقوب کے جاتے ہی مصدّر نے پوچھا۔
”ہاں کیوں؟“ عمران نے چونک کر پوچھا۔
”لیکن اس طرح ہم اپنے مشن سے ہٹ نہ جائیں گے۔“ مصدّر نے کہا۔

”جہاں آوی میں کافرستانی فوج اور اس کے راہبوں کو کھڑ کرنا ہی ہمارا مشن ہے تاکہ جہاں تحریک آزادی مزید قوت پکڑ سکے۔ تم سوچو اگر ہم یہ چھاؤنی جتہ کر دیتے ہیں کا سیلاب ہو جاتے ہیں تو جہاں کافرستانی فوج کا مورال کس قدر ڈاؤن ہو جائے گا اور مجاہدین کا مورال کس قدر مضبوط ہو جائے گا۔ اور یہی ہمارا مشن ہے۔ بلیک ہاؤنڈز کا قاتل بھی ہمارا مشن ہے لیکن میں نے محسوس کیا ہے کہ اس کے لئے جو طریقہ کار ہم نے اختیار کیا ہے وہ طویل عرصہ چاہتا ہے اس لئے میرے ذہن میں ایک اور طریقہ آیا ہے کہ اگر کسی طرح اس کے مین ہیڈ کو اور نوکرانوں کو اس کے چیف ایجنٹ کو پکڑ لیا جائے تو اس کے ذریعے پورے بلیک ہاؤنڈز کا مین وقت مانتہ کیا جاسکتا ہے لیکن اصل مسئلہ یہ ہے کہ جب منوہر جیسا آوی بھی کونسل کو اور اسے واقف نہیں ہے تو پھر اسے کس طرح ٹرکس کیا جائے

ڈک لگا کر انہیں لوڈ کیا جاتا ہے۔ وہاں فوجیوں کا ایک گروپ موجود رہتا ہے اور ایک فوجی جیب اس سہائی کے ساتھ ساتھ چھائی تک جاتی ہے۔ یعقوب نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

تم نے اس ڈرائیور سے کیا کہا ہے؟ عمران نے پوچھا۔

میں نے اس سے کہا ہے کہ وہ ہمیں چھائی اوو قلعے کے اندر وئی حالت کی تفصیل بتائے اور اس افسر خانے کے بارے میں بھی بتائے۔ یہ ڈرائیور جیلے اس فوجی چھائی میں بطور ڈرائیور کام کرتا رہا ہے۔ یہ میجر جنرل گرونام کا ذاتی ڈرائیور تھا لیکن میجر گرونام کو جب سرکاری ڈرائیور دیکھنے کا حکم دیا گیا تو اس نے اس کمپنی میں رکھ لیا اور اس ڈرائیور کے مطابق یہ کمپنی میجر جنرل گرونام کے بھائی اردو نا سنگھ کی ہے۔ یعقوب نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

کہاں ہے وہ ڈرائیور؟ عمران نے پوچھا۔

اس نے ہمیں کمپنی کے سنور کے قریب ایک ریسٹوران میں ملنے کے لئے کہا ہے۔ جو کہ لوڈنگ میں دو تین گھنٹے لگ جاتے ہیں اس لئے وہ ان دو تین گھنٹوں میں کارخوڑتے ہیں، اس لئے تمام ڈرائیور اس ریسٹوران میں جیلے کر وقت پورا کرتے ہیں۔ یعقوب نے جواب دیا۔

او۔ کے۔ ٹھیک ہے۔ ہمیں وہاں پہنچنا چاہئے۔ اسلئے بھی لے لیا جائے اور میک اپ باکس بھی۔ عمران نے کہا اور کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔

باقی ساتھی بھی کرسیوں سے اٹھ کر کھڑے ہو گئے۔

اور وہ سری بات یہ کہ یہاں وگام میں حالات سیری توقع سے زیادہ ہیں۔ تم نے دیکھا کہ جب ہم پہلی کا پڑنواح میں چھوڑ کر وگام کی حدود داخل ہوئے تو یعقوب تک پہنچنے پہنچنے ہمیں کس قدر ٹائٹ حالات گورنا پڑا۔ اس لئے ہم یہاں مکمل کر بھی کام نہیں کر سکتے اور جہاں یعقوب اور اس کے گروپ کا تعلق ہے۔ یہ لوگ اس قدر تربیت نہیں ہیں کہ ہماری مرضی کے مطابق کام کر سکیں اس لئے میں نے اور بلان بنایا ہے کہ چھائی کی تنہائی کے ساتھ ساتھ اس میجر جنرل کو پکڑ کر اس کے ذریعے اجتماعی اعلیٰ سطح پر رابطہ کر کے بلیک ہاؤنڈ چیف کو ٹریس کیا جائے۔ عمران نے کہا اور سارے ساتھیوں ہچرے چٹک اٹھے۔

اوو وری گڈ واقعی یہ بہترین پلاننگ ہے۔ اجتماعی شاندار۔

حضور نے سب سے پہلے بولتے ہوئے کہا اور عمران مسکرا دیا۔ یہ ایک گھنٹے بعد یعقوب کی واپسی ہوئی تو اس کے ہچرے پر چٹک تھی۔

عمران صاحب۔ قدرت شاید ہم پر بے حد مہربان ہے۔ اس سے نہ صرف طاقت ہو گئی ہے بلکہ وہ ہمارے ساتھ تعاون کرنے

پوری طرح تیار ہے مگر اس نے معاوضہ کافی ہماری طلب کیا ہے۔

چھائی کی تنہائی کے مقابلے میں اس معاوضے کی کوئی اہمیت نہیں

سہائی بھی آج شام کو جانے والی ہے۔ یہ سہائی ایک کمپنی اور گرو

ڈس ہے۔ اس کمپنی کے سین سنور وگام کے نواح میں بنے ہوئے

وہاں سارا ہفتہ سہائی کیا جائے والا سامان اکٹھا کیا جاتا ہے اور

”مسٹر تو وہاں تک پہنچنے کا ہو گا۔۔۔“ صدر نے کہا۔

”اس کی آپ فکر نہ کریں اس کا میں نے بندوبست کر لیا ہے۔“

وہاں ایک بہت بڑی لائڈری ہے اور شہر سے روزانہ لائڈری کا ٹرک سٹیلے کپڑوں کے ٹکڑے وہاں لے جاتا ہے۔ اس کا ڈرائیور ہمارے گروپ کا آدمی ہے۔ آپ تیار ہو جائیں میں آدھے گھنٹے کے اندر اس ٹرک کے ساتھ بھار بھج جلاؤں گا اور پھر اس ٹرک میں چپ کر ہم آسانی سے وہاں تک پہنچ جائیں گے۔“ یعقوب نے کہا۔

”گٹھا۔۔۔ یہ اچھا انتظام ہے۔“ عمران نے کہا اور اس کے بعد وہ سب اپنے اس نئے مشن کی تیاریوں میں مصروف ہو گئے جب کہ یعقوب باہر چلا گیا۔

کرے کا دروازہ کھلا تو میز کے پیچھے بیٹھے ہوئے سورمانے چونک کر دروازے میں داخل ہونے والے نوجوان کی طرف دیکھا۔

”باس میں نے ایک اہم اطلاع حاصل کر لی ہے۔“ آنے والے نوجوان نے سرست بھرے لہجے میں کہا۔

”کیسی اطلاع؟“ سورمانے چونک کر پوچھا۔

”پکڑے جانے والے افراد کا تعلق مشہور حریت پسند گروپ سے ہے اور یہاں دھکم میں اس گروپ کا انچارج یعقوب ہے اور میں اسے اچھی طرح جانتا ہوں۔“ نوجوان نے کہا۔

”اوہ اوہ۔۔۔ یہ تو واقعی انتہائی اہم اطلاع ہے آکاش۔ پوری تفصیل بتاؤ۔“ سورمانے سرست بھرے لہجے میں کہا۔

”باس جو آدمی شدید زخمی حالت میں پکڑے گئے ہیں۔ ان میں سے ایک سیر اوقف تھا۔ میں نے اسے رستہ پر جانے سے روک دیا اور اسے

لپٹے ساتھ اپنی رہائش گاہ پر لے گیا۔ میں نے اس کی سرہم چنی کر دی اور پھر جب میں نے اسے بتایا کہ میرا تعلق بھی حرمت پسند کے ایک خفیہ گروپ سے ہے اور میں نے اپنے طور پر اسے اس گروپ کی تفصیل بتائی دوچار نام لئے تو وہ آدمی میرے جال میں آگیا اور پھر وہ کھل گیا۔ اس سے پتہ چلا کہ بیعتوں ان کاموں سے سہانچے میں نے اسے تو آزاد کرنے کے لئے کہا اور خود بیعتوں کے بارے میں معلومات حاصل کیں تو مجھے معلوم ہو گیا کہ بیعتوں کے پاس آج کل چند افراد آئے ہوئے ہیں جنہیں اس نے کسی خفیہ مقام پر ٹھہرایا ہوا ہے۔ چنانچہ میں سمجھ گیا کہ یہی پاکیشیا سیکرٹ سرورس کے لوگ ہوں گے۔ اب اگر اس بیعتوں کو پکڑ لیا جائے تو ان افراد کو آسانی سے پکڑا جاسکتا ہے اور ان کا خاتمہ بھی کیا جاسکتا ہے۔ لاکش نے جواب دیا۔

”یہ بیعتوں کون ہے۔ اس کی تفصیل کیا ہے؟“ سورمانے پوچھا اور لاکش نے اسے تفصیل بتانی شروع کر دی۔

”ٹھیک ہے۔ میں ابھی اسے ٹریس کرانا ہوں۔“ سورمانے کہا اور مین برکے ہوئے ٹیلی فون کارسیور اٹھا کر اس نے فہرذاصل کر کے شروع کر دیے۔

”میں رام چند کارپوریشن“ رابطہ قائم ہوتے ہی ایک آواز سنائی دی۔

”سورمانول دہا ہوں رام چند سے بات کرنی ہے۔“ سورمانے تیر لپٹے میں کہا۔

”میں سراد لڈان کریں۔“ دوسری طرف سے کہا گیا اور چند لمحوں بعد ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔

”رام چند بول رہا ہوں۔“ بولنے والے کا لہجہ تھوڑے ساٹھ تھا۔

”رام چند“ بھیدوں کی ادھن کا کاروبار کرنے والے یعقوب کو جانتے ہوئے سورمانے کہا۔

”ہاں اچھی طرح جانتا ہوں۔ کیوں؟“ رام چند نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”وہ ہمیں فوری طور پر مطلوب ہے۔ کیا تم اسے ٹریس کر سکتے ہو۔ معاوضہ جو تم چاہو گے وہی ملے گا۔“ سورمانے کہا۔

”صرف ٹریس کرنا ہے۔ یا“ دوسری طرف سے رام چند نے پراسرار لہجے میں کہا۔

”اگر اخرا کر سکو تو زیادہ بہتر ہے ورنہ صرف یہ بتا دو کہ وہ اس وقت کہاں ہے۔“ سورمانے کہا۔

”دونوں کام ہو سکتے ہیں۔ جو تم کہو۔“ رام چند نے بڑے با اعتماد لہجے میں کہا۔

”تو پھر اسے اس طرح اخرا کر لو کہ کسی کو اس کے اخرا کا علم نہ ہو سکے۔“ سورمانے کہا۔

”ٹھیک ہے معاوضہ تمہیں ملنا ہو گا۔“ رام چند نے کہا۔

”مل جائے گا۔“ سورمانے جواب دیتے ہوئے کہا۔

دیا۔

”سب تجھے اجازت ہے، بتاب۔“ اکاش نے اٹھتے ہوئے کہا۔
 ”ہاں۔۔۔ لیکن تم نے ہینڈ کوائر میں ہی رہنا ہے۔ میں تمہیں اس
 گروپ کے خاتمے تک ساتھ رکھنا چاہتا ہوں۔“ .. سورمانے کہا۔
 ”میں باس۔“ اکاش نے مسرت بھرے لہجے میں کہا اور واپس مڑ گیا
 ’پھر تقریباً نصف گھنٹے بعد ٹیلی فون کی گھنٹی بج اٹھی۔ اور سورمانے
 ہونک کر سیور اٹھایا۔

”نہیں۔“ سورمانے تیز لہجے میں کہا۔
 ”رندھیر بول رہا ہوں باس۔“ یعقوب نامی آدمی کو رام چند کے آدمی
 جہاں پہنچائے گئے ہیں۔ وہ بے ہوش ہے۔“ رندھیر نے کہا۔
 ”گڈ۔۔۔ تجھے اسی کال کا انتظار تھا۔ اسے مارہر سیل میں پہنچا کر اچھی
 طرح باندھ دو میں خود ہی آ رہا ہوں۔“ سورمانے مسرت بھرے لہجے
 میں کہا اور سیور رکھ کر کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔

تھوڑی دیر بعد اس کی کار ہینڈ کوائر سے نکل کر اس کالونی کی طرف
 بڑھی چلی جا رہی تھی جس میں رندھیر کا ڈھ تھا۔ رندھیر کا تعلق بھی اس کے
 سیکشن سے تھا۔ یہ اڑے اس نے مخصوص مقاصد کے لئے قائم کیا ہوا تھا۔
 کار میں اکاش بھی اس کے ساتھ ہی موجود تھا۔

تھوڑی دیر بعد کار اس کو ٹھکی میں پہنچ گئی۔ برآمدے میں رندھیر خود
 موجود تھا۔ اس نے آگے بڑھ کر سورما اور اکاش کا استقبال کیا۔

”وہ ہوش میں آگیا ہے یا ابھی تک بے ہوش ہے۔“ سورمانے

”کہاں پہنچاؤں اسے اور کس نمبر پر اطلاع دوں۔“ رام چند نے
 پوچھا اور سورمانے جواب میں اسے ایک رہائشی کو ٹھکی کا پتہ اور اس کا فون
 نمبر بتا دیا۔ اور دوسری طرف سے او۔ کے کی آواز سن کر سورمانے دسیور
 دکھ دیا۔

”تم نے واقعی کارنامہ سرانجام دیا ہے اکاش۔“ سب اگر یہ یعقوب مل
 جائے تو اس گروپ کا آسانی سے خاتمہ کیا جاسکتا ہے اور رام چند اصرار آدمی
 ہے جو یہ کام آسانی سے کر سکتا ہے۔“ سورمانے دسیور دکھ کر اکاش
 سے مخاطب ہو کر کہا۔

”میں باس میں جانتا ہوں اسے اس کی نمبر تنظیم آکٹو میں کی طرح
 پورے دگام میں پھیلی ہوئی ہے۔“ اکاش نے جواب دیتے ہوئے کہا
 اور سورمانے ایک بار پھر دسیور اٹھا یا اور نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔
 ”نہیں رندھیر بول رہا ہوں۔“ رابطہ قائم ہوتے ہی ایک آواز
 بتائی دی۔

”سورما بول رہا ہوں۔“ سورمانے حکمانہ لہجے میں کہا۔
 ”میں باس۔“ دوسری طرف سے بولنے والے کا لہجہ نکلخت مود بانہ
 ہو گیا۔

”رام چند کو میں نے ایک آدمی کو اغوا کر کے جہارے پاس پہنچانے
 کے لئے کہا ہے۔ اس لئے جیسے ہی وہ آدمی وہاں پہنچے یا رام چند کال کرے
 تم نے فوراً مجھے یہاں ہینڈ کوائر میں اطلاع دینی ہے۔“ سورمانے کہا۔
 ”نہیں باس۔“ دوسری طرف سے کہا گیا اور سورمانے دسیور دکھ

پوچھا۔

”معلوم نہیں باس میں تو اسے مارہر سیل میں کرسی پر باندھ کر قہر کے استقبال کے لئے باہر آگیا تھا۔“ دندھیر نے جواب دیا۔ اور سورا نے اغیار میں سر ہلا دیا اور پھر وہ تینوں آگے پیچھے چلتے ہوئے ایک کمرے میں داخل ہوئے جس کی دیواروں کے ساتھ کولڑے۔ خنجر اور ایسے ہی دوسرے نقد دے آلات لگے ہوئے تھے۔ کمرے کے درمیان ایک کرسی پر رسیوں سے بندھا ہوا ایک مقامی آدمی موجود تھا لیکن اس کی گردن ذہنی ہوئی تھی۔ اس کے سر ابھرا ہوا گوز بتا رہا تھا کہ اسے سر جھٹ لگا کر بے ہوش کیا گیا ہے۔

”اسے ہوش میں لے آؤ۔ دندھیر“ سورانے کہا اور دندھیر نے آگے بڑھ کر پوری قوت سے اس مقامی آدمی کے چہرے پر کیے بعد دیگرے قہیروں کی بادش کر دی اور تھوڑی دیر بعد وہ آدمی جھٹا اور کراہتا ہوا ہوش میں آگیا اور دندھیر پیچھے ہٹ گیا۔ وہ آدمی حیرت سے سامنے کھڑے سورا۔ آکاش اور دندھیر کے ساتھ ساتھ کمرے کے ماحول کو دیکھ رہا تھا۔

جہاں انام یعقوب ہے اور تم ادن کے تاجر ہو“ سورانے کہا۔
”ہاں مگر یہ سب کیا ہے“ یعقوب نے ہوش بھینچتے ہوئے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”امیر انام سورا ہے اور میں بلیک ہانڈز کے سیشن تھری کلچیف ہوں اور تم اس وقت بلیک ہانڈز کے اڈے میں ہو۔ یہ سب کچھ میں نے جہیں اس لئے بتا دیا ہے تاکہ جہیں اندازہ ہو سکے کہ تم کن لوگوں میں

ہو“ سورانے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔

”مگر تجھے یہاں کیوں لایا گیا ہے۔ میں تو کافرستانی حکومت کا دفادار ہوں۔“ یس ادا کرتا ہوں۔“ یعقوب نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔
”میں معلوم ہے۔“ بلیک ہانڈز سے کوئی چیز چھپی نہیں رہ سکتی ہمیں معلوم ہے کہ تم دگام میں حریت پسندوں کے سب سے خطرناک گروپ نارو گروپ کے مقامی انچارج ہو اور باکیشیا سیکرٹ سروس کا گروپ بھی جہاں سے پاس یہاں پہنچا ہوا ہے اور ہمیں یہاں لایا بھی اس مقصد کے لئے گیا ہے تاکہ تم اس جگہ کے بارے میں ہمیں تفصیل بتاؤ جہاں تم نے اس گروپ کو رکھا ہوا ہے۔“ سورانے تیر لہجے میں کہا۔

”یہ سب کس فلفلی کا نتیجہ ہے، جناب۔“ میرا کسی گروپ سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ میں تو سیدھا سادہ ساتا جہاں ہوں۔“ یعقوب نے جواب دیا۔

”کولڑے آؤ دندھیر“ میں دیکھتا ہوں اس میں برداشت کا مادہ کتنا ہے۔“ سورانے غصیلے لہجے میں کہا اور دندھیر تیزی سے ایک دیوار کی طرف بڑھا اور اس نے دیوار کے ساتھ لٹکا ہوا ایک کوزا ہیک سے نکالا اور واپس آکر اسے سورا کے ہاتھ میں دے دیا۔ اور دوسرے لہجے کراہت یعقوب کی جینوں اور کولڑے کی خوفناک آواز سے گونج اٹھا۔ سورا اتہائی جگہ زری سے یعقوب پر کولڑے برسائے چلا جا رہا تھا۔

”لو لو کہاں ہے وہ گروپ بولو اور کھال انکار دوں گا۔“ سورا

نے چختے ہوئے کہا۔

”مجھے نہیں معلوم مجھے نہیں معلوم“ یعقوب نے انتہائی درد بھرے لہجے میں کہا اور سورما کا ہاتھ جھپٹے سے زیادہ بھرپور انداز میں پھٹنے لگ گیا۔ یعقوب کا پورا جسم کوزوں کی خبروں سے زخمی ہو گیا تھا اور پھر اس کی گردن اٹھک گئی۔

”اسے پانی پلاؤ“۔ سورما نے ہاتھ روکتے ہوئے کہا اور رند صیر سر ہلا کر ہوا واپس دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

”باس یہ لوگ انتہائی سخت جان ہوتے ہیں اور لپٹے کاڑکی کا خطرہ جان تک دینے سے بھی گریز نہیں کرتے اور یہ ان کا لہجہ ہے اس لئے یہ اس طرح کے تشدد کے سامنے زبان نہیں کھولے گا“۔ آکاش نے کہا۔

”تو پھر“۔ سورما نے کہا۔

”باس اگر آپ اجازت دیں تو میں اس کی زبان کھلوادوں“۔ آکاش نے کہا۔

”کس طرح“۔ سورما نے ہلک کر پوچھا۔

”اس کی ایک بیٹی ہے۔ اس کا نام زہینہ ہے۔ بے حد خوبصورت اور

اور کڑا دین بھینک کر وہ واپس دروازے کی طرف مڑ گیا۔ آکاش بھی اس کے پیچھے تھا۔ رند صیر انہیں راستے میں ملا۔ اس کے ہاتھ میں پانی سے بھرا جگ تھا۔

”ابھی اس کی ضرورت نہیں ہے آؤ۔ تم نے ایک اور کام کرنا ہے۔“ سورما نے کہا اور رند صیر سر ہلاتا ہوا ان کے پیچھے واپس چل پڑا۔ ایک دفتر بنا کرے میں پہنچ کر جب سورما نے آکاش کی بات رند صیر کو بتائی تو رند صیر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

”آکاش کی بات درست ہے باس۔ یہ آجی واقعی زبان کھول دے گا۔“ رند صیر نے کہا۔

”تو پھر اس کی بیٹی کو اغوا کر کے کالام تم نے کرنا ہے۔ ابھی اور اسی وقت“۔ سورما نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ لیکن اس کی بیٹی کہاں رہتی ہے۔ اس کے بارے میں تفصیل“۔ رند صیر نے کہا۔

”میں تمہارے ساتھ چلتا ہوں۔ میں اسے اچھی طرح پہچانتا ہوں اور یعقوب کی رہائش گاہ بھی جانتا ہوں“۔ آکاش نے کہا۔

”فوراً آؤ اور جس قدر جلدی اسے اغوا کر کے لاسکو لے آؤ“۔ سورما نے کہا اور آکاش اور رند صیر مزے اور دروازے کی طرف بڑھ گئے۔

سمت تھا۔ دوسری طرف سے اسی طرح متوحش لہجے میں جواب دیا گیا
 کیا کیا مطلب کہیسا خوفناک واقعہ۔ عمران نے چونک کر
 پوچھا۔

”جواب ابھی دس منٹ پہلے یہاں چند آدمی اپنا ٹک واخل ہوئے انہوں
 نے فائرنگ کر کے سب ملازمین کو ہلاک کر دیا۔ میں بھی ان کا ملازم ہوں
 بادرہج ہوں۔ میں کچن میں تھا، فائرنگ کی آوازیں اور ملازموں کی چیخیں
 سن کر میں ڈر کر پینٹری میں چھپ گیا پھر میں نے یعقوب صاحب کی بیٹی
 زہیدہ کی چیخیں سنیں۔ پھر خاموشی چھا گئی۔ جب میں باہر نکلا تو میں نے
 دیکھا کہ زہیدہ غائب تھی۔ میں نے یعقوب صاحب کے بیٹے اسلم صاحب
 کو فون کیا ہے اور اس دوران آپ کی کال آگئی ہے۔“ دوسری طرف
 سے اسی طرح متوحش لہجے میں بتایا گیا۔

”اوہ کس نے کیا ہے اغوا کیا تم اندازہ لگا سکتے ہو۔“ عمران نے
 ہوش بھینچتے ہوئے پوچھا۔

”جی سنی۔ میں کیا کہہ سکتا ہوں۔“ دوسری طرف سے ملازم نے
 جواب دیا۔

منو جیسے ہی اسلم صاحب آئیں تم انہیں کہہ دینا کہ وہ پرنس سے
 بات کریں وہ میرا فون نمبر دیتے ہیں۔“ عمران نے کہا۔

”اچھا سنی۔“ وہ ایک منٹ جتا میرا خیال ہے۔ اسلم صاحب کی
 کار آ رہی ہے۔“ ملازم نے چوتھے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی رسیور
 علیحدہ رکھے جانے کی آواز سنائی دی۔

عمران اور اس کے ساتھی لائندری والے ٹرک میں چھپ کر جانے
 لے چار بیٹھے ہوئے تھے لیکن یعقوب ٹرک لے کر نہ آیا تھا حالانکہ اس
 وعدہ کیا تھا کہ وہ آوے گھنٹے کے اندر اندر ٹرک کے ساتھ یہاں پہنچ جائے
 گا لیکن اب ایک گھنٹے سے زیادہ وقت ہو گیا تھا۔ لیکن وہ واپس نہ آیا تھا۔
 کہیں کوئی گزیرا نہ ہو گئی ہو۔“ عمران نے پریشان ہوتے ہوئے
 کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے میز پر رکھے ہوئے فون کا رسیور اٹھایا اور
 تیزی سے خبر داخل کرنے شروع کر دیے۔ تھوڑی دیر تک گھنٹی بجتی رہا
 پھر کسی نے دوسری طرف سے رسیور اٹھایا۔

”کون ہے۔“ بولنے والے کا لہجہ بے حد متوحش تھا۔

”یعقوب صاحب ہیں۔ میں ان کا دوست پرنس بولی رہا ہوں۔“

عمران نے آواز بدل کر کہا۔

”اوہ نہیں جتنا۔“ وہ اگر یہاں ہوتے تو یہ خوفناک واقعہ نہ

طرح یہ علم ہو گیا ہو گا کہ ہم یعقوب کے پاس چھپے ہوئے ہیں اور میرا
اندازہ ہے کہ یعقوب نے جب باوجود تشدد کے زبان نہ کھولی ہوگی تو ان
دو آدموں نے اس کی زبان کھلوانے کے لئے اس کی بیٹی کو اغوا کر لیا ہو گا۔
عمران نے کہا اور پھر ایک موٹر گاڑ کر جب اس نے گاڑا آگے
بڑھائی تو کار ایک دانش کالونی میں داخل ہو گئی۔ کالونی کے نام کا بڑا سا
بورڈ بھی چمک رہا تھا اور یہ وہی نام تھا جو شیخراہم نے عمران کو بتایا
تھا۔

”ہو سکتا ہے۔“ اس کو ٹھہری میں بلیک ہاؤنڈ کا لہو ہو اور ہم نے
انہیں زندہ پکڑنا ہے اس لئے اس کو ٹھہری پر پھیلے بے ہوش کرنے والی گیس
کے کیپسول فائر کئے جائیں گے پھر محنتی طرف سے ہم اندر جائیں گے
عمران نے کالونی میں داخل ہوتے ہی کہا اور صفدر نے جلدی سے
اپنے سامنے رکھا ہوا پیشیل بیگ کھنکھار کر دیا اور جب عمران نے کار
ایک سامنے پر کر کے روکی تو وہ بیگ میں سے کیپسول فائر کرنے والا پیشیل
نگال چکا تھا۔ بیگ سے میگزین نکال کر اس نے اس میں فٹ کیا اور
عمران کی طرف دیکھنے لگا۔

ہو سکتا ہے لڑے کی نگرانی ہو رہی ہو اس لئے تم جیسے اکیلے جا کر
گیس فائر کرو۔ پھر ہمیں اشارہ کر دینا۔“ عمران نے صفدر سے کہا اور
صفدر سر ہلاتا ہوا کار سے نیچے اتر گیا۔ صدمین چونکہ وہ دائرے کی طرف پہنچا
ہوا تھا اس لئے وہ پہلے ہی نیچے اتر گیا تھا۔ صفدر تیزی سے چلتا ہوا آگے بڑھ
گیا۔ مظلوم کو ٹھہری سڑک کے اس پار تقریباً سو گز دور ٹھہری اور جہاں ۲

کہا اور کار کو آگے بڑھاتا ہوا تیزی سے ایک پولیس کار کے قریب لے جا کر
روک دی۔

”اسٹاپ آفیر بلیک ہاؤنڈ سپیشل کارڈ ایئر جنسی مشن۔“ عمران
نے تیز لپکے میں آفیر سے کہا۔

”اوہ میس سر آپ جانتے ہیں۔“ آفیر نے مونہ باند لپکے میں کہا اور
اس کے ساتھ ہی اس نے پیچ پیچ کر سڑک پر موجود پولیس والوں کو عمران
کی کار کو راستہ دینے کا حکم دینا شروع کر دیا۔ پولیس کے سپاہی تیزی سے
اوجر اوجر ہو گئے اور عمران تیزی سے کار کو آگے بڑھانے لے چلا گیا۔

”یہ تو بڑا مسئلہ حل ہو گیا۔ یہ سپیشل کارڈ کیا ہے۔“ صفدر نے
مسکراتے ہوئے کہا۔

”میں کسی زمانے میں سپیشل مطلب یعنی گھر لباس پہننے کا بے حد
شوقین تھا۔ انہوں نے میری نقل کی ہے۔ حکومت کی طرف سے بلیک
ہاؤنڈ کو جو کارڈ دیا گیا ہے اس کا کوئی نام سپیشل کارڈ رکھا گیا ہے۔ اس
کارڈ کی وجہ سے فورج اور پولیس حکم کے تابع ہو جاتی ہے لیکن یہ کارڈ شک
ہونے پر باقاعدہ چیک کیا جاتا ہے اس لئے میں نے ساتھ ہی ایئر جنسی
مشن کا اضافہ کر دیا تھا اس لئے بات بن گئی۔“ عمران نے جواب دیا
اور اس کے ساتھیوں نے اجابت میں سر ہلا دیئے۔

”یہ یعقوب اور اس کی بیٹی کو کس نے اغوا کیا ہو گا۔“ اپناٹک
صفدر کے ساتھ بیٹھے ہوئے صدمین نے پوچھا۔

”ظاہر ہے۔ یہ کام بلیک ہاؤنڈ ہی کر سکتی ہے۔ انہیں یقیناً کسی

غائب ہو گئیں لیکن وہاں کوئی آدمی موجود نہ تھا۔

”آئیں! آواز دہست ہے۔ آپ سڑک پہلے چلے اور اب وہ نیچے سے اوپر آئے گا۔“ عمران نے کہا اور تیزی سے دوڑنا ہوا لگی پارک کے عمارت کے سامنے کے رخ چنگ گیا وہاں برآمدے میں چار مسلح افراد بے ہوش پڑے ہوئے تھے۔ اس لمحے انہیں رابدراری کی طرف سے دو آدمیوں کے قدموں کی تیز آوازیں سنائی دیں۔ اور وہ سب برآمدے کی دیواروں کے ساتھ لگ کر کھڑے ہو گئے۔ دوسرے لمحے مضیق گٹوں سے مسلح دو آدمی تیزی سے رابدراری سے باہر نکلے اور عمران اور حفصہ بھوکے عقابوں کی طرح ان پر ٹوٹ پڑے اور ان دونوں کے حلق سے جھنسن نکلیں لیکن پھر کناک کناک کی آوازوں کے ساتھ ہی ان کے پورے جسم ٹکٹ ٹکٹ ہو گئے اور عمران اور حفصہ جنہوں نے انہیں قابو کیا ہوا تھا ایک جھٹکے سے نیچے پھینک دیا۔

”حمزہ تم ہمیں روکو گے۔“ عمران نے رابدراری کی طرف مڑتے ہوئے کہا اور پھر دوڑنا ہوا آگے بڑھ گیا۔ باقی ساتھی اس کے پیچھے تھے اور مڑتی دیر بعد جب وہ مختلف کدوؤں سے گزر کر ایک کمرے میں داخل ہوئے تو بری طرح چونک پڑے۔ کیونکہ دیوار کے ساتھ زنجیروں سے لٹی خیموں جکڑا ہوا تھا۔ اس کی گردن دھکی ہوئی تھی اور اس کے سامنے ایک نوجوان لڑکی تقریباً عریان یعنی ہوتی تھی۔ اس لڑکی کے ہاتھ اور پیر کھال سے باندھ دیئے گئے تھے لیکن لڑکی بھی بے ہوش پڑی ہوئی تھی۔ اس کے پیچھے ہوئے کپڑے بھی ساتھ ہی پڑے ہوئے تھے۔ ایک کرسی پر

دوبارہ درمیان میں فائر کھول دیں۔“ عمران کے ساتھ موجود حفصہ نے فوراً جواب دیا۔

”شکر ہے کہ اس سسٹم میں صرف سامنے نظر آتے ہیں۔ خون اور دوسری تفصیلات نہیں نظر آتیں۔“ عمران نے کہا اور پھر جیسے ہی فائر لگ بھگ ہوئی وہ سب تیزی سے درمیان میں ٹیز سے انداز میں گرتے چلے گئے اور چند لمحوں بعد رابدراری چست سے نکلنے والی تیز روشنیوں سے بھر گئی لیکن یہ روشنیاں صرف چند سینکڑا تک رہیں پھر غائب ہو گئیں اور اس کے ساتھ ہی عمران اس طرح کپڑے چھڑاتا ہوا اپنے کھڑا ہوا جیسے ڈرائے کر کے پردہ کرنے کے بعد مرنے کی اداکاری کرنے والے اداکار ایٹھ کر کھڑے ہو جاتے ہیں۔

”آؤ اب ہم نے فاسٹ ایکشن کرنا ہے۔ وہ لوگ اب مطمئن ہوں گے۔“ عمران نے کہا اور اس کے ساتھی جو سب کھڑے ہوئے تھے تیز ت قدم اٹھاتے آگے موجود فولاڈی دیوار کی طرف بڑھنے لگے۔

”بے ہوش کر دینے والی گیس تو انتہائی زور اثر تھی اور میں نے دیکھا کہ یہاں فائر کرنے سے پھر اس کا اثر ہوا تھا۔“ حفصہ نے کہا۔ ”ہو سکتا ہے۔ یہ سب کچھ نیچے تہ خانوں سے کیا جا رہا ہو اور اوپر منزل میں لوگ بے ہوش پڑے ہوں۔ بہر حال ابھی سچ چل جائے گا۔“ عمران نے کہا اور پھر وہ اس فولاڈی چادور کے قریب دونوں طرف دیوار سے پٹت لگا کر کھڑے ہو گئے۔ چند لمحوں بعد سرور تیز آوازوں کے ساتھ ہی مقبی طرف اور سامنے کی طرف فولاڈی چادریں نیچے زمین

میں کے قریب افراد تھے، سب خشم کر دیئے گئے ہیں۔ نیچے تہ خانے میں تو واقعی شیشی کا جال سا بٹھا ہوا ہے لیکن یہاں کوئی آدمی نہیں ہے۔ نعمانی نے کہا۔

ٹھیک ہے۔ تم سب باہر جاؤ۔ میں اس لڑکی کو ہوش میں لے آتا ہوں پھر جب یہ قفسیں بہن لے گی تو پھر ہم اندر آئیں گے۔ عمران نے صندوق کے ہاتھ سے مردانہ قفسیں لیتے ہوئے کہا اور پھر پشت پر موجود جگہ میں سے اس نے وہی پہلے والی شیشی نکالی اور اس کا ڈھکن کھول کر اس کا دہانہ اس لڑکی کی ناک سے لگا دیا۔ چند لمحوں بعد اس نے ہاتھ واپس نیچا کیا اور ڈھکن لگا کر اس نے شیشی واپس جیب میں ڈال لی۔ عمران کے سامنے کمرے سے باہر جانے کے تھے۔ عمران بھی قدم بڑھاتا تیزی سے کمرے کے درمیان آکر رک گیا۔ اسی لمحے اس نے لڑکی کے جسم میں حرکت کے آثار دیکھے اور عمران تیزی سے باہر آکر سانچے میں ہو گیا۔ عمران کے ساتھی ابدادی میں ایک طرف موجود تھے۔ اسی لمحے عمران کو لڑکی کی کراہ اور گرجائی آواز سنائی دی۔

"میں ذرا نیچے ہم دوست ہیں۔ جہاں سے ہاتھ اور پیر کھول دیئے گئے ہیں وہ ایک مردانہ قفسیں ہم نے ساتھ رکھ دی ہے۔ ہم باہر ہیں تم پہلے یہ شیشی ہم کو۔ عمران نے اونچی آواز میں کہا۔

"گنگ لنگ کون ہو تم۔ اور۔۔۔ اور یہ سب کیا ہے۔" ذرا نیچے کی بات پھر تھکی ہوئی آواز سنائی دی۔

"ہم جہاں سے والد یعقوب صاحب کے دوست ہیں اور قہیں اور

ایک آدمی ہے ہوش رہتا ہوا تھا جب کہ لڑکی کے ساتھ دو قوی ہیکل آدمی بھی اس انداز میں گھرے ہوئے تھے جیسے وہ اس لڑکی سے دست درازائی کو شش کرتے ہوئے اپنا کام بے ہوش ہو کر کر گئے ہوں۔ عمران نے اندر داخل ہوتے ہی بجلی کی سی تیزی سے اپنا کوٹ اتار کر لڑکی کے جسم والی دیا۔ اب اس کی پشت سے ایک ہٹکا سا بیگ بندھا ہوا نظر آ رہا تھا۔ "جاؤ جتنے لوگ بھی یہاں نظر آئیں سب کو گولیوں سے اڑا دو۔ نیچے خانے میں بھی چیک کر لینا۔ جلدی کرو۔" عمران نے چیخ کر کہا اور ساتھی تیزی سے مڑے اور اس کمرے سے باہر نکل گئے۔ عمران نے آواز بڑھ کر لڑکی کے پیروں اور ہاتھوں میں بندھی ہوئی رسیاں کھول دیں۔ کاچہرہ ہتھری طرح سخت نظر آ رہا تھا۔ پھر وہ تیزی سے زنجیروں سے بند ہوئے یعقوب کی طرف بڑھا۔ اس نے اپنی پشت پر ملے ہوئے بیگ سے ایک چھوٹی سی شیشی نکالی اور اس کا ڈھکن اتار کر وہ یعقوب کی ناک کی طرف بڑھاتے بڑھاتے رک گیا۔ دوسرے لمحے اس نے ہاتھ واپس کھینچ ڈھکن لگا دیا۔ اور شیشی بھی بیگ میں ڈال کر وہ کمرے کے بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اسی لمحے اسے صندوق آتا ہوا دکھائی دیا۔

"صندوق یعقوب کی لڑکی نیم مریاں ہے اس کے لئے یہاں سے مردانہ قفسیں ڈھونڈ لاؤ۔ جلدی کرو۔" عمران نے دور سے صندوق نمودار ہوتے ہی چیخ کر کہا اور صندوق رک کر مڑا اور جھانکا ہوا واپس آیا جب کہ عمران مڑ کر واپس اسی کمرے میں گیا۔ تھوڑی دیر بعد صندوق اس کے ساتھ گپکپن شیلر صندوقی اور نعمانی بھی آئے۔

یعقوب نے ہڈیاں فی انداز میں بچھتے ہوئے کہا۔

”کرمت کرو یعقوب جہادی یعنی بھولا ہے۔“ عمران نے نرم لہجے میں کہا تو یعقوب نے ٹھٹھکتا آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر عمران کو دیکھنا شروع کر دیا۔

”اوہ۔ اوہ آپ۔ آپ۔ پر نس۔ اوہ آپ۔ اوہ آپ جہاں پہنچ گئے۔“ یعقوب نے ایسے لہجے میں کہا جیسے اسے اپنی آنکھوں پر یقین نہ آ رہا ہو۔ اور عمران نے آگے بڑھ کر اس کے ہاتھوں کے گرد موجود گوبے کے کڑوں کے جن دبا کر انہیں کھول دیا۔

”لب لپٹے ہیں اس کے کڑے خود کھول لو صبر۔“ عمران نے پیچھے ہٹتے ہوئے کہا اسی لمحے ذرینہ دوڑتی ہوئی آگے بڑھی اور نیچے جھکتے ہوئے باپ سے جا کر پست گئی۔

”بابا۔ بابا یہ رمت کے فرشتے ہیں بابا۔“ ذرینہ نے سسکیاں ملے کر کہنا شروع کر دیا۔

”ہاں بیٹی یہ واقعی رمت کے فرشتے ہیں۔“ یعقوب نے مسکراتے ہوئے اس کی پشت پر تھپکی دیتے ہوئے کہا اور ذرینہ پیچھے ہٹ گئی پھر یعقوب نیچے جھکا اور اس نے کڑوں کو کھول کر اپنے پیروں پر آزاد کرانے۔

”یعقوب اب یہ بتاؤ کہ یہ کرسی پر بیٹھا ہوا آدمی کون ہے۔“

عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”یہ سودا ہے۔ بلکہ ہانڈاز کے سیشن تھری کا انچارج۔“ یعقوب نے کہا اور پھر اپنے اظہار ہونے سے جہاں آنے اور اپنے پر ہونے والے تصور

جہادے والد کو حیرانے جہاں آئے ہیں۔ مگر مت کرو جہاں سو جو دس لوگ ہلاک ہو چکے ہیں۔ تم بلدی سے قفسیں بہن لو تاکہ میں اندر آ جہادے والد کو ہوش میں لاسکوں۔“ عمران نے نرم اور اونچے لہجے میں کہا۔

”اچھا۔ اچھا۔ اوہ خدا یا تیرا فکر ہے۔ اوہ۔ اوہ۔“ اندر سے در کی سہمی ہوئی آواز سنائی دی اور عمران خاموش کھڑا رہا کیونکہ وہ جانتا تھا اس لڑکی کے ساتھ بے ہوش ہونے سے پہلے جو حالات گزر رہے تھے اور رد عمل ایسا ہی ہونا چاہیے تھا۔

”آجائو۔ میں نے قفسیں بہن لی ہے۔“ چند لمحوں بعد اندر سے در کی آواز سنائی دی اور عمران تیزی سے آگے بڑھ کر اندر داخل ہو گیا۔ لا اسے حیرت سے دیکھ رہی تھی۔ ویسے اس نے قفسیں بہن لی تھی۔ مگر نے آگے بڑھ کر اپنا کوٹ اٹھایا اور اسے بہن کر اس نے ہاتھ میں ۳۳ جیومیٹری شیشی کا ڈھکنا کھولا اور آگے بڑھ کر اس نے یعقوب کی ناک شیشی کا دھکنا لگایا اور چند لمحوں بعد ہاتھ کھینچ کر اس کا ڈھکنا بند کیا اور شیشی کو کوٹ کی جیب میں ڈال لیا۔ عمران کے ساتھ ہی اندر آچکے جب کہ لڑکی ایک طرف ہو کر کڑی ہو گئی تھی۔ ویسے اس کے ہاتھ ابھی تک خوف کے تاثرات نمایاں تھے۔ چند لمحوں بعد ہی یعقوب کا میں حرکت ہوئی اور پھر اس کی آنکھیں کھل گئیں مگر اس کے ساتھ ہڈیاں فی انداز میں بچھتے لگے۔

”یہ قلم مت کرو میری معصوم بیٹی کے ساتھ یہ قلم مت کرو۔“

مل پڑا جب کہ عمران نے جیب سے وہی شیشی نکالی اور ساتھ کھڑے
کیپٹن شکیل کی طرف بڑھا دی۔

”اے ہوش میں لے آؤ کیپٹن۔“ عمران نے کہا اور کیپٹن شکیل
نے اس کے ہاتھ سے شیشی لی اور دھیموں میں بندھے ہوئے سورما کی
طرف بڑھ گیا۔ اس نے شیشی کا ڈھکنا کھولا اور اس کا پلندہ اس کی ناک سے
لگا دیا۔ سو لمحوں بعد اس نے شیشی ہٹائی اور اس کا ڈھکنا لگا کر اسے واپس
عمران کی طرف بڑھا دیا۔

”اب یہ کوڑا اٹھاؤ۔ تاکہ اس سورما کی قوت برداشت پتہ تک ہو سکے۔“
عمران نے شیشی پیٹے ہوئے کہا۔

”کیا آپ اس پر غام انداز میں تشدد کریں گے۔“ کیپٹن شکیل نے
تیران ہو کر پوچھا۔

”ہاں۔ یہی قائل ہے ساس نے زرنہ کو اغوا کر کے اس کے باپ کے
سلطنت سے لپٹے آؤ میوں سے بے عزت کرانے کی کوشش کر کے لپٹے آپ
کو انسانیت کے درجے سے نکال کر جانوروں کے درجے میں پہنچا دیا۔ اگر
مہتمد کے مزید میٹ ہو جاتے تو شاید یہ باپ بیٹی دونوں پھر زندہ نہ رہ
سکتے۔“ عمران نے احتجاجی سرولہجے میں کہا اور کیپٹن شکیل نے اذیت
میں سر ہلادیا اور خون آلود کوڑا اٹھایا۔ اسی لمحے سورما ہوش میں آنے لگ
گیا اور پھر اس کی آنکھیں ایک جھٹکے سے کھل گئیں اور دوسرے لمحے وہ
اجتہائی حیرت سے ادھر ادھر دیکھنے لگا۔

”لگ لگ۔ یہ کیا۔ یہ میں بندھا ہوا۔ وہ کون ہو تم۔ کون ہو۔“

اور پھر زرنہ کو کہاں لانے اور اس کا لباس بچاؤنے تک کے سارے
حالات بتا دیتے۔

یہ اتنا برا صدمہ تھا کہ میں بے ہوش ہو گیا اور اب مجھے ہوش آیا ہے۔
یعقوب نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

صفر اور سورما کو یعقوب کی جگہ دھیموں میں بکلا دو۔ عمران
نے کہا اور صفر دھیموں میں بے ہوش پڑے ہوئے سورما کو اٹھا کر اس طرف
کو بڑھا چدر دھیموں میں صفر صدفی اور نعمانی نے آگے بڑھ کر اس کے
ساتھ اور پیر دھیموں میں بکلا دیے۔ کیپٹن شکیل بھی اندر آچکا تھا۔

”ان دونوں کو اٹھا کر باہر لے جاؤ اور انہیں جف کر دو۔“ عمران
نے زرنہ کی طرف دیکھتے ہوئے اپنے ساتھیوں سے کہا اور اس کے ساتھیوں
کچھ گھمے کہ عمران زرنہ کی وجہ سے انہیں کہاں سے ملاک نہ کرنا چاہتا تھا۔
جتنا چاہے آگے بڑھے اور پھر صدفی اور نعمانی انہیں کھینچتے ہوئے کمرے سے
باہر کی طرف لے گئے۔

صفر کہاں فون ہو گا۔ یعقوب صاحب ڈیڑھی ہیں۔ چپٹے ان کے
دھم کی بنیاد پر کرادور پھر انہیں فون کر ڈاکا کہ یہ لپٹے نیچر اور دوسرے
لوگوں کو تسلی دے سکیں۔ عمران نے صفر سے کہا۔

”کیسے یعقوب صاحب۔“ صفر نے کہا۔

”یعقوب صاحب بس یہ خیال رکھیں کہ کسی کو کہاں کا پتہ نہ رہتا ہے۔
عمران نے یعقوب سے مخاطب ہو کر کہا اور یعقوب نے اذیت میں
سر ہلادیا اور پھر زرنہ کو اپنے ساتھ آنے کا اشارہ کرتے ہوئے باہر کی طرف

سودمانے انتہائی حیرت بھری آواز میں جھنجھٹے ہوئے کہا۔

جہاد نام سودا پرے اور تم ملک باؤنڈو کے سیکشن قحری کے انچارج ہو۔
عمران نے سر دھجے میں کہا۔

اور۔ تم کون ہو۔ سودمانے لچکت ہوٹ دبا کر بات کرتے ہوئے کہا۔ اب وہ ذہنی طور پر سنبھلا ہوا نظر آ رہا تھا۔

میرا نام پرنس ہے اور میں وہی ہوں جس کی تلاش کے لئے تم نے یعقوب کو اغوا کر لیا تھا۔ عمران نے جواب دیا۔

اور تم پاکیشیا سیکرٹ سروس کے آوی ہو۔ مگر یہاں۔۔۔ تم میرے ساتھی رہ کہاں ہیں۔ تم اندر کیسے آئے ہو۔ یہاں تو زبردست سائنسی

نظام۔۔۔ سودمانے حیران ہو کر کہا۔ جہاد سے سائنسی نظام نے واقعی ہمیں موت کے دہانے پر پہنچا دیا تھا۔

ہم نے پہلے باہر سے بے ہوش کر دینے والی گیس کے کیپسول یہاں غائب کئے تھے۔ اس سے یہاں۔۔۔ پر سو سو افراد تم سمیت تو بے ہوش ہو گئے لیکن

بچے جہ خانے میں جو تم نے مشین دوم بنا دیا تھا ہے وہاں تک اس کے اثرات نہ پہنچ سکے اس لئے وہاں موجود جہاد سے دو آدمی ہوش میں رہے اور

پھر جب ہم عقی دیو او پھاند کر اندر داخل ہوئے تو سائنڈلگی بند کر کے جہاد سے آدمیوں نے ہم پر چست سے گولیوں کی بارش کر دی لیکن اب

ہمادی خوش قسمتی ہے کہ تم نے یہاں کافی پرانا نظام فٹ کر رکھا ہے۔ بہر حال میں اس نظام سے واقف تھا اس لئے پہلے ہم سائنڈل میں ہو گئے

اور گولیوں کی بارش درمیان میں ہوتی رہی۔ پھر ہم درمیان میں ہو گئے۔

اور گولیوں کی بارش سائنڈل میں ہوتی رہی۔ پھر ہم درمیان میں نیڑے میز سے انداز میں لیٹ گئے جیسے ہم ہٹ ہو گئے ہوں۔ جہاد سے آدمیوں نے ہمیں جیک کیا اور یقیناً انہوں نے ہمیں مردہ سمجھا اس لئے انہوں نے سائنڈل کھولیں اور ہم کو فنی کے اندر لگے اور جہاد سے آدمی مشین دوم سے باہر آئے تو ہم نے ان کا خاتمہ کر دیا اور اس کے ساتھ ہی جہاد سے علاوہ یہاں موجود دہر آدمی کا خاتمہ کر دیا گیا ہے۔ عمران نے سر دھجے میں اسے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

ہونہ۔ کرشن درست کہہ رہا تھا تم انتہائی خطرناک لوگ ہو۔ بہر حال اب تم کیا چاہتے ہو۔ سودمانے منہ بناتے ہوئے کہا۔

کرشن کون ہے۔ عمران نے پوچھا۔ سیکشن۔۔۔ ان کا انچارج۔ سودمانے جواب دیتے ہوئے کہا۔

سیکشن فور کا انچارج منوہر تھا۔ اس کا تو ہم نے خاتمہ کر دیا تم سیکشن قحری کے انچارج ہو اور کرشن سیکشن دن کا لیں سیکشن نو کا انچارج کون ہے۔ عمران نے کہا۔

ارجن۔ سودمانے جواب دیا۔ اور۔۔۔ اب تم یہ بتاؤ کہ تم نے سیکشن نیل کو ارڈو کہاں خفت کر دیا ہے۔ پووی تفصیلات بتاؤ۔ عمران نے کہا۔

تو جہاد کیا خیال ہے کہ تم میری زبان کھلو اسکو گے کو شش کر کے دیکھ لو۔ سودمانے منہ بناتے ہوئے کہا۔

میں نے منوہر کی زبان کھلوائی تھی، لیکن اس کے جسم پر غرض تک

ایک بار پھر کوڑا اٹھایا۔ سورا جھٹکا ہوا اور بارہ ہوش میں آگیا۔ اس کے پورے جسم پر زخم ہی زخم تھے لیکن یہ زخم گہرے نہ تھے کہ اس کی موت واقع ہو سکتی۔ کپکپن شکیل نے کوڑے کو ایسے انداز میں استعمال کیا تھا کہ سورا کو جسمانی تکلیف تو پہنچے لیکن اس کی موت واقع نہ ہو سکے۔

”تم۔ تم۔ کچھ کر لو تم۔“ سورانے ہوش میں آتے ہی پچھلے ہونے کہا لیکن اس کے کپکپن شکیل کا ہاچ حرکت میں آیا اور اس بار سورا کے حلق سے نکلنے والی جھ آہستہ کی جھاک تھی اس کا زخمیوں میں بندھا ہوا جسم پانی سے نکلنے والی بجلی کی طرح جھپٹنے لگا تھا۔ کپکپن شکیل نے اس بار کوڑا اس انداز میں مارا تھا کہ سورا کی دانیں آنکھ بھی اڑ گئی تھی۔

”گڈ شو۔ اب دوسری آنکھ بھی برابر کر دو۔“ عمران نے ایسے لہجے میں کہا جیسے کپکپن شکیل نے کوئی کارنامہ سرانجام دیا ہو اور کپکپن شکیل کا ہاچ ایک بار پھر حرکت میں آیا۔ لیکن اس بار پانی آنکھ کی بجائے اس کی ناک پر کوڑا پڑا اور اوسے سے زیادہ ناک بھی اڑ گئی اور ساتھ ہی گالوں پر زخم کی لکیریں پڑ گئی۔

”اوسے کیا ہوا۔ کیا نشانہ صبح نہیں رہا۔ آنکھ برابر کر دو آنکھ۔“ عمران نے کہا۔

”رک جاؤ۔ رک جاؤ۔ میں بتاتا ہوں۔ رک جاؤ۔“ لہجے اندھا نہ کر دو۔ رک جاؤ۔“ سورانے بجٹ گھٹکیا تے ہوئے لہجے میں کہا اور عمران نے ہاچ اٹھا کر کپکپن شکیل کو رد کا اور پھر کرسی سے اٹھ کر دو سورا کی طرف بڑھ گیا۔

”آئی تھی۔ اگر تم یہ سب کی نوجوان بیٹی کو اڑا کر کہیں اس کے پاس کے سامنے اسے بے عزت کرنے کی ناپاک کوشش نہ کرتے تو جہاں سے ساتھ بھی میں وہی طریقہ استعمال کرتا کیونکہ مجھے معلومات سے غرض ہے تم پر تشدد کرنے سے نہیں۔ لیکن تم نے یہ گھناؤنی حرکت کر کے اب آپ کو انسانییت کی صف سے نکال دیا، اس لئے تم پر تھوڑا جی ایسا ہی۔“ جیسے جانوروں پر ہوتا ہے۔“ عمران نے خراتے ہوئے کہا۔

”تم جو چاہے کر لو۔ میری زبان نہیں کھل سکتی۔ اور یہ بھی سن کر تمہیں زیادہ درد تک زندہ نہ رہ سکو گے۔“ سورانے جواب دیا۔ جلد کپکپن شکیل شرع ہو جاؤ اور جب تک اس کی زبان نہ کھلے جہاں ہاچ نہیں دکھنا چاہئے، لیکن اس بات کا خیال رکھنا کہ یہ مرنے نہ پاس۔ عمران نے کپکپن شکیل سے مخاطب ہو کر کہا۔

”آپ فکر نہ کریں۔ سب کام آپ کی مرضی کے مطابق ہی ہوں گے۔ کپکپن نے جواب دیا اور دوسرے لمحے شراب کی تیز آواز کے ساتھ ہی کمرہ سورا کے حلق سے نکلنے والی جھ سے گونج اٹھا اور پھر تو جیسے کوئی مٹھین چل پڑتی ہے۔ اس طرح کپکپن شکیل کا بازو مسلسل حرکت میں رہا گیا اور کمرہ سورا کی کر جھاک مسلسل جھجھ سے گونجنے لگ گیا۔ عمران اطمینان سے بیچھے ہٹ کر کرسی پر بیٹھ گیا۔ پندرہ بیس کو بڑے کھانے کے بعد سورا بے ہوش ہو گیا اور کپکپن شکیل نے کوڑا وین بھٹکا اور آگے بڑھ کر اس نے دونوں ہاتھوں سے اس کا ناک اور منہ بند کر دیا۔ اور چند لمحوں بعد سورا ہوش میں آنے لگا تو کپکپن شکیل بیچھے ہٹا اور اس نے جھاک

”بتاؤ کہاں بنائے ہیں سیکشنز ہیڈ کو ارثرز“ — عمران نے اجازت
سرنگے میں پوچھا۔

”ہپ ہپ پانی۔“ مجھے پانی پلاؤ میں مریاؤں گا مجھے پانی پلاؤ۔
سورمانے دوسرے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس کی گردن دھسک گئی۔
”پانی لے آؤ کمپشن فکیل۔“ عمران نے مڑ کر کمپشن فکیل سے
کہا اور کمپشن فکیل کوڑا دیں پھینک کر دروازے کی طرف بڑھ گیا۔
عمران وہیں آکر کرسی پر بیٹھ گیا۔ اس کے یعقوب اندر داخل ہوا۔

”میں نے ذرینہ کو واپس بھجوا دیا ہے۔ اس کا زیادہ دیکھاں رہنا غلط
بات تھی۔ آپ کے ایک ساتھی اسے چھوڑنے گئے ہیں۔“ — یعقوب
نے کہا اور عمران نے تہنیت میں سر ہلادیا۔

”ٹھوڑی دیر بعد کمپشن فکیل کے ساتھ ہی صفدر اور نعمانی بھی
داخل ہوئے۔ کمپشن فکیل کے ہاتھ میں پانی کا جگ تھا۔ اس نے آگے
بڑھ کر ایک ہاتھ سے بے ہوش سورما کے جیسے اور پھر اس کا
اوپر کی طرف کر کے اس نے اس کے کھلے منہ میں پانی اندر پلٹا شروع کر
دیا جب کافی سارا پانی اس کے حلق سے نیچے اتر گیا تو کمپشن فکیل بچھے ہٹا
اس نے جگ میں موجود پانی اس کے جسم پر اندر ڈل دیا اور سورمانے جگ
لموں بعد کراہتے ہوئے اپنی اکلوتی آنکھ کھول دی۔ اس کا چہرہ زخمی ہو۔
کے ساتھ ساتھ تکلیف کی شدت سے بری طرح سنج ہو رہا تھا۔ اکلوتی آنکھ
بھی تکلیف کی شدت سے سرخ ہو رہی تھی۔

”یو کو ورنہ۔“ — عمران نے کرسی سے اٹھ کر اس کی طرف بڑھ

ہوئے کہا۔

”مجھے کچھ نہیں معلوم۔ بیشک مجھے اندھا کر دو۔ مار ڈالو لیکن میں
بلیک ہاؤنڈ سے غداری نہیں کر سکتا۔“ — سورمانے کہا وہ ذہنی طور پر
ایک بار پھر سنبھل چکا تھا۔

ہونہد تو تم واقعی سورما بننے کی کوشش کر رہے ہو۔“ — عمران
نے خڑاتے ہوئے کہا۔

”میں کچھ نہیں جانتا۔“ — سورمانے اور زیادہ سخت مجھے میں کہا۔
”دیوار کے ساتھ خفیہ رکھا ہوا ہے وہ انار کر مجھے ہو۔“ — عمران نے مڑ
کر نعمانی سے کہا اور نعمانی تیزی سے دیوار کی طرف بڑھ گیا۔ سورمانے
آنکھ بند کر رکھی تھی اور وہ اس طرح لمبے لمبے سانس لے رہا تھا جیسے اپنی
قوت مدافعت کو خاتمو بنانے کی کوشش کر رہا ہو۔ چند لمحوں بعد خفیہ
عمران کے ہاتھوں میں پہنچ چکا تھا اور خفیہ ہاتھ میں پکڑتے ہی عمران کا ہاتھ
حرکت میں آیا اور اس کے ساتھ ہی کمرہ سورما کی چیخ سے گونج اٹھا۔ عمران
نے اس کی آدھی سے زیادہ غائب شدہ ناک کے باقی ماندہ دائیں حصے پر
خنجر سے کٹ دیا تھا اور سورما کا جسم بری طرح چھپنے لگا۔ عمران کا ہاتھ
ایک بار پھر حرکت میں آیا اور ناک کی دوسری طرف کے باقی حصے کا بھی
ہی خنجر ہوا اور عمران نے خنجر ایک طرف پھینک دیا۔

”اب تم تو کیا جہادے فرشتے بھی بولیں گے۔“ — عمران نے خڑاتے
ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس کی مڑی ہوئی انگلی کاٹک سورما کی
پٹھانی پر ابھر آنے والی رگ پر ڈال دیا اور سورما کے حلق سے اس بار ایسی چیخ

ٹنگی جیسے یہ چیخ دل کی اچھا گہرائیوں سے نکلی ہو۔

”بولو۔“ عمران نے دھڑکی ضرب لگائی۔

”بتانا ہوں۔ بتانا ہوں رک جاؤ۔ ایسا ہوتا کہ عذاب۔ رک جاؤ بتانا ہوں۔ اس بار سورا نے ہڈیانی انداز میں چیخے ہوئے کہا۔

بولے جاؤ ورنہ تیسری ضرب جہیں جسم کے سب سے نچلے حصے میں جا پھینکے گی۔ عمران نے خزا سے بولے کہا اور پھر دوسرے لمحے سورا کا زبان حرکت میں آگئی۔ یوں لگ رہا تھا جیسے وہ لاشعوری انداز میں بولے چلا جا رہا ہو۔ عمران نے اس سے کئی سوال کئے اور پھر اس سے سیکشن ہیڈ کو انٹرو کے اور وہاں کے انتظامات کے بارے میں پوری تفصیل معلوم کر لی۔

”اب بتاؤ کہ جہاز سے جیف ہاس کی مخصوص فریکوئنسی کیا ہے یا فون نمبر کیا ہے۔“ عمران نے جلد لے خاموش رہنے کے بعد کہا۔

”اس کا کوئی فون نمبر نہیں ہے۔ وہ سپیشل ٹرانسمیٹر بات کرتا ہے۔“

ہم نہیں کر سکتے۔ سورا نے جواب دیا۔ لیکن دوسرے لمحے عمران نے اس کی پیشانی پر ضرب لگادی اور سورا کا جسم ایک بار پھر بری طرح جھپٹنے لگا۔ اس بار اس کے حلق سے پوری طرح چیخ بھی نہ نکل سکی تھی شاید تکلیف کی شدت سے اس کا چیخ مارنے والا نظام ہی ماؤف ہو گیا تھا۔

”بولو نمبر بتاؤ ورنہ۔“ عمران نے خزا سے بولے کہا اور اس کے

ساتھ ہی عمران نے ایک بار پھر بات اٹھایا۔

”بتانا ہوں۔ رک جاؤ بتانا ہوں۔“ سورا کے حلق سے آہستہ

جی آواز نکلی اور اس کے ساتھ ہی اس نے ایک فریکوئنسی بتادی۔

”فون نمبر بتاؤ۔“ عمران نے سر دھکے میں کہا۔

”فون نمبر۔ مگر سورا فون پر نہیں ملتا۔“ سورا نے جواب دیا۔

”تم بتاؤ۔“ عمران نے کہا اور سورا نے ایک فون نمبر بتا دیا۔

”اب سنو اگر تم زندہ رہنا چاہتے ہو تو تیسری قسمی کرادو کہ تم نے چیخ

فون نمبر بتایا ہے۔“ عمران نے کہا۔

”میں نے چیخ بتایا ہے۔ لیکن وہ اس پر بات نہیں کرتا۔ وہ ٹرانسمیٹر

بھی سوائے انتہائی امیر جنسی کی صورت میں بات کرتا ہے ورنہ وہ بات

کرنے سے انکار کر دیتا ہے اور وہ صرف سپیشل ٹرانسمیٹر پر خود بات کرتا

ہے۔“ سورا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”تم نے اسے دیکھا ہوگا۔“ اس کا علیہ اس کا قد و قامت سب بتاؤ۔“

”عمران نے کہا اور اس بار سورا نے پوری روانی سے سب کچھ بتا دیا۔“

”فون یہاں لے آؤ۔“ عمران نے اپنے ساتھیوں سے کہا اور نعمانی

واپس مڑ گیا۔ قصویٰ جردہ اور وہ ایک کارڈ لیس فون بیس اٹھائے اندر

داخل ہوا۔ عمران نے اس کے ہاتھ سے فون بیس لے لیا۔

”یہاں انکو انری کے نمبر بتائیں۔“ عمران نے یعقوب سے پوچھا

اور یعقوب نے نمبر بتا دیے۔ عمران نے وہ نمبر ریمیں کر دیئے۔

”انکو انری پیلز۔“ رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے تواڑ

ساتی دی۔

مگر جزل گرد نام بول رہا ہوں۔“ عمران نے بے ہلے ہوئے لچے

کر گل کلب ۔ رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے ایک
نسوانی آواز سنائی دی ۔

کلب کے مالک جناب مبین صاحب سے ملتا ہے ۔ عمران نے
پیر تبدیل کرتے ہوئے کہا ۔

مبین صاحب تو کلب کے مالک نہیں ہیں جناب ۔ کلب کی مالک تو
مادام رہتا ہیں ۔ دوسری طرف سے جواب دیا گیا ۔

پتلیں مادام سے ہی بات کراویں ۔ میں کافرستان سے بول رہا ہوں ؛
عمران نے کہا ۔

مادام رہتا تو اس وقت اپنی رہائش گاہ پر ہوں گی جناب وہ صرف شام
کو تشریف لاتی ہیں اور وہ بھی کبھی ۔ دوسری طرف سے کہا گیا ۔

یہ رہائش گاہ کہاں ہے ہو سکتا ہے مجھے اپنا آدمی بھیجتا ہرے ۔
عمران نے پوچھا ۔

گو لٹن کالونی کو ٹھی نہیں بند رہے ۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور
عمران نے ٹپ آف کر کے رابطہ ختم کر دیا ۔

اس مادام رہتا کا تعلق یقیناً مبین سے ہے ۔ اس لئے اس کا فون نمبر دیا
گیا ہے ۔ عمران نے فون پیس واپس نعمانی کی طرف بڑھاتے ہوئے
کہا ۔

تو پھر کیا پروگرام ہے ۔ صفدر نے پوچھا ۔
اس رہتا کو اس طرح اغوا ہونا چاہئے کہ کسی کو اس کا علم نہ ہو سکے ۔

پھر اس سے تفصیلی پوچھ چڑھ ہو سکتی ہے ۔ عمران نے کہا ۔

میں کہا ۔

اور میں سر ۔ میں سر ۔ حکم سر ۔ دوسری طرف سے آپریشن
اجائی ہو کھٹلے ہوئے لکچے میں کہا ۔

ایک نمبر بتا رہا ہوں ۔ اس کے متعلق تفصیل بتاؤ کہ یہ نمبر کہاں
نصب ہے اور کس کے نام پر نصب ہے ۔ عمران نے پہلے کی طرح
تھکنا لکچے میں کہا ۔

میں سر ۔ فرمائیں سر ۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور عمران
نے سورا کا بتایا ہوا نمبر دوہرا دیا ۔ سورا کی گردن دھکی ہوئی تھی وہ نے
ہوش ہو چکا تھا اس لئے عمران اس کی طرف سے مطمئن تھا ۔

ایک منٹ سراسیمگی تک کر کے بتاتا ہوں سر ۔ دوسری طرف
سے کہا گیا اور عمران نے کوئی جواب نہ دیا ۔

ہیلو سر ۔ چند لمحوں بعد آپریشن کی آواز سنائی دی ۔
میں ۔ عمران نے کہا ۔

سر یہ نمبر پانچ روڈ پر واقع کرگل کلب کا ہے ۔ مجھے پہلے سے معلوم تھا
مگر لیکن اس کے باوجود میں نے اسے چیک کر کے بتایا ہے ۔

دوسری طرف سے جواب دیا گیا ۔
او ۔ کے ۔ عمران نے کہا اور بین و باکر رابطہ قف کر دیا ۔

کرگل کلب ۔ اس کا مطلب ہے ۔ باقاعدہ ہوشیاری سے کام لیا
چاہئے ۔ عمران نے نوٹ چباتے ہوئے کہا اور پھر اس نے نمبر
کرنے شروع کر دیئے ۔

میرا خیال ہے۔ اس عمارت میں کہیں کوئی خفیہ اسلحہ خانہ بھی تھا
ورنہ عمارت کی بجائی سے اس قدر خوفناک دھماکے نہیں ہو سکتے۔
حمزہ نے کہا سارے عمران نے اثبات میں سر ملادیا۔

”اے آپ کس طرف جارہے ہیں فرس؟“ پچھلی سیٹ پر بیٹھے
ہوئے یعقوب نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”گوڈن کالونی۔ میں نے سوچا کہ گوڈن کو ساتھ ہی لے جاؤں۔ آج
کل زمانے کا اعتبار نہیں ہے۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور
سب سے احتیاط بنیں بڑے۔ راستے میں گو کہیں کوئی چیکنگ نہ ہو رہی تھی
اس کے باوجود فاصلہ کافی ہونے کی وجہ سے انہیں گوڈن کالونی پہنچتے پہنچتے
ایک ٹھکانہ لگ گیا کوئی نمبر بندرہ ہے حدود سیخ و عربیہ اور شاندار تھی۔
اس کا چھتری سائز کا پچانگ بند تھا لیکن باہر و باوروی مسلح و ہتھیار
جو کچھ انداز میں کھڑے تھے۔ ان کے کاندھوں سے جدید قسم کی مشین
تھیں لگی ہوئی تھیں اور وہ لہجہ انداز سے عام سے دربانوں کی بھاتے
ترتیب یافتہ گوریٹے لگتے تھے۔ عمران کا رخ آگے بڑھانے لگا۔

”ان دربانوں کو دیکھ کر مجھے یقین ہو گیا ہے کہ بلیک ہاؤنڈز کے
چیف کی رہائش گاہ بھی یہی ہے۔ ورنہ کسی کلب کی مالک کو تربیت یافتہ
گوریٹے خانہ دربانوں کو عمارت کے باہر کھڑا کرنے کی ضرورت نہیں ہو
سکتی۔“ عمران نے ہونٹ جھاتے ہوئے کہا۔

”اس کا مطلب ہے کہ اندر بھی ایسا ہی پہرہ ہو گا اور ہو سکتا ہے کہ
مائنس انتظامات بھی ہوں۔“ حمزہ نے کہا اور عمران نے اثبات

”کار موجود ہے لے آتے ہیں اے۔ بے ہوش کر دینے والی گیس کے
کیپسول فائر کریں گے پھلے اور پھر انھیں لائیں گے اے۔ کیا ہیں لے آنا
ہے اے۔“ حمزہ نے کہا۔

”تم یعقوب اور تنویر کو ساتھ لے آؤ۔ لیکن پھلے جہاں سے ہمیں اپنی
رہائش گاہ پر شفٹ ہونا پڑے گا کیونکہ یہ ان کا مخصوص اڈہ ہے کسی بھی
لحظے کوئی جہاں آ سکتا ہے یا جہاں سے رابطہ کر سکتا ہے۔“ عمران نے
کہا اور سارے ساتھیوں نے اثبات میں سر ملادیتے۔
”اس سورا کا کیا کرنا ہے؟“ نعمانی نے کہا۔

”خاتمہ بالخیر اور ساری عمارت میں وائر لیس چارجر ڈائنامیٹ لگا دو۔
عمران نے سر ہلچے میں کہا اور بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔
صدیقی مس ڈرینہ کو چھوڑنے گیا ہے کار پر۔ وہ ابھی واپس آجاتے گا
اس دوران میں ڈائنامیٹ نصب کر دوں پھر اکٹھے جہاں سے چلیں گے
حمزہ نے کہا اور عمران نے اثبات میں سر ملادیا۔

تھوڑی دیر بعد صدیقی کار لے کر واپس آگیا۔ ساسی دوران حمزہ بھی اپنے
کام سے فارغ ہو چکا تھا۔ سورا کا خاتمہ یعقوب نے خود کر دیا تھا اور تھوڑی
دیر بعد وہ کار میں بیٹھے اس علاقے سے باہر آچکے تھے۔ حمزہ نے وائر لیس
ڈی چارج ہاتھ میں لے لیا اور پھر جیسے ہی عمران نے کار ایک ہلکے پر
سوڑی حمزہ نے بٹن دبا دیا۔ دوسرے لمحے دور سے انتہائی خوفناک
دھماکوں کی آوازیں سنائی دینے لگیں۔ دھماکے اس قدر خوفناک تھے کہ
جیسے پورا اسلحہ خانہ پھٹ پڑا ہو۔

میں سر ہلا دیا۔ اس نے کار کا پی آگے ایک ریسٹوران کی سائیڈ پر روک دیا۔
 تھی کار کے سائیڈ مر سے کوٹھی کا بند بھاٹک اسے واضح طور پر نظر آ رہا تھا۔
 اس کوٹھی پر ہماری پہلے والی پلائنگ تو کامیاب نہیں ہو سکتی اور
 جہاں آندورخت بھی کافی ہے۔ معمولی سی فائرنگ سے جہاں سے گزروں
 لوگ اکٹھے ہو جائیں گے۔ صفر نے کہا۔

سائیلنسر لگا رہو اور تو استعمال کیا جا سکتا ہے اور وہ میرے پاس
 موجود ہے۔ تنویر نے جواب دیتے ہوئے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ
 کوئی اور بات کرتا عمران جو کہ سائیڈ مر میں کوٹھی کا جائزہ لینے میں
 مصروف تھا۔ بے اختیار چونک پڑا کیونکہ اس نے کوٹھی کا بڑا سا پھانک
 کھلے اور دونوں دربانوں کو امن شن ہو کر کھڑے ہوتے دیکھا۔ چند لمحوں
 بعد سفید رنگ کی سٹے ماڈل کی سرسبز کار کوٹھی سے نکلی اور تیزی سے
 کراچی سمت کو آنے لگی بعد عمران کی کار کھڑی تھی۔ باقی ساتھی بھی
 چونکہ عمران کو سائیڈ مر کی طرف متوجہ ہو کر چلے گئے ہوئے دیکھ چکے تھے
 اس لئے وہ سب بھی گرونیں موڑ کر اسی طرح دیکھنے لگے اور ظاہر ہے انہوں
 نے بھی پھاٹک سے کار کو نکل کر اپنی طرف آتے دیکھا۔ چند لمحوں بعد کار
 ان کے قریب سے گزر کر آگے بڑھتی چلی گئی۔ کار کے پیٹھے کھڑے تھے لیکن
 چونکہ کار پھاٹک سے سڑک عمران کی کار کی طرف آتی تھی اس لئے عمران
 نے فرٹ سکرین سے اندر موجو وافرادی ایک تھلک واضح طور پر دیکھ لی
 تھی۔ ڈرائیونگ سیٹ پر ایک باروی ڈرائیور تھا جب کہ عقبی سیٹ کے
 ایک کونے میں ایک گنہگار جھپٹتا ہوا اسے نظر آیا تھا۔ بیٹھنے والا خایہ حال

۱۱۱
 بڑھ کر بچے کی طرف جھٹک کر بٹھا ہوا تھا تا کہ فرٹ سکرین سے بھی
 اسے پوری طرح نہ دیکھا جاسکے اس لئے عمران کو صرف گنہگار نظر آیا تھا۔
 ایک گنہگار عقبی سیٹ پر رکھا ہوا نظر آیا ہے اور کم از کم جہاں کی
 عورتیں اپنی بدذوق نہیں ہو سکتیں کہ کبھی ہو جائیں۔ اس لئے یہ توٹے
 ہے کہ کار میں مادام رتا نہیں ہے۔ سورمانے جو علیہ بنایا تھا اس میں اس
 نے گھٹے پن کا کوئی حوالہ نہ دیا تھا۔ اس کا مطلب ہے کہ یہ کوئی اور غیر
 متعلقہ آدمی ہے۔ عمران نے کہا۔

یہ بھی ہو سکتا ہے کہ یہ بیان سے بچنے کے لئے وہ کار میں گنہگار کے بٹھا
 ہو اور کسی خاص جگہ چلے کر وہ سر پر کوئی وگ رکھ لیتا ہو عام آدمی کو اس
 طرح کے کھڑکھیشوں کی کیا ضرورت ہے جب کہ جہاں وگام میں اب تک
 کوئی کار بھی کھڑکھیشوں والی نظر نہیں آتی کہ ہم انھیں کے کھڑکھیشے
 جہاں فیض میں شامل ہیں۔ صفر نے کہا۔

جہاں بات واقعی کچھ میں آتی ہے۔ جلد چیک کر لیتے ہیں کہ یہ گنچے
 صاحب کہاں جاتے ہیں۔ عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے
 کار کو سڑک کے سڑک کی طرف موڑا اور بجرا آگے بڑھنے لگا۔ سڑک پر
 خاصی ٹریفک تھی لیکن عمران کار کو خاصی تیز رفتاری سے آگے بڑھانے
 لئے گیا۔ اور پھر تھوڑی دیر بعد اس نے سفید سرسبز کار کو سڑک سے چیک کر لیا
 اور یہ اچھا ہوا کہ وہ بروقت پہنچ گئے تھے ورنہ آگے چوک پر اگر کار کسی
 طرف کو سڑک جاتی تو وہ جھنسن جاتے لیکن اب کار ان کی نظروں کے سامنے
 تھی۔ عمران نے سفید کار دیکھتے ہی کار کی رفتار آہستہ کر لی۔ درمیان میں

پار کا رہا تھا۔ اس نے عمران ان کاروں کے پیچھے چلتا ہوا آگے بڑھتا ہوا
چوک پر مڑنے کے بعد درمیان میں دو کاریں روک گئیں۔ کافی دور جا کر
کار وائیں طرف جانے والی ایک بائی روڈ پر سڑک ان کی نظروں سے غائب
ہو گئی بائی روڈ کے آغاز پر ایک بڑا سا بورڈ نصب تھا جس پر کسی پورٹریٹ
فیڈر بنانے والی کمپنی کا نام لکھا ہوا تھا۔ عمران راکار سے آگے جانے والی
کار میں اس بائی روڈ پر مڑے بغیر آگے بڑھ گئیں مگر عمران نے کار کو اس

بائی روڈ کی طرف موڑ دیا۔ دونوں طرف گھنے درخت تھے اور درمیان میں
سڑک بھی بلی کھاتی ہوئی آگے بڑھی چلی جا رہی تھی عمران خاموشی سے کار
ووڑاٹا آگے بڑھتا چلا گیا اور پھر ایک ڈھلوان اترتے ہوئے اسے نیچے گہرائی
میں ایک سفید رنگ کی عمارت کے گیٹ میں کار داخل ہوتی نظر آئی۔
پورٹریٹ فیڈر والی کمپنی کا بورڈ اس گیٹ کے ساتھ ہی لگا ہوا تھا۔ جب کہ
سڑک اس عمارت سے آگے جا رہی تھی۔ عمران نے کار کی رفتار بڑھا دی
اور تھوڑی دیر بعد وہ اس سفید رنگ کی عمارت کے بند گیٹ کے سامنے
سے گزر رہا تھا۔ عمران نے کار آگے لے جا کر درختوں کے ایک چھنڈ پر
روک دی۔

”وہ سفید کار اس عمارت میں گئی ہے۔ اس لئے اب ہمیں اندر جا
ہوگا۔“ عمران نے کہا اور وہ سب سر ملاتے ہوئے کار سے نیچے اتر
”صفر تم عمارت کی قطعی طرف جاؤ اور تنویر سائیڈ کی طرف دو نور
چار بار بے ہوش نکرے والے کیسپول اندر فائر کر دے اور پھر وہی صف
بعد اندر کو کو اندر کی صورت حال معلوم کر کے باہر آؤ گے۔“ چپقلے صف

اندر چھ افراد ہیں۔ چار آدمے ہیں اور دو اندر علیحدہ علیحدہ کمروں
میں بے ہوش بڑے ہوئے ہیں۔ ان میں سے ایک سر سے گنگا ہے۔ کار
کے اندر ذرا نیور بھی ہے ہوش بڑا ہوا ہے۔“ صفر نے کہا۔

”اس کا مطلب ہے جہاز اوگ والا آئیڈیا غلط ثابت ہوا۔ بہر حال آؤ۔“
عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھانک کی طرف بڑھ گیا اور
اپر تنویر در بعد وہ ایک دفتر بنا کرے میں پہنچ گیا جہاں میز کے پیچھے ایک

کارخ اس کی طرف کرتے ہوئے خشک لہجے میں کہا۔

”گلک گلک کون تو تم۔ میرا نام تو رابندر ہے۔ میں اس کمپنی کا مالک ہوں۔“ اس آدمی نے حیرت اور گھبراہٹ سے ملے جلے لہجے میں کہا اور عمران کے ہونٹ بے اختیار ہلچلنے لگے کیونکہ اس آدمی کا لہجہ بتا رہا تھا کہ وہ چاکرہا ہے۔ اسی لیے عمران کے ساتھی اندر آگئے۔

”بیچے بڑے بڑے تہہ خانے ہیں لیکن ان میں بولٹری فیڈ کی بوریاں عری ہوئی ہیں۔“ صفدر نے کہا تو عمران کے ہلچلنے ہوئے ہونٹ اور زیادہ ہلچل گئے۔

بعد ترین ٹرانسمیٹر کی جہاں سوچو وگی اس بات کی دلیل ہے کہ تمہری بلیک ہانڈز کے خفیہ سربراہ ہو۔“ عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

”جین کر دیو! کسی بلیک ہانڈز سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ جس میں جتنا غلط فہمی ہوئی ہے۔ یہ ٹرانسمیٹر میں بوری دنیا میں پھیلے ہوئے کارڈیڈر کے استعمال کرتا ہوں۔“ رابندر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اگر تم یہی چاہتے ہو کہ تم پر تشدد کیا جائے تو تمہیں یہ سمجھنا پڑے گا کہ ہم ہر طور پر کامیاب ہوئے۔“ عمران نے منہ ہاتھ سے دھرتے ہوئے کہا۔

”اورد اورد نہیں نہیں۔“ رابندر نے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا لیکن عمران نے ریو اور ساتھ کھڑے اپنے ساتھی کو دیا۔ اور دوسرے لہجے کا ایک ہاتھ رابندر کے سر پر اور دوسرا اس کی دائیں آنکھ پر مخصوص خدائی ہتھیار چکا تھا۔ اور پھر جیسے ہی عمران نے انگلیوں کو مخصوص انداز

گنجا آدمی کرسی پر بے ہوش بنا دیا تھا۔ لیکن اس آدمی کا قد وقامت سورما کے بتائے ہوئے قد وقامت سے بالکل مختلف تھا۔ سائنسے میزیر ایک اجنبی! بعد یہ ساخت کا ٹرانسمیٹر موجود تھا۔ عمران نے جھک کر اس کو جھیک کیا لیکن اس کے اٹل پر کوئی حرکت کسی نظر نہ آ رہی تھی۔

”ہو سکتا ہے سورما نے جان بوجھ کر غلط قد وقامت بنایا ہو۔“ ٹرانسمیٹر سے تو شک ہوتا ہے کہ یہی سین ہو سکتا ہے۔ تم سب تہہ خانے وغیرہ جھیک کر دے! اسے ہوش میں لے آنا ہوں۔“ عمران نے کہا اور باقی ساتھی خاموشی سے مزے اور اس کرے سے باہر نکل گئے۔ عمران نے اس گنگنے کے کوٹ کو اس کے عقبی طرف سے کھینچ کر اس کی طرح نیچے کر دیا کہ آدھے بازوؤں کی حد تک کوٹ نیچے کی طرف سے اتر گیا۔ اب ہوش وہ آئے کے بعد وہ آدمی اس کوٹ پھٹکی کی وجہ سے اپنے بازوؤں کو استعمال نہ کر سکتا تھا اور نہ ہی کاندھوں کو جھٹکاوے کر کوٹ کو اوپر لے کر جاسکتا تھا۔ اس کے ساتھ ہی عمران نے جیب سے وہی خشک ٹکالی جو اس سے پہلے وہ سورما کے اڑے میں استعمال کر چکا تھا اور جھٹکوں بعد وہ آدمی ہوش میں آچکا تھا۔ اس نے ہوش میں آتے ہی لا شعوری طور پر لپٹا کاندھوں کو جھٹکاوے کر کوٹ کو اوپر اٹھ جھٹک کر نے کی کوشش کی لیکن ظاہر ہے۔ ایسا ممکن نہ تھا جتنا کہ وہ بے اختیار اٹھ کر کھڑا ہو گیا لیکن عمران نے اس کے کاندھے پر ہاتھ رکھ کر اسے زبردستی واپس کر ہی پر مٹھا دیا۔

”اٹھنے کی ضرورت نہیں ہے سین۔ تم بیچہ کر بھی میرے ساتھیوں کے جواب دے سکتے ہو۔“ عمران نے ہاتھ میں ٹکڑے ہوئے ریو اور

ہوئے بوجھا۔

• بلیک ہاؤنڈ کا چیتہ دراصل ریش پور جھاڑی کے انہاراج میجر جنرل گردنام کا بھائی سین سے۔ وہ ریش پور جھاڑی میں ہی رہتا ہے اور اس نے وہیں بلیک ہاؤنڈ کا ہیڈ کوارٹر قائم کیا ہوا ہے۔ وہ اپنے ماتحتوں سے خصوصی ٹرانسمیٹر بات کرتا ہے۔ البتہ انتہائی ایمرجنسی کے لئے میری بیوی رہتا ہے کہ کل کلب کا نمبر دیا گیا ہے۔ جب بھی کوئی کلب فون کرتا ہے اور میں سے بات کرنا چاہتا ہے تو اسے ایک مخصوص فون پر منتقل کر دیا جاتا ہے جس کا نمبر ایکس چیج میں نہیں ہے۔ میں سین کے کلبے میں بات کرتا ہوں اور اگر کوئی انتہائی ایمرجنسی ہو تو میں ٹرانسمیٹر سین سے رابطہ کر کے اسے اطلاع پہنچا دیتا ہوں۔ ویسے اس کے علاوہ میری ماتحتی میں ایک اور خفیہ ایجنسی ہے جس کا براہ راست کوئی تعلق بلیک ہاؤنڈ سے نہیں ہے۔ اس کا نام بلیک آئی ہے۔ اس کے آدمی پورے دھکم میں پھیلے ہوئے ہیں اور شہر میں ہونے والے کسی بھی خاص واقعے کی کچھ اطلاع دیتے ہیں۔ اگر اس اطلاع کا تعلق بلیک ہاؤنڈ سے ہو تو اس کی اطلاع سین کو دے دیتا ہوں۔ بلیک آئی کے ایک ڈیوٹ نے مجھے اطلاع دی ہے کہ نیپل کالونی میں بلیک ہاؤنڈ کے سیکشن تھری کا ایک اہم ترین افسر اور انتہائی جدید ترین اسلحے کے خفیہ سنور میں چانگ دھماکے شروع ہونے اور دیکھتے ہی دیکھتے پوری عمارت نہ صرف دھواں اٹھ رہی تھی بلکہ ارد گرد کی کئی کئی عمارتیں بھی جہاں سو گئی ہیں۔ یہ انتہائی اہم اطلاع تھی اس لئے میں یہاں آیا۔ یہ میرا سیدہ آفس ہے۔ میں نے یہاں اگر سین سے اس

میں حرکت دینی شروع کی راہنڈ کا جسم بری طرح چمکنے لگا۔ اس کے حق سے انتہائی کربناک چھٹیں نکلنے لگیں۔

• ہٹاؤ۔ وہ نہ یہ عذاب راسخا جائے گا۔ عمران نے سر اٹھا کر میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے آنکھ پر موجوہ اپنی انگلیوں کو اور نپاؤ دبا دیا۔

• بتانا ہوں۔ بتانا ہوں۔ رک جاؤ دیو گاؤں کے لئے رک جائے میں یہ ہولناک عذاب نہیں حاصل سنا رک جاؤ۔ راہنڈ نے گھٹکھائیے ہوئے کلبے میں کہا اور عمران جھپٹے ہٹ گیا۔ راہنڈ کا نہ صرف جہرہ بلکہ پورا جسم پیسے سے بھگیا گیا تھا۔ اس کی دائیں آنکھ خون کھڑکی طرح سرخ ہو رہی تھی اور اس میں سے پانی بہنے لگا تھا۔ تکلیف کی وہ ہے اس کی حالت بے حد خستہ ہو رہی تھی۔

• ٹولو ورت۔ عمران نے فراتے ہوئے کہا اور ہاتھ کو ایک چکر راہنڈ کی طرف بڑھایا۔

• وعدہ کرو کہ مجھے چوڑا دو گے جیسے وعدہ کرو پھر میں تمہیں سب کچھ دیتا ہوں۔ راہنڈ نے کہہ دیا۔

• اگر تم سب کچھ سچا جانتو گے تو وعدہ کرو کہ میں تمہیں گولی نہ ماروں گا۔ عمران نے جواب دیا۔

• میرا نام راہنڈ ہی ہے۔ میں بلیک ہاؤنڈ کے چیف کا خاص نمبر ہوں۔ راہنڈ نے کہا تو عمران بے اختیار ہونک بڑا۔

• خاص نمبر سے جہاد کیا مطلب ہے۔ عمران نے ہنس دیا۔

۔ مگر قہر تو انتہائی سفاک لوگ ہو۔ تم تو مجھے مار ڈالو گے۔

راہندر نے انتہائی خوفزدہ لہجے میں کہا۔

۔ ہم سفاک صرف ان لوگوں کے لئے ہیں جو جھوٹ بولتے ہیں۔

عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو راہندر کا خوف سے سکڑا ہوا چہرہ بحال ہوئے لگ گیا۔

۔ پھر میں بات کروں جیٹ سے۔ راہندر نے اہانت طلب

نظروں سے کہا۔

۔ ہاں لیکن خیال رکھنا اگر تم نے اسے کوئی اشارہ دینے یا کوئی غلط

حرکت کرنے کی کوشش کی تو دوسرا سانس نہ لے سکو گے۔

عمران نے سر دھچکے میں کہا۔

۔ مم مم میں جانتا ہوں میں کوئی دھوکہ نہ کروں گا۔

راہندر نے کہا اور اس نے جلدی سے ٹرانسمیٹر پر ایک فریکوئنسی ایڈجسٹ

کرنی شروع کر دی۔

۔ میس بی۔ چیف ایڈمنسٹریٹر اور۔۔۔ چند لمحوں بعد ایک بھاری

سی آواز ٹرانسمیٹر سے نقلی لہجے سے مدد سخت تھا اور جواب میں راہندر نے دہی

بات دہرائی جو عمران نے اسے بتائی تھی۔

اور۔۔۔ اس کا مطلب ہے۔ حالات انتہائی مخدوش ہوتے جا رہے

ہیں۔ تم ایسا کرو کہ ہلیک آئی کے سب افراد کو حکم دے دو کہ وہ دھگام میں

نظر آنے والے ہر مشکوک آدمی کی نگرانی کریں اور جس پر شک پڑے ہو

بائے اسے اغوا کر کے جہاز سے ایئر کوارٹر پہنچا دیں تم اس پر نقد ذکر کے

ٹرانسمیٹر پر رابطہ قائم کیا اور اسے یہ اطلاع دی۔ ابھی میں اطلاع دیکھنے

ہی ہوا تھا کہ اچانک میرا دماغ ٹکرائے لگا اور میں بے ہوش ہو گیا۔

بچے مجھے ہوش آیا تو تم میرے سلسلے تھے۔ راہندر نے لکھ

بتاتے ہوئے کہا۔

۔ یسٹن سے دوبارہ رابطہ کرو اور اسے بتاؤ کہ جہاز سے خبر نہ مل

دی ہے کہ اس جہاز ہونے والے سنور میں سیکنشن تحری کا چیف سونا

ہلاک ہوا ہے اور اس کی جلی ہوئی لاش پلے سے نکلی ہے لیکن اسے

سکتا ہے۔ اس طرح مجھے معلوم ہو جائے گا کہ تم نے جو کچھ کہا ہے وہ

کہا ہے اور یہ درست ثابت ہوا تو ہم سب خاموشی سے واپس پلے

گئے ورنہ۔۔۔ عمران نے سر دھچکے میں کہا۔

میں نے بالکل سچ بتایا ہے۔ میں تصدیق کر رہا ہوں، لیکن اگر

میں یہ اطلاع غلط ثابت ہوئی تو میرے لئے مسک بن جائے گا۔

انتہائی سفاک آدمی ہے۔ راہندر نے کہا۔

۔ اطلاع درست ہے۔ اس لئے درست ہے کہ یہ اڈہ ہمارے پاس

جہاز ہوا ہے۔ عمران نے جواب دیا تو راہندر بے اختیار چوکا۔

اس کے چہرے پر یلگت انتہائی خوف کے تاثرات ابھرائے۔

اور۔۔۔ تو تم پاکیشیائی ایجنٹ ہو۔ اور۔۔۔ راہندر

خوف زدہ لہجے میں کہا۔

تم تو اس طرح خوفزدہ ہو گئے ہو جیسے پاکیشیائی ایجنٹ جھوٹ

ہوتے ہیں۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

ان سے یا کیشیا ہی بھجنوں کا پتہ پوچھو گے اور پھر کوئی اہم بات سامنے نہ آئے تو مجھے اطلاع دینا اور دوسری طرف سے کہا گیا اور رابندر نے چمر اور کہہ کر جواب دیا اور پھر دوسری طرف سے اور ایڈ آئل کے آگے سن کر اس نے ٹرانسمیٹرف کر دیا۔

اب تو ہمیں یقین آگیا ہوگا رابندر نے کہا۔

اب تم یہ بتاؤ کہ کیا تم کبھی ریش پور جھانسی گئے ہو۔

نہیں وہاں سوائے محاسن لوگوں کے اور کوئی نہیں جاسکتا اور پھر کے ڈیوٹی آفسران کو بھی سپیشل پاس دیتے جاتے ہیں اور ان کی ہفتاوندہ چیکنگ ہوتی ہے۔ رابندر نے جواب دیا۔

اس میجر جنرل گرونام کافون نے کہاں سے ملے گا۔

پوچھا۔

ڈائریکٹری میں ہوگا۔ مجھے تو کبھی ضرورت نہیں پڑی۔

اب تم یہاں پہنچو گے جب تک ہم باہر نہ ملے جاتے۔

چمر تم جس طرح ہی چاہے اپنا کوٹ فسیک کر لینا۔

اور میں رر کھا ہوا ٹرانسمیٹر اٹھا کر وہ بیرونی دروازے کی طرف مڑ گیا۔

ششش شکر یہ تم واقعی شریف آدمی ہو۔ رابندر نے بے

ازارے میں مصروف ہو جائے گا۔ کمرے سے باہر آتے ہی عمران نے

خویر سے مخاطب ہو کر کہا اور خویر سر ملاتا ہوا تیزی سے واپس مڑ گیا۔

انہیں یہ نہیں پڑے دہشتہ دو۔ انہوں نے تو ہمیں دیکھا ہی نہیں۔

میں کالڈر جب تین چار گھنٹوں بعد ختم ہو گا یہ خود ہی ہوش میں آجائیں

جے۔ عمران نے کہا اور صفحہ نے سر ملایا اور وہ سب پلٹے ہوئے

پلانک سے باہر نکلے اور اپنی کار کی طرف پلٹتے چلے گئے۔

خویر بھی ان کے ساتھ آن ملا۔

اب کیا پروگرام ہے۔ اس کے سیشن میڈ کو آرڈر کا تو پتہ چل گیا ہے

اب باری باری انہیں حجامہ کر دیا جائے۔ صفحہ نے کہا۔

نی اٹھاں تو اپنی ہاتھیں گاہ پر پلٹتے ہیں پھر کوئی پلاننگ بنائیں گے۔

عمران نے کہا اور خویر بھی ان کی کار مرکز تیزی سے واپس جا

رہی تھی۔

پہلے کیا ہے۔" ارجن نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"لیکن تم کہنا چاہتے ہو۔ پاکیشیائی بمبھٹوں کو اس رابندر سے کیا سلطامات مل سکتی ہیں؟" کرشن نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"اسی تفصیل کے باوجود تم بات نہیں سمجھے۔ ہمیں میں نے پہلے بتایا ہے کہ ہاس کو سودا کے بارے میں رابندر نے غلط اطلاع دی اور وہ خصوصی ٹرانسمیٹر بھی اس عمارت سے نہیں مل سکا۔ ظاہر ہے۔ پہلی اطلاع رابندر نے خود دی تھی لیکن دوسری اطلاع اس نے یقیناً ان پاکیشیائی بمبھٹوں کے کہنے پر دی ہوگی اور اس بات سے مجھے یقین ہے کہ دراصل یہ پاکیشیائی بمبھٹ رابندر سے چیف کے متعلق لٹنے والی معلومات کی تصدیق کرنا چاہتے تھے۔ کیونکہ رابندر چیف کے متعلق ہم سے بھی زیادہ جانتا تھا۔" ارجن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ اور میں سمجھ گیا واقعی تم نے انتہائی گہری بات سہی ہے۔" یسٹا ایسا ہی ہوا ہوا گا۔ چیف کو تم نے اطلاع دی۔" کرشن نے طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"ہاں اور چیف نے بھی میرے تجزیے سے اتفاق کیا ہے اور ساتھ ہی چیف نے حکم بھی دیا ہے کہ تم اپنے سیکشن کی ٹیم کے ساتھ فوری طور پر میں ہینڈ کو آؤ رز ہینچو۔ کیونکہ چیف کو یقین ہے کہ رابندر سے معلومات لٹنے کے بعد یہ پاکیشیائی بمبھٹ لازماً مین ہینڈ کو آؤ رز ہینچو کر دیں گے۔" ارجن نے کہا۔

"کہاں ہے مین ہینڈ کو آؤ؟" کیا ہمیں معلوم ہے۔" کرشن نے

ہینڈ کو آؤ رز ہینچو ہے اور ابھی تک اس کی وہی نہیں ہوئی۔ میں اس ہینڈ کو آؤ رز کو جانتا تھا چنانچہ میں نے وہاں فون کیا لیکن جب کسی نے ہاں رسپونڈ کی تو میں خود وہاں گیا اور وہاں پہنچ کر میں حیرت زدہ رہ گیا۔ عمارت کا پچانک کھلا ہوا تھا۔ اندر موجود افراد مختلف جگہوں پر بے ہوش پڑے ہوئے تھے جب کہ رابندر اپنے دفتر میں کرسی پر مرایا تھا۔ اس کا کوٹ پیچھے کی طرف سے دوسرے سے زیادہ نیچے تھا۔ اس کی دین آنکھ کے اوپر اور نیچے ایسے نشانات تھے جیسے وہاں کسی نے کیل ٹھونکے ہوں گوڈ اس کے دل میں ہادی گئی تھی جب کہ اس کی سفید مر سیٹز بھی وہر موجود تھی اور اس کے آدھوں کو کسی گیس سے بے ہوش کیا گیا نہ بہر حال میری کوشش کے بعد ایک آدمی کو ہوش آگیا اور اس نے بتایا کہ وہ لوگ مستقل اسی عمارت میں رہتے ہیں۔ رابندر اچانک بغیر کمرے اطلاع کے آیا۔ اور اپنے دفتر میں چلا گیا۔ اس کے بعد ہلکی ہلکی آوازیں اٹھ سنائی دیں جیسے غبار سے پھٹتے ہیں اس کے بعد وہ بے ہوش ہو گئے۔ دیکھ میں نے اپنے طور پر چیک کیا ہے۔ وہاں اس سفید مر سیٹز کے علاوہ کسی گاڑی کے نشانات نظر نہیں آئے۔ البتہ چند افراد کے عقبی طرف سامنے کی دیوار کے ساتھ پردوں کے واضح نشانات نظر آئے ہیں۔ اس نے میں نے اندازہ لگایا ہے کہ وہ اندر بے ہوش کر دینے والی گیس کے ذریعے گئے ہر کچھ لوگ اندر آئے۔ انہوں نے یقیناً رابندر سے پوچھ گچھ کی اور پھر اسے گولی مار کر خاسوس سے وہیں چلے گئے اور مجھے یقین ہے کہ یہ پاکیشیائی بمبھٹ ہوں گے جنہوں نے سودا کو ہلاک اور اس کے افسر

ہوئے کہا۔

اد۔ کے ٹھیک ہے۔ میں پھر نیم لے کر ہاں چلا جاتا ہوں لیکن چیف سے رابطہ کیسے ہوگا۔ کرشن نے کہا۔

سیکر جنرل گردنام کو فون کر کے جب تم بلیک ہاؤنڈ کا حوالہ دو گے تو چیف سے بات کرادی جائے گی۔ دوسری طرف سے ارجن نے کہا اور کرشن نے اد۔ کے کہہ کر دسیور رکھ دیا۔ فون انڈا کرنے کے دوران ایک کے پیچھے رکھی ہوئی کرسی پر بیٹھ گیا تھا اس لئے دسیور رکھتے ہی اس نے سر کرسی کی پشت سے لٹکایا اور آنکھیں بند کر لیں اس کی پہچانی پر لوگوں کا بال سا پھیلا ہوا تھا۔

چیف نے زیادتی کی ہے۔ مجھے سائیڈ پر کر دیا ہے اور ارجن کو مجھ پر زنجیر دے کر فیلا میں ان اینٹنوں کے خلاف کام کرنے کے لئے ڈکلیا چھوڑ دیا ہے۔ کرشن نے خود کلائی کے سے انداز میں کہا اور پھر اگلے کی طرف ٹھٹک کر اس نے دسیور اٹھایا اور تیزی سے سبر وائل کرنے شروع کر دیئے۔

”میں گینٹا انڈ سنز۔ دوسری طرف سے ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

”میں کرشن بول رہا ہوں گینٹا سے بات کراد۔ کرشن نے ہلٹ مجھے میں کہا۔

”بولناؤں کر رہی۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور چند لمحوں کی تاؤش کے بعد ایک دوسری آواز ابھری۔

حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”آج سے پہلے مجھے بھی مسموم نہ تھا۔ اب چیف نے خود بتایا ہے کہ بلیک ہاؤنڈ کا میں ہیڈ کو انڈر سٹش پور چھانی میں ہے۔ ارجن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”ریش پور چھانی۔ جو قلعہ کے اندر ہے۔ ادھ پھر وہاں میرے جانے کی کیا ضرورت ہے۔ وہ تو انتہائی محفوظ ترین جگہ ہے۔ کرشن نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”جہادی بات درست ہے۔ وہ واقعی محفوظ ترین جگہ ہے۔ لیکن چیف کا خیال ہے کہ فوجیوں کو یہ پاکیشیائی مہجنت آسانی سے دھوکہ دے سکتے ہیں اس لئے چیف نے سوچا ہے کہ تم اپنی نیم کے ساتھ وہاں پہنچو اور ان خصوصیات پر جہاں چیف مناسب سمجھے گا جہیں اور جہاں آدیموں کو تعینات کر دے گا۔ میرے ذمے اس نے دگم میں ان اینٹنوں کو تلاش کر کے ختم کرنے کا مشن لگایا ہے۔ ارجن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”تم نے مجھے وہاں رات بھر دی میں جو فون کیا تھا۔ اس میں تم نے حالات بتاتے ہوئے کسی ادن کے تاہر یعوب کے متعلق بتایا تھا جسے سورمانے رام چند کا پوریشن کے آدمیوں کے ذریعے اغوا کر کے اسی اڈے پر پہنچایا تھا اور جہاں ہوا ہے اس کا کچھ پتہ چلا۔ کرشن نے کہا۔

”نہیں وہ۔ اس کی جینی۔ سب غائب ہیں۔ بہر حال میں انہیں نہیں کر رہا ہوں۔ جلد ہی ان کا پتہ چل جائے گا۔ ارجن نے جواب دیتے

ایلی کرشن گپتا بول رہا ہوں۔ خیریت ہے۔ آج اچھے عرصے بعد کیسے
یاوکر آیا۔ بونے والے کے گجے میں بے ٹھکنی تھی۔
سچی بات یہ ہے کہ آج جہادی ضرورت بڑھ گئی ہے۔ کرشن نے
مسکراتے ہوئے کہا اور دوسری طرف سے گپتا اونچی آواز میں ہنس پڑا۔
”جلے ٹھیک ہے تم نے گھما چرا کر بات کرنے کی۔ مجائے صاف بات کر
دی۔ حکم کرو۔“ گپتا نے ہنستے ہوئے کہا۔
”جہیں یہ تو معلوم ہے کہ میرا تعلق بلیک ہاؤنڈز سے ہے۔“
کرشن نے کہا۔

”ہاں اچھی طرح معلوم ہے کیوں۔“ گپتا نے حیرت بھرے نئے
میں پوچھا۔

”آج کل بلیک ہاؤنڈز کے ستارے گردش میں ہیں۔ پاکیشیا
سیکٹ سروس کا ایک گروپ جہاں آیا ہوا ہے۔ بلیک ہاؤنڈز کے خاتمے
کے لئے۔“ کرشن نے کہا۔

”پاکیشیا سیکٹ سروس کا گروپ۔ کیا جہادار مطلب علی عمران اور
اس کے ساتھیوں سے ہے۔“ گپتا کی حیرت سے تصحقی ہوئی آواز
سنائی دی۔

”ظاہر ہے وہی ہو گا۔ میں لٹری وٹیلی جنس میں رہا ہوں۔ لٹری وٹیلی
جنس کا واسطہ عمران اور اس کے آدمیوں سے بہت کم پڑا ہے۔ جب کہ تم
کافر سٹن سیکٹ سروس سے متعلق رہے ہو اس لئے تم اس گروپ کے
بارے میں مجھ سے زیادہ جانتے ہو گے۔“ کرشن نے کہا۔

”ہاں واقعی۔ جہادی بات درست ہے۔ میں واقعی ان کے
مستقل بہت کچھ جانتا ہوں۔ چیف شاگل کے ساتھ لے خمار باران سے
کراڈ ہو چکا ہے مگر میرا کام براہ راست فیلڈ سے مستقل نہ تھا لیکن سیکٹ
سروس سب کو لائبر میں رہتے ہوئے مجھے ان کے بارے میں بہت کچھ معلوم
ہے اور یہ بھی بتا دوں کرشن کہ اگر واقعی عمران اور اس کے ساتھی بلیک
ہاؤنڈز کا خاتمہ کرنے جہاں آئے ہیں تو پھر جہادے حق میں بہتر نہیں ہے کہ
تم فوری طور پر بلیک ہاؤنڈز سے مستعفی ہو کر مشکبار سے فرار ہو جاؤ؟“
گپتا نے استغنیہ منگے میں کہا۔

”اس کا مطلب ہے کہ جہیں فون کرنا پکارنا بہت ہوا۔“ کرشن
نے منہ جاتے ہوئے کہا۔

”کیا مطلب۔“ میں سمجھا نہیں۔“ گپتا کی حیرت بھری آواز
سنائی دی۔

”سنو گپتا میں بزدل نہیں ہوں۔ موت تو بہر حال کسی نہ کسی روز آتی
ہی ہے اس لئے مجھے اس کی بھی پروا نہیں ہے۔ عمران اور اس کے ساتھی
بہر حال انسان ہیں اس لئے میں نے فیصلہ کیا ہے کہ عمران اور اس کے
ساتھیوں کا خاتمہ میں اپنے ہاتھوں سے کروں گا لیکن ایک اور مسئلہ آگیا
ہے۔ چیف نے میری اور میرے گروپ کی ڈیوٹی ریش پور جھاڑنی میں لگا
دیا ہے جب کہ بلیک ہاؤنڈز کے ایک اور سیکشن کو عمران اور اس کے
ساتھیوں کے مقابلے کی اجازت دی ہے۔ میں نے جہیں فون اس لئے کیا
تھا کہ تم میری مدد کرو تو میں دوسرے سیکشن جس کا سربراہ ارجن ہے، سے

بچے عمران اور اس کے ساتھیوں کا خاتمہ کر کے سرخرو ہو سکوں۔
کرشن نے کہا۔

”جہیں تو جان بچانے کا قدرت کی طرف سے چانس مل رہا تھا۔
بہر حال تم ناراض ہو رہے ہو اس لئے میں اپنی بات نہیں دوہراتا۔ مجھے
معلوم ہے کہ تم فطری طور پر حسدی آدمی ہو اس لئے میرے کہنے پر باڑی نہ
آؤ گے لیکن میں جہادی کیا مدد کر سکتا ہوں تمہیں معلوم ہی ہے کہ میں
نے جب سے سیکرٹ سروس چھوڑی ہے اس سے متعلقہ ہر قسم کا کام بھی
بند کر کے اپنے بزنس کی طرف متوجہ رہا ہوں۔“

جہادے یہاں تاجر طبقے سے بڑے گہرے تعلقات ہیں۔ ان کے
ایک بین الاقوامی تاجر یعقوب کے متعلق مجھے اطلاع ملی ہے کہ اس کا تعلق
حریت پسندوں کے کسی گروپ سے ہے اور یا کیسیانی بہمنوں کو اس نے
پناہ دے رکھی ہے۔ اور جن یعقوب کو تلاش کر رہا ہے لیکن وہ مل نہیں رہا
اگر وہ مل جائے تو انتہائی آسانی سے عمران اور اس کے ساتھیوں کو شریں
کیا جا سکتا ہے اور ایک بار وہ فریس ہو جائیں تو عمران کا خاتمہ میرے لئے
مشکل نہ ہوگا۔ کرشن نے جواب دیا۔

”یعقوب اور تھیک ہے۔ مجھے بھی ایسی اطلاعات ملی تھیں کہ وہ
حریت پسندوں کے کسی بڑے گروپ سے متعلق ہے اور میں یہ بھی سمجھ
گیا ہوں کہ تم لوگوں کو اس کے متعلق کیسے پتہ چلا ہوگا اس کی لڑکی
زرینہ کو اغوا کیا گیا تھا۔ اس کی رہائش گاہ پر ڈیکھایا گیا تھا اور وہاں موجود
تمام ملازمین کو ہلاک کر دیا گیا تھا۔ بعد میں پتہ چلا کہ زرینہ کو بے ہوشی

کے عالم میں پولیس نے کسی بارغ میں پڑا ہوا پایا ہے۔ زرینہ نے بتایا کہ
اسے نقاب پوش اغوا کر لئے گئے تھے لیکن جب وہ ان کے نقاب پوش
چیف کے سامنے پہنچی تو اس چیف نے اپنے آدمیوں سے کہا کہ وہ غلط لڑکی
کو پکڑ لائے ہیں، چنانچہ اسے بے ہوش کر دیا گیا اور پھر اس کی آنکھ ہسپتال
میں کھلی۔ مجھے یہ تفصیل اس لئے معلوم ہے کہ میں دھم کی دھم تاجر ان
کا صدر ہوں اور یعقوب بھی دھم کا اعلیٰ عہدے دار ہے اس لئے اس کے
خبرنے فوراً مجھے اس واقع سے مطلع کیا تھا جوں اس کے یعقوب بیرون
ملک گیا ہوا ہے اس لئے میں نے پولیس سے رابطہ قائم کیا تھا اور پھر
پولیس نے مجھے زرینہ کی بازیابی کی خبر دی تھی اور میں مطمئن ہو گیا لیکن
اب جہادی بات سن کر مجھے یقین ہو گیا ہے کہ ہلیک ہاؤنڈز نے اسے اغوا
کیا ہوگا اور اس سے یقیناً تم لوگوں نے اس کے باپ یعقوب کے بارے
میں معلومات حاصل کی ہوں گی اور شاید اس نے یعقوب غائب ہو گیا ہوگا۔
گیتانے کہا۔

”یہ کام سہولت سے کیا ہوگا۔ اور شاید اسی وجہ سے وہ خود بھی مارا گیا ہے
سورما ہلیک ہاؤنڈز کے ایک سیکشن کا انچارج تھا۔ بہر حال تم بتاؤ کہ تم
یعقوب کو تلاش کرنے میں خبری مدد کر سکتے ہو۔ ویسے یہ بتاؤ کہ
یعقوب ملک سے باہر نہیں گیا کیونکہ اس سہولت نے یعقوب کو جہاں کے
ایک اور گروہ کے ذریعے اغوا کر کے اس گروہ پر منگوا دیا تھا۔ اس کے بعد
اس کی لڑکی کو شاید اس لئے اس نے اغوا کر لیا ہوگا کہ اس کی وجہ سے
یعقوب کی زبان کھلوانی جاسکے۔ اور اب میں بات سمجھ گیا ہوں کہ

پاکیشیائی بہکینوں کو اس کی بیٹی کے اغوا اور اس اڈے پر پہنچنے کا علم ہو گیا ہوگا۔ سناچہ انہوں نے وہاں رہنا کیا۔ سارہ یعقوب اور زرینہ کو چھوڑ دیا اور سورا کو بھی ہلاک کر دیا اور اڈے کو بھی تباہ کر دیا۔ پولیس کے سامنے کہانی بنانے کے لئے زرینہ کو اس انداز میں سامنے لایا گیا ہوگا۔

کرشن نے کہا۔

”بالکل ایسا ہی ہوگا بہر حال اب یعقوب کو تلاش کرنا ہے۔“

گہٹا نے کہا۔

”ہاں۔“ کرشن نے جواب دیا۔

”تم فکر نہ کرو زیادہ سے زیادہ ایک گھنٹے کے اندر میں معلوم کر لوں گا کہ یعقوب کہاں ہے۔ تم اپنا فون نمبر بتا دو میں تمہیں فون کر دوں گا۔“

گہٹا نے کہا۔ اور کرشن نے اسے اپنا موجودہ فون نمبر بتا کر رسیور دکھ دیا۔

”یہ گہٹا تیرا دی ہے۔ ضرور اس کا کھون نکال لے گا۔ میں چیف سے بات کر لوں گا کہ ایک دو روز مزہ وہاں جانے کے مل جائیں۔“

کرشن نے جلد لگے خاموش رہنے کے بعد بڑا تے ہوئے کہا اور رسیور اٹھا کر اس نے انگوائری کے نمبر ڈائل کر کے وہاں سے رمیش پور چھوڑ کر فون نمبر معلوم کیا اور پھر آپریشن کا بتا یا ہوا نمبر ڈائل کرنا شروع کر دیا۔

”رمیش پور فورٹ۔“ رابطہ قائم ہوتے ہی ایک سخت سی آواز سنائی دی۔

میرا تعلق بلیک ہاؤنڈ سے ہے۔ میں چیف سے کرنا چاہتا ہوں۔

کرشن نے کہا۔

”آپ کا نام اور سیکشن۔“ دوسری طرف سے پوچھا گیا۔

کرشن چیف آف سیکشن دن۔“ کرشن نے جواب دیا۔

”او۔“ کے سولہ آؤن کریں۔“ دوسری طرف سے کہا گیا اور پھر چند لمحوں بعد چیف کی آواز سنائی دی۔

”ہیلو کرشن۔“ اور جن نے تمہیں تفصیلات بتادی ہوں گی۔“

چیف نے کہا۔

”ہاں۔“ کرشن نے جواب دیا۔

”مجھے یقین ہے کہ یہ پاکیشیائی مجسٹرمیش پور چھوڑنی میں گھس کر

میں رہنے کو ارتر تباہ کرنے کی کوشش کریں گے۔ اس لئے یہاں چیکنگ

کے لئے میں نے جہاز اور جہاز کے گروپ کا انتخاب کیا ہے۔ اس طرح

مجھے تسلی رہے گی۔“ چیف نے کہا۔

”یہ آپ کی سہرا بانی ہے جناب کہ آپ نے مجھ پر اہمیت دیا ہے لیکن اگر

وہ لوگ اوجھڑ آئے تو میں وہاں ہیکار بھیجا رہوں گا اس لئے اگر آپ پسند

فرمائیں تو میں اپنا پینشنل گروپ وہاں بھجوا دوں اور خود دوسرے گروپ

کے ساتھ ان پاکیشیائی بہکینوں کے خاتمے کے لئے کام کر دوں۔“

کرشن نے کہا۔

”نھیک ہے۔ ایسا کر لو۔“ دوسری طرف سے کہا گیا۔

”فکر یہ جناب آپ بے فکر رہیں میں انہیں اس قابل ہی نہ چھوڑوں گا

کہ وہ آپ کی طرف رخ کر سکیں۔ آپ مجھے بتادیں کہ میں گروپ کو کہاں

بھجوا دوں۔“

بھٹکوں۔ کرشن نے مسرت بھرے لہجے میں کہا اور پریف نے تفصیل بتائی شروع کر دی۔

میں سر میں ابھی گروپ کو بھجوا دیتا ہوں۔ کرشن نے کہا اور دوسری طرف سے او۔ کے کی آواز سن کر اس نے ہاتھ مار کر کڑیال دیا اور میرا ہنسنے خبر تو کو کال کرنے میں مصروف ہو گیا۔ رابطہ قائم ہونے پر اس نے گروپ تیار کرنے اور اسے زمین پر چھاونی بھجوانے کے بارے میں ہدایات دینی شروع کر دیں اور پھر ان ہدایات سے فارغ ہو کر اس نے رسیور دکھائی تھا کہ ٹیلی فون کی گھنٹی بج اٹھی۔ اور کرشن نے چونک کر رسیور اٹھایا۔

میں۔ کرشن نے کہا۔

گپتا بول رہا ہوں۔ دوسری طرف سے گپتا کی آواز آسانی دی۔

اوہ تم۔ اتنی جلدی تو مجھے جہادی کال کا خیال تک نہ تھا۔

کرشن نے چونک کر کہا۔

ہاں اتفاق سے میری پہلی کوشش ہی کامیاب رہی ہے اور نہ صرف میں نے یعقوب بلکہ عمران اور اس کے ساتھیوں کا بھی پتہ چلایا ہے اور یہ جہادے لئے انتہائی سہری موقع ہے۔ گپتا نے انتہائی رجوش لگے ہیں کہا۔

اوہ اور جلدی بتاؤ۔ کیا تفصیل ہے۔ کرشن کا لہجہ بھی تودقہ

طور پر رجوش ہو گیا تھا۔

یعقوب اس وقت بادامی باغ کی ایک کوٹھی نمبر بیس میں موجود ہے

اور عمران اور اس کے ساتھی بھی وہیں موجود ہیں۔ گپتا نے کہا تو کرشن اس کی بات سن کر حیران رہ گیا۔

اس قدر حقی معلومات تمہیں کیسے مل گئیں۔ اور وہ بھی اس قدر جلد۔ کرشن نے کہا۔

مجھے یقین تھا کہ تمہیں میری بات پر شک ہوگا۔ بہر حال میں تفصیل بتا رہا ہوں۔ تمہیں شاید معلوم نہ ہو کہ میں نے کہا ایک خفیہ گروپ بنایا ہوا ہے۔ پرنس سے ہٹ کر ایک مخصوص مقصد کے لئے۔ یہ انتہائی خفیہ گروپ ہے۔ بہر حال میں نے اس گروپ کے ذمہ یعقوب کی تلاش کا کام ڈال دیا اور پھر مجھے فوراً ہی اطلاع مل گئی کہ یعقوب کی مخصوص کار کو بادامی باغ میں دیکھا گیا، لیکن اس میں سوار آدمی کا قد و قامت تو یعقوب سے ملتا تھا لیکن پھر مختلف تھپاکو کوٹھی نمبر بیس میں چلی گئی تو میرے آدمیوں نے اندر ایک مخصوص ڈسکافون پہنچایا تو پتہ چل گیا کہ کار میں سوار آدمی یعقوب ہی تھا۔ اور وہاں کئی افراد کی آوازیں سنائی گئی ہیں، جن میں ایک نام پرنس کا بھی مل گیا ہے، چنانچہ مجھے اطلاع دی گئی تو میں نے ٹیلی فون کر دیا۔ گپتا نے کہا۔

پرنس۔ کرشن نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

عمران کا ایک کوٹھا نام پرنس آف ڈسپ بھی ہے۔ گپتا نے کہا تو کرشن نے اختیار کر لی برہی اچھل پڑا۔

اوہ اور پری گز گپتا۔ تم نے تو کمال کر دیا ہے۔ بے حد شکر ہے۔ کرشن نے جلدی سے کہا اور رسیور رک کر وہ کرسی سے اٹھا اور

تیزی سے دو دروازے کی طرف دوڑ پڑا۔ اس کے چہرے پر فتح اور کامیابی کا
واضح تاثر موجود تھا۔

”یہ لوگ اس قدر جلد اپنے سیکشن ہینڈ کو ارنڈر کیسے تبدیل کر لیتے ہیں۔“
صفدر نے سلسلے میں پوچھے ہوئے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔ وہ
سب اس وقت ایک ہی کمرے میں موجود تھے۔ یعقوب نے انہیں ایک
باز پر اطلاع دی تھی کہ سورمانے جن عمارتوں کی بطور سیکشن ہینڈ کو ارنڈر
نشان دہی کی تھی وہ بھی خالی پڑی ہیں۔ تو عمران نے اسے ایک اور ہدایت
دے کر واپس بھیج دیا تھا۔ البتہ یعقوب کے چہرے پر اس نے مسکایا
کر دیا تھا تاکہ بلیک ہاؤنڈز والے اسے پہچان نہ سکیں اور وہ سب یعقوب
کی واپسی کے انتظار میں بیٹھے ہوئے تھے۔

”صرف آدمی ہی ہوتے ہیں ان کے ہینڈ کو ارنڈر میں۔ وہ اطمینان سے
بیٹل چلتے ہوئے دوسری عمارت میں چلے جاتے ہیں اور ہینڈ کو ارنڈر خالی ہو
جاتا ہے۔“ عمران نے جواب دیا تو سب بے اختیار ہنس پڑے۔

”عمران صاحب اس طرح آنکھ پھولی آخر کب تک چلتی رہے گی۔“

نعمانی نے کہا۔

”جب تک آنکھ مستقل طور پر بند نہیں ہو جاتی“ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

وہی عمران صاحب نعمانی کی بات پر مجھے بھی یاد آگیا ہے کہ بلیک ہاؤنڈز ایک خاصی بڑی تنظیم ہے۔ ہزاروں نہیں سینکڑوں لوگ تو بہر حال اس میں موجود ہوں گے اور اگر بغرض محال ہم ان سب کا خاتمہ بھی کر دیں تو کیا نئے لوگ نہیں آسکتے۔ ہم کب تک اس چکر میں پڑے رہیں گے۔“ صفور نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”یہ بات نہیں صفور بلیک ہاؤنڈز کے خاتمے سے ہمارا مقصد یہ نہیں ہے جو تم سمجھے ہو۔ بلیک ہاؤنڈز نامی تنظیم مجاہدین لیڈروں کے خلاف قائم کی گئی ہے تاکہ مجاہدین کی قیادت کا خاتمہ کر کے تحریک کا خاتمہ کیا جاسکے۔ ورنہ تمام مظہریوں اور عام مجاہدین کے لئے تو پولیس اور فوج ہی کافی تھی اور ہم بھی اس اصول پر عمل کر رہے ہیں۔ بلیک ہاؤنڈز کے لیڈروں کا خاتمہ ہی دراصل اس تنظیم کا خاتمہ ہے۔ جب تک نئے لوگ آئیں گے جب تک نئی تنظیم بنے گی۔ جب تک شاید مظہری کی تحریک کا سیلاب بھی ہو چکی ہو گی۔ اب دیکھو بلیک ہاؤنڈز کے چار سیکشنز تھے جن میں سے دو کے لیڈروں کا خاتمہ ہو چکا ہے اور یقیناً ہمارے اس معمولی سی کوشش نے بلیک ہاؤنڈز کو اس قدر لٹھا دیا ہے کہ وہ اپنے مخصوص مشن پر کام کرنے کی بجائے ہمارے خلاف کام میں مصروف ہے۔ باقی دو سیکشنز کے چیئرس اور چیف ہاں کے خاتمے کے بعد یقیناً اس تنظیم کو نئے سرے سے

حکومت کافرستان کو قائم کرنا پڑے گا اور اس میں ظاہر ہے وقت لگے گا اور اس وقت تحریک جس سطح پر ہے اس میں موجودہ وقت انتہائی فیصلہ کن ہے۔“ عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”آپ کی بات درست ہے۔“ صفور نے کہا۔

مجھے تو اس بات پر خوشی ہو رہی ہے کہ اس کے چیف کا ہیڈ کوارٹر سٹی یور مجاڈنی میں ہے۔ جب مجاڈنی تباہ ہو گی تو یقیناً یہاں موجود کافرستانی فوج کی کمرلٹ بنائے گی اور یقیناً بین الاقوامی طور پر بھی سمجھا جائے گا کہ مجاہدین کی کاروائیاں اب اس سطح تک پہنچ گئی ہیں کہ وہ فوجی مجاڈنیاں تباہ کرنے کے قابل ہو گئے ہیں۔ اس لئے یقیناً تحریک آزادی کو بے پناہ قوت حاصل ہو گی۔“ حویر نے کہا۔

”جہاڑی بات درست ہے۔ اس سے کافرستانی فوج کا مورال بے حد گر جائے گا وہ مجاہدین سے خوفزدہ ہو جائے گی اور مجاہدین کی تحریک قوت پکڑ جائے گی۔“ عمران نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔

”تو پھر کیوں نہ ملزنی کے ہیڈ کوارٹر کو ہی تباہ کر دیا جائے۔“

صفور نے کہا۔

”ابھی نہیں۔“ پہلے ہم اپنا مشن مکمل کر لیں اس نئے بعد اس کے بارے میں سوچیں گے۔ ویسے ان سیکشنز ہیڈ کوارٹرز کے دوسری بارغالی ہو جانے کا مطلب یہی ہے کہ انہیں معلوم ہو چکا ہے کہ ہم نے سورا سے اس کے بارے میں معلومات حاصل کر لی ہیں اور ٹرامسیزیران کے چیف کی خصوصیت فریکٹس پر کال انڈز ہونے کا مطلب ہے کہ انہیں یہ بھی

درمیان مشن کے سلسلے میں تفصیلی بات دیت ہوئے گی۔

”میں آپ کو رات کو آنے کے بجائے گا۔ ہم رات کو سفر کریں گے اور
یہ راستوں سے جہاں لمبی اور پولیس کو علم نہ ہو سکے گا۔“ یعقوب
نے کہا۔

”خفیک ہے۔ ویسے بھی دن کے وقت باہر ہماری نگاش زور خور سے
ماری ہوگی۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”ظاہر ہے برنس۔“ یعقوب نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”میرا خیال ہے اب کھانا کھایا جائے اور کچھ در ریسٹ کر لیا جائے
اک رات کو جب ہم مشن پر روانہ ہوں تو پوری طرح تازہ دم ہوں
۔“ عمران نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا اور سارے ساتھی سر ملاتے

وئے اٹھ کھڑے ہوئے۔ چونکہ یہاں خوراک کے بند ڈبے یعقوب کی
لرب سے خاصی تعداد میں مہیا کر دیئے گئے تھے اس لئے تھوڑی دیر بعد وہ
مب ڈاننگ روم میں بیٹھ کر کھانا کھانے میں مصروف ہو گئے۔ ابھی
لٹنا کھایا ہی جا رہا تھا کہ چانک عمران نے ہاتھ اٹھا کر اپنی ناک پر کھ دیا
اس کے ساتھ ہی کھانا کھاتے ہوئے عمران کے ساتھیوں نے چونک

عمران کی طرف دیکھا اور عمران نے کوئی مدد سے انہیں بتایا کہ اسے
ہاتھوش کرنے والی گیس کی بجلی ہو محسوس ہوئی ہے۔ اور اسی لمحے
ان سے تیسری کرسی پر بیٹھا ہوا یعقوب کھٹکھٹا ہوا کرسی سے نیچے جا
ا۔ وہاں سے وحشت ہو چکا تھا۔

جبکہ باقی ساتھی اس طرح خاموش بیٹھے ہوئے تھے۔ اس کا یہی مطلب

معلوم ہو چکا ہے کہ ہم نے رابطہ رشتہ پر چھوڑنے کے بارے میں
بھی معلومات حاصل کر لی ہیں اور اب یقیناً وہاں وہ لوگ بے حد ہلکا
چکے ہوں گے۔“ عمران نے کہا۔

”کہیں وہ چھوڑنے کی غلطی نہ کریں۔“ حنوز نے چونک کر پوچھا۔
”چھوڑنا اتنی جلدی غلطی نہیں ہوتی۔ دوسری بات یہ کہ یہ چھوڑنا
وقایع لحاظ سے اس قدر مضبوط ہے کہ اسے جہاد کرنا بھی آسان نہیں ہے۔“

بلکہ نیچے یقین ہے کہ وہ لوگ اسے ہمارے لئے جال کے طور پر استعمال
کریں گے۔“ عمران نے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ کوئی اس کی بات
جو اب دیتا۔ کال میں بیٹھنے کی کوشش نہ کرے اور وہ سب چونک پڑے۔

”یعقوب آیا ہوگا۔“ عمران نے کہا تو صدیقی اٹھ کر کمرے سے باہر
گیا اور پھر چند لمحوں بعد یعقوب کمرے میں آگیا۔ چونکہ اس کا سیکڑا
عمران نے کیا تھا اس لئے سب اسے اس میک اپ میں پہچان گئے تھے
کیا رہا یعقوب۔“ عمران نے پوچھا۔

”سارا انتظام مکمل ہو گیا ہے۔ برنس۔“ یعقوب نے راز
بیٹھے ہوئے کہا۔

”دیکھو کیا تفصیل ہے۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔
”برنس چھوڑنے کے مقصدی طرف پہنچاؤ میں ایک ہفتہ ہے۔ چ
نام ناگورہ ہے۔ سارا سامان اس ہفتے میں پہنچا دیا جائے گا۔ ہم دگھا

پہلے قریبی شہر سو پور جائیں گے۔ وہاں سے بیسوں کے ذریعے ہم اس
تک آسانی سے پہنچ جائیں گے۔“ یعقوب نے جواب دیا اور پھر

اندھ گھسی کی، یو تیز ہو گئی یہ کھلی جگہ ہے اس لئے جتھ منٹ رک جاؤ
 اپنا تک اسی ریو الور والے کی ہلکی سے آواز عمران کو سنائی دی۔ اور عمران
 سمجھ گیا کہ آنے والوں کا لیڈر ہی آوی ہے۔ اب عمران نے آہستہ آہستہ
 سانس لینا شروع کر دیا تھا کیونکہ اس نے جس گھسی کی ہلکی سی بو سونگھی
 تھی وہ اس کے متعلق اچھی طرح جانتا تھا کہ یہ گھسی پانچ منٹ بعد فضا
 میں اپنے اثرات ختم کر دیتی ہے۔ اور عمران کا اندازہ تھا کہ پانچ منٹ ہو
 گئے ہیں۔

آؤ اندھ چلیں۔ اس لیڈر نے اپنا تک کہا اور پھر وہ سب تیزی سے
 برآمدے کی طرف بڑھنے لگے۔ جیسے ہی انہوں نے جتھ قدم اٹھائے اپنا تک
 عمران نے سائینسٹرنگے ریو الور کا ٹیکر دیا اور پھر وہ بجلی کی سی تیزی سے
 مسلسل ٹریگر دبا دبا چلا گیا۔ ٹھک ٹھک کی آوازیوں کے ساتھ ہی آنے
 والوں کے حلق سے بے انتہار چیخیں نکلیں اور دوڑا چل کر پیچھے گرے لیکن
 دو آوی تیزی سے واپس دوڑ کر حلق کے کونے میں ڈرم کی آواز لینے کیلئے
 لپکے۔ جن میں وہ ریو الور والا بھی تھا کہ دوسرے لپکے وہ دونوں بھی چمٹے
 ہوئے اچھل کر پیچھے گرے۔ ریو الور والا پیچھے گرتے ہی بجلی کی سی تیزی سے
 اٹھ کر سائینسٹرنگے کی طرف دوڑنے ہی لگا تھا کہ ٹھک کی آواز کے ساتھ
 ہی گولی اس کے کولہ پر پڑی اور وہ جھٹکا ہوا منہ کے بل پیچھے گرا اور اس
 نے بار بار اٹھنے کی کوشش کی لیکن پھر ساکت ہو گیا جب کہ پہلے گولیاں
 کھانے والے افراد میں سے بیشتر اب تک ساکت ہو چکے تھے جب کہ تین
 افراد ابھی تک پانی سے ٹپکنے والی بجلی کی طرح تڑپ رہے تھے۔

تھا کہ وہ عمران کا اشارہ سمجھ کر اپنا سانس روک چکے تھے۔ عمران نے آہستہ
 سے کرسی کو پیچھے کھسکا دیا اور اٹھ کر تیزی سے فلائنگ روم کے دروازے کی
 طرف بڑھ گیا۔ باقی سائینسٹروں نے بھی اس کی پیروی کی لیکن ان سب نے
 پھرے سانس روک لینے کی وجہ سے سرخ ہونے شروع ہو چکے تھے اور ان
 کے جسموں میں تیزی کی بجائے لاکھڑا ہٹ مٹا ہوا تھی۔ بے ہوش کر دیے
 والی گھسی نے ان کے ذہن پر بہر حال کچھ نہ کچھ اثر ضرور کیا تھا لیکن وہ
 کمرے سے باہر نکلے۔ اسی لمحے عمران ایک اور کمرے کے دروازے سے نکلا
 تو اس کے ہاتھ میں سائینسٹرنگے ریو الور موجود تھا اور وہ سب تیزی سے
 برآمدے کی طرف بڑھنے لگے۔ عمران برآمدے میں پہنچتے ہی تیزی سے ایک
 ستون کی اوٹ میں ہو گیا جب کہ باقی ساتھی بھی مختلف اونٹوں میں کھڑے
 ہو گئے۔ اسی لمحے سائینسٹرنگے دیوار سے ایک آوی پیچھے کو وا۔ اس کے ہاتھ میں
 مشین گن تھی اور پھر اس نے دیوار سے ڈھانچہ رکھا تھا۔ وہ تیزی سے
 چلتا ہوا پھاٹک کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے سائینسٹرنگے کھولا اور پھر ایک
 سائینسٹر پر ہٹ کر کھڑا ہو گیا۔ اسی لمحے اس نے سائینسٹرنگے سے کیے ہو
 دیگرے چھ افراد اندر داخل ہونے۔ ان سب نے پھرے رد مالوں سے
 ڈھکے ہوئے تھے۔ ان میں سے ایک کے ہاتھ میں سائینسٹرنگے ریو الور
 جب کہ باقی افراد کے ہاتھوں میں مشین گھسی تھیں۔ وہ سب کو بھی یہ
 داخل ہو کر آگے بڑھنے لگے تھے کہ سائینسٹرنگے ریو الور والے نے ہاتھ نہ
 کر انہیں رکنے کا اشارہ کیا اور وہ سب وہیں رک گئے البتہ ان سب کی
 نظریں اندر والی عمارت کی طرف ہی جھکی ہوئی تھیں۔

”اس روالور والے کو اٹھا کر اندر لے آؤ۔“ عمران نے ستون کی ادا سے نکل کر تڑپتے ہوئے انفرادی طرف بڑھتے ہوئے اپنے ساتھیوں سے کہا۔ اس کے ساتھ ہی اس کے روالور سے کیے بعد دیگرے تین گولیاں اور کہیں اور تڑپتے ہوئے افراد ایک جھٹکا کر سکتے ہو گئے۔ عمران ان کی لاشیں پھلانگتا ہوا سائیڈ پھانک کی طرف بڑھا اور دوسرے نے اس نے سائیڈ پھانک کے باہر موجود دونوں ستونوں کے درمیان رک کر سر باہر نکالا اور دائیں بائیں کا جائزہ لینا شروع کر دیا اور پھر اس کی تیز نظریں وہاں سے تقریباً پچاس گز دور نیلے رنگ کی ایک کار پر جم گئیں جس کی ڈرائیونگ سیٹ پر کوئی پہلا ہوا نظر آیا تھا۔ عمران تیزی سے دائیں مڑا۔

”باہر نیلے رنگ کی کار مودھ دے جس میں ڈرائیور بیٹھا ہوا ہے عقبی طرف سے جا کر اس کا خاتمہ کر دو اور پھر اس کی لاش کار سمیت اندر لے آؤ۔“ عمران نے تنویر اور صدیقی سے کہا اور وہ دونوں سے سرھاتے ہوئے عقبی طرف جانے کے لئے سائیڈ گلی کی طرف دوڑ پڑے۔

ایکپنٹن عکس اور نعمانی تم باہر برآمدے میں ہی رک کر نگرانی کرو گے۔ عمران نے باقی دو ساتھیوں سے کہا اور خود وہ تیزی سے دوڑنا ہوا وہیں عمارت کی اندر دینی طرف کو بڑھ گیا جہاں صفور اس میڈر کو اٹھا کر لے گیا تھا۔

”میڈیکل باکس لے آؤ صفور اس کی گولی نکال کر بیڈنگ کر دیں اسے زندہ رہنا چاہئے۔“ عمران نے بڑے کمرے میں پہنچتے ہی کہا جہاں صفور نے اس دشمنی کو فرش پر لٹایا ہوا تھا اور خود اس کے قریب کھڑا تھا

صفور نے سرٹا دیا اور تیزی سے باہر چلا گیا۔ عمران نے جھٹکا کر اس کی لاش لینا شروع کر دی اور پھر اس کی اندر دینی جیب سے ایک کارڈ نکلتے ہی وہ جو تک بڑا۔ یہ بالکل دیسا ہی کارڈ تھا جیسا منوہر کی جیب سے نکلا تھا اور پھر کارڈ پر درج تحریر لڑکھ کر عمران کی آنکھیں بے اختیار جھک اٹھیں۔ کارڈ پر سیکشن دن اور چیف کرشن کا نام واضح طور پر درج تھا اسی لئے صفور میڈیکل باکس اور پانی کی بڑی بوتل اٹھا کر اندر داخل ہوا۔

”سیکشن دن کا چیف کرشن ہے۔ اس کی اس طرح جہاں آمد کا سبب ہے کہ ہماری یہ رہائش گاہ کسی شدید خطرے میں ہے۔ ہمیں اسے فوری طور پر خالی کرنا ہوگا۔“ عمران نے کہا۔

ہماری عقبی طرف ایک کوٹھی پر کراہے کے لئے خالی ہے کا بورڈ موجود ہے۔ وہاں کیوں نہ شفت ہو جائیں۔“ صفور نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔“ اٹھاؤ اسے وہیں چل کر باقی کارڈ دانی کریں گے۔ عمران نے کہا اور خود اس نے آگے بڑھ کر فرش پر بے ہوش پڑے ہوئے یعقوب کو اٹھا کر کاندھے پر لاوا اور سڑ کر تیزی سے بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا جب کہ صفور دشمنی کرشن کو کاندھے پر ڈال کر اور ایک ہاتھ سے میڈیکل باکس اٹھا کر اس کے پیچھے باہر آ گیا جب وہ دونوں برآمدے میں پہنچے تو اس کے پھانک میں سے وہ نیلے رنگ کی کار اندر داخل ہو رہی تھی جب کہ نعمانی بڑے پھانک کے قریب کھڑا تھا۔

”عقبی طرف ایک کوٹھی خالی ہے۔ صرف صدیقی اور نعمانی جہاں رہیں گے۔ باقی سب ساتھی اوپر آجائیں۔“ خطرے کی صورت میں یہ

میں بھی اس کے چہرے پر رشیدی ترین تکلیف کے تاخرات نمایاں ہو گئے تھے جو میں نے پوچھا ہے اس کا جواب دو:۔ عمران نے انتہائی رخت لکھتے ہیں کہا۔

”تو جہاد اخیال ہے کہ میں جہاد سے سوالوں کا جواب دیتے۔ کئے لے آیا عا۔ ٹھیک ہے۔ میری چلانگ غلط ہو گئی ہے اس لئے تم نے میرے ماتھیوں کو ہلاک کر کے مجھ پر قابو پایا ہے لیکن میں جہاد سے کسی سوال کا کوئی جواب نہیں دوں گا۔ جہاد جو جی چاہے مجھ سے سلوک کر لو“۔ کرشن نے ہوسٹ بھیج کر انتہائی سخت لکھتے ہیں جواب دیجئے ہوئے کہا۔

”جہاد جیب سے نکلے والے کارڈ نے مجھے جہاد کی حیثیت کا پتہ دے دیا ہے۔ سیکشن فور کا چیف منوہر اور سیکشن تھری کا چیف سورما میرے ہاتھوں ختم ہو چکے ہیں۔ حریب کے لحاظ سے تو باری سیکشن نو کے چیف ارجن کی قہمی لین شاید تم نے خود ہی باری تو ذکر آگے قدم بڑھایا ہے اس لئے اب تیرے بھی تم خود ہی بھگتو گئے۔ تم صرف اٹھانا دو کہ تمہیں ہماری ہائش کا علم کیسے ہو گیا۔ مزید میں تم سے کوئی سوال نہ پوچھوں گا:۔ عمران نے کہا۔

”میں جہاد سے کسی سوال کا جواب نہیں دوں گا۔۔۔ کرشن نے ہوسٹ چباتے ہوئے کہا تو دوسرے لکھے بری طرح جھجکا ہوا پہلو کے بل نیچے گرا۔ عمران نے اچانک لالت کی بھرپور ضرب اس کے پہلو میں ماری قہمی اور پھر جیسے ہی کرشن نیچے گرا۔ عمران نے پیر اس کی گردن پر رکھ

دونوں بھی فیر کسی مزاحمت کے خاموشی سے وہاں آجائیں گے۔ عمران نے تیز لکھتے ہیں کہا اور سانیڈ لگی کی طرف مڑ گیا۔ عقبی طرف ایک دروازہ موجود تھا جو کھلا ہوا تھا کیونکہ تنہا اور صدیقی اس کے درپے باہر جا کر کالے آئے تھے۔ صندوق نے دروازے میں رک کر باہر تھاٹکا۔

”پہلے کیپٹن شکیل کو بھیج دو اندر کو ذکر سانیڈ بھالک کھول دے پھر ہم جائیں گے دروازہ کاندھوں پر موجود انفرادی موجودگی کسی بھی طرف سے ہمیں مشکوک بنا سکتی ہے“ عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے کیپٹن شکیل کو آواز دی جو سانیڈ لگی سے عقبی طرف اڑھا تھا وہ دروازہ قریب آیا اور پھر عمران کی بات سن کر باہر نکل گیا۔ دیکھتے تو عقبی سڑک خالی پڑی تھی لیکن عمران پھر بھی محتاط رہنا چاہتا تھا۔ اتنی دیر میں باقی ساتھی بھی اپنا اپنا سامان لے کر وہاں پہنچ گئے اور پھر تھوڑی دیر بعد سب اس خالی کونجی میں مشتعل ہو چکے تھے۔ عمران نے معمولی سا آپریشن کر کے کرشن کے کوپے سے گولی نکالی اور بیٹننگ کرنے کے ساتھ ساتھ اسے چند انگلش بھی لگا دیے اور کرشن کراہتا ہوا ہوش میں آگیا۔

”تم نے ہماری اس ہائش گاہ کا پتہ کیسے چلا تھا کرشن“ عمران نے اس کے ہوش میں آتے ہی سرد لکھتے ہیں اس سے مخاطب ہو کر پوچھا۔ ”تم۔ تم بے ہوش نہیں ہوئے تھے۔ یہ کیسے ممکن ہے“

کرشن نے جواب دیتے ہی بجائے انتہائی حیرت بھرے لکھتے ہیں کہا اور ساتھ ہی اس نے فرش سے اٹھنے کی کوشش کی لیکن کوپے کے زخم کی وجہ سے وہ اٹھ کر پہلو کے بل بیٹھ تو گیا لیکن کمزور ہوسکا۔ اتنی سی حرکت کرنے

بے ہوش پڑے ہو گئے۔ کرشن نے کہا۔

”اس کا مطلب ہے تم جھوٹ بول رہے ہو۔ حالانکہ باہر نیلے رنگ کی کار میں جہاد ایک اور ساتھی موجود تھا۔“ عمران نے کرشن کے لیے میں کہا۔

”وہ صرف ڈرائیور ہے۔ اس کا فیملی سے کوئی تعلق نہیں ہے۔“ کرشن نے جلدی سے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اور جن کہاں ہے۔ اس کا پتہ بتاؤ۔“ عمران نے کہا۔
”مجھے معلوم نہیں ہے۔ اس کی میری بات فون پر مبنی تھی وہ علیحدہ کام کر رہا ہے۔“ چیف نے اس کی ڈیوٹی جہادی تلاش کے لئے لگائی تھی لیکن گپتا کی وجہ سے مجھے پہلے جہادی رہائش گاہ کا علم ہو گیا۔“ کرشن نے جواب دیا۔

”اور جہادی ڈیوٹی کیا تھا۔“ عمران نے ہنس بھینچے ہوئے کہا۔
”مم۔ مم۔ میری ڈیوٹی۔“ میری بھی ڈیوٹی تھی۔“ کرشن نے بول کھلانے ہوئے انداز میں کہا اور عمران نے پیر کو ذرا سا گھما دیا۔ کرشن کی حالت تیزی سے بگڑنے لگ گئی۔

”بب بب بتانا ہوں۔“ بتانا ہوں۔“ کرشن نے ہڈیانی سے لے میں کہا اور عمران نے پیر واپس کر دیا۔
”اب اگر جھوٹ بولا تو۔“ عمران نے خراستے ہوئے کہا۔

”میری ڈیوٹی چیف کے ہیڈ کو اور زبردستی گئی تھی۔ لیکن میں نے چیف سے بات کی اور اپنے گروپ کو وہاں بھجوا دیا۔ کیونکہ میں ارجن سے پہلے

کرشن سے گھما دیا اور کرشن کے حلق سے بے اختیار غرغراہٹ کی آوازیں نکلنے لگیں اور اس کے عمران کی لات پکڑنے کے لئے اٹھنے والے دونوں ہاتھ ایک جھٹکے سے نیچے گرے۔ اس کا چہرہ ایکھٹ انتہائی حد تک سرخ ہو گیا تھا۔

”بولو درد۔“ عمران نے پیر تھوڑا سا واپس گھماتے ہوئے کہا۔
”بب بب بتانا ہوں۔“ دیو بھائی کے لئے یہ عذاب مت دو۔ یہ تو موت سے بھی بدتر ہے۔ بتانا ہوں لیکن اس شرط کے ساتھ کہ مجھے یہ عذاب نہ دینا دے لیے گولی مار دینا۔“ کرشن نے الٹک الٹک کر اور دک رک کر کہا۔

”اگر تم جاکے بتا دو تو یقین رکھو کہ میں تمہیں زندہ چھوڑ جاؤں گا۔“ اگر میں نے تمہیں مارنا ہوتا تو میں پہلے جہاد کے بولے کا پریشن نہ کرتا۔ دے لیے ہی تم پر تشدد کر کے سب کچھ پوچھ لیتا۔“ عمران نے پیر کو اور زیادہ نیچے کرتے ہوئے کہا۔

”مم مم میں سب کچھ بتا دیتا ہوں۔ اب چپانے کا کوئی فائدہ بھی نہیں جہادی رہائش گاہ کا علم مجھے کافرستان سیکرٹ سروس کے لئے کام کرنے والے ایک آدمی گپتا کے ذریعے ہوا ہے۔“ کرشن نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے یوری تفصیل سے سب کچھ بتا دیا۔

”تمہیں اس لئے ہی ساتھیوں کے ساتھ آنے تھے یا اور ساتھی بھی باہر موجود ہیں۔“ عمران نے پوچھا۔
”اس لئے ہی ساتھی تھے۔ ہم سب اس لئے اندر آ گئے تھے کہ تم لوگ تو

جہاز اٹامہ کرنا چاہتا تھا۔ کرشن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”جہازے گروپ کا انچارج کون ہے۔ وہ گروپ جو رمیش پور چھافٹی گیا ہے۔“

”عمران نے مزاتے ہوئے پوچھا۔
”شش شاستری۔ شاستری انچارج ہے۔“ کرشن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”کیا شاستری اور اس کا گروپ رمیش پور پہنچ چکا ہے۔“ عمران نے پوچھا۔

”ہاں وہ پہنچ چکا ہوگا۔“ کرشن نے جواب دیا۔ اور پھر اس سے پہلے کہ عمران کچھ اور پوچھتا۔ اچانک باہر سے دوڑتے ہوئے قدیموں کی آوازیں سنائی دیں اور وہ سب چونک کر کمرے اور دروازے کی طرف دیکھنے لگے۔ دوسرے لمحے صدیقی اور نعمانی اندر داخل ہوئے۔

”پولیس کی گاڑیاں وہاں پہنچ گئی ہیں۔“ صدیقی نے کہا اور عمران نے دھڑات میں سر ملایا۔

”اوپر یہ ختم ہو گیا۔“ عمران نے مزتے ہی چونک کر کہا اور پیر اٹھایا۔ شاید اچانک دروازے کی طرف مڑتے ہوئے اس کے پیچھے بڑا ان قدر بڑھ گیا تھا کہ کرشن کا ماتمہ ہو گیا تھا۔

میرے خیال میں ان لوگوں کی چیخیں سن کر کسی نے پولیس کو فون کیا ہوگا۔“ صفدر نے ہنستے ہوئے کہا۔

”ظاہر ہے۔“ اس لئے تو میں نے سائیکس لگا دیو اور استعمال کیا تھا بہر حال تمیرا سیکشن چیف بھی ختم ہو گیا۔ لیکن وہ یعقوب کی کار وین

کو خفی میں تھی اور پہلے بھی اس کار کی وجہ سے ہماری نفاذ نہی ہوئی ہے۔“ عمران نے چونک کر کہا۔

”کار میں نے باہر کافی دور لے جا کر کھڑی کر دی تھی تاکہ اچانک چھاپے کی صورت میں کار بھنسنے جائے۔“ صدیقی نے کہا۔

”طلحہ ٹھیک ہے۔“ لیکن اب ہم یہ کار استعمال نہیں کر سکتے۔ یعقوب گیس سے بے ہوش ہے۔ اسے ہوش میں لے آؤ۔ ہمیں رات کا

انتظار کرنے کی بجائے ابھی یہاں سے نکل جانا چاہیے۔ ایسا نہ ہو کہ پولیس اس سارے علاقے کی تلاشی یعنی شروع کر دے اور پھر کرشن کے ساتھیوں کی تلاشیں دیکھ کر وہ ارجن اور اس کا گروپ بھی اوجھڑا دے۔

بھیل بھیل۔“ عمران نے کہا اور سب ساتھیوں نے سر ملایا۔ صفدر ایک طرف بے ہوش بڑے ہوئے یعقوب کی طرف بڑھ گیا اس نے جیب سے ایک شیشی نکال کر اس کا ڈھنکا کھلا اور یعقوب کی ناک سے لگا دیا۔

بعد اچانک بعد اس نے شیشی بٹائی اور اسے ڈھنکا لگا کر جیب میں ڈال دیا۔ یہ دہی شیشی تھی جس سے موراکے اڈے ہیں عمران نے ساتھیوں کو ہوش دلایا تھا اور یہ شیشی اس وقت سے صفدر کی جیب میں پڑی رہ گئی تھی۔ چونکہ اس سے تقریباً ہر قسم کی بے ہوش کر دینے والی گیس کے اثرات ختم کیے جاسکتے تھے اس لئے صفدر نے اسے ہی یعقوب پر استعمال کیا تھا چند لمحوں بعد یعقوب ہوش میں آگیا اور جب اسے حالات کا علم ہوا تو

اس کے چہرے پر حیرت اور خوف کے تاثرات نمایاں ہو گئے۔

”اوہ اوہ میرے ذہن میں بھی نہیں تھا۔ کار کی وجہ سے مجھے یہاں لیا

جائے گا اور یہ گیتا تو تاجروں کی دکان کا صدر ہے۔ اس کی اس حیثیت کا تو کسی کو علم تک نہیں۔ یعقوب نے پریشان سے لہجے میں کہا۔

اب ہمیں رات کا انتظار کرنے کی بجائے جلد از جلد جہاں سے نکل کر اون پہاڑیوں کی طرف جانا ہے جہاں ہمارا مطلوب سامان پھٹکے گا۔ لیکن اب مسئلہ ہے ٹرانسپورٹ کا۔ عمران نے کہا۔

میرا خیال ہے جناب۔ کہ ہم ایک ایک کر کے یہاں سے نکلیں اور پیدل ہی بس اڈے پر پہنچ جائیں۔ بسوں کی چکنگ ضرور ہوتی ہے لیکن صرف اسلحہ کی حد تک اگر ہم اسلحہ ساتھ نہ رکھیں تو ہم آسانی سے سو پور پہنچ سکتے ہیں۔ سو پور میں ہمیں جیسے مل جائیں گی اور ہم ناگوارہ روانہ ہو جائیں گے۔ ویسے سو پور میں ہم جہاں کی نسبت محفوظ بھی رہیں گے یعقوب نے کہا اور عمران نے اضافات میں سر ہلادیا۔

یہ تجھ دوست ہے۔ عمران نے کہا اور پھر وہ اپنے ساتھیوں کو بس اڈے کے راسخے اور وہاں پہنچ کر سو پور کی ٹھٹھ لینے کے متعلق ہدایات دینے میں مصروف ہو گیا۔ عمران کی ہدایت کے مطابق وہ سب ایک ہی بس میں سفر کریں گے لیکن انتہیوں کی طرح اور اسلحہ ساتھ نہ رکھیں گے چنانچہ تھوڑی دیر بعد وہ سب کمرے سے باہر نکلے اور پھر قندوے کر وہ کوٹھی سے باہر جانا شروع ہو گئے۔ حقہ طرف پولیس سرے سے ہی نہ تھی اس لئے وہ اطمینان سے آگے بڑھتے چلے گئے۔

نیل فون کی گھنٹی بجتے ہی ارجن نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھایا۔

ہیس۔ ارجن بول رہا ہوں۔ ارجن نے تیز لہجے میں کہا۔

ہاس میں رام لعل بولی رہا ہوں۔ سیکشن ون کے چیف کرشن اور

اس کے سیکشن کی لاشیں پولیس کو ملی ہیں۔ دوسری طرف سے کہا گیا تو ارجن بے اختیار کرسی سے اچھل پڑا۔

کیا کیا کہہ رہے ہو۔ کرشن اور اس کے ساتھیوں کی لاشیں ارجن نے تقریباً پچھتے ہوئے کہا۔

نیل ہاس تجھے پولیس آفس سے اطلاع ملی کہ باہمی بارگ کی کوٹھی نمبر ہمیں سے ایک کار ملی ہے جو چیف کرشن کے نام رجسٹرڈ تھی اور پولیس میں سوچو میرے نمبر نے یہ نام سامنے آتے ہی تجھے فون کیا۔ کیونکہ وہ بلیک ہانڈز کا بھی نمبر ہے۔ اس کے ساتھ ہی اس نے بتایا کہ جس جگہ سے کار ملی ہے وہاں سے پانچ افراد کی لاشیں بھی دستیاب ہوئی ہیں۔ اس

ان کا کھوج لگا لیا ہوگا، لیکن وہ ان پر قابو نہ پاسکا جب کہ ہمارا پورا سینکشن ان کا اب تک کھوج نہیں لگا سکا۔ کیوں؟..... ارجن نے غصے سے چپکے ہوئے کہا۔

”ہاس ہم تو بسنے طور پر پوری کوشش کر رہے ہیں۔ ہر اہم جگہ پر ہمارے کوئی ڈپٹی دیے رہے ہیں۔ بے شمار مشکوک افراد کو پکڑ لیا گیا لیکن کوئی بھی پاکیشیائی بمبٹ نہیں نکلا۔“۔۔۔ رام لعل نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”سنو کرشن کے اسسٹنٹ سے معلوم کر کے مجھے بتاؤ کہ کرشن کو ان کا سرخ کیسے لیا تھا۔ ہو سکتا ہے وہی آدمی پھر ہمارے کام بھی آجائے۔“ بلی کر داور مجھے کال کر دے۔۔۔۔۔ ارجن نے چپکے ہوئے کہا اور ہاتھ مار کر اس نے کریڈل دیا اور پھر رمیش پور جھانڈی کا نمبر ڈائل کرنے لگ گیا۔ وہ چیف کو کرشن کی موت کی اطلاع دینا چاہتا تھا اسے معلوم تھا کہ چیف کے نمبر شہر میں موجود ہیں۔ اگر اس نے فوری اطلاع نہ دی تو چیف کا کوئی نمبر اسے اطلاع دے دے گا اور پھر چیف اس سے زیادہ ناراض ہوگا چند لمحوں بعد اس کی بات چیف سے کرا دی تھی۔

”چیف میں ارجن بول رہا ہوں آپ کو ایک افسوس ناک اطلاع دی ہے۔۔۔۔۔ ارجن نے کہا۔“

”کیسی اطلاع؟“ دوسری طرف سے چیف نے پوچھا اور ارجن نے رام لعل کی دی ہوئی اطلاع کی تفصیل بتا دی۔

”اور دوسری ہیڈ۔۔۔۔۔ یہ لوگ تو بلیک ہانڈز کا مکمل طور پر خاتمہ

اطلاع پر میں فوری طور پر دہاں پہنچا اور میں نے بھیمان لیا کہ یہ چیف کرشن کے ساتھیوں کی لاشیں ہیں۔ اس کو غمی کا مقبلی دروازہ بھی تھا۔ جتنا پو میں مقبلی طرف آیا تو دروازہ کھلا ہوا تھا اور خون کے قطرے مجھے ایک اور کو غمی کی طرف جاتے دکھائے دیئے۔ اس کو غمی پر کرایے کے لئے خالی ہے کا بورڈ لگا ہوا تھا۔ اور اس کو غمی کا سائیڈ بچانک کھلا ہوا تھا میں اندر گیا تو ایک کمرے میں چیف کرشن کی لاش موجود تھی۔ ان کا چہرہ تعریف کی شدت سے مسک رہا تھا یوں لگتا ہے جیسے ان پر بے پناہ تشدد کیا گیا ہو دیئے ان کے کولے میں زخم بھی موجود تھا جس کی باقاعدہ سینیٹج کی گئی تھی اور دہاں ایک میڈیکل باکس اور پانی کی خالی بوتل بھی پڑی ہوئی ہے اس سے میں تو یہی سمجھا ہوں کہ پہلے اس کو غمی میں جہاں چیف کرشن کے ساتھیوں کی لاشیں ملی ہیں۔ کرشن کے کولے پر گولی ماری گئی اور پھر اسے اٹھا کر اس خالی کو غمی میں لایا گیا۔ ان کے زخم کی سینیٹج کی گئی پھر ان پر تشدد کر کے ان سے پوچھ گچھ ہوئی اور اس تشدد کے دور ان انہوں نے اپنا بیان دے دی۔۔۔۔۔ رام لعل نے کہا۔

بالکل ایسے ہی ہوا ہوگا لیکن واردات کس جگہ ہوئی ہے۔۔۔۔۔ ارجن نے ہوسٹ جہاں ہونے پوچھا۔

”کار اور چیف کرشن کے ساتھیوں کی لاشیں باڈائی بار کی کو غمی نمبر بیمن سے ملی ہیں جب کہ چیف کرشن کی لاش کو غمی نمبر چالیس میں پڑا ہوا ہوا ہے۔“ رام لعل نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”یہ سب کچھ بھیمان پاکیشیائی بمبٹوں کا کیا دھرا ہے۔ کرشن نے

کرنے پر تے ہوئے ہیں اور ہماری حالت یہ ہے کہ ہم ان کا ایک آدمی بھی اب تک نہیں بکڑ سکے۔ پہلے سنو ہر ان کے ہاتھوں مارا گیا۔ اس کا سیکشن میں نے بند کر دیا پھر سورا کا بھی یہی حشر ہوا۔ اب کرشن بھی مارا گیا ہے۔ یہ ہماری کارکردگی ہے کہ پانچ چھ اہمبی تو ہمارے بلیک ہانڈز کے سیکشن چیفس کا کھیل عام شہر کرتے پھر رہے ہیں اور ہم صرف ان کی موت کی خبریں سننے پر ہی بیٹھ گئے ہیں۔۔۔ چیف نے حلق کے بل چھٹے ہوئے کہا "ہاس میرا سیکشن پورے دو گام میں پھسلا ہوا ہے لیکن نبھانے یہ لوگ کسی مٹی کے بٹے ہوئے ہیں کہ ان کا سراغ تک نہیں مل رہا کرشن کو اگر ان کا سراغ مل گیا تھا تو اسے چلپیے تھا کہ وہ تجھے اطلاع کرتا اور پوری منصوبہ بندی کے ساتھ ان پر حملہ کیا جاتا لیکن وہ اکیلا ہی لپٹے چند ساتھیوں کے ساتھ ان پر چڑھ دوڑا اور مارا گیا۔۔۔" ارجن نے کہا۔

"سنو۔۔۔ اب میں مزید کسی کی موت برداشت نہیں کر سکتا۔ اب ہمیں باقاعدہ پلاننگ بنا کر کام کرنا ہوگا۔ تم ایسا کر دو کہ اپنے سیکشن کے ہر آدمی کو باہر لے آؤ اور پورے دو گام کے گرد گھیر ڈالو اور جو مشکوک آدمی نظر آئے اس سے پوچھ گچھ کی بجائے اسے گولی سے آڑو۔۔۔ اب میں ہر قیمت پر ان کی لاشیں چاہتا ہوں ہر قیمت پر۔۔۔" چیف نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

"نیں ہاس۔۔۔" ارجن نے کہا اور دوسری طرف سے رابطہ طم ہوتے ہی اس نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے ریسور رکھ دیا۔ اس کے چہرے پر واقعی شہید پریشانی کے تاثرات ابھرتے تھے کیونکہ چیف کی یہ

بات اپنی جگہ درست کی یہ پاکیشیائی مینٹ سلسل انہیں شکست پر شکست دیتے چلے جا رہے تھے اور وہ اب تک ان کا سراغ بھی نہ لگا سکے تھے۔ ہاس نے تو اسے سیکشن کے ہر آدمی کو باہر نکلنے کے لئے اب کہا تھا جب کہ وہ چلے ہی یہ کام کر چکا تھا۔ باقی ہاس کا یہ حکم کہ ہر مشکوک آدمی کو گولی مار دی جائے۔۔۔ وہ اس حکم پر عمل نہ کر سکتا تھا کیونکہ اس طرح بے شمار مقامی لوگ مارے جاتے اور دو گام میں یقیناً قیامت برپا ہو جاتی۔ اسے معلوم تھا کہ ہاس نے فیسے کی وجہ سے ایسا حکم دے دیا ہے لیکن اس کے ساتھ ساتھ وہ سوچ رہا تھا آخر کس طرح ان لوگوں کا سراغ لگانے کے ٹیلیفون کی گھنٹی بج اٹھی اور ارجن نے ہاتھ بڑھا کر ریسور اٹھایا۔

"نیں ارجن بول رہا ہوں۔" ارجن نے غصہ لگے میں کہا۔

"رام محل بولی رہا ہوں جناب کرشن صاحب کو جس نے ان پاکیشیائی مینٹوں کے بارے میں اطلاع دی تھی۔ اس کا پتہ چل گیا ہے اس کا نام گپتا ہے۔ گپتا ایڈمز کا مالک اور ارجن جابر ان کا صدر۔ وہ کسی زمانے میں کافرستان سکیورٹی سروس سے متعلق رہا ہے لیکن انتہائی بااثر آدمی ہے۔ اس لئے میں نے خود اس سے بات کرنا ہوں ارجن نے کہا اور کریڈل فحشیک ہے میں خود اس سے بات کرنا ہوں ارجن نے کہا اور کریڈل دبا کر اس نے تیزی سے انکوٹری کے شیر ڈائل کر دیئے۔

"نیں انکوٹری پلیز۔۔۔" دوسری طرف سے رابطہ قائم ہوتے ہی ایک آواز سنائی دی۔

"گپتا ایڈمز کا خبر دو۔" ارجن نے تھکائے لہجے میں کہا اور دوسری

بزدلے کے چکر میں بڑ گیا ہو گا۔۔۔ گپتا نے افسوس بھرے لہجے میں کہا۔
 کاش کرشن بھ سے بات کر لیتا بہر حال اب میں نے کرشن کی موت
 کا انتقام بھی لیتا ہے اور ان پاکیشیائی ہیکٹنوں کا بھی ہر صورت میں خاتمہ
 کرنا ہے کیونکہ یہ حرمت پسندوں کی حمايت میں میدان میں اترے ہیں اور
 ان کی کاروائیوں کی وجہ سے بلیک ہاؤنڈز کا جی خاتمہ ہوتا جا رہا ہے۔ کیا تم
 مجھے کوئی کلیو دے سکتے ہو۔۔۔ ارجن نے کہا۔

کرشن نے بھ سے جہاد ذکر کیا تھا ارجن اور بھو نکلے میں کافرستان سے
 محبت کرتا ہوں اس لئے میں جہادی بھی مدد کرنے کے لئے تیار ہوں۔
 لیکن سیری ایک بات تم بھی یاد رکھنا کہ عمران اور ان کے ساتھیوں کے
 خلاف بغیر منصوبہ بندی کے بھی حرکت میں نہ آنا۔ ورنہ ہو سکتا ہے کہ
 کرشن جیسا جہاد بھی حشر ہو جائے اور اس طرح بلیک ہاؤنڈز کو فیک اور
 بڑا دھچکے پہنچ جائے۔ گپتا نے کہا۔

تم فکر نہ کرو گپتا تم بس مجھے ان کا کلیو دے دو پھر دیکھو میں ان کے
 خلاف کیسے کام کرتا ہوں۔۔۔ ارجن نے کہا۔

ٹھیک ہے تم اپنا فون نمبر مجھے بتا دو میں ایک بار پھر انہیں تلاش
 کرنے کی کوشش کرتا ہوں۔۔۔ جیسے ہی مجھے ان کا کوئی سراغ ملا میں تمہیں
 اطلاع کروں گا۔ گپتا نے کہا اور ارجن نے اسے اپنا فون نمبر بتا دیا
 اور دوسری طرف سے رابطہ ختم ہوتے ہی اس نے سیور کر پڑی پر رکھا
 اور کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔

یہ گپتا آخر کس طرح ان کا سراغ لگانے میں کامیاب ہو جاتا ہے

غرف سے نمبر بتا دیا گیا۔ ارجن نے کر پڑیل دبا کر بتایا جانے والا نمبر ڈائل
 کر دیا۔

گپتا اخذ سبز۔۔۔ دوسری طرف سے ایک نسوانی آواز سنائی دی۔
 میں بلیک ہاؤنڈز کا سیکشن چیف بول رہا ہوں گپتا سے بات کراؤ
 ارجن نے تھکنا لہجے میں کہا۔

میں سر ہوا تن کر رہی۔ اس بار دوسری طرف سے بولنے والی
 عورت نے ہنسے ہوئے لہجے میں کہا۔

ہیلو گپتا بول رہا ہوں۔۔۔ چند لمحوں بعد سیور سے ایک بھاری سی
 آواز سنائی دی۔

مسٹر گپتا۔ میں بلیک ہاؤنڈز کا سیکشن چیف ارجن بول رہا ہوں۔
 آپ نے سیکشن چیف کرشن کو ان پاکیشیائی ہیکٹنوں کے بارے میں بتایا
 تھا ناں۔۔۔ ارجن نے اس بار نرم لہجے میں کہا۔

ہاں کیوں۔ گپتا کے لہجے میں حیرت تھی۔

کرشن اور اس کے ساتھیوں کو ہلاک کر دیا گیا ہے۔ ارجن نے کہا

اوہ۔ اوہ۔۔۔ وری بیلے۔ وری بیلے۔ یہ سب کیسے ہوا۔ گپتا نے

اپنا ہی افسوس بھرے لہجے میں کہا اور ارجن نے دام لعل سے لٹنے والا
 تفصیل دہرا دی۔

اوہ تو کرشن سے حماقت ہوئی۔ میں نے اسے بتایا تھا کہ عمران اور

اس کے ساتھی دنیا کے خطرناک ترین سکیورٹ ہیکٹن ہیں اسے تو چاہیے تھا

کہ اچانک اس پوری کوٹھی کو میزائلوں سے اڑا دیتا۔ وہ یقیناً انہیں ذمہ

ہا۔ بس سو پور کے قریب پہنچی تو میں ایک بار پھر چونک پڑا۔ کیونکہ وہ سب اس طرح اطمینان سے بیٹھے ہوئے تھے جیسے انہیں سو پور نہیں اترنا لیکن پھر ایک آدمی اچانک اٹھ کھڑا ہوا اور اس کے اٹھنے ہی انہوں نے چونک کر اس آدمی کو دیکھا اور اس آدمی کے اثبات میں سر ملانے پر وہ سب اٹھ کر کھڑے ہو گئے اور پھر بس جیسے ہی سو پور کے اڈے پر رکی وہ نیچے اتر گئے۔ میں بھی جلد دوسرے مسافروں کے ساتھ نیچے اتر آیا۔ ان کی تعداد سات تھی اور وہ اپنے انداز سے بحث ہی لگ رہے تھے۔ میں نے کافی فاصلہ رکھ کر ان کا تعاقب کرنا شروع کر دیا اور پھر تھوڑی دور آگے جانے کے بعد میرے اندازوں کی تصدیق ہو گئی۔ اب وہ سب انہیں میں اس طرح باتیں کر رہے تھے جیسے وہ ایک دوسرے کے ساتھی ہوں۔ میں ان کا تعاقب کرتا رہا۔ وہ سو پور شہر کے آخری کنارے پر ایک مکان پر پہنچے۔ ٹیٹ پر تالا لگا ہوا تھا لیکن ان کے پاس چابی موجود تھی۔ تالا کھول کر اندر چلے گئے ہیں اور ابھی تک اندر ہی ہیں۔ میں سو پور کا دھننے والا ہوں اس لئے مجھے معلوم ہے کہ اس مکان کا مالک اون کا ایک نامہ جدارِ رحمن ہے اور سو پور کے امرا جتنے میں اس کا شمار ہوتا ہے۔ اب میں سو پور سے ہی آپ کو کال کر رہا ہوں۔ میں اپنے گھر بھی نہیں گیا حالانکہ وہاں امیر جنسی تھی۔ میری بیوی اچانک شدید بیمار ہو گئی ہے۔ مہاشے نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”اودا وہ“ تم نے بہت بڑا کارنامہ سرانجام دیا ہے۔ تم الیہا کر دو سو پور میں واقع کلب راجرم بھی جاؤ اور اس کے مالک انتنت سنگھ سے ملو۔ میں

جب کہ میرے آدمی اب تک ان کا سراغ نہیں لگا سکے۔
 ار جن نے بے چینی سے کمرے میں بیٹھے ہوئے خودکامی کے سے انداز میں کہا۔ ابھی وہ بیٹھے ہوئے اس پوائنٹ پر غور کر ہی رہا تھا کہ اچانک لیلیٰ فون کی گھنٹی بج اٹھی اور ار جن نے جلدی سے رسیور اٹھا لیا۔
 ”ہیں“ ار جن نے تیز لہجے میں کہا۔

”مہاشے بول رہا ہوں باس“ دوسری طرف سے ایک مؤدبانہ سی آواز سنائی دی اور ار جن مہاشے کی آواز سن کر بے اختیار چونک پڑا کیونکہ مہاشے اس کے سیکشن کا سب سے تیز اور ہوشیار آدمی تھا۔

باس میں نے ان پاکیشیائی بہنوں کا سراغ لگا لیا ہے۔ دوسری طرف سے مہاشے کی آواز سنائی دی اور ار جن بے اختیار اچھل پڑا۔
 ”اودا وہ“ کہاں ہیں یہ لوگ کہیے لگایا سراغ تفصیل بتاؤ۔
 ار جن نے انتہائی پر جوش لہجے میں کہا۔

”باس آپ کو تو معلوم ہے کہ سیرا گھر سو پور میں ہے۔ مجھے گھر سے ایک امیر جنسی کال آئی تو میں فوراً اُس میں پہنچ کر سو پور کو روانہ ہو گیا اور باس میں نے اس بس میں جہاں ایسے افراد کو بیٹھے ہوئے دیکھا جو ایک دوسرے سے تو انہی تھے لیکن ان میں سے دوئے اچانک ایک دوسرے کو مخصوص انداز میں اشارہ کیا۔ میں نے یہ اشارہ دیکھ لیا اور میں چونک پڑا۔ لیکن جب میں نے انہیں باقاعدہ چیک کرنا شروع کیا تو مجھے یوں احساس ہونے لگا جیسے مجھ سے غلطی ہوئی ہے۔ انہوں نے ہر کوئی ایسا اشارہ نہ کیا لیکن چونکہ میرے ذہن میں الجھن موجود تھی اس لئے میں انہیں چیک کرتا

اسے فون کر دیتا ہوں۔ وہ سو پور میں بلیک ہاؤنڈز کا ایجنٹ ہے۔ میں اسے بلا کر دیتا ہوں وہ اس مکان کی نگرانی کا انتظام کرے گا۔ پھر تم اپنے گھر چلے جانا میں اس دوران اپنے آدمیوں سمیت سو پور پہنچ کر ان کے خلاف کام شروع کر دوں گا۔ ارجن نے تیرے لیے میں کہا۔

”میں سر۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور ارجن نے ہاتھ مار کر کرڈل دیا اور جب فون کی ٹون آگئی تو اس نے تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

”راجرم کلب۔۔۔ رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے آواز سنائی دی۔

”انت سنکھ سے بات کرؤ۔ میں ارجن بول رہا ہوں۔“ ارجن نے تیرے لیے میں کہا۔

”میں سر۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور چند لمحوں بعد رسیور پر ایک اور آواز ابھری۔

”ہیلو انت سنکھ بول رہا ہوں۔“ بولنے والے کے لیے میں حیرت تھی۔

”انت سنکھ میں ارجن بول رہا ہوں سہیف آف سیلشن ٹو۔“ ارجن نے تیرے لیے میں کہا۔

”میں سر۔۔۔ میں سر۔۔۔ حکم سر۔۔۔ انت سنکھ نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”انت سنکھ میرا ایک آدمی سہائے جہاز ہے پاس آ رہا ہے۔ ہم سات

اتنی خطرناک ترین پاکستانی ہیکلٹوں کا بچا کر رہے ہیں اور سہائے نے ان کا سراغ لگا لیا ہے۔ یہ ساتوں خطرناک ترین ایجنٹ سو پور کے ایک عالی مکان میں چھپے ہوئے ہیں۔ یہ مکان سو پور کے ان کے تاجر جوار حین کا ہے۔ تم فوری طور پر اپنے آدمیوں کو ساتھ لے کر اس مکان کے پادروں طرف نگرانی شروع کر دو۔ لیکن تم نے کسی طرح بھی معمولی مدد و اعانت بھی نہیں کرنی کیونکہ یہ خطرناک ترین ایجنٹ ہیں اگر انہیں ذرا بھی شک ہو گیا تو یہ جتنی جھگڑی کی طرح ہمارے ہاتھوں سے نکل جائیں گے۔ اگر وہ اس مکان سے باہر نکلیں تو تم نے پھر بھی ان کی نگرانی کرنی ہے لیکن اس طرح کہ انہیں ذرا برابر بھی شک نہ ہو سکے۔ میں اپنے آدمیوں کے ساتھ فوری طور پر سو پور پہنچ رہا ہوں۔ جب میں وہاں پہنچوں تو تم نے مجھے نگرانی کی مکمل رپورٹ دینی ہے۔ زبرد فبر ٹرامیٹر اپنے پاس رکھ لینا تاکہ اگر جہیں ان کے پیچھے کہیں جانا پڑے تو میں تم سے رابطہ رکھ سکوں۔ ایک بار پھر کہہ رہا ہوں کہ میرے وہاں پہنچنے تک کوئی ایسی حرکت نہ کرنا جس سے وہ مشکوک ہو جائیں۔“ ارجن نے تیرے لیے میں اسے ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

”میں سر آپ بے فکر رہیں سر۔ میں آپ کی ہدایات پر پوری طرح عمل کروں گا۔“ دوسری طرف سے انت سنکھ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اپنا کوئی آدمی کلب میں بٹھا آنا تاکہ جب میں وہاں پہنچوں تو وہ میری رہنمائی اس مکان تک کر سکے۔“ ارجن نے کہا۔

”میں سر۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور ارجن نے رسیور رکھا اور

پھر تیزی سے دوڑتا ہوا بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اس کے ہرے پر جوش اور مسرت کے واضح آثار نمایاں تھے۔

کمرے کا دروازہ دھماکے سے کھلا اور کمرے میں موجود عمران بے اختیار چونک کر دروازے کی طرف دیکھنے لگا۔ وہ اپنے سامنے ایک نقشہ رکھے بیٹھا ہوا تھا۔ دروازے سے صدیقی اندر داخل ہو رہا تھا۔

”کیا بات ہے جو اس طرح دھماکہ خیز انداز میں آ رہے ہو جیسے فلموں کے ہیرو آتے ہیں؟“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”سوری بس اتفاقاً ہی زور وارانہ انداز میں دروازہ کھل گیا۔ میں یہ اطلاع دینے آیا تھا کہ اس گھر کی باقاعدہ نگرانی ہو رہی ہے۔“ صدیقی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

نگرانی ”اوہ“ عمران نے چونک کر کہا اور تیزی سے اٹھ کھڑا ہوا۔

”میں اوپر والی منزل کی کھڑکی کے پاس کھڑا شہر کی عمارتیں دیکھ رہا تھا کہ اچانک سیری نظریں ایک مقامی آدمی پر پڑ گئیں جو سائیلنگی میں سو جو

درخت کے گٹے سے لگا کھڑا ہمارے مکان کی طرف بڑے پرسراہ انداز میں دیکھ رہا تھا۔ میں اس کا یہ انداز دیکھ کر چوٹکا اور پھر میں نے بالآخر تین طرف کی کھڑکیوں میں جا کر چٹنگ کی اور میں نے تین اور آدمیوں کو بھی چٹیک کر لیا۔ سلسلے کے رخ پر کچھ دور ایک درخت کے نیچے ایک کار بھی کھڑی ہے۔ اس میں بھی ایک آدمی بیٹھا ہوا ہے اور اس کی نظریں بھی اسی مکان کی طرف ہی ہیں۔ صدیقی نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

ہو نہہ اس کا مطلب ہے کہ ہماری ساری کوششوں کے باوجود یہ لوگ جہاں تک پہنچ گئے ہیں۔ باقی ساتھی کہاں ہیں۔ عمران نے سنجیدگی میں پوچھا۔

”وہ کھانا کھا کر آرام کر رہے ہیں اور بیعتب باہر گیا ہوا ہے۔“ صدیقی نے کہا۔

”ہاں وہ بیسوں کا بندوبست کرنے گیا ہے۔ آؤ میرے ساتھ۔“ عمران نے کہا اور میز پر کھانا اور نقش اس نے اٹھا کر اسے جبر کر کے جیب میں ڈالا اور تیزی سے برونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ ٹھوڑی دیر بعد خود بھی ان نگرانی کرنے والوں کو چٹیک کر چکا تھا۔

”مسئلہ خطرناک ہے۔ وہ بیعتب بھی نہانے کہاں چلا گیا ہے۔“ ابھیا جگہ ہے۔ ہم جہاں سے نکل کر بھی کہیں نہیں جاسکتے اور جہاں کوئی حلیہ راست بھی نہیں ہے۔“ عمران نے کہا۔

عقبی طرف جو کوئی موجود ہے۔ وہ اکھلا ہے، اے اغوا کیا جاسکتا ہے اگر اسے اغوا کر لیا جائے تو اس سے معلوم کیا جاسکتا ہے کہ نگرانی پر کتنے

افراد ہیں اور کہاں کہاں موجود ہیں۔ پھر اس کے مطابق کوئی لائحہ عمل طے کر لیں گے۔“ صدیقی نے کہا۔

ٹھیک ہے۔ باقی ساتھیوں کو ہوشیار کر دو۔ اپنا سامان بھی اکٹھا کر لو ہو سکتا ہے ہمیں فوری طور پر یہ مکان چھوڑنا پڑے۔ میں اس آدمی کو اغوا کر کے لے آتا ہوں۔“ عمران نے کہا اور تیزی سے سیڑھیوں کی طرف بڑھ گیا۔ عقبی طرف جمونا ساپائیس باغ تھا اور نیچے ایک تنگ سی گلی تھی مکان کے دائیں طرف دو سرامکان تھا جب کہ تین اطراف کھلی ہوئی تھیں عمران عقبی طرف کو بڑھتے ہی تیزی سے سزا اور دوڑتا ہوا دائیں طرف والے مکان کی طرف بڑھ گیا۔ دونوں مکانوں کی درمیانی دیوار زیادہ اونچی نہ تھی اور دونوں مکانوں کے عقبی طرف باغ تھا۔ عمران نے اچھل کر دونوں باغ دیوار کے سرے پر رکھے اور دوسرے لمحے وہ دیوار پر موجود تھا۔ ایک لمحے کے لئے وہ دیوار پر رکھا اور پھر اندر کی طرف لٹک کر نیچے اتر گیا۔ پھر وہ تیزی سے مکان کی سائیڈ گلی سے ہوتا ہوا اس ساتھ والے مکان کے سلسلے کے رخ پر پہنچ گیا۔ سلسلے کے رخ بھی کوئی آدمی موجود نہ تھا۔ وہ تیزی سے قدم بڑھاتا مکان کے اندر داخل ہوا تو ایک کمرے کا دروازہ کھلا ہوا نظر آیا۔ جب کہ باقی کمروں کے دروازے بند تھے۔ کمرے کے کھلے دروازے کے قریب پہنچ کر اس نے اندر دیکھا تو اس نے ایک بوڑھے سے آدمی کو چٹنگ پر بیٹھ ہوئے دیکھا۔ وہ شاید سو رہا تھا۔ عمران وہ پانی اندر داخل ہوا اور اس نے جیب سے مٹھیں پسل نکلا اور اسے نال کی طرف سے پکڑ کر اس نے اس سے ہونے والی کمرے کے سر دروازہ ضرب

لگائی۔ اس آدمی کا جسم تڑپا اور اس کی بیخ ستانی دی لیکن عمران نے فوراً ہی دوسری شرب لگا دی اور اس آدمی کا پھر نکلا ہوا جسم ساکت ہو گیا۔

”بھوری تھی بزرگوار۔۔۔“ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا اور پھر مضمین پھل کو دیتے سے پکڑ کر وہ پوری کوٹھی میں محکوم گیا، لیکن اس بوڑھے کے سوا اور کوئی آدمی نہ تھا۔ عمران ایک بار پھر درمیانی دیوار پھاند کر بیٹھے والے اپنے مکان میں داخل ہوا اور دوڑتا ہوا سانسے کے درخ سے ہو کر اندر پہنچ گیا۔ اس کے سارے ساتھی وہاں موجود تھے۔

”ساتھ والے مکان میں ایک بوڑھا موجود تھا۔ میں نے اسے سے ہوش کر دیا ہے۔ سب تم سب درمیانی دیوار پھاند کر اس مکان میں چلے جاؤ۔ میں نگرانی کرنے والے کو بھی وہیں لے آؤں گا۔ اس طرح ہم فوری رہنے سے بچ جائیں گے۔“ عمران نے کہا اور ایک بار پھر مڑ کر تیزی سے سائیڈ گلی کی طرف بڑھ گیا۔ باقی ساتھی بھی اس کے پیچھے دوڑتے ہوئے سائیڈ گلی کی طرف آنے لگے۔ عمران نے مقبی دیوار میں موجود دروازہ کھولا اور پھر اس طرح باہر آگیا جیسے ٹیبلٹ کے لئے نکلا ہو اسے معلوم تھا کہ گلی کے کونے میں موجود کوڑے کے ڈرم کے پیچھے نگرانی کرنے والا موجود ہے وہ اسی طرح ہنستا ہوا اس ڈرم کے سانسے سے گزرنے لگا لیکن ذرا سا آگے جاتے ہی وہ پھٹکی کی سی تیزی سے مڑا اور دوسرے لمحے ڈرم کے پیچھے موجود آدمی کراہتا ہوا اچھل کر فرش پر گر ا۔ اس نے نیچے گرتے ہی اٹھنے کی کوشش کی لیکن عمران کی لات چلی اور کھنکھری پڑنے والی شرب نے اسے ساکت کر دیا۔ عمران نے مضمین پھل جیب میں ڈالا اور ہٹک کر اس

آدمی کو اٹھا کر کاندھے پر ڈالا اور تیزی سے دوڑتا ہوا واپس اسی کھلے دروازے سے اندر بائیں باغ میں آگیا۔ اس نے اندر سے دروازہ بند کر دیا اور پھر وہ دائیں طرف والے مکان کی طرف بڑھ گیا۔ تاکہ اگر اس کا کوئی ساتھی اس گلی میں آئے تو کھلا دروازہ دیکھ کر اسے شک نہ پڑ سکے۔ چند لمحوں بعد عمران اس آدمی سمیت دوسرے مکان میں موجود تھا۔ عمران کے ساتھیوں میں سے صرف صفدر اور حنیف موجود تھے جبکہ باقی ساتھی اس مکان کی اوپر والی منزل پر چلے گئے تھے۔ تاکہ ساتھ والے مکان اور باہر موجود افراد کی مزید نگرانی کر سکیں۔

عمران نے کاندھے پر لادے ہوئے آدمی کو نیچے فرش پر ڈالا اور پھر خود ہی اس نے ہٹک کر دونوں ہاتھوں سے اس کا منہ اور ناک بند کر دیا۔ جب اس آدمی کے جسم میں حرکت کا تاثر نمودار ہوا تو عمران سیدھا ہو گیا پھر جیسے ہی اس آدمی نے کراہتے ہوئے آنکھیں کھولیں عمران نے پیر اٹھا کر اس کی گردن پر مخصوص انداز میں دھکا اور ساتھ ہی پیر کو ہٹھا دیا اور اس آدمی کا اٹھنے کے لئے سمٹتا ہوا جسم ایک جھٹکے سے سیدھا ہو گیا اور اس کے دونوں بازو عمران کی لات پکڑنے کے لئے اٹھے لیکن پیر اس کی لات ٹیک پہنچنے سے پہلے ہی واپس فرش پر جا گرے۔ اس آدمی کے حلق سے غرغراہٹ کی آواز ٹپکنے لگی۔ اس کا چہرہ بری طرح مسخ ہو گیا تھا۔ عمران نے پیر کو ذرا سبھا واپس موڑ دیا تو اس کے ساتھ ہی اس آدمی کا چہرہ تیزی سے بحال ہونے لگ گیا۔

”کیا نام ہے چہارہ؟“ عمران نے عزائے ہوئے پوچھا۔

سنگھ کی کھڑکی پر پوری قوت سے پڑا اور انت سنگھ کا چہرہ ہوا جسم بکھٹ ساکت ہو گیا۔ عمران نے مڑ کر ادھر ادھر دیکھا اور پھر اس نے مخصوص انداز میں اشارہ کیا جو کئی کے سرے پر موجود اس کے ساتھی تیزی سے پھلے ہوئے آگے بڑھے اور سڑک کر اس کر کے کار کی طرف آنے لگے۔ اس دوران تنویر نے انتہائی پھرتی سے بے ہوش انت سنگھ کو گھسیٹ کر عقبی سیٹ کے ساتھ والے نظام میں ڈال دیا۔

تم۔ ادھر ادھر چھپ جاؤ میں انت سنگھ کو کار سمیت کوٹھی کے اندر لے جا رہا ہوں۔ اس کا جسم مجھ سے ملتا ہے اور میں نے اس کی آواز اور بچہ بھی سن لیا ہے۔ میں اس کا سلیک کر کے باہر آؤں گا۔ لیکن ہو سکتا ہے کہ اس دوران وہ ارجن جہاں پہنچ جائے اس لئے تم نے پوری طرح محتاط رہنا ہے۔ اگر یہ لوگ کوئی ایسی حرکت کریں جس سے کوئی خطرہ ہو تو بے شک گولیوں سے ڈاؤن آؤ۔ عمران نے لپٹنے ساتھیوں سے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گیا۔ تنویر کو اس نے سائیڈ سیٹ پر بیٹھنے کا اشارہ کیا اور تنویر کے بیٹھنے ہی اس نے کار تیزی سے آگے بڑھائی اور اسے اس کو ٹھیک کے گیٹ کی طرف لے گیا جس میں انہوں نے جبری قبضہ کیا تھا۔ عمران نے جیسے ہی کار چھانک کے قریب دو کی، تنویر تیزی سے نیچے اتر اور اس نے آگے بڑھ کر چھانک کو دھکیل کر کھول دیا۔ عمران کی دہانت پر صفحہ دھیلے ہی اندر کا کٹھڑا ہٹا چکا تھا اس لئے تنویر کے دھکیلنے سے چھانک کھٹکلا گیا اور عمران تیزی سے کار اندر پورچ میں لے گیا۔ تنویر نے چھانک بند کیا اور پھر دوڑتا ہوا پورچ کی طرف آیا۔

پل رہے تھے جیسے جیسے ہوں کے باشندے ہوں۔ سڑک کر اس کر کے وہ دوسری طرف فٹ پاتھ پر پھلے ہوئے اس طرف کو بڑھنے لگے بعد وہ کار موجود تھی۔ کار کے اندر ابھی تک ایک آدمی بیٹھا ہوا تھا۔ عمران نے باقی ساتھیوں کو کہہ دیا تھا کہ جب تک وہ کار تک پہنچیں سائیڈ میں موجود دو آدمیوں کا حشرہ کر کے وہ گلی کے سرے پر پہنچ کر رک جائیں۔ کیونکہ کار میں موجود آدمی انت سنگھ تھا اور وہ اسے چوٹ لگاتا نہ چاہتا تھا۔ عمران اور تنویر اطمینان سے پھلے ہوئے اور انہیں میں باتیں کرتے ہوئے اس کار کے قریب پہنچ گئے۔

ادھر انت سنگھ تم۔ اچانک عمران نے کار کی طرف بڑھتے ہوئے ایسے لپٹے میں کہا جیسے وہ کسی پرانے دوست کو دیکھ کر چونک پڑا ہو اور کار میں بیٹھا ہوا آدمی چونک کر عمران کو دیکھنے لگا۔ اس کی آنکھوں میں احمیت تھی اور ہرے پر حیرت۔

تم۔ تم کون ہو۔ میں نے تو تمہیں نہیں پہچانا۔ انت سنگھ نے حیرت جبر سے لپٹے میں کہا۔

کمال ہے۔ اب پہچان کے دوست کو نہیں پہچانتے انت سنگھ۔ عمران نے کار کا دروازہ کھولتے ہوئے انتہائی بے تکلفانہ لپٹے میں کہا اور پھر اس سے پہلے کہ انت سنگھ کچھ سمجھتا، عمران کا دوسرا ہاتھ حرکت میں آیا اور انت سنگھ کی کھڑکی پر اس نے مخصوص انداز میں گھوسنا مار دیا۔ انت سنگھ جج کر جیسے ہی دوسری طرف کو گرا دوسری طرف موجود تنویر کا ہاتھ حرکت میں آیا اور اس کے ہاتھ میں موجود دشمنین پٹل کا دستہ انت

”جہاد نام انت انت سنگھ ہے اور تم راہرم کلب کے مالک ہو۔ یو لو میں ٹھیک کہہ رہا ہوں۔“ عمران نے پیر کو ذرا مایا پس کرتے ہوئے سروٹھے میں کہا۔

ہاں۔ ہاں۔ مگر۔ تم۔ تم یہ پیر ہٹاؤ میں سر رہا ہوں۔ اوہ پیر ہٹاؤ یہ کہیا عذاب ہے۔ میری روح بھی تیرے ہی ہے۔ انت انت سنگھ نے انتہائی تکلیف بھرے لہجے میں الگ الگ کر کہا۔

”ار جن نے تمہیں کیا کہا تھا اور کب آپا ہے وہ پوری تفصیل بتاؤ ورنہ۔“ عمران کا لہجہ ہلکے سے بھی زیادہ سرو ہو گیا اور ساتھ ہی اس نے پیر کو واپس گھما دیا۔

”رک جاؤ۔ رک جاؤ۔ بتاتا ہوں رک جاؤ پیر ہٹاؤ۔“ انت انت سنگھ کی حالت انتہائی تیزی سے بگڑتی چلی جا رہی تھی۔ اس کے منہ سے لفظ ٹوٹ ٹوٹ کر نور رک رک کر نکل رہے تھے اور عمران نے پیر کو واپس کر دیا اور انت انت سنگھ نے لمبے لمبے سانس لینے شروع کر دیے۔

”ار جن سیکشن چیف نے مجھے فون کیا تھا۔ میرا تعلق بلیک ہاؤنڈ سے ہے اور میں سو پور کا انچارج ہوں۔ اس نے مجھے کہا تھا کہ اس کا آدمی ہمارے میرے پاس آپا ہے اور وہ سات انتہائی خطرناک ہتھیاروں کا ہتھیار کر رہے ہیں اور یہ ساتوں سو پور کے ایک مسلمان عبدالرحمن کے غلامی مکان میں چھپے ہوئے ہیں۔ اس نے مجھے حکم دیا کہ میں اس مکان کی نگرانی کروں اور اپنے پاس زیر و ثرائی سمیٹر رکھ لوں۔ وہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ چل رہا ہے۔ اس نے مجھے کہا تھا کہ اپنا آدمی کلب میں چھوڑ دوں جو ار جن

”اس بوڑھے کو چیک کرو کہیں ہوش میں نہ آگیا ہو۔ میں اس دوران میک اپ کر لوں۔ اور سنو خیال رکھنا بوڑھا بے گناہ ہے اس نے اسے مرنا نہیں چاہیے۔“ عمران نے کہا اور پھر کار کا عقبی دروازہ کھول کر اس نے انت انت سنگھ کو باہر کھینچا اور اسے کاندھے پر لا کر تیزی سے عمارت کے اندر ایک بڑے کمرے میں لے آیا جہاں اس کا اور اس کے ساتھیوں کا سامان موجود تھا۔ عمران نے بے ہوش انت انت سنگھ کو فرش پر لیٹے ہوئے قالین پر بچھنا اور تھیلے میں سے اسٹیک میک اپ باکس نکال کر رکھا اور اسے کھول کر اس میں سے ایک اسٹیک نکال کر اس نے تیزی سے اسے سر اور ہجرے پر پڑھایا اور دونوں ہاتھوں سے اسے تھپتھپانا شروع کر دیا۔ باکس کے ساتھ چھوٹا سا آئینہ موجود تھا اور عمران کی نظریں اس آئینے پر جمی ہوئی تھیں جہاں لمحوں بعد اس کا چہرہ تقریباً انت انت سنگھ جیسا ہو گیا تھا۔ اس نے انت انت سنگھ کا لباس امارتے کی کوشش نہ کی تھی کیونکہ وہ بھی عام سا لباس پہنتے ہوئے تھا۔

وہ بوڑھا بے ہوش ہے اور میں نے چیک کیا ہے اسے ابھی دو تین گھنٹے مزید ہوش نہیں آسکتا۔ اسی لمحے متویر نے اندر داخل ہوتے ہوئے کہا اور عمران سر ہلاتے ہوئے قالین پر بے ہوش پڑے انت انت سنگھ پر جھک گیا۔ اس نے دونوں ہاتھوں سے اس کا منہ اور ناک بند کیا اور جب انت انت سنگھ کو ہوش آنے لگا تو وہ سیدھا ہو گیا۔ انت انت سنگھ نے کراہتے ہوئے آنکھیں کھولی ہی تھیں کہ عمران نے پیر اس کی گردن پر رکھ کر اسے آہستہ سے گھما دیا۔

کے وہاں پہنچنے پر اس کی رہنمائی یہاں کرے گا۔ چنانچہ میں اپنے ساتھیوں سمیت یہاں آگیا۔

”ارجن کا تدوین اور حلیہ کیا ہے؟“ — عمران نے پوچھا۔
”مجھے نہیں معلوم میں اس سے پہلے کبھی نہیں ملا۔“ — انت انت سنگھ نے جواب دیا۔

”وہ کہاں ہے؟“ — عمران نے پوچھا۔

”وہ مجھ سے مل کر واپس سو پور میں واقع اپنے گھر میں چلا گیا تھا۔ اس نے مجھے بتایا تھا کہ اسے اپنی بیوی کی اپانک بیماری کی اطلاع ملی تھی۔ وہ بس سو پور آ رہا تھا کہ اس نے سات تو میوں کو مشکوک انداز میں بس میں بیٹھے چیک کیا اور پھر وہ ساتوں سو پور میں اترے اور بس میں ابھی تھے لیکن بس سے اترنے کے بعد وہ آپس میں باتیں کرتے رہے جس پر اس کا شک یقین میں بدل گیا کہ یہی پاکیشانی بہنٹ ہیں۔ اس نے اس نے ان کا تعاقب کیا اور جب وہ عبدالرحمن کے خالی مکان میں پہنچے تو اس نے فون پر حریف ارجن کو اطلاع دی۔ وہ مجھ سے مل کر اپنے گھر چلا گیا ہے۔“ انت انت سنگھ نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”کہاؤں؟“ — عمران نے پوچھا اور جواب میں انت انت سنگھ نے حلیہ بتا دیا۔ اس کے ساتھ ہی عمران نے چر کو تیزی سے موڑا اور ہندو لوگوں میں ہی انت انت سنگھ کی آنکھیں اوپر چڑھ گئیں وہ ہلاک ہو چکا تھا۔ عمران نے اس کے لباس کی لکاشی لی اور زبردستی نکال لیا۔

”اؤتھور؟“ — عمران نے تیزی سے دروازے کی طرف مڑتے ہوئے کہا اور وہ دونوں دوڑتے ہوئے پورچ میں آئے اور جلد لوگوں کے ساتھ عمران کا چلتا ہوا پھانگ کے قریب پہنچا جب کہ متحیر دوڑتا ہوا پھانگ تک آیا تھا۔ اس نے پھانگ کھول دیا اور عمران نے کار باہر نکالی اور روک دی اور متحیر نے پھانگ بند کیا اور دوڑ کر وہ سائیکل سمیت پر پیچ گیا اور عمران نے کار آگے بڑھا دی۔ ہندو لوگوں کے ساتھ وہ کار اس بگڑے ہوئے چکا تھا جہاں پہلے کار کڑی تھی۔ عمران اور متحیر کار روک کر نیچے اتر آئے تھے اور عمران نے اوپر اوپر دیکھ کر اپنے ساتھیوں کو بلانے کے لئے ہاتھ اٹھا کر مخصوص اشارہ کیا اور جلد لوگوں کے ساتھ اس کے سارے ساتھی اوپر سے نکل کر اس کے قریب پہنچ گئے۔

”ارجن اپنے ساتھ نہانے کتنے آدمی لے آئے۔“ — اوپر بیٹھ بھی غائب ہے۔ وہ بھی کسی لمحے واپس آ سکتا ہے اس لئے حضور تم واپس طرف اس موز پر پہنچ کر رک جاؤ جہاں سے اس علاقے میں داخل ہوا جاتا ہے اور جیسے ہی بیٹھ نظر آئے تم نے اسے وہاں روک دینا ہے۔“ — باقی ساتھی اوپر اوپر چھپ جائیں۔ صدیقی اور نعمانی ساتھ والی کو ٹھکی میں جائیں گے اور وہاں موجود انت انت سنگھ کی لاش کو اٹھا کر ساتھ والی اصل کو ٹھکی میں بھیج دیں گے۔ میں ارجن کو اس ساتھ والی کو ٹھکی میں لے جاؤں گا۔ وہاں سے سامان بھی اٹھا لیتا صرف وہ بے ہوش بوڑھا وہاں بڑا رہے گا۔ اپنے ہتھیار تیار کر لینا۔“ — جیسے ہی میں زرد کلاشن دوں۔ تم نے ارجن کے ساتھیوں کا خاتمہ کر دینا ہے میں صرف ارجن کو زندہ بچڑنا چاہتا ہوں۔“ — سائیکل سرنگے

ریوالیہ استعمال کرتا اور کوشش کرنا کہ سارا کام نفاذ ہو جاسے اور دو آدمیوں کے چلنے سن لو۔ ان میں سے ایک کا نام مہاشے ہے۔ اس آدمی نے ہمیں بتایا کہ وہ انت منت سنگھ کو پہچانتا ہے۔ دوسرے کا نام تو معلوم نہیں لیکن وہ انت منت سنگھ کا ساتھی ہے۔ وہ ارجن کے ساتھ جہاں پہنچے گا۔ وہ آدمی انت منت سنگھ اور اس کے سب ساتھیوں کو پہچانتا ہے، اس لئے وہ ہمارے لئے انتہائی خطرناک ہو سکتا ہے۔ جب تک یہ آدمی قف نہ ہو جائے تم میں سے کسی نے سلسلے نہیں آنا۔ عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے مہاشے اور دوسرے آدمی کا طریق تفصیل سے بتا دیا اور سارے ساتھی تیزی سے واپس جانے لگ گئے۔

عمران دوبارہ کار میں بیٹھ گیا جب کہ حق ایک سائیڈ پر موجود ایک بڑے سے ڈرام کی اوٹ میں جا کر رک گیا۔ اب عمران اکیلا کار میں بیٹھا ہوا تھا۔ تقریباً دس پندرہ منٹ بعد عمران ایک موبیوں دور سے دو کاروں کو انتہائی تیز رفتاری سے اپنی طرف آتے دیکھ کر چونک پڑا۔ ہتھکڑیوں بعد آگے والی سرخ رنگ کی کار اس کی کار کے قریب آکر رک گئی جب کہ اس کے عقب میں موجود سیاہ رنگ کی کار اس کے پیچھے رک گئی اور اس کے ساتھ ہی عمران تیزی سے دروازہ کھول کر نیچے اتر آیا۔ اسی لمحے سفید رنگ کی کار کے دروازے کھلے اور چار آدمی باہر آ گئے۔

”ہاس قپ کا لباس تبدیل ہو گیا ہے۔“ سفید کار کی عقبی سیٹ سے اترنے والے آدمی نے حیرت سے عمران کو دیکھتے ہوئے کہا اور عمران اسے دیکھتے ہی بچھ گیا کہ یہی وہ انت منت سنگھ کا ساتھی ہے جسے وہ ہوش میں

چھوڑ آیا تھا۔ ایک لمحے کے لئے اسے ذہنی طور پر پریشانی سی ہوئی کہ اس نے لباس کیوں نہ تبدیل کیا لیکن دوسرے لمحے وہ سنبھل گیا۔

”وہ غراب ہو گیا تھا اس لئے میں نے تبدیل کر لیا۔“ عمران نے سادہ سے لہجے میں کہا۔

”جہاں نام انت منت سنگھ ہے۔ میں ارجن ہوں۔“ ایک لمبے تنگ آدمی نے تیزی سے انت منت سنگھ کی طرف بڑھتے ہوئے کہا یہ ڈرائیور کے ساتھ والی سیٹ سے اترتا تھا اور چونکہ کار کی دوسری طرف سے اترتا تھا اس لئے گھوم کر عمران کی طرف بڑھ رہا تھا۔

”اور ہاس آپ آگئے۔“ عمران نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں جواب دیا۔ ظاہر ہے آواز اور لہجہ انت منت سنگھ کا ہی تھا۔ عقبی سیاہ رنگ کی کار سے چار مسلح افراد بھی نیچے اتر آئے تھے۔

”کیا پوزیشن ہے۔“ ارجن نے قریب آکر عمران سے پوچھا۔

”وہ سب اندر ہیں۔ میرے آدمی کو فحشی کے چاروں طرف موجود ہیں۔ وہ سلسلے کو فحشی ہے۔“ عمران نے کہا اور ساتھ ہی اس نے ساتھ والی کو فحشی کی طرف اشارہ کر دیا۔

”کو فحشی کے اندر کیسیپول فائر کر دو۔ جلدی کر دو۔“ ارجن نے تیزی سے مڑ کر اپنے ساتھیوں سے کہا اور ان میں سے دو آدمی تیزی سے سرکڑ کر اس کر کے اس کو فحشی کی طرف بڑھتے چلے گئے۔

”کہتے آدمی ہیں جہاں سے نگرانی کرنے والے۔“ ارجن نے عمران کی طرف مڑتے ہوئے پوچھا۔

ارے یہ اس کا پھانک کھلا ہوا تھا۔۔۔ ارجن نے چونک کر اس وقت کہا جب اس کے ساتھیوں نے پھانک کو دھکیلا تو وہ کھٹک چلا گیا۔

اسے اندر سے جلد کیا گیا ہوگا۔۔۔ عمران نے جواب دیا اور ارجن نے اشیات میں سر ہلایا۔ وہ دونوں آدمی کو لمبی کے اندر جا چکے تھے اور پھر تقریباً پانچ منٹ بعد ان میں سے ایک واپس آیا اور بے تھکشا دوڑتا ہوا ارجن کی طرف بڑھنے لگا۔

”کیا ہوا۔۔۔“ ارجن نے پریشان ہو کر پوچھا۔

”باس اندر ایک بوڑھا آدمی بے ہوش پڑا ہوا ہے۔ باقی ساری کو لمبی خالی ہے۔“ آنے والے نے کہا۔

”ہو سکتا ہے نیچے قبر خانے ہوں اور وہ لوگ نیچے ہوں۔“ عمران نے ارجن کے بلونے سے پہلے ہی کہا۔

”اوہ ہاں۔۔۔ ایسا ممکن ہے آؤ ہمیں لازماً قبر خانے سے چیک کرنے ہوں گے۔“ ارجن نے تیر لہجے میں کہا اور تیزی سے کو لمبی کی طرف بڑھ گیا جب کہ عمران بھی اس کے پیچھے چل پڑا۔ اظہار دینے والا بھی ان کے ساتھ ہی واپس جا رہا تھا۔

جب وہ تینوں پھانک میں داخل ہوئے تو ارجن کا دوسرا ساتھی برآمدے میں ہی موجود تھا۔ اس کے چہرے پر بھی حیرت اور پریشانی کے اثرات نمایاں تھے۔ عمران نے اپنے قدم ذرا سے سست کئے۔ اس کا ایک ہاتھ جیب میں تھا اور پھر صبیہ ہی ارجن راہداری میں داخل ہوا اور اس کے دونوں ساتھی اس کے پیچھے چلتے ہوئے آگے بڑھے۔ عمران جواب

”یہاں ہیں۔ ایک نیچے ہے۔ دو سا نیچہ پر اور ایک سلسلے کے رخ دوسری طرف۔“ عمران نے جواب دیا اور ارجن نے اشیات میں سر ہلایا۔ ارجن کے دونوں ساتھیوں نے کو لمبی کے قریب پہنچ کر جیب سے کیپسول فائر پٹل نکالے اور دوسرے لمبے ساتھ والی کو لمبی کے اندر سرخ رنگ کے کیپسول فائر ہونے لگ گئے۔ دونوں آدمیوں نے پانچ پانچ کیپسول اندر فائر کئے اور پھر پٹل واپس جیب میں ڈال کر وہ تیزی سے مڑے اور واپس کاروں کی طرف آنے لگے۔

”اب ہمیں دس منٹ انتظار کرنا ہوگا، تاکہ گیس کے اثرات ختم ہو جائیں اور پھر تم دونوں پہلے اندر جاؤ گے اور چیک کرو گے کہ اندر کی کیا صورت حال ہے۔“ ارجن نے انہی دو آدمیوں سے مخاطب ہو کر کہا جنہوں نے کیپسول فائر کئے تھے اور ان دونوں نے اشیات میں سر ہلایا۔

”باس یہ پاکیشیائی لجنٹ یہاں کیا کرنے آئے ہیں۔“ عمران نے ارجن سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

”یہ انتہائی خطرناک لجنٹ ہیں اور عرصت پسندوں کی حمایت کے لئے آئے ہیں۔“ ارجن نے مختصر سا جواب دیا پھر دس منٹ تک ماحول پر خاموشی طاری رہی۔ سڑک پر اراک و کاسواریاں گزر رہی تھیں لیکن کسی نے بھی ان کی طرف توجہ نہ دی تھی۔

”جاؤ اب جا کر اندر کی صورت حال دیکھو۔“ ارجن نے گھڑی دیکھ کر اپنے دونوں ساتھیوں سے کہا اور وہ دونوں سر ہلاتے ہوئے تیزی سے ایک بار پھر کو لمبی کی طرف بڑھنے لگے۔

کاروں کے پاس ار جن کے ساتھی ابھی تک کھڑے ہوئے تھے۔ وہ سب عمران کی طرف ہی متوجہ تھے۔

”تم میرے ساتھ آؤ۔ اور تم ہمیں رکو گے۔“ عمران نے قریب پہنچ کر انت سگھ کے اس ساتھی کو اپنے ساتھ آنے کے لئے کہا جسے انت سگھ ہول میں چھوڑ کر آیا تھا اور جس نے آتے ہی عمران کے لباس پر حیرت کا اظہار کر دیا تھا۔

”لیس باس۔“ اس آدمی نے کہا اور عمران واپس مڑ گیا وہ آدمی اس کے پیچھے تھا۔

جلو اندر چیف ار جن تھر سے بات کرنا چاہتا ہے۔ عمران نے پھاٹک میں داخل ہوتے ہی اس آدمی سے کہا اور خود اس نے پھاٹک بند کرنا شروع کر دیا۔ وہ آدمی ایک لمحے کے لئے حیرت سے عمران کو الہما کرتے دیکھتا رہا پھر کندھے اچکا کر مڑا اور تیزی سے عمارت کی اندرونی طرف کو بڑھنے لگا۔ اسے شاید حیرت اس بات پر ہو رہی تھی کہ انت سگھ خود پھاٹک بند کر رہا تھا، لیکن پھر شاید اس نے کوئی بات نہ کرنے کا فیصلہ کیا تھا۔ عمران نے پھاٹک بند کیا اور پھر تیزی سے اس کے پیچھے چل پڑا۔ اس کا ہاتھ ایک بار پھر کوٹ کی جیب میں تھا اور پھر جیب ہی وہ آدمی پورچ میں داخل ہوا عمران کا ہاتھ باہر آیا اور ٹھک کی آواز کے ساتھ ہی گولی اس کی پشت پر پڑی اور وہ چٹخٹا ہوا چھل کر منہ کے بل چھچھ کر۔ اور نیچے گرتے ہی اس نے جھٹکے سے اٹھنے کی کوشش کی ہی تھی کہ عمران نے دوسرا فائر کر دیا اور دوسری گولی کھا کر وہ آدمی ایک بار پھر نیچے گرا اور ساکت ہو گیا۔

ان کے پیچھے تھا۔ اس کا ہاتھ کوٹ کی جیب سے باہر آیا اور دوسرے لمحے ٹھک ٹھک کی آوازوں کے ساتھ ہی ار جن کے پیچھے پھٹنے والے دونوں آدمی پھٹتے ہوئے اچھل کر آگے جانے والے ار جن پر جا گرے اور ار جن کے حلق سے بھی ریح نکلی اور وہ اچانک دھکا لگنے سے اچھل کر تیزی سے آگے بڑھا ہی تھا کہ عمران زمین پر گر کر تپتے ہوئے آدمیوں کو بھلا لگتا ہوا ار جن کے سر پر پہنچ گیا اور پھر اس سے پہلے کہ ار جن سنبھل کر مڑا۔ عمران کا ہاتھ بجلی کی سی تیزی سے گھوما اور ار جن بری طرح چٹخٹا ہوا اچھل کر راہداری کی سائیڈ وادار سے کسی گھنٹہ کی ٹکرایا اور پھر جیب ہی نیچے گرا۔ عمران کی لات حرکت میں آئی۔ ار جن دوسری ضرب کھا کر چٹخٹا ہوا ایک جھٹکا کھا کر ساکت ہو گیا۔ عمران تیزی سے چٹکا اور اس نے بے ہوش ار جن کو گھسیٹ کر اپنے کاندھے پر لٹا دیا اور تیزی سے بڑے کرے کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے ار جن کو وہاں فرش پر ڈالا اور پھر اس کی جیٹ کھول کر اس نے ار جن کے دونوں بازو اس کی پشت پر کر کے جیٹ تہ انہیں باندھ دیا۔ اور پھر تیزی سے مڑا اور بھاگتا ہوا واپس پھاٹک کی طرف بڑھنے لگا۔ ار جن کے دونوں ساتھیوں کی لاشیں راہداری میں ہی پڑی ہوئی تھیں۔ عمران نے جو اندک کی پشت پر ایسی جگہ پر فائر کئے تھے کہ گولیاں ان کے دل تک بڑا راست پہنچ گئی تھیں اس لئے عمران کو معلوم تھا کہ وہ زیادہ دیر تک تپ بھی نہ سکے ہوں گے اس لئے عمران نے پہلے بھی اور واپس کے وقت بھی ان کی طرف کوئی توجہ نہ کی تھی۔ چند لمحوں بعد عمران پھاٹک پر پہنچ گیا پھاٹک کھلا ہوا تھا۔ عمران باہر آیا اور تیزی سے کاروں کی طرف بڑھنے لگا۔

عمران نے ایک طویل سانس لیا اور واپس پھاٹک کی طرف مڑ گیا۔ وہ اس آدمی کو اس لئے ساتھ لے آیا تھا کیونکہ اس نے خود اپنے ساتھیوں کو ہدایت دی تھی کہ جب تک یہ آدمی آف نہ ہو جائے وہ سانس نہ آئیں گے کیونکہ وہ انت سنگھ کا ساتھی تھا اور ظاہر ہے اس کے آدمیوں کو اچھی طرح پہچانتا تھا۔ اس لئے ہو سکتا ہے۔ عمران کے ساتھیوں کو دیکھتے ہی وہ ہوشیار ہو جائے۔ سائیڈ پھاٹک کے ساتھ ستون کی آلوں تک کر عمران نے کاروں کی طرف دیکھا۔ انرجن کے ساتھی ابھی تک کاروں کے قریب موجود تھے لیکن اس کے ساتھ ہی اس نے اپنے ساتھیوں کو بھی ادھر ادھر سے نکل کر اگلی طرف بڑھنے دیکھ لیا تھا۔ اور پھر اٹانک اسے دور سے ان افراد کے چھنے کی بجلی بجلی آوازیں سنائی دیں اور وہ سب ہی اچھل کر نیچے گرنے لگے سڑک کی طرف کاریں تھیں جب کہ وہ سب دوسری طرف کیوں تھے اور سڑک بھی غالی پڑی ہوئی تھی اور چند لمحوں بعد عمران کے ساتھی ان کے سروں پر پہنچ گئے۔ ایک بار پھر تھک تھک کی بجلی بجلی آوازیں سنائی دیں اور پھر خاموشی جاری ہو گئی۔ اس کے ساتھ ہی عمران کے ساتھیوں نے کاروں کے دروازے کھول کر زمین پر پڑے ہوئے افراد کو اٹھا اٹھا کر کاروں کے اندر ڈالنا شروع کر دیا۔ سارا کام انتہائی خاموشی اور تیزی سے کیا جا رہا تھا اور دیکھتے ہی دیکھتے وہاں عمران کے ساتھیوں کے علاوہ اور کوئی آدمی نظر نہ آ رہا تھا۔

”کاریں ادھر ہی لے آؤ۔“ عمران نے پھاٹک سے باہر نکل کر اونچی آوازیں کہا اور واپس سڑک اس نے خود ہی بند پھاٹک کھولنا شروع کر

دیا۔ پھاٹک کھول کر وہ تیزی سے مڑا اور اندرونی طرف کو بڑھ گیا جہاں ارجن بے ہوش پڑا ہوا تھا۔ جب وہ اس کمرے میں داخل ہوا تو اس نے ارجن کے جسم میں حرکت کے آثار دیکھے۔ وہ ہوش میں آ رہا تھا۔ اسی لمحے باہر سے کاروں کی آوازیں سنائی دینے لگیں۔ عمران خاموش کھڑا رہا۔

”یہ۔ یہ۔ یہ کیا ہے۔ تم۔ تم انت سنگھ۔ یہ میرے ہاتھ۔“ ارجن نے ہوش میں آتے ہی اٹھنے کی کوشش کرتے ہوئے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”انت سنگھ اور اس کے ساتھیوں کے ساتھ ساتھ جہازے ساتھی بھی لاشوں میں تبدیل ہو چکے ہیں ارجن۔“ عمران نے اس بار اپنے اصل لہجے میں کہا تو ارجن بے اختیار اچھل کر کھڑا ہونے کی کوشش میں دھماکے سے واپس فرش پر گر گیا۔

”بندھے ہوئے ہاتھوں کے ساتھ کھڑے ہونے کے لئے خصوصی ٹریننگ کی ضرورت ہے ارجن اور تم تو اس قدر انڈلی ہو کہ میرے ساتھ اتنی دیر کھڑے رہے ہو لیکن میرا مسک میک اپ ہی چمک نہیں کر سکے اور نہ ہی لباس والے پوائنٹ پر تم چوٹکے۔“ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”تم۔ تم پاکیشیائی بکثت ہو۔ کیا تم عمران ہو۔“ ارجن نے اس بار انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ وہ اب اٹھ کر بیٹھ گیا تھا المیہ اس نے کھڑے ہونے کی کوشش نہ کی تھی۔

”ہاں میرا نام عمران ہے۔“ عمران نے جواب دیا۔ اسی لمحے

عمران کے ساتھی اندر داخل ہوئے تو عمران ان کے ساتھ صعدہ کو دیکھ کر چونک بڑا۔

”تم آگئے۔ یعقوب کہاں ہے۔“ عمران نے صعدہ سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

”وہ بھی آگیا ہے۔ وہ جیب پر آ رہا تھا کہ میں نے اسے روک لیا اور پھر ہم جیب لے کر کاروں سے کچھ فاصلے پر رک گئے اور جب مشن مکمل ہو گیا تو ہم جیب سمیت آگئے۔ صعدہ نے جواب دیا اور اسی لمحے یعقوب بھی اندر داخل ہوا۔

انہوں نے ہمارا پتہ کیسے چلا لیا۔“ یعقوب نے حیرت سے عمران اور پھر زمین پر بیٹھے ہوئے ارجن کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

”ارے ہاں وہ ہمارے تو ابھی باہر ہے۔ کہیں وہ اچانک آکر مشکوک نہ ہو جائے اور مقامی فورج کو ہم پر چڑھا لائے۔ اسے چیک کرو۔“

یعقوب کی بات سنتے ہی عمران نے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ اس کا فقرہ ختم ہوتا، اچانک باہر سے ہلکے سے دھماکے کی آواز سنائی دی۔ اور دوسرے لمحے عمران کو بروں محسوس ہوا جیسے اس کا ذہن کسی لڑکی طرح گھومتا لگا ہو وہ بے اختیار لڑکھانا ہوا نیچے گرا اور نیچے گرتے وقت اس نے کمرے میں موجود اپنے ساتھیوں کو بھی لڑکھواتے ہوئے نیچے گرتے دیکھ لیا تھا۔

عمران نے بے اختیار سانس روک لیا تھا لیکن اس کا ذہن مسلسل اور تیزی سے گھوم رہا تھا لیکن عمران ابھی تک بے ہوش نہ ہوا تھا۔ وہ اپنے ذہن کو سنبھالنے کی مسلسل بھرپور کوشش میں مصروف تھا۔ کیونکہ اسے بھی

نوم تھا کہ اگر وہ اب بے ہوش ہو گیا تو پھر شاید قیامت کے دن ہی اس اچھہ کھیلے گی۔ آہستہ آہستہ اس کی کوشش کامیاب ہونا شروع ہو گئی۔ زمین میں تیزی سے گھومتے والے لڑکی رفتار کم ہونا شروع ہو گئی۔ ہاں اس نے روک رکھا تھا۔ اور پھر آہستہ آہستہ وہ اپنے ذہن پر کنٹرول کرنے میں کامیاب ہو گئی۔ اسی لمحے ایک آدمی دوڑتا ہوا اندر داخل ہوا۔

”اوہ اوہ ہاں ارجن۔ اوہ۔ اوہ۔“ آنے والے نے پہنچتے ہوئے کہا اور تیزی سے عمران اور اس کے ساتھیوں کو فرش پر بیڑے میں جیسے انداز میں بیڑے ہوئے جسموں کو بٹھاتا ہوا ارجن کی طرف بڑھا اور اس نے ہلک کر اس کے سینے پر ہاتھ رکھا یہ تھا کہ عمران نے آہستہ سے سانس لیا اس آدمی کے چہرے پر چونکہ کہیں ہلکے موجد نہ تھا، اس لئے وہ کچھ میاں تھا کہ بے ہوش کر دینے والی ایسی گیس کا کار کیا گیا تھا جو اجنبی زور اثر کرنے کے ساتھ ساتھ اس کے اثرات بھی فوراً ہی ختم ہو جاتے ہیں۔ اس لمحے وہ آدمی تیزی سے سیدھا ہوا اور پھر مرکز کر کے میں بیڑے ہوئے عمران اور اس کے ساتھیوں کو دیکھنے لگا۔ اس کے ہاتھ میں مخفی گن تھی اور عمران اسے دیکھتے ہی پہچان گیا کہ یہ ہمارا ہے۔

”ہاں تو بے ہوش ہیں اور انہیں ہوش میں آنے میں دقت لگے گا۔ ہمارے نے ہوٹ کالے ہوئے بڑا کر کہا۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے وہ کوئی فیصلہ نہ کر رہا ہو۔“

یہ اجنبی تھینا پاکیشیائی دہشت ہوں گے جنہوں نے انت سگھہ اور ہاں دونوں کو اغوا کر لیا۔ انہیں ختم ہونا چاہئے۔“ ہمارے نے

فیصلہ کن لے میں کہا اور ہاتھ میں پکڑی ہوئی مضمین گن اس نے عربو کے ساتھ بڑے ہونے اس کے ساتھیوں کی طرف سیدھی کی ہی تھی کہ عمران نے پہلی کی سی تیزی سے ہاتھ بڑھا کر اس کی ٹانگ پکڑ کر جھٹکا دیا اور مہاشے بے اختیار پیچ کر پشت کے بل نیچے گر رہی تھی کہ عمران اچھل کر کھڑا ہو گیا۔ اور پھر اس سے پہلے کہ مہاشے اٹھتا، عمران کی لات گھسی اور مہاشے کے سلق سے کرناک بیچ نکل اور وہ ایک جھٹکے کھا کر ساکت ہو گیا۔ عمران نے اس کی لات اس لئے پکڑ کر کھینچی تھی کہ عمران جس پوزیشن میں بڑا ہو تھا اس پوزیشن میں فوراً نہ اٹھ کر کھڑا ہو سکتا تھا۔ اور نہ مہاشے پر لیٹے لیٹے جب لگ سکتا تھا اور اگر عمران ایسی کوشش کرتا تو یقیناً مہاشے مضمین گن کا زنجیر اس وقفے میں وہاں پکا ہوتا اور نتیجہ یقیناً عمران اور اس کے فرش پر بڑے ہونے بے ہوش ساتھیوں کے حق میں اچھا نہ نکلتا۔ اس نے فوری طور پر عمران نے بازو کو حرکت دے کر اسے پیچھ کر پایا اور اٹھنے کے لئے ضروری وقفہ حاصل کر لیا۔ عمران مہاشے کے بے ہوش ہوتے ہی تیزی سے مڑا اور کمرے سے باہر نکل آیا۔ وہ یہ چیک کرنا چاہتا تھا کہ مہاشے اکیلے آیا ہے یا باہر اس کے ساتھی بھی موجود ہیں لیکن باہر کا رہن موجود تھیں لیکن کوئی آدمی نہ تھا۔ چھانک کھلا ہوا تھا۔ عمران کے ساتھیوں نے اسے ہنسنے کیا تھا۔ اور شاید اسی وجہ سے مہاشے کو اندر کا صورت حال کا علم ہو گیا تھا اس نے چھانک کے باہر آکر بھی جانکدہ باہر پر سکون تھا۔ عمران نے ایک طویل سانس لیٹے ہوئے چھانک دیا کیا اور پھر واپس مڑ کر عمارت کی طرف بڑھنے لگا لیکن اس کمرے میں جہاں

کے ساتھی اور جن اور مہاشے بڑے ہونے تھے۔ جانے کی بجائے وہ تیز باہر اٹھتا تھا اس کمرے کی طرف بڑھ گیا جہاں وہ بوڑھا بے ہوش بڑا ہوا مہاشے بے اختیار پیچ کر پشت کے بل نیچے گر رہی تھی کہ عمران اچھل کر کھڑا ہو گیا۔ اور پھر اس سے پہلے کہ مہاشے اٹھتا، عمران کی لات گھسی اور مہاشے کے سلق سے کرناک بیچ نکل اور وہ ایک جھٹکے کھا کر ساکت ہو گیا۔ عمران نے اس کی لات اس لئے پکڑ کر کھینچی تھی کہ عمران جس پوزیشن میں بڑا ہو تھا اس پوزیشن میں فوراً نہ اٹھ کر کھڑا ہو سکتا تھا۔ اور نہ مہاشے پر لیٹے لیٹے جب لگ سکتا تھا اور اگر عمران ایسی کوشش کرتا تو یقیناً مہاشے مضمین گن کا زنجیر اس وقفے میں وہاں پکا ہوتا اور نتیجہ یقیناً عمران اور اس کے فرش پر بڑے ہونے بے ہوش ساتھیوں کے حق میں اچھا نہ نکلتا۔ اس نے فوری طور پر عمران نے بازو کو حرکت دے کر اسے پیچھ کر پایا اور اٹھنے کے لئے ضروری وقفہ حاصل کر لیا۔ عمران مہاشے کے بے ہوش ہوتے ہی تیزی سے مڑا اور کمرے سے باہر نکل آیا۔ وہ یہ چیک کرنا چاہتا تھا کہ مہاشے اکیلے آیا ہے یا باہر اس کے ساتھی بھی موجود ہیں لیکن باہر کا رہن موجود تھیں لیکن کوئی آدمی نہ تھا۔ چھانک کھلا ہوا تھا۔ عمران کے ساتھیوں نے اسے ہنسنے کیا تھا۔ اور شاید اسی وجہ سے مہاشے کو اندر کا صورت حال کا علم ہو گیا تھا اس نے چھانک کے باہر آکر بھی جانکدہ باہر پر سکون تھا۔ عمران نے ایک طویل سانس لیٹے ہوئے چھانک دیا کیا اور پھر واپس مڑ کر عمارت کی طرف بڑھنے لگا لیکن اس کمرے میں جہاں

اس خصوص گھیس کے اثرات سادہ پانی سے بھی دور رکھنے جاسکتے تھے اور ترکیب اس کی ذاتی دلیریت کا نتیجہ تھا۔ ورنہ تو اس گھیس کو سانس طوطا ایک مخصوص دوا سے ہی دور کیا جاسکتا تھا۔ لیکن چونکہ عمران کو اپنے ہر مشن کے دوران بے ہوش کر دینے والی گھیسوں سے اکثر سائبہ پڑتا رہتا تو اس نے فرصت ملنے ہی وہ خصوصی نائپ کی گھیسوں پر باقاعدہ دلیریت کر رہتا تھا۔ باوجود روم میں موجود ایک جگہ کو اس نے پانی سے بھرا اور باواہیں آکر اس نے اپنے ساتھیوں کے جیسے جیسے کچھ کر باری باری ان سے طلق میں پانی انڈیلنا شروع کر دیا۔ سب ساتھیوں کے حلق میں پانی انڈیل کر اس نے جب ایک طرف رکھ دیا۔ اسے معلوم تھا کہ نتیجہ ظاہر ہونے میں کم از کم پانچ منٹ لگ جائیں گے اس لئے وہ مطمئن کھڑا تھا ہر واقعہ پانچ منٹ بعد ایک ایک کر کے اس کے ساتھی ہوش میں آئے گئے۔

”یہ۔ یہ کیا ہوا تھا۔ یہ اچانک۔۔۔ سب سے پہلے صفدر نے ہوش میں آکر اٹھتے ہوئے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”ہماری قسمت میں ہی غایب اللہ تعالیٰ نے یہ نگھ دیا ہے کہ ہماری اہلیں سے زیادہ زندگی بے ہوشی میں گزرے گی اور باقی اوجی سے کم بے ہوش ہونے کی کوشش میں۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور صاف بھی افس ہوا۔

”اوہ یہ شاید اس آدمی کی کارروائی تھی۔“ صفدر نے اٹھ کر کمرہ ہوتے ہوئے کرسی پر بندھے بیٹھے مہاشے کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

ہاں۔۔۔ عمران نے اہلیت میں سر ہلا دیا اور پھر تھوڑی دیر بعد اس کے سارے ساتھی ہوش میں آگئے۔

”تم لوگوں نے ایک غلطی کی اور اس کا یہ فیاضہ بھگتنا پڑا۔ اور اگر میں اپنے ذہن کو سنبھال لینے میں کامیاب نہ ہو جاتا تو شاید یہ غلطی آخری غلطی بن چکی ہوتی۔۔۔“ عمران نے کہا اور اس کے سارے ساتھی چونک پڑے۔ غلطی کسی غلطی۔۔۔ تنویر نے حیران ہو کر کہا۔

”تم نے چھانک بند نہیں کیا تھا۔ اس لئے یہ مہاشے سیدھا اندر آ گیا۔“ عمران نے جواب دیا۔

”سوری پرنس۔ یہ غلطی مجھ سے ہوئی ہے۔ آفریں میں جیب سے چرا تھا۔“ بیتوب نے شرمندہ سے لہجے میں کہا اور عمران نے سر ہلا دیا۔

”اب اس مہاشے سے پوچھنا چاہئے کہ اس نے یہ سب کارروائی کس طرح سرانجام دی۔“ عمران نے کہا اور مہاشے کی طرف بڑھ گیا۔

اسے چونکہ عمران نے ضرب لگا کر بے ہوش کیا تھا۔ اس لئے اسے ہوش میں لانے کے لئے عمران نے وہی پرانا ناوک اور منہ بند کرنے والا طریقہ استعمال کیا اور چند لمحوں بعد ہی مہاشے نے کراہتے ہوئے آنکھیں کھول دیں۔

”تم عین وقت پر کیسے بچ گئے تھے مہاشے۔“ عمران نے انت سنگھ کے لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

”تم۔ تم انت سنگھ ہو۔ اور ان پاکیشیائی مہاشوں کے ساتھ۔ یہ تو مہاشے نے ایسے لہجے میں کہا جیسے اسے اس پر اسرار جگر کی کچھ ہی

نہ تو رہی ہو۔

”یہ میرے ساتھی ہیں۔ پاکیشیائی بھینٹ نہیں ہیں۔ پاکیشیائی بھینٹ تو نکل گئے ہیں۔“ عمران نے جواب دیا۔

”اودہ پھر باس ارجن بندھے ہوئے ہیں اور تم نے مجھے کیوں باندھ رکھا ہے۔ کھولو مجھے!“ مہاشے نے حیرت جبرے لگے میں کہا۔

”سوری مہاشے چیف باس کے حکم پر ایسا کیا گیا ہے۔“ عمران نے جواب دیا۔

”چیف باس کیا مطلب کون چیف باس۔“ مہاشے نے حیران ہوتے ہوئے پوچھا۔

”بلیک باؤنڈز کا چیف باس۔ لیکن ایک شرط پر میں جس میں اور باس ارجن کو رہا کر سکتا ہوں کہ تم بچلے مجھے یہ بتاؤ کہ تم اچانک اندر کیسے آ گئے۔“ یہ وہ کوٹھی تو نہیں ہے جس میں پاکیشیائی بھینٹ تھے۔

عمران نے کہا۔

”میں گھر سے واپس آیا۔ میں نے کارمہاں روکی اور حالات معلوم کرنے کہاں آیا تو اصل کوٹھی پر خاموشی طاری تھی جب کہ اس کوٹھی کا پھانگ کھلا ہوا تھا۔ اندر کاریں سو جو تھیں۔ باس ارجن کی کار کو میں پہچانتا ہوں۔ جب میں اندر آیا تو میں نے کاروں میں باس ارجن کے ساتھیوں کی لاشیں پڑی ہوئی دیکھیں تو میں سمجھ گیا کہ اندر پاکیشیائی بھینٹ موجود ہیں۔ باس کی کار کے ڈیش بورڈ میں بے ہوش کر دینے والی گیس والا پمپ ہمیشہ موجود رہتا ہے۔ میں نے کار کی کھلی کھڑکی سے ہاتھ

داخل کر ڈیش بورڈ کھولا۔ اس میں پمپ موجود تھا میں نے اسے نکالا اور اندر فار کر دیئے۔ مجھے اس پمپ کی کارکردگی کا علم ہے۔ اس میں موجود کیسپولوں سے نکلنے والی گیس انتہائی زود اثر ہوتی ہے اور فوری طور پر اس کے اثرات بھی ختم ہو جاتے ہیں چنانچہ فار کرنے کے چند منٹ بعد میں اندر آیا تو یہاں کرے میں تم سب بے ہوش پڑے ہوئے تھے۔ باس ارجن کے بازو عقب میں بندھے ہوئے تھے۔ میں یہی سمجھا کہ یہ پاکیشیائی بھینٹ ہیں اور انہوں نے جس میں اور باس ارجن کو پکڑ لیا ہے۔ چنانچہ میں نے انہیں ہلاک کرنے کا فوری فیصلہ کیا۔ مگر پھر تم نے شاید میری ٹانگ کھینچی میں گرا تو تم نے لات ماری اور میں بے ہوش ہو گیا۔“

مہاشے نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”اس کا مطلب ہے کہ تم اکیلے آئے تھے۔“ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”ہاں کیوں۔“ مہاشے نے چونک کر پوچھا۔

”تور۔“ ارجن کا منہ کھول کر اس کے حلق میں پانی ڈالو۔“

عمران نے مہاشے کی بات کا جواب دینے کی بجائے مڑ کر تور سے اپنے اصل لگے میں کہا۔

”کیا۔ کیا تم انت سمجھ نہیں ہو۔“ مہاشے نے حیرت سے جھٹکے ہوئے کہا۔

”انت سمجھ اپنے انت کو پہنچ چکا ہے۔“ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا اور مہاشے کا چہرہ لکھت بلدی کی طرح زور پڑ گیا۔ تور پانی کا

جگ اٹھا کر اس دوران ارجن کے سلق میں پانی انڈیل چکا تھا اور پھر پانچ منٹ بعد ارجن کو ہوش آگیا۔

”مہاشے۔ تم۔ تم بھی“۔ ارجن نے ہوش میں آتے ہی ساتھ بیٹھے ہوئے مہاشے کو دیکھ کر حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”جہاں سے اس مہاشے نے ہمیں واقعی خطرناک پوزیشن میں دھکیل دیا تھا۔ بہر حال ہم بچ گئے ہیں۔ تم اب مجھے صرف بتا دو کہ سفر کے دوران پولیس اور ملز کی جو کیوں کو تم کیا کوڑہاتے ہو۔ جس سے وہ ہمیں روکنے نہیں ہیں“۔ عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”سو ری مسٹر عمران۔ تم زیادہ سے زیادہ مجھے ہلاک کر دو، لیکن میں ہلیک ہالڈز سے غداری نہیں کر سکتا“۔ ارجن نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”تویر۔ اس کی زبان کھلاؤ“۔ عمران نے سرد لہجے میں کہا اور حور سر ملاتا ہوا ایک بار پھر آگے بڑھا۔ اس نے بڑے اطمینان سے زمین پر رکھا ہوا جگ اٹھایا اور اسے پوری قوت سے فرش پر دے مارا۔ جگ دھماکے سے کئی کئی ہو گیا تو حور نے ایک بڑی سی کٹی اٹھائی جس کی دھار کسی خنجر کی طرح بن گئی تھی، اور دوسرے لمحے مکہ ارجن کی انتہائی کر بناک پنج سے گونج اٹھا۔ حور نے انتہائی سرد مہراہ انداز میں کئی کے نوک دار حصے کو ارجن کی دائیں آنکھ میں پوری قوت سے مار دیا تھا۔ ارجن جمنا کر بے ہوش ہو گیا۔ اس کی آنکھ سے خون تیزی سے ٹپٹنے لگا۔ حور نے کئی کو داہیں کندھیاں لین اسی لمحے عمران نے ہاتھ اٹھا کر اسے

دوسرا داؤد کرنے سے روک دیا۔

”تم نے ارجن کا حشر دیکھا ہے مہاشے۔ تم بھی ہلیک ہالڈز میں ہو۔ تم بتا دو کہ کیا پاس ورڈ ہے ارجن پر باقی نقد بعد میں ہوگا۔ تم پر پٹیل اور یہ بھی بتا دو کہ تم میرے لئے غیر اہم آدمی ہو، اس لئے اگر تم سب کچھ بتا دو تو میں تمہیں زندہ چھوڑ سکتا ہوں“۔ عمران نے سرد لہجے میں ارجن کے ساتھ بیٹھے ہوئے مہاشے سے مخاطب ہو کر کہا جس کے چہرے پر بے پناہ خوف کے تاثرات نمایاں تھے۔

”کیا۔ کیا واقعی تم مجھے زندہ چھوڑ دو گے“۔ مہاشے نے خوفزدہ لہجے میں کہا۔

”پاس بشرطیکہ تم نے صحیح تعاون کیا تو“۔ عمران نے جواب دیا۔

”پاس ورڈ ہلیک کنکس ہے“۔ مہاشے نے جواب دیا اور عمران نے اجابت میں سر ہلادیا۔

”ارجن کا زندہ رہنا ہمارے لئے نقصان دہ ہے اس لئے اسے گولی مار دو اور مہاشے نے چونکہ ہمارے ساتھ تعاون کیا ہے۔ اس لئے صرف آف کر دو“۔ عمران نے سڑ کر حور سے کہا اور پھر دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ باقی ساتھی بھی خاموشی سے اس کے پیچھے کمرے سے باہر آ گئے۔ اسی لمحے اندر سے مشین گن پلنے اور مہاشے کی کر بناک پنج سٹائی دی لیکن عمران رکھا نہیں۔

”کیا آپ کا پردہ گرام اب ارجن کے میک اپ میں ہیڈ کو آرڈر جانے کا ہے“۔ حور نے عمران سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

”نہیں۔ اس طرح ہم بندہ کر رہے ہیں۔ وہ حریف ہاں سینہ منوہر۔ سو رہا اور کرشن کی موت پر یقیناً چوکا ہو گا۔ ہماری پلاٹنگ دی جیلے والی ہی رہے گی۔“ عمران نے جواب دیا۔ اسی لمحے حضور بھی باہر آگیا۔

”میں نے ارجن کو ہلاک اور ہمارے کو آف کر دیا ہے۔“ حضور نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”ان الفاظ کا صحیح مطلب تم ہی جانتے ہو۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور تنویر سمیت سب ساتھی بے اختیار ہنس پڑے۔

”یعقوب تم اس رہائشی علاقے میں جا کر کوئی ایسی کوئی تلاش کر دو جو خالی ہو۔ تاکہ جہاں موجود لاشیں وہاں منتقل کی جاسکیں۔ ورنہ وہ بچا رہے ہوڑھا جو مسلسل بے ہوش رہتا ہے۔ خواہ کھانا عذاب میں گرفتار ہو جائے گا۔“ عمران نے یعقوب سے مخاطب ہو کر کہا۔

”لپٹے والی کوئی میں ڈال دیتے ہیں۔“ صندوق نے کہا۔

”نہیں وہ کسی مسلمان جہاد الرمن کی ہے۔ پھر وہ عذاب میں آجائے گا۔“ عمران نے کہا اور یعقوب نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

دفتر کے انداز میں مجھے ہونے کرے میں موجود ایک بھاری اور بڑی سی میز کے پیچھے بلیک ہارڈز کا چیف ہاں سینہ منوہر تھا۔ اس کے چہرے پر شدید پریشانی کے آثار نمایاں تھے۔ سامنے میز پر فون رکھا ہوا تھا اور وہ بار بار اس فون کی طرف اس طرح دیکھ رہا تھا جیسے اسے کسی کی کال کا شدت سے انتظار ہو۔

ارجن یقیناً اپنے مشن میں کامیاب رہے گا، لیکن اس نے اب تک مجھے خوشخبری کیوں نہیں سنائی۔“ سین نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر اس طرح بڑبڑاتے اور انتظار کرتے کافی درگزر گئی لیکن کوئی کال نہ آئی تو سین کرسی سے اٹھا اور کمرے میں بے چینی سے لپٹے لگ گیا ابھی اسے لپٹے ہوئے چند ہی لمحے گزرے ہوں گے کہ ٹیلی فون کی گھنٹی بج اٹھی اور سین تیزی سے سڑک فون پر اس طرح جھپٹا جیسے جیل گوشت پر پھینکی ہے

”نہیں۔۔۔ میں نے رسیور اٹھاتے ہی تیز لپٹے میں کہا۔

”سر آپ کی کال ہے۔ سسر شگفا بات کرنا چاہتے ہیں۔۔۔ دوسری طرف سے مؤدبانہ لپٹے میں کہا گیا۔

”فورا بات کرنا۔۔۔ میں نے کہا۔

”نہیں سر۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

”ارجن کی بجائے شگفا کیوں کال کر رہا ہے۔۔۔ میں نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

”ہیلو چیف میں شگفا بول رہا ہوں۔۔۔ چند لمحوں بعد ہی دوسری طرف سے ایک آواز سنائی دی لیکن بولنے والے کا چہرہ مجھ سمجھا سکتا تھا۔

”ارجن نے کیوں بات نہیں کی۔ کہاں ہے ارجن، کیا ہوا۔۔۔ میں نے تیز تیز لپٹے میں کہا۔

”ہاں ارجن اور اس کے ساتھیوں کو ہلاک کر دیا گیا ہے۔۔۔ دوسری طرف سے جواب دیا گیا اور میں کو یوں محسوس ہوا جیسے شگفا نے

الفاظ بولنے کی بجائے اس کے ذہن میں ایسٹیم فائر کر دیتے ہوں۔

”کیا۔ کیا کہہ رہے ہو۔ کیا بکواس کر رہے ہو۔ پہلے تو تم نے بتایا تھا کہ ارجن اپنے ساتھیوں سمیت ان پاکویشیائی ہتھیاروں کو ہلاک کرنے

سو پور دیا گیا ہے اور اب کہہ رہے ہو کہ وہ ہلاک ہو چکا ہے۔ کیا جہاد ادا باغ قراں تو نہیں ہو گیا۔۔۔ میں نے حلق کے بل جھنجھتے ہوئے کہا۔

”چیف میں درست کہہ رہا ہوں۔ پہلے بھی میں نے آپ کو درست اطلاع دی تھی۔ ہاں ارجن دختر میں تھا کہ ایک آدمی مہاشے نے اطلاع

دی کہ اس نے پاکویشیائی ہتھیاروں کو طرہ قصبے سو پور میں چھپک کر لیا ہے اور وہ ایک خالی مکان میں پناہ لے ہوئے ہیں۔ ہاں ارجن نے سو پور میں بلیک ہاؤنڈز کے بھینٹ انتہہ سنگھ کو اس مکان کی نگرانی کا حکم دیا اور خود خاص ساتھیوں کو ساتھ لے کر سو پور روانہ ہو گئے لیکن پیران کی طرف سے کوئی کال نہ آئی جب کہ اس دوران آپ نے کال کیا تو میں نے آپ کو بتا دیا۔ آپ کے حکم پر میں فوری طور پر سو پور گیا اور ہاں اب میں قلعے سے تپ کو فون کر رہا ہوں۔ ہاں ارجن اس کے تمام ساتھیوں۔ مہاشے انتہہ سنگھ اور اس کے مقامی ساتھیوں کی لاشیں پولیس کو ایک خالی کوٹھی سے ملی ہیں۔ پولیس کو اطلاع کسی نامعلوم آدمی نے فون پر دی تھی میں جب وہاں پہنچا تو یہ لاشیں تھامنے میں موہود تھیں۔ میں نے انہیں خود چھپک کیا ہے۔۔۔ دوسری طرف سے شگفا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اے دی ری بیڈ۔۔۔ دی ری بیڈ۔۔۔ تو انتہائی خطرناک ترین لوگ ہیں۔ بلیک ہاؤنڈز تو کچھ انہوں نے مکمل طور پر جہاد کر کے رکھ دی ہے۔ اب مجھے کافرستانی حکومت سے بات کرنی پڑے گی۔۔۔ میں نے خود کلائی کے سے انداز میں بات کرتے ہوئے کہا۔ اسے شاید یہ خیال یہ رہا تھا کہ رسیور سے اس کی یہ بات دوسری طرف اس کا ماتحت شگفا بھی سن رہا تھا۔” چیف میں نے آپ کو کال کرنے سے پہلے جہاں کچھ اکھواڑی بھی کی ہے۔ انتہہ سنگھ کے کلب راجرم کے ایک آدمی سے مجھے اس کو بھی کا علم ہو گیا جس میں۔۔۔ پاکویشیائی بھینٹ پناہ لے ہوئے تھے۔ میں نے اس کو فنی کو پھینک کیا تو وہ خالی پڑی ہوئی تھی۔ اس کا مالک عبدالرحمن نالی

”اہلے سینن میں گردنام بول رہا ہوں۔ خیریت ہے۔“ بعد لمحوں
 بعد دوسری طرف سے اس کے بھائی ”میر جنرل“ گردنام کی آواز سنائی دی۔
 ”میں تم سے فوری ملنا چاہتا ہوں۔“ سینن نے کہا۔

”اوہ میں تو ایک اہم سینگ میں مصروف ہوں لیکن بات کیا ہے تم
 کچھ برطشان سے لگتے ہو۔“ دوسری طرف سے ”میر جنرل“ گردنام نے
 حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”تم سینگ مختصر کر کے میرے پاس آجاؤ۔ معاملات انتہائی خطرناک
 ہیں اور جہادی جھاڑی شدید خطرے میں ہے۔“ سینن نے کہا اور اس
 کے ساتھ ہی اس نے رسیور دکھ دیا۔ اسے اپنے بھائی گردنام کے مزاج سے
 پوری طرح واقفیت تھی۔ جھاڑی کے بارے میں کسی خطرے کا سن کر
 اب وہ سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر بھاگا چلا آئے گا اور وہی ہوا، تقریباً دس منٹ
 بعد کر کے گاؤں کا دروازہ کھلا اور ایک شخص جسم اور لمبے قد کا اوجیر عمر قومی اندر
 داخل ہوا۔ اس کے جسم پر فوقی، بونیفام تھی اور کاندھوں پر ”میر جنرل“
 کے ستارہ چمک رہے تھے۔

”کیا کہہ رہے تھے تم ریش پور جھاڑی خطرے میں ہے۔“ کیسے ممکن
 ہے۔“ آنے والے نے جو جھاڑی کا انچارنگ گردنام تھا۔ حیرت بھرے
 لہجے میں کہا اور میز کی دوسری طرف کرسی پر بیٹھ گیا۔

”جہیں مظلوم ہے کہ میں بلیک ہاؤنڈز کا جیف ہوں۔“ سینن
 نے آگے کی طرف جھکتے ہوئے پراسرار سے لہجے میں کہا۔
 ”ہاں۔“ مگر یہ جہیں اچانک کیا ہو گیا ہے کہ تم نے ایسی براسرار

ایک مسلمان تاجر ہے۔ میں نے اسے جا کر گھیرا اور پھر قہوڑے سے قہوڑ
 کے بعد اس عبدالرحمن نے زبان کھول دی۔ اس نے بتایا ہے کہ کو فحی
 اس سے دو گم کے ایک اون کے تاجر یعقوب نے حاصل کی تھی۔ اور اس
 کے ساتھ ہی اس نے یہ بھی بتایا کہ یعقوب نے اس سے دو بھاری جہیں
 بھی حاصل کی ہیں وہ ان بیسوں کو ناگورہ نے جانا چاہتا تھا۔ میں نے اس
 سے بیسوں کے بارے میں مزید معلومات حاصل کرنے کی کوشش کی
 لیکن وہ بوزحادثی دم توڑ گیا۔“ شگلانے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”ناگورہ یہ کہاں ہے۔ اور وہ کیوں وہاں جانا چاہتے ہیں۔“ میں نے تو
 اس کا کبھی نام بھی نہیں سنا۔“ سینن نے حیران ہو کر کہا۔

”جواب یہ ایک جھوٹی سی ہستی ہے۔ ریش پور جھاڑی کے عقبی
 پہاڑوں میں اور اس کا نام سن کر مجھے خیال آیا ہے کہ کہیں وہ لوگ ریش
 پور جھاڑی سے اڑاؤ بنا چاہتے ہوں۔“ شگلانے کہا۔

”وہ ٹھیک ہے۔“ تم انہیں سو پور میں تلاش کرو۔ ہو سکتا ہے وہ وہاں
 چھپے ہوئے ہوں اور اگر مل جائیں تو ایک لوہے کے بغیر انہیں ہلاک
 کر دو۔“ سینن نے تیز لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ہاتھ
 مار کر کریٹل دبا دیا اور پھر بار بار اسے دبا دیا چلا گیا۔

”میں سر۔“ دوسری طرف سے جھاڑی ایکس چیخ کے آپریٹر کی آواز
 سنائی دی۔

”گردنام سے بات کرو میری۔“ سینن نے تیز لہجے میں کہا۔

”میں سر بولتاں کر رہی۔“ دوسری طرف سے کہا گیا۔

نہیں جاتے۔ چھاؤنی میں کوئی آونی داخل نہ ہو سکے گا اور نہ ہی باہر نکالے گا۔
 میں چھاؤنی کو مکمل طور پر سیل کر رہا ہوں۔" گرونام نے جواب دیا
 "سو پور اور ناگورہ کے درمیان یقیناً فوجی چیک پوسٹیں موجود ہوں گی
 تم انہیں بھی ہوشیار کرو۔ وہ لوگ وہ چیمپوں پر آرہے ہیں اور یہ دونوں
 چیمپیں انہوں نے سو پور کے ایک نامور سے حاصل کی ہیں اس لئے یقیناً ان
 پر سو پور کے نمبر یا پھر وگام کے نمبر ہوں گے۔ ایسی چیمپیں کو خاص طور پر
 چیک کیا جائے اور مشکوک ہونے کی صورت میں ان کا تعاقب کر دیا جائے
 بلکہ ہو سکتا ہے ان لوگوں نے فوجی ریونیئر حاصل کر لی ہوں۔ یہ اہتائی
 تربیت یافتہ لوگ ہیں۔ جب پہلی بار ان کا فون آیا تھا تو صدر مملکت ان
 سے اہتائی و ہشت زدہ تھے لیکن اس وقت میں ان کی و ہشت کی وجہ نہ سمجھ
 سکا تھا، لیکن اب ان کی کارکردگی دیکھ کر میرے پسینے ذہن پر ان کی و ہشت
 کا تم ہو گئی ہے۔" مینن نے کہا۔

"تم فکر نہ کرو سب ٹھیک ہو جائے گا۔ میں ان کی لاشیں حمارے
 سامنے لگا دوں گا اور پھر انہیں صدر مملکت کو بھجوا دینا۔ اس طرح
 حکومت کی نظروں میں ہماری عزت اور بڑھ جائے گی۔ تم فکر نہ کرو سب
 ٹھیک ہو جائے گا۔" گرونام نے اطمینان سے کہا اور پھر تیزی سے مزکر
 دروازے کی طرف بڑھ گیا اور مینن کے چہرے پر اطمینان کے تاثرات ابھر
 آئے۔ کیونکہ وہ جانتا تھا کہ چھاؤنی کے انتظامات واقعی اس قدر سخت ہیں
 کہ جہاں پر نہ بھی پر نہیں مار سکتا تھا اور اب تو گرونام جو کتا ہو چکا ہے اس
 لئے لازماً یہ ایجنٹ مارے جائیں گے اور چونکہ گرونام نے خود ہی اس کا

رہے تھے یعقوب سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

”عبدالرحمن سے۔ وہ وہاں کا بااثر اور امیر آدمی ہے۔“ یعقوب

نے جواب دیا تو عمران بے اختیار جھٹک پڑا۔

”اوه تم نے جھٹے نہیں بتایا تھا ورنہ۔“ عمران نے ہوسہ چہاتے

ہوئے کہا۔

”ورنہ کیا عمران صاحب عبدالرحمن ہمارا خاص آدمی ہے۔ اس پر تو

کسی طرح کا بھی شبہ نہیں کیا جاسکتا۔“ یعقوب نے حیرت بھرے

لہجے میں کہا۔

”میں شبہ کی بات نہیں کر رہا۔ اگر تم مجھے جھٹے بتا دیجئے تو میں کم از کم

رحمن اور اس کے ساتھیوں کی لافوں کی اطلاع پوچھنے کو نہ دیتا۔ اب

فیضانِ ارحمن کی موت کی اطلاع دگم پہنچ جائے گی اور پھر وہ مکان بھی نکال

کر دیا جائے گا جس میں ہم رہے اور یہ مکان عبدالرحمن کا ہے اس لئے

لامحالہ انہوں نے عبدالرحمن صاحب کو گھیر لینا ہے اور اگر عبدالرحمن

نے ان بیچوں کے متعلق بتا دیا تو پھر ہر آسمان سے بھی میزائل برسائے

جاسکتے ہیں اور زمین پر سے بھی۔“ عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں

خواب مینچ ہوئے کہا۔

”اوه واقعی۔“ یہ بات تو میرے ذہن میں بھی نہیں آئی تھی، لیکن

اب فکر نہ کریں عبدالرحمن بے حد بااثر آدمی ہے۔ اس پر ہاتھ ڈالنا آسان

بات نہیں ہے اور ہم زیادہ سے زیادہ دس بارہ گھنٹوں بعد ناگورہ پہنچ

جائیں گے۔“ یعقوب نے جواب دیا اور عمران نے اس طرح سر سلا دیا

اور ان پہاڑی علاقے میں دو پہیوں خاصی تیزی سے تنگ سی سڑک پر

دولتی ہوئیں آگے بڑھی چلی جا رہی تھیں۔ آگے والی جیپ کی ڈرائیونگ

سیٹ پر ایک مقامی آدمی بیٹھا ہوا تھا۔ اس کا نام رفیق تھا اور یہ سو پور کا

ہی رہنے والا تھا۔ یعقوب کے مطابق اس کا تعلق مجاہدین کے ایک گروپ

سے تھا اور چونکہ یہ ان سارے پہاڑی علاقوں کا نہ صرف کیرا تھا بلکہ اس کی

پیدائش ناگورہ لہجہ کی ہی تھی۔ رفیق ریش پور چھاؤنی میں بھی بطور

جیپ ڈرائیور ملازم رہا تھا۔ خاصا تیز۔ ذہین اور ہوشیار آدمی تھا۔ اس لئے

عمران نے اسے بطور کاغذی ساتھ رکھ لیا تھا۔ رفیق کے ساتھ والی سیٹ پر

عمران بیٹھا ہوا تھا جب کہ عقبی سیٹوں پر حضور، صفدر اور یعقوب موجود

تھے، جب کہ عمران کے باقی ساتھی بھگلی جیپ میں تھے اور ان کا خضر صا

سامان بھی دو بڑے تھیلوں میں بند عقبی جیپ میں ہی تھا۔

”یہ پہیوں تم نے کس سے حاصل کی ہیں یعقوب۔“ عمران نے مز

ہوئی کی کیا پوزیشن ہے۔ عمران نے حصور اور صفدر سے کہا اور وہ دونوں تیزی سے جیب سے اتر گئے جب کہ رفیق بھی نیچے اتر گیا اور پھر وہ دونوں تیزی سے پیدل چلتے ہوئے آگے بڑھ گئے لیکن وہ سڑک کی بجائے ایک چھوٹی سی پہاڑی پر چڑھ رہے تھے اور سوتھو لکوں بعد وہ دوسری طرف اتر عمران کی نظروں سے غائب ہو گئے۔ عمران بھی جیب سے نیچے اتر آیا۔ غیبی جیب سے باقی ساتھی بھی اتر کر اس کے پاس آ گئے۔ یعقوب الہیہ بپ میں اندر ہی بیٹھا تھا۔ عمران نے ساتھیوں کو اسلحہ وغیرہ لے لینے کے لئے کہہ دیا کیونکہ کسی بھی لمحے اس کی ضرورت پڑ سکتی تھی اور وہ سب بھاگتے ہوئے واپس جیب کی طرف بڑھ گئے۔ دس پندرہ منٹ کے بعد اہانک اور سے فائرنگ کی تیز آواز سنائی دی اور عمران بے اختیار اچھل پڑا فائرنگ سے پہاڑیاں گونجنے لگی تھیں۔

”اوہ اوہ شاید انہیں دیکھ لیا گیا ہے آؤ۔“ عمران نے جیغ کر کہا اور لگے کی طرف دوڑ پڑا۔ باقی ساتھی بھی مشین گنیں لئے اس کے پیچھے دوڑ پڑے لیکن ابھی وہ اس موڑ سے کچھ دور تھے کہ انہوں نے موڑ سے حصور کو آتے ہوئے دیکھا اور وہ سب حصور کو دیکھ کر ٹھٹھک کر رک گئے۔ کیا ہوا؟۔ کیسی فائرنگ تھی۔ عمران نے جیغ کر پوچھا۔ گھبراہٹ میں فائرنگ ہم نے کی تھی۔ میں تمہیں لینے آیا ہوں۔

حضور نے اونچی آواز میں جواب دیتے ہوئے کہا اور عمران نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔

”میں نے تو تمہیں جیننگ کے لئے بھیجا تھا لیکن تم نے اپنی فطرت

میرے خیال میں عمران صاحب ہمیں فخر کی بجائے پیدل چلا چاہئے، اس طرح ہم زیادہ محفوظ انداز میں سفر کر سکتے ہیں۔“ صفدر نے کہا۔

”لیکن فاصلہ کافی ہے اور پیدل چلتے چلتے ہمیں کئی روز لگ جائیں گے۔“ عمران نے کہا۔

”میرا خیال ہے کہ اگر ان بیسوں سے خطرہ ہے تو یہ بیسیں کسی فوجی ہونکی سے دور چھوڑ دیں اور پھر اس فوجی ہونکی سے بیسیں حاصل کر لیں اس طرح ہم محفوظ انداز میں سفر کر سکیں گے۔“ صفدر نے کہا۔

”اوہ ہاں گلا آئیڈیا ٹھیک ہے۔ چلو رفیق۔“ صفدر کی فہانت پہاڑیوں میں کچھ زیادہ ہی بڑھ جاتی ہے۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور ایک بار پھر جیب کی طرف بڑھ گیا۔ صفدر بے اختیار مسکرا دیا۔

تھوڑی دیر بعد ان کی جیب ایک بار پھر تیزی سے آگے بڑھی چلی جا رہی تھیں۔

”فوجی ہونکی سے پہلے ہمیں ہوشیار بھی کر دینا اور یہ بیسیں بھی روک دینا۔“ عمران نے رفیق سے کہا اور رفیق نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر تقریباً آدھے گھنٹے بعد اس نے جیب کی رفتار ابھی کرتے ہوئے اسے روک دیا۔

آگے ایک فرلانگ بعد موڑ آئے گا۔ اس موڑ کے فوراً بعد ایک فوجی ہونکی ہے۔“ رفیق نے جیب روکنے ہوئے کہا۔

”حضور تم اور صفدر دونوں رفیق کے ساتھ جاؤ اور جا کر چیک کر دو کہ

کے جوہر دکھائی دیئے۔۔۔ عمران نے قریب جا کر مسکراتے ہوئے کہا
 ہینکلنگ کے لئے ہم نے چوکی کے انہار کو زندہ چھوڑ دیا ہے۔
 تنور نے بھی مسکراتے ہوئے جواب دیا اور عمران بے اختیار ہنس پڑا۔ ہر
 تنور نے خود ہی بتایا کہ چوکی پر ایک فوقی چپ اور دس فوقی سپاہی موجود
 تھے جن میں آٹھ باہر تھے۔ دو اندر تھے اور وہ سب مسلح تھے۔ پھر شاہ
 رفیق کو انہوں نے چبک کر لیا تھا کہ وہ سب تیزی سے ہماری طرف بڑے
 گئے اس پر مجبوراً ہمیں فائر کھولنا پڑا۔ فائر کھینٹے ہی اندر موجود دو آدمی بھی
 باہر آگئے جس پر صفدر نے ایک آدمی کو گولی مارنے کی بجائے زندہ پکڑنے
 کے لئے کہا اور ہم نے ان دو میں سے ایک جو افسر تھا اسے مار گتہ بنایا
 اور وہ ایک پٹان کی اوٹ میں چپ گیا لیکن ہم فائر کرتے رہے۔ صفدر
 اسی دوران پٹانوں کی اوٹ لپٹا ہوا اس کے عقبی طرف پہنچ گیا اور پیرا
 ہے ہوش کر دیا گیا اور میں تمہیں لینے اور دوں پڑا۔۔۔ تنور نے پورے
 تفصیل بتاتے ہوئے کہا اور عمران نے سر ہلادیا۔

اور تھوڑی دیر بعد وہ چوکی میں پہنچ گئے جہاں باہر فوجیوں کی لاشیں
 بکھری پڑی تھیں۔ چوکی کے باہر ایک فوقی بے ہوش پڑا ہوا تھا اس کے
 کانحوں پر کیپشن کے ستارہ موجود تھے۔ اس کے سر پر صفدر کھڑا تھا۔
 اس کا مطلب ہے۔۔۔ مجاہدین نے ایک اور کافرستانی فوقی چوکی جتاد کر
 دی۔ مجاہدین کی کارروائیاں بڑھتی ہی جا رہی ہیں۔۔۔ عمران نے صفدر
 کے قریب پہنچتے ہوئے کہا اور سب بے اختیار مسکرا دیئے۔
 ظاہر ہے ہماری ساری کارروائیاں مجاہدین کے کھاتے میں ہی جا رہی
 ہیں۔

تنور نے مسکراتے ہوئے کہا اور عمران نے اشیات میں سر ہلادیا
 اسے ہوش میں لے آؤ صفدر۔ ہمارا جہاں زیادہ در تک رکنا
 خطرناک ہو سکتا ہے۔ سہاڑی علاقے میں فائرنگ کی آوازیں دور دور تک
 سنائی دیتی ہیں۔۔۔ عمران نے کہا اور صفدر نے ٹھٹھک کر اس کیپشن کا
 ہیک اور منہ دونوں ہاتھوں سے بند کر دیا۔ سجدہ کھوں بعد کیپشن ہوش میں
 آیا اور پھر وہ ایک جھٹکے سے اٹھ بیٹھا۔ اس کے چہرے پر نکت خوف کے
 اثرات ابھر آئے تھے۔

جہاں نام کیا ہے کیپشن۔۔۔ عمران نے سرو لکھے محلہ پوچھا۔
 سروپ کیپشن سروپ۔۔۔ کیپشن نے بوکھلائے ہوئے لکھے میں
 اب دیا اور اس کے ساتھ ہی وہ اٹھ کھڑا ہوا۔
 تم۔ تم وہی پاکیشیانی مجنٹ ہو۔۔۔ کیپشن سروپ نے اٹھتے ہی
 کہا اور عمران اس کی بات سن کر بے اختیار جو تک پڑا۔
 پاکیشیانی مجنٹ کیا مطلب۔۔۔ عمران نے لکھے میں حیرت کا تاثر
 ظاہر کرتے ہوئے کہا۔

تم عام حریت پسند نہیں ہو سکتے۔ وہ اس انداز میں فوقی چوکیوں پر
 حملہ نہیں کرتے اور ہمیں پاکیشیانی مجنٹوں سے خبردار رہنے کی باقاعدہ
 اطلاع دی گئی تھی۔۔۔ کیپشن سروپ نے ہونٹ کھینچتے ہوئے جواب
 دیا۔
 کس نے اطلاع دی تھی اور کیا اطلاع دی تھی۔۔۔ عمران نے
 پوچھا۔

ساتھ ہی اس نے لکھتے جھلانگ لگا کر ایک بڑی جھانکنی اوٹ میں جانا چاہا
 لیکن دوسرے لمحے اس کا جسم فضا میں ہی پٹا اور اس کے ساتھ ہی اس کی
 ہڈی گونگنا اٹھی۔ دوسرے لمحے وہ ایک دھماکے سے ہتھیلی زمین پر گر گیا اور
 ہڈی طرح ٹپکنے لگا۔ عمران کے ریلوے کی گولی اس کے کولے پر لگی تھی۔
 عمران نے تیزی سے آگے بڑھ کر اس کی گردن پر ہیرہ رکھا اور پھر اسے موڑ
 دیا۔

بتاؤ فریکوئسی بتاؤ۔ عمران نے خڑاتے ہوئے کہا۔
 "بب بب بتاتا ہوں۔ چھوڑ دو مجھے بتاتا ہوں۔" کیپٹن سروپ
 نے ڈبکتے ہوئے لکھنے میں کہا اور عمران نے چہ بھادیا۔

"یو لوور۔" عمران نے ایک لمحے کے لئے چہ بھاکر ایک بار پھر
 اس کی گردن پر ہیرہ رکھتے ہوئے کہا اور اس بار کیپٹن سروپ نے فوراً ہی
 فریکوئسی بتادی۔

"سپیشل کوڈ اور ملٹری کوڈ دونوں بتاؤ۔" عمران نے ہیرہ کو ڈر اس
 موڑتے ہوئے پوچھا۔ اور کیپٹن نے لاشعوری انداز میں دونوں کو ڈیتا
 دیتے لیکن اب اس کی حالت انتہائی بدتر ہو چکی تھی۔ کولے پر لگنے والی
 گولی اب اپنا اثر دکھا رہی تھی۔ عمران نے ہیرہ کو ایک جھٹکے سے موڑا اور
 کیپٹن سروپ کی دوش قفس عنصری سے پرواز کر گئی۔

یہیں نہیں لے آؤ۔ دوران میں سے فوق تلاش کرو جن کی یہ ویڈیو
 درست ہوں۔ عمران نے حذر کر لیتے ساتھیوں سے کہا۔

"ایک بھی نہیں ہوگا سب پر گولیوں کے نشانات ہیں۔" پاس

"سیکر جنرل گرو نام نے ریش پور پھانسی سے انہوں نے کہا تھا
 کہ چند پاکیشیائی لیجنٹ جو فوجی ویڈیو میں بھی ہو سکتے ہیں۔ ریش پور
 پھانسی جہاں کرنے کی فرض سے وہ یہیں پر سوار ہو کر ناگورہ بستی کی طرف
 آ رہے ہیں اس لئے ہم ہوشیار رہیں اور اگر یہیں چوکی پر نہیں تو ہم پوری
 طرح چھان بین کریں اور اگر ہمیں ڈر اس بھی شک ہو تو ہم انہیں گولیوں
 سے اڑاویں۔" کیپٹن سروپ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تم اگر ایسی یہیں چیک کر لیتے اور ان پاکیشیائی لیجنٹوں کو مار
 گراتے تو پھر سیکر جنرل کو کیسے اطلاع دیتے۔" عمران نے پوچھا۔

ظاہر ہے ٹرانسمیٹر پر ہی اطلاع دیتا اور کیسے دیتا۔ کیپٹن
 سروپ نے جواب دیا۔

"کیا فریکوئسی ہے۔" عمران نے پوچھا۔

"بھلے تم بتاؤ کہ کیا تم واقعی پاکیشیائی لیجنٹ ہو۔ مگر تم نے تو چیپس
 پر آنا تھا۔ کیپٹن سروپ نے عمران کی بات کا جواب دینے کی بجائے الٹا
 سوال کر دیا اب خوف اور حیرت کے بھٹکے سے باہر آ چکا تھا اس لئے
 اب اس کے بھرے سے بھی ظاہر ہو رہا تھا کہ وہ ذہنی طور پر پوری طرح
 سنبھل گیا ہے۔

"جو سوال میں نے پوچھا ہے اس کا جواب دو۔" عمران کا لہجہ
 لکھتے سر ہڈ گیا۔

"میں جہاں سے کسی دلال کو جواب نہیں دوں گا۔ بھٹکے بھی میں نے
 جہیں بہت کچھ بتا دیا ہے۔ کیپٹن سروپ نے جواب دیا اور اس کے

جائیں۔ "صغور نے کہا اور عمران چونک بڑا۔

"اود کمال ہے۔ کیا بات ہے۔ ان پہاڑی علاقوں میں شاید عقلندی کی ایسی ہرچیز پھیلی ہوئی ہیں جنہیں صرف جہاد اذہن ہی قبول کر رہا ہے۔ عمران نے تحسین آسنی لگے میں کہا اور صغور نے اختیار نہیں بڑا۔ عمران نے لانگ ریج ٹرانسمیٹر ریکپشن سرپ کی بتائی ہوئی فریکوئنسی ایڈجسٹ کی اور پھر بلن دبا کر کال دینی شروع کر دی۔

"ہیلو ہیلو۔۔۔ کیپٹن سرپ کائنات فرام چیک پوسٹ تحریر میں فی اود۔ عمران کیپٹن سرپ کے لگے میں بولی رہا تھا۔

"ہیں کرئل ہیلو انڈنگ یو اود۔" چند لمحوں بعد ٹرانسمیٹر سے ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔

"سر میں نے دو چیپس برسوار جو پوری طرف سے آنے والے آٹھ افراد کو ہلاک کر دیا ہے۔ یہ ہمارے مطلوبہ پاکیشیائی مہجنت ہیں اود۔۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

"اود اود کیا کہہ رہے ہو کیا واقعی اود۔" اس بار دوسری طرف سے چٹکنے ہوئے لگے میں کہا گیا۔

"میں سر۔ ایک آدمی زخمی ہے۔ اس سے میں نے پوچھ گچھ کر لی ہے۔ وہ ابھی تک زندہ ہے۔ ان کے پاس سے اہتائی جدید ترین اسلحہ سے بھرے ہوئے دو بیگ بھی ملے ہیں اود۔" عمران نے جواب دیا۔

"قطعہ کرد میں میر جرنل سے بات کرنا ہوں ہو سکتا ہے وہ تم سے خود بات کریں اود۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی

کھڑے تصور نے منہ جانتے ہوئے کہا۔

"اود چلو دیکھو شاید چوکی کے اندر ان کے لباس وغیرہ ہوں۔" عمران نے کہا اور تیز قدم اٹھاتا ایک طرف بے ہوشے ہوئے بڑے سے کمرے میں داخل ہو گیا۔ وہاں واقعی ایک سائین پر چار بڑے بڑے ٹرنک موجود تھے اور ساتھ ہی بستر بھی بچھے ہوئے تھے۔ ایک طرف ایک میز اور اس کے نیچے کرسی تھی۔ میز پر ایک فونی لانگ ریج ٹرانسمیٹر بھی موجود تھا۔ "آپ کیا کرنا چاہتے ہیں۔" صغور نے پوچھا۔

"ہم لاٹوں کی صورت میں چھائی کے اندر جائیں گے کیونکہ اب ناگورہ جانا تو فضول ہے۔ سنا نہیں ہمارے پورے پردرگام کا علم ہو چکا ہے یحیٰ نے یقیناً عبدالرحمن کو ناگورہ کے متعلق بتا دیا ہوگا اور میرا اندیشہ درست ثابت ہوا عبدالرحمن نے زبان کھول دی ہے۔" عمران نے کہا اور صغور نے غلٹات میں سر ہلا دیا۔

"لیکن عمران صاحب لاٹوں کو کیوں ساتھ لے جائیں گے۔" صغور نے کہا۔

"ہماری لاٹیں ان کے لئے بہت بڑا اعزاز ہیں صغور۔ وہ یقیناً ہماری لاٹیں وزیراعظم یا صدر کے سامنے پیش کرنے کے لئے بے چین ہوں گے۔" عمران نے کہا۔

"نہیں عمران صاحب۔ ہو سکتا ہے وہ لاٹیں چھائی لے جانے کی بجائے ہمیں سے ہی کافرستان روانہ کر دیں۔ اللہ یہ ہو سکتا ہے کہ چھائی میں سے جو افراد وہاں آئیں ہم ان کے میک اپ میں وہیں چھائی پہنچ

کھڑا ہوا اور پھر تھوڑی دیر بعد چھاؤنی سے دو بڑے فوجی ایلی کاپڑ فضا میں اڑے اور تیزی سے اس طرف کو بڑھنے لگے۔ بعد میں پہلی چیک پوسٹ تھی آگے والے ایلی کاپڑ میں پائلٹ کے علاوہ سینئر اور کرنل ایلی موجو تھے جب کے عقبی ایلی کاپڑ میں پائلٹ کے ساتھ پانچ مسلح فوجی بھی تھے۔ سینئر نے دو ایلی کاپڑوں کا بندوبست اس لئے کیا تھا کہ ایک ایلی کاپڑ کرنل ایلی اور مسلح فوجیوں کو لے کر واپس چھاؤنی چلا جائے گا جب کہ دوسرے ایلی کاپڑ پر وہ ان پانچ ایلی کاپڑوں کی لاشیں لاؤ کر دگام سیکشن ہینڈ کو اتریں لے جائے گا اور پھر وہاں کسی بھی ذریعے سے ان کی تصدیق کرانے کے بعد وہ اس ایلی کاپڑ پر ہی ان لاشوں کو لے کر کافرستان روانہ ہو جائے گا تاکہ صدر کے سامنے ان لاشوں کو پیش کیا جاسکے۔

کرنل ایلی تم نے میری بات اچھی طرح سمجھ لی ہے نا۔ سینئر نے ایلی کاپڑ کے فضا میں بلند ہوتے ہی ساتھ بیٹھے ہوئے کرنل ایلی سے مخاطب ہو کر کہا۔

”ہی سر۔۔۔ آپ فکر نہ کریں سر۔ ہم پہلے اس بات کی تصدیق کریں گے کہ ہمارے ساتھ کوئی فراڈ تو نہیں ہو رہا۔ اس کے بعد وہاں اتریں گے۔“

کرنل ایلی نے موہا ہاتھ میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”لیکن کس طرح تصدیق کروں گے۔۔۔ کیا پلاننگ ہے تمہارے ذہن میں۔“

”جواب چیک پوسٹ پر پہلے دوسرا ایلی کاپڑ اترے گا۔ ان میں کیپٹن سروپ کا دوست کیپٹن وکرم موجو ہے۔ اس کے ساتھ چار مسلح فوجی ہیں

وہ جا کر کیپٹن سروپ سے بات کرے گا۔ لاشوں کو چیک کرے گا اور پھر وہ ٹرانسمیٹر پر ہم سے رابطہ کر کے اس بات کی تصدیق کرے گا کہ حالات ویسے ہی ہیں جیسا کہ بتائے گئے ہیں تو پھر ہم اپنا ایلی کاپڑ نیچے اتریں گے۔“

کرنل ایلی نے جواب دیا اور سینئر نے اطمینان بھرے انداز میں سر ہلا دیا اور مطمئن ہو کر بیٹھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد پائلٹ نے مڑ کر کرنل ایلی کو بتایا کہ پہلی چیک پوسٹ آنے والی ہے۔

”ایسی جگہ ایلی کاپڑ فضا میں معلق کر دینا کہ ہمیں چیک پوسٹ پر ہونے والی کارروائی بھی نظر آتی رہے اور نیچے سے دشمنی گن فائرنگ کی دھج سے بھی ایلی کاپڑ باہر رہے۔“

کرنل ایلی نے اسے ہدایت دیتے ہوئے کہا اور پائلٹ نے اہمیت میں سر ہلا دیا۔ کرنل ایلی نے ہاتھ میں موجود مضموس ٹرانسمیٹر کا بٹن دبا کر کال دینا شروع کر دی۔

”ہیلو ہیلو کرنل ایلی کالنگ کیپٹن وکرم اوور۔“

کرنل ایلی نے تیز لہجے میں کہا۔

”ہی سر کیپٹن وکرم انگلنگ اوور۔“

ٹرانسمیٹر سے ایک آواز سنائی دی۔

”کیپٹن وکرم ہمارا ایلی کاپڑ فضا میں معلق رہے گا۔ تم اپنا ایلی کاپڑ چیک پوسٹ کے قریب کسی مناسب جگہ پر لینڈ کرنے کے بعد اپنے ساتھیوں سمیت چیک پوسٹ پر جاؤ گے لیکن تم نے اطمینان ہو کر بنا رہنا ہے کیونکہ ہو سکتا ہے وہاں دشمن فوجیوں یا ہتھیار مزین ہوں یا دوسرے ہی جیسے ہوئے ہوں۔ اگر ایسی صورت حال ہو تو فائر کھول دینا اور انہیں

ایک مخصوص بلندی پر متعلق کر دیا۔ سینن اچھل کر پالٹ کے ساتھ فرسٹ سیٹ پر آگیا اور کھڑکی کے ساتھ لٹکی ہوئی دور بین اندر کر اس نے آنکھوں سے لگائی اور نیچے چوکی کو دیکھنے لگا جب کہ کرنل جیلی عقبی سیٹ کے ساتھ والا دروازہ کھول کر ویسے ہی سر باہر نکال کر دیکھنے لگا۔ دوسرا جیلی کا پڑا ب نیچے اترنے کے لئے قصاص جگہ کی تلاش کے لئے راؤنڈ لگا رہا تھا، اسی لمحے چوکی میں سے چھ فوجی سپاہی اور ایک کپٹن نکل کر باہر آگئے۔ سینن نے دیکھا کہ فوجی جیب کے ساتھ دو اور بیسیں بھی موجود تھیں اور چوکی کے باہر ایک طرف آٹھ لاکھیں بھی موجود تھیں جن کے ذریعے سول تھے وہ سب سر اٹھائے جیلی کا پڑوس کی طرف دیکھ رہے تھے پھر کچھ دور دوسرا جیلی کا پڑا ب آ رہا تھا۔ کپٹن تیزی سے اس طرف کو بڑھنے لگا۔

”یہ گلتا تو کپٹن سروپ ہی ہے۔“ کرنل جیلی نے کہا۔

”ہاں حالات تو درست ہی نظر آ رہے ہیں۔“ لاکھیں بھی موجود ہیں اور بیسیں بھی۔“ سینن نے ہونٹ میٹھتے ہوئے جواب دیا۔ پھر اسے دور جیلی کا پڑوس کے پاس کھڑے ہوئے سارے فوجی نظر آنے لگے۔ ان میں کپٹن وکرم اور اس کے چار سیکس ساتھی بھی تھے۔ چوکی سے جانے والا کپٹن سروپ بھی ان کے پاس کھڑا تھا اور وہ شاید آپس میں باتیں کر رہے تھے پھر وہ سب مڑ کر چوکی کی طرف آئے لگے۔ دونوں کپٹن آگے اور ہماروں سیکس فوجی اس کے عقب میں تھے۔

”سراگر آپ یہ دور بین مجھے دے دیں تو میں جہاں سے بھی کپٹن سروپ کو شناخت کر سکتا ہوں۔“ کرنل جیلی نے کہا۔

ہلاک کر دینا اور اگر حالات نارمل ہوں تو تم نے اپنے دوست کپٹن سروپ سے ملنا ہے۔ سب سے پہلے تم اس بات کو چیک کر دے کہ کیا وہ اصل کپٹن سروپ ہے یا نہیں۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ان میں سے کسی بہجت نے کپٹن سروپ کا میک اپ کیا ہو اور۔“ کچھ گئے ہو اور۔“

کرنل جیلی نے کہا۔

”میں سر۔۔۔ مگر ہم میک اپ کیسے چیک کریں گے۔“ اگر آپ پہلے یہ صورت حال بتا دیجئے تو ہم میک اپ وائزر ساتھ لے آئے اور۔“

دوسری طرف سے کپٹن وکرم نے مڑا ہوا منہ لکھ کر جواب دیتے ہوئے کہا: ”یو۔۔۔ نائسس۔۔۔ اس کی کیا ضرورت ہے۔“ تم اس کے بچپن کے دوست ہو۔ اس سے ایسے سوالات کرو جن کا کپٹن سروپ کے علاوہ اور کوئی جواب ہی نہ دے سکتا ہو اس طرح تم اسے چیک کر لو گے اور: ”کرنل جیلی نے غصیلے لکھے میں کہا۔“

”اور میں سر۔۔۔ بالکل سر۔۔۔ اب میں سمجھ گیا ہوں سر اور:۔۔۔“

دوسری طرف سے کپٹن وکرم نے شرمندہ سے لکھ کر کہا اور کرنل جیلی نے اور راؤنڈ آئل کہہ کر ٹرانسپیرانٹ کر دیا۔

”جہاں یہ کپٹن ذہنی طور پر احمق آدمی لگتا ہے۔“ سینن نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”یہ کپٹن نائسپ لوگ ہوتے ہی ایسے ہیں۔ ذہن تو استعمال ہی نہیں کرتے۔“ کرنل جیلی نے جواب دیا اور سینن مسکرا دیا۔

تھوڑی دیر بعد پالٹ نے رفتار بھی کر دی اور پھر اس نے جیلی کا پڑوس

”اور ہاں یہ لو۔۔۔ تم اسے پہچانتے ہو اس نے اچھی طرح ہتیک کر لو
میں نے آنکھوں سے دور بین بنائی اور نیچے بیٹھے ہوئے کر تل
ہیلی کی طرف بڑھا دی۔ کر تل ہیلی نے دور بین آنکھوں سے لگائی اور حور
سے چوکی کی طرف آتے ہوئے کیپٹن سرپ کو دیکھنے لگا۔

”میں سر یہ کیپٹن سرپ ہی ہے۔“ کر تل ہیلی نے مطمئن لہجے
میں کہا اور مین نے اطمینان پھر ایک طویل سانس لیا۔

”گھڑ۔۔۔ اس کا مطلب ہے۔ آخر کار یہ کارنامہ کیپٹن سرپ نے
مراجم دے ہی دیا۔ یہ لوگ یقیناً فطرت کی وجہ سے مارے گئے ہوں گے
انہیں احساس تک نہ ہوگا کہ اس طرح ان پر فائر کھل سکتا ہے۔“
مین نے کہا اور پھر نیچے دیکھنے لگا۔ دونوں کیپٹن چوکی کے اندر چلے گئے
جب کہ کیپٹن وکرم کے ساتھ چاروں فوجی بھی ان کے پیچھے چوکی کے اندر
جا کر نظروں سے غائب ہو گئے۔ باہر کھڑے فوجیوں میں سے بھی چار فوجی
ان کے عقب میں اندر چلے گئے۔ سب باہر در فوجی کھڑے نظر آ رہے تھے۔
اور پھر تقریباً چھ سات منٹ بعد کر تل ہیلی کی گود میں موجود ڈرامسیر جاگ
اٹھا۔

”ہیلو ہیلو کیپٹن وکرم کالنگ۔ اور۔۔۔ کیپٹن وکرم کی آواز
سنائی دی۔“

”میں کر تل بول رہا ہوں اور۔۔۔“ کر تل ہیلی نے اپنا نام بتانے
بغیر جواب دیا اور مین چونک کر اسے دیکھنے لگا۔

”سر میں نے اچھی طرح چیک کر لیا ہے۔ سب او۔۔۔ کے ہے اور۔“

کیپٹن وکرم کی اطمینان بھری آواز سنائی دی۔

”میرا نام سگا اور۔۔۔“ کر تل ہیلی نے کہا۔

”کر تل ہیلی جناب اور۔۔۔“ کیپٹن وکرم نے حیرت بھرے لہجے
میں کہا۔

”او۔۔۔ کے ہم آ رہے ہیں اور رابطہ آں۔“ کر تل ہیلی نے مطمئن
لہجے میں کہا اور ڈرامسیر آف کر دیا۔

اب مجھے یقین آ گیا کہ کافرستانی کیپٹن اگر ہو خوف ہوتے ہیں تو
کافرستانی کر تل اجتنابی عقلمند ہوتے ہیں۔ تم نے واقعی اپنا نام چلے نہ بتا
کر اور پھر کیپٹن وکرم سے پوچھ کر واقعی بے حد عقلمندی کا مظاہرہ کیا ہے۔
مین نے اجتنابی تحسین آمیز لہجے میں کہا۔

”شکر یہ سر۔“ کر تل ہیلی نے کہا اور پھر اس نے پائلٹ کو ہیلی
کا پڑنیے اتارنے کا حکم دے دیا۔ مین کے ہجرے پر اب مکمل اطمینان اور
کامیابی کے تاثرات نمایاں تھے۔

لاٹوں کو اکٹھا کر کے ایک طرف رکھ دیا گیا۔ اور سفدر کی تجویز پر عمران نے ان لاٹوں پر بھی ٹائرننگ کرا دی تھی جب ان کے محسوس پر عمران اور اس کے ساتھیوں کے لباس سے ہر فوجی کی جیسوں سے ان کے بھوس ملنے کی شگفتگی کا رد بھی مل گئے تھے اس لئے انہوں نے اپنے نام بھی یاد کر لئے تھے۔ لیکن اس کے باوجود عمران نے انہیں بدلتے کر دی تھی کہ وہ بغیر اشد ضرورت کے بات نہ کریں کیونکہ ان میں سے کسی کی تلواریں اور لٹے کا انہیں علم نہ تھا۔ صدیقی باہر دور ایک بہاڑی پر موجود تھا تاکہ اہلی کا پڑاؤ تو وہ اسے دور سے چیک کر کے انہیں اطلاع دے سکے جب کہ عمران اور اس کے ساتھی چوکی کے اندر ہی تھے۔ اپنی دونوں جیسوں عمران نے منگوالی تھیں کیونکہ اس میں ان کا مخصوص اسلحہ بھی تھا اور میک اپ باکس بھی۔ دونوں جیسوں چوکی سے باہر فوقی جیب کے ساتھ موجود تھیں۔

عمران صاحب دور سے دو اہلی کا پڑاؤ دکھائی دے رہے ہیں۔ ان کا رخ دوسری ہے۔ اچانک صدیقی نے چوکی میں داخل ہوتے ہی کہا اور عمران چونک کر اٹھ کھڑا ہوا، کیونکہ چوکی میں ایک ہی کرسی تھی اور عمران اس کرسی پر بیٹھا سیزر نقشہ پھیلانے میں بور تھا چوکی کا محل وقوع نیچے چمک کرنے میں معروف تھا باقی ساتھی کھڑے تھے۔ عمران نے اٹھ کر بدلی سے نقشہ تہہ کیا اور پھر اس نے سب کو باہر تے کا اشارہ کیا اور تیزی سے باہر کی طرف چل پڑا۔

ارے یہ ایک اہلی کا پڑاؤ تو فضا میں معلق ہو گیا ہے۔ ہونہر اس کا

عمران نے نہ صرف یونیفارم پہن لی تھی بلکہ اس نے اپنے بھرے پر باقاعدہ گیلین سروپ کا میک اپ بھی کر لیا تھا۔ اس طرح اس کے سارے ساتھیوں نے بھی یونیفارمز پہن لی تھی کیونکہ ٹکوں میں سے یونیفارمز انہیں مل گئی تھیں اور چونکہ فوجی عام طور پر مخصوص جسموں کے ہوتے ہیں اس لئے کسی نہ کسی طرح سب نے یونیفارمز پہن ہی لیں۔ فوجی بوٹ پہننے کے بعد عمران نے اپنے ساتھیوں کے چروں پر بھی وہاں موجود فوجیوں کا میک اپ کر دیا اور پھر اس کی بدلت پر لاٹوں کی یونیفارمز اتار کر انہیں عمران اور اس کے ساتھیوں کے ڈرمیں پہنا دیئے گئے اور ان لاٹوں پر بھی عمران نے اپنا اور اپنے ساتھیوں کا میک اپ کر دیا۔ یہ میک اپ عمران نے اس انداز سے کی بنا پر کیا تھا کہ ہو سکتا ہے سو پور سے جیسوں پر بیٹھے اور وہاں سے پلٹے ہوئے وہاں کسی آدمی نے انہیں دیکھا ہو اور اس سے بلیک ہائڈ ڈسٹ ان کے چہرے بھی معلوم کر لئے ہوں۔

مطلب ہے کہ یہ لوگ ابھی تک ہماری طرف سے مشکوک ہیں۔
 عمران نے اونچی آواز میں کہا۔
 ہاں بالکل۔۔۔ معلق ہیلی کاپر میں سے ہمیں شاید خاص طور پر
 دور بین سے بھی چیک کیا جا رہا ہے۔۔۔ مفرد نے کہا۔

عمران صاحب یہ دور بین والا سول ڈریس میں ہے جب کہ عقی
 سیٹ پر بیٹھا ہو کر غل ہے اور یہ نیٹارم میں ہے۔۔۔ صدیقی نے کہا۔
 یہ سول ڈریس والا تینٹا سینٹ ہو گا۔۔۔ بلیک ہائڈز کا چیل۔
 عمران نے کہا۔ اسی لمحے دوسرا ہیلی کاپر کچھ دور ایک پتھر پر اتر
 گیا۔

تم لوگ ہمیں ٹھہرو۔۔۔ میں جانتا ہوں عمران نے اپنے ساتھیوں
 سے کہا۔ دیر تیزی سے ہیلی کاپر کی طرف بڑھنے لگا۔ لیکن اس نے اپنی بال
 کو فوجی ہی رکھا تھا۔ ہیلی کاپر میں سے ایک کیپٹن اور چار فوجی سپاہی اتر
 رہے تھے۔ جن کے کاندھوں سے مشین گنیں لگی ہوئی تھیں۔
 پہلے کیپٹن سرپ۔۔۔ اس کیپٹن نے اتھانی بے تکلفانہ لگے میں
 کہا۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے وہ کیپٹن سرپ کا بے تکلف دوست ہو۔

اور تم۔۔۔ کیپٹن وکرم۔ تم آئے ہو۔ مگر۔۔۔ عمران نے
 مسکرا کر آگے بڑھتے ہوئے اسی بے تکلفانہ لگے میں کہا اور عمران نے واضح
 طور پر دیکھا کہ اس کے نام پچھتے ہی کیپٹن کے چہرے پر لکھت اطمینان کے
 تاثرات ابھرتے تھے۔

اس کا مطلب ہے تم ٹیپے امتحان میں کامیاب ہو گئے ہو۔ اگر میرا نام

ہوتا تھ تو یقین رکھ ایک لمحے میں جہیں اصر کر دیتا۔ کیپٹن
 وکرم نے ہنستے ہوئے کہا۔

امتحان کیا امتحان۔۔۔ عمران نے جان بوجھ کر حیرت بھرے
 لہجے میں کہا حالانکہ وہ سمجھ گیا تھا کہ امتحان سے کیپٹن وکرم کا کیا مطلب تھا
 اور وہ دل ہی دل میں کیپٹن وکرم کی حماقت پر ہنس بھی رہا تھا کہ اس کے
 سینے پر اس کے نام وکرم کی بیٹی سو جو دھمی اور کاندھوں پر سو جو وسٹارز اس
 کا مہرہ بھی بتا رہے تھے اس لئے عمران نے کیپٹن وکرم کہہ دیا تھا۔ لیکن
 وہ احمق وکرم اس بات پر مطمئن ہو گیا تھا۔

تم کر نل ہیلی کی نظروں میں مشکوک ہو اور اس نے مجھے خاص طور پر
 بدانت کی ہے کہ میں جہارا امتحان لوں تم سے ایسے ایسے سوالات
 پر جہوں جن کا جواب صرف کیپٹن سرپ ہی دے سکتا ہو کیونکہ وہ جانتا
 ہے کہ تم میرے بھین کے دوست ہو۔ وکرم نے اس انداز میں ہنستے
 ہوئے کہا جیسے کر نل ہیلی کا مضحکہ اڑا رہا ہو۔

اور اچھا یہ بات ہے تو بھی پھر تو امتحان لے لو۔ کر دوسال دینیں ایک
 بات بنا دوں اپنے ماتحتوں کے سامنے کوئی ایسا سوال نہ ہو جو لینا کہ جس
 کے جواب کے بعد تم ان سے چہرہ چھپاتے پھر۔۔۔ عمران نے اتھانی
 بے تکلفانہ لگے میں کہا تو کیپٹن وکرم بے اختیار ہمتہ مار کر ہنس پڑا۔

اب میں اتھا احمق بھی نہیں ہوں بس ہو گیا اطمینان آنجو کی میں پھٹے
 ہیں۔ وہ لاشیں مجھے دکھا دو۔ ورنہ اگر جہیں سے کر نل ہیلی کو کال کر دیا تو
 وہ مجھ پر چڑھائی کر دے گا کہ میں نے پوری چیکنگ نہیں کی۔

انہیں مارنا نہیں صرف بے ہوش کرنا۔ عمران نے بچے گر کر اچھٹے ہوئے وکرم کی کھینچی پر لٹا مارے ہوئے چن کر کہا۔ اور پھر چند لمحوں بعد وہ پانچوں فرش پر بے ہوش پڑے ہوئے تھے۔ کپٹن وکرم تو کھینچی پر غریب کھا کر بے ہوش ہوا تھا جب کہ باقی چاروں فوجی سپاہیوں کی گردنیں نیچی نظار رہی تھیں۔ صفدر اور اس کے ساتھیوں نے انہیں عقب سے چپ کر مخصوص انداز میں ان کی گردنیں نیچی کر کے انہیں بے ہوش کر دیا تھا۔

”اچھی طرح چیک کر لو۔ انہیں فوری طور پر ہوش میں نہیں آنا چاہئے۔“ عمران نے کہا۔

”انہیں باندھ نہ دیں یہاں رسیوں کے بٹول تو موجود ہیں۔“ صفدر نے کہا اور عمران نے اذیت میں سر ہلا دیا۔ اور وہ سب تیزی سے رسیاں اٹھا کر ان بے ہوش افراد کے انھوں کو عقب میں کر کے باندھنے میں مصروف ہو گئے۔ جب کہ عمران دروازے میں اٹھیا۔

”وہ آہلی کا پٹر فضا میں ہے یا تر گیا ہے؟“ عمران نے اندر سے ہی اونچی آواز میں باہر موجود صفدر سے پوچھا۔

”فضا میں موجود ہے۔“ باہر سے صفدر کی آواز سنائی دی اور عمران سر ہلا ہوا اڑ گیا۔ پھر اس نے محک کر کپٹن وکرم کی کٹاوشی لمبھی شروع کر دی اور اس کی جیب سے ٹکسٹ فریکوئنسی ٹرانسمیٹر کے ساتھ ساتھ اس کے کاغذات بھی اس نے نکال لئے اور پھر اس نے ان کاغذات کو دیکھنا شروع کر دیا۔ چند لمحوں بعد ایک طویل سانس لیتے ہوئے اس نے

کپٹن وکرم نے ہنستے ہوئے کہا اور عمران نے اذیت میں سر ہلا دیا اور پھر وہ سب مرکز بھڑکی کی طرف بڑھنے لگے۔

”ویسے تم نے یہ کارنامہ سر انجام کیسے دے دیا۔ تم تو سارے گروپ میں سب سے بڑول آدمی تھے۔“ کپٹن وکرم نے ہنستے ہوئے کہا۔

”بڑول ہی کارنامے سر انجام دیا کرتے ہیں وکرم، جہادی طرح احمق کارنامے سر انجام نہیں دے سکتے۔“ عمران نے جواب دیا اور وکرم بے اختیار قہقہہ مار کر ہنس پڑا۔

”ہاں ہاں ایک کارنامہ اتفاق سے کیا سر انجام دے دیا۔ پھینچتے ہی جا رہے ہو۔“ وکرم نے کہا اور عمران بھی ہنس پڑا۔

چوکی کے قریب عمران کے سامنے موجود تھے۔ عمران نے چوکی کی طرف بڑھتے ہوئے مخصوص انداز میں آنکھیں جھپکا کر صفدر اور اس کے ساتھیوں کو آگئی کو ڈانیں ایک نامناسب پیغام دے دیا اور پھر صبیہ ہی عمران۔ کپٹن وکرم اور اس کے چار مسلح افراد کے ساتھ اندر داخل ہوا۔ صفدر۔ تصویر۔ کپٹن شکیل اور نعمانی ان کے پیچھے اندر آئے۔

”دولاشیں تو باہر پڑی ہیں۔ وہ تو تم نے دیکھی ہی نہیں چلو تم سب کو ہی لاشیں بنا دیتے ہیں۔“ عمران نے ہنستے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس کا ہاتھ تلکٹ گھوڑا اور کپٹن وکرم بری طرح جھٹکا ہوا اچھا کر ایک طرف جا کر گرا۔ اسی لمحے صفدر اور اس کے ساتھی جو وکرم کے ساتھ آئے والے چاروں سپاہیوں کے پیچھے کھڑے تھے اچانک ان پر ٹوٹ پڑے۔

”ادہ کے ہم آ رہے ہیں۔ اور راپنڈا قول“۔ دوسری طرف سے کرنل ہیلی کی آواز سنائی دی اور عمران ٹرانسمیٹر بند کر کے بے اختیار ہنس پڑا۔

”کافرستانی فوج میں بھی ایک سے ایک احمق جبرے پڑے ہیں۔ پہلے وکرم اپنے سینے پر موجو دسپنے نام کی چٹی کے باوجود میری طرف سے اپنا نام سن کر مطمئن ہو گیا تھا حالانکہ وہ میرے سینے پر بھی نام کی چٹی لگی دیکھ رہا تھا اور اب یہ کرنل ہیلی صرف اپنا نام سن کر بھی مطمئن ہو گیا ہے حالانکہ میں نے اس خدشے کے تحت وکرم کے کلمات بعینہ کئے تھے کہ شاید وہ کوڈ غیر ہو چھ لے۔“ عمران نے ہنستے ہوئے کہا۔

”اب سب جہادی طرف عقلمند تو نہیں ہو سکتے۔“ تنویر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”اچھا تو تم مجھے عقلمندی کا سٹرٹیکٹ جاری کر کے مجھے فیمل سے آؤٹ کرنا چاہتے ہو۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”فیمل سے آؤٹ کیا مطلب۔“ تنویر نے حیران ہو کر پوچھا۔

”خواتین احمقوں کو ڈھیر بنانا پسند کرتی ہیں اور عقلمندوں سے الگ رہ جاتی ہیں۔“ عمران نے دروازے کی طرف مڑتے ہوئے کہا اور تنویر بے اختیار شرمندہ سے انداز میں ہنس کر رہ گیا جب کہ باقی ساتھی بے اختیار ادنیٰ آواز میں ہنس پڑے کیونکہ عمران نے بڑے خوبصورت انداز میں تنویر کو احمق کا خطاب دے دیا تھا۔

عمران چوکی سے باہر نکلا تو اس نے دوسرے ہیلی کا پڑ کو پہلے ہیلی کا پڑ کے قریب ہی اترتے ہوئے دیکھا۔

”ادہ یہ تو اس کے قریب اتر رہا ہے۔“ عمران نے ہلکتے ہوئے کہا اور پھر اس نے صفدر اور تنویر کو آواز دے کر بلایا اور اپنے پیچھے آنے کا کہہ کر اس نے صلیق کو بھی ساتھ آنے کے لئے کہہ دیا جب کہ بیوقوف مڑ کر چوکی کی طرف بڑھ گیا اور وہ سب تیزی سے دوڑتے ہوئے ہیلی کا پڑ کی طرف بڑھنے لگے۔

”اچھا ہوا دونوں ہیلی کا پڑ اکٹھے ہی لینڈ ہوئے ہیں۔ ہم نے اب فوری ایکشن لینا ہے۔ کرنل ہیلی اس سول ڈریس والے کو اور دونوں پائلٹوں کو فوری طور پر بے ہوش کرنا ہے۔“ عمران نے کہا اور اس کے پیچھے آنے والے ساتھیوں نے جواب دینے کی بجائے صرف سر ہلا دیے۔ ہیلی کا پڑ سے دو آدمی نیچے اتر کر کھڑے انہیں اپنی طرف آتے دیکھ رہے تھے۔ ان میں سے ایک یونیفارم میں اور دوسرا سول ڈریس میں تھا جب کہ پائلٹ ہیلی کا پڑوں میں پھنسے ہوئے تھے۔

”وہ کیپٹن وکرم کیوں نہیں آیا۔“ عمران کے قریب پہنچنے ہی کرنل ہیلی نے تیز لہجے میں کہا وہ براہو کنہ اور محتاط نظر آ رہا تھا۔ اس کا ہاتھ جیسٹ سے لگے ہوئے ڈسٹریکٹ میں سے نظر آنے والے بھاری دیوالیہ کے دھبے پر تھا۔

”سردہ میرے ساتھیوں کا امتحان لے رہا ہے۔“ عمران نے قریب جا کر استغاثی مودہ بانہ لہجے میں کہا۔

”ادہ اچھا یہ بات ہے۔“ ان دونوں نے مطمئن انداز میں کہا۔

”تیسے سر۔“ عمران نے ایک طرف پلٹتے ہوئے کہا اور اس کے

ساتھی بھی تیزی سے ایک طرف ہٹ گئے۔

”اور تم نے مجھے سیلٹ نہیں کیا۔“ آگے بڑھتے ہوئے اپنا ٹک کر ٹل پھیلی نے رک کر کہا۔

”میں کافرستانیوں کو سیلٹ کرنا اپنی توہین سمجھتا ہوں۔“ استیہابی کافی بے کہ میں نے جہیں سرکہ دیا ہے۔“ عمران نے اپنے ساتھیوں کو آنکھ سے افکار کرتے ہوئے جواب دیا۔

کیا۔ کیا کہہ رہے ہو۔“ کر ٹل پھیلی نے بے اختیار ہوتے ہوئے کہا ہاں تھا کہ عمران اور تنویر بھوکے عقابوں کی طرح ان پر ٹوٹ پڑے اور چند لمحوں بعد ہی وہ دونوں گردنیں نیچے کئے زمین پر بے ہوش پڑے ہوئے تھے۔ پائٹلس کو بھی عقدہ اور صدیقی نے بے ہوش کر دیا تھا کیونکہ جب عمران اور تنویر نے کر ٹل پھیلی اور دوسرے آدمی پر حملہ کیا تھا۔ اس وقت وہ دونوں پہلی کاپڑوں میں چھلانگیں لگا کر چڑھ چکے تھے اور ظاہر ہے پائٹلس کو تو اپنے ہی فوجیوں کی طرف سے اس طرح اپنا ٹک حملے کی توقع ہی نہ ہو سکتی تھی اس لئے وہ بھی پلٹ چھپکنے میں گردنیں نیچے کر کر سیکھوں رہی بے ہوش دیکھے تھے۔

میجر جنرل گردنام اپنے دفتر میں موجود تھا کہ مین برکھے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی اور میجر جنرل گردنام نے ہونٹ کر ہاتھ بڑھایا اور رسیور اٹھا لیا۔

”ہیں۔“ اس کا بوجھ بے حد کثرت تھا۔

”سر کر ٹل آقا دام بول رہا ہوں۔“ سیکورٹی آفیسر۔“ دوسری طرف سے ایک سوز باندھی آواز ملانی دی۔

”میں کیا بات ہے۔“ گردنام نے ہونٹ کر پوچھا۔

”سر جناب مینن اور کر ٹل پھیلی کاپڑوں میں واپس آئے ہیں۔“ پہلی کاپڑ جھانڈی کے گیٹ کے باہر مخصوص جگہوں پر لینڈ کر دیئے گئے ہیں کیونکہ آپ کا حکم تھا کہ بغیر آپ کی اجازت کے کوئی باہر سے اندر نہ آئے چاہئے کوئی بھی ہو۔“ سیکورٹی آفیسر نے کہا۔

”اور اسحق آدمی۔“ میرا مطلب کسی انہی سے تھا۔ کر ٹل پھیلی اور

”مجھے تو پہلے ہی یقین تھا۔ شکر ہے کہ جہاد اشک بھی دور ہو گیا لیکن تم نے تو جانتے ہوئے مجھے کہا تھا کہ تصدیق ہوتے ہی تم ان لاشوں کو ہیلی کاپٹر میں ڈال کر کافرستان لے جاؤ گے۔“ گرو نام نے کہا۔

”وہ ان کا لیڈر عمران ہمارے پہنچنے تک زندہ تھا۔ میں نے مخصوص انداز میں جب اس سے پوچھ گچھ کی تو اس نے ایک خوفناک انکشاف کیا ہے کہ چھاؤنی کے اسلحہ ڈپو میں ان کا ایک آدمی چپلے ہی تکفیر چکا ہے لیکن اس آدمی کے متعلق تفصیل بتانے سے پہلے ہی وہ مر گیا ہے اور تم جانتے ہو کہ یہ کس قدر خطرناک بات ہے اس لئے میں لاشیں لے کر فوراً لے جا رہا ہوں تاکہ اس عمران کی لاش کو اسلحہ خانے میں لے جایا جائے تو یقیناً اس کا ساتھی اپنے جذبات نہ چھپا سکے گا۔ اس طرح ہم آسانی سے اسے ٹریس کر کے ختم کر سکتے ہیں۔“ دوسری طرف سے سین نے کہا۔

”اوہ اوہ۔۔۔ اگر یہ بات درست ہے تو یہ تو واقعی انتہائی خطرناک بات ہے۔ سوری ہینے۔“ ٹھیک ہے۔ تم نے اچھا کیا کہ لاشیں لے آئے ہو۔ اس آدمی کی ہلاکت انتہائی ضروری ہے۔ فون سکورٹی آفسیر کو دو۔۔۔ میجر جنرل گرو نام نے انتہائی گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔ واقعی اس کے ذہن میں سین کی بات سن کر دھماکے سے ہونے لگ گئے تھے۔ کیونکہ کسی غیر ملکی ایجنٹ کی اسلحہ خانے میں موجودگی بذات خود انتہائی خطرناک ترین بات تھی۔

”ہیلے سر۔۔۔ دوسری طرف سے کرنل آقا رام کی آواز سنائی دی۔ فوراً دونوں ہیلی کاپٹروں کو اندر بھگواؤ۔ ان لاشوں سمیت اور تم بھی

جواب سین سے تو نہ تھا، لیکن جناب سین واپس کیوں آگئے ہیں۔ کیا ان کے ہمراہ لاشیں بھی ہیں۔“ گرو نام نے کہا۔

”میں سرسات لاشیں بھی ایک ہیلی کاپٹر میں موجود ہیں۔“ سکورٹی آفسیر نے جواب دیا۔

”میری وارنٹس فون پر جناب سین سے بات کرو۔“ گرو نام نے سپاٹ لہجے میں کہا۔

”میں سر۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور پھر جھگڑا ہوا اسے سین کی آواز سنائی دی۔

”ہیلے سین بول رہا ہوں۔ یہ کیا قاشہ ہے۔ ہمیں باہر کیوں ضرور مسمیٰ انکار دیا گیا ہے۔“ سین کے لہجے میں غصہ تھا۔

”اوہ یہ بات نہیں سین جو تم سمجھ رہے ہو۔ وراصل اس واقعہ سکورٹی آفسیر نے میرے پہلے آؤڈر کو تم پر بھی چلائی کر دیا ہے۔ میں نے اسے معاف کر دیا ہے۔ لیکن تم نے تو خود مجھے مشورہ دیا تھا کہ لاشوں کو میں چھاؤنی میں نہ منگواؤں اور اب تم خود لاشوں کو لے کر چھاؤنی آئے ہو۔“ گرو نام نے کہا۔

”اس وقت میرے ذہن میں شک موجود تھا لیکن اب مکمل طور پر تصدیق ہو چکی ہے کہ مرنے والے واقعی پاکیشانی ایجنٹ ہیں اور میں اپنے پہلے خیال پر شرمندہ ہوں۔ تمہارے کمپن سروپ نے واقعی کارنامہ سر انجام دیا ہے۔“ دوسری طرف سے سین نے جواب دیا اور گرو نام کا سینے بے اختیار زہا ہو گیا۔

میرے دفتر پہنچا۔۔۔ مگر جنرل گردنام نے فیصلے لے لیے میں کہا۔
 "میں سر۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور گردنام نے ایک جھٹکے
 سے رسیور دکھ دیا۔

"اس واقعہ کوئی آثارِ رام کا میں کورٹ مارشل کر دوں گا اگر واقعی یہ
 فیکٹس اندر سے دستیاب ہو گیا۔" گردنام نے غصے سے لوہی آواز میں
 بیڑا تے ہوئے کہا۔

اور پھر تقریباً آدھے گھنٹے بعد اس کے دفتر کا دروازہ کھٹا اور جیسے مینٹ
 اندر داخل ہوا۔ اس کے پیچھے مسکروٹی آفیسر کرنل آثارِ رام تھا۔ کرنل آثارِ
 رام نے اندر داخل ہوتے ہی زوردار انداز میں مطلق کیا۔

"سر آپ نے طلب فرمایا تھا۔۔۔ آثارِ رام نے موڈ بانڈ لے لیے میں کہا۔
 "مینٹ کہاں ہے اس عمران نامی کوئی کی۔ لاش فوراً اسے منگو اؤ میں
 جہاز سے ساتھ ہی اسٹو خانہ جانا چاہتا ہوں۔" گردنام نے کہا۔

"کرنل آثارِ رام باہر جا کر کرنل بیلے سے کہو کہ وہ اس عمران کی لاش
 اٹھا کر یہاں لے آئے اور سنو تم باہر ٹھہرو گے۔" مینٹ نے کرنل آثارِ
 رام سے مخاطب ہو کر تھمکانے لگے میں کہا۔

"میں سر۔۔۔ کرنل آثارِ رام نے کہا اور تیزی سے سڑک کرے سے
 باہر نکل گیا۔

"کیا واقعی وہ فیکٹس وہاں ہو گا مینٹ مجھے یقین نہیں آ رہا۔ یہاں
 سیکورٹی کا نظام اس قدر سخت ہے کہ کسی کے اندر آنے اور پھر خاص طور پر
 اسٹو ڈو میں پہنچنا ناممکن ہے۔" گردنام نے کرنل آثارِ رام کے باہر

جاتے ہی مینٹ سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ممکن تو واقعی نظر نہیں آتا لیکن اس کے باوجود ہمیں رسک نہیں لینا
 چاہئے۔" مینٹ نے جواب دیا وہ اب ایک کرسی پر بیٹھ چکا تھا۔

"یہاں جہاز کی بات درست ہے۔ واقعی رسک نہیں لیا جاسکتا۔"
 گردنام نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا اور پھر تھوڑی دیر بعد دروازہ کھٹا اور
 کرنل بیلے ایک لاش کو کاندھے پر اٹھائے اندر داخل ہوا۔ اس نے لاش
 کو فرش پر رکھا یہی تھا کہ اچانک مینٹ کرسی سے اٹھا اور پھر گردنام نے
 صرف اس کا بازو گھومتے ہوئے دیکھا اس کے بعد جیسے اس کی کھپٹی پر کسی
 نے اسٹیم بم کا دھماکہ کر دیا ہو اس طرح دھماکہ ہوا اور اس کا ذہن ٹھٹکت
 تاریکی میں ڈوبتا چلا گیا۔ پھر جیسے گھپ اندھیرے میں جھٹکو چمکتا ہے۔ اس
 طرح اس کے ذہن میں روشنی کا نقطہ پیدا ہوا اور پھر تیزی سے روشنی ذہن
 میں پھیلتی چلی گئی اور اس نے آنکھیں کھول دیں لیکن دوسرے لمحے وہ یہ
 دیکھ کر حیران رہ گیا کہ وہ لیٹے دفتر کے نیچے پڑے ہوئے ریٹ روم میں
 ایک کرسی پر رسیور سے جکڑا ہوا بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے جسم پر سے
 یونیفارم غائب ہو چکی تھی اور جسم پر صرف ایک زربامہ تھا۔ اس کے
 سامنے ایک مگر جنرل گردنام موجود تھا بالکل اس جیسا جب کہ اس کے
 ساتھ مینٹ بھی کھڑا ہوا تھا اور کرنل بیلے بھی۔

"یہ۔۔۔ یہ سب کیا ہے۔ تم۔ تم مینٹ۔۔۔ مگر جنرل گردنام نے
 اچھائی حیرت بھرے لہجے میں کہا اسے حقیقتاً اپنی آنکھوں پر یقین نہ آ رہا تھا
 خاص طور پر مینٹ جو اس کا چچرا بھائی تھا اس کے سامنے اس طرح

دونوں میں سے کون اصل ہے۔ تم کوئی حرکت نہ کرو گے۔ اس بار سینن نے بھی پھٹکے ہوئے کہا اور ساتھ ہی اس نے جیب سے ربوہ اور نکال کر اس کا رخ نقلی گردنام کی طرف کر دیا اور گردنام کا دل مسرت سے بلیوں اچھل پڑا۔

”سبھی نقلی ہے۔ یہی نقلی ہے۔ سینن تم اس سے والدین کے بارے میں پوچھو۔ بچپن کے حالات معلوم کرو۔ ابھی اس کی اصلیت سامنے آ جائے گی۔“ گردنام نے مسرت سے جبرو لکچے میں کہا۔

”میں نے سب کچھ پوچھ لیا ہے اور اس نے درست بتایا ہے اس لئے تو مجھے یقین آگیا تھا کہ تم ہی نقلی ہو۔ لیکن اب میرے ذہن میں ایک ایسی بات آئی ہے جس کا جواب کسی طرح بھی نقلی میجر جنرل کو معلوم نہیں ہو سکتا۔ اس لئے اس کا جواب تم دونوں میں سے جو بھی بتائے گا وہی اصل ہوگا۔“ سینن نے انتہائی سنجیدہ لکچے میں کہا اور گردنام چونک پڑا کیونکہ سینن کی بات اس کی سمجھ میں نہ آئی تھی۔

”کون سی بات؟“ گردنام نے حیران ہو کر پوچھا۔

”جہانزی میں ایمر جنسی ڈیکٹر کرنے کے لئے حکومت کافرستان کی طرف سے ایک خصوصی پاس ورڈ مقرر ہے اور اصل گردنام نے یقیناً یہ پاس ورڈ جہانزی کے تمام سرکردہ افراد کو بتایا ہوا ہوگا جب کہ نقلی گردنام یہ پاس ورڈ نہیں جانتا۔“ سینن نے منہ جاتے ہوئے کہا۔

”اوہ اللہ ہاں یہاں بالکل۔ تم نے بالکل درست کہا ہے۔ پہلے اس سے پوچھو پھر میں بتاؤں گا۔“ گردنام نے انتہائی مسرت جبرے لکچے میں کہا

اطمینان سے کھڑا تھا۔

”تو جہاد اخیال تھا کہ تم میجر جنرل گردنام بن کر ہمیں دھوکہ دینے میں کامیاب ہو جاؤ گے۔“ سامنے کھڑے گردنام نے انتہائی کرخت لکچے میں کہا اور گردنام کے ذہن میں بے اختیار دھماکے سے ہونے لگے۔ وہ اپنی آواز اور لہجہ پہنا تھا اور سامنے کھڑے نقلی گردنام کی آواز اور لہجہ بالکل اس جیسا ہی تھا۔

”کیا۔ کیا کہہ رہے ہو۔ تم نقلی ہو۔ میں اصل گردنام ہوں۔ سینن تم خاموش کیوں کھڑے ہو۔ کرئل نیلی اسے شوٹ کر دو۔ ات لازمانی آؤر۔“ گردنام نے غلغلے کے بل بوتے ہوئے کہا۔

”تم ابھی تک یہی سمجھ رہے ہو کہ جہاد سے جبرے پر گردنام کامیاب آپ ہے جب کہ اس وقت جہاد اصل جبرہ ہمارے سامنے ہے۔ تم پاکیشانی لجنٹ ہو۔“ اس بار سینن نے منہ جاتے ہوئے کہا۔

”نکو اس۔“ سپیکو اس ہے۔ دھوکہ ہے۔ میں اصل گردنام ہوں یہ نقلی ہے۔“ گردنام پر واقعی دھشت سی سار ہو گئی۔

سر کہیں واقعی ہم سے کوئی جکر نہ چلایا جا رہا ہو۔ اپنا تک کرئل نیلی نے ہاتھ میں پکڑی ہوئی مطمئن گن کا رخ گردنام کے سامنے کھڑے ہوئے نقلی گردنام کی طرف کرتے ہوئے سینن سے کہا۔

”کیا۔ جہادی یہ جرات کہ تم میجر جنرل پر مشین گن اٹھاؤ۔“ نقلی گردنام نے غصے سے پھٹکے ہوئے کہا۔

”کرئل نیلی درست کہہ رہا ہے اس لئے جب تک یہ فیصلہ نہ ہو کہ تم

اگر میں نے کھلے بتا دیا تو پھر یہ سن لے گا اس لئے میں جہارے کان میں بتاتا ہوں۔۔۔ گرودنام کے سامنے کھڑے نقلی گرودنام نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ساتھ کھڑے مینن کے کان کے قریب منہ لے جا کر کچھ کہا تو مینن کے ہونٹ بھیٹ گئے۔ اس نے سر موڑ کر بڑے مخصوص انداز میں کرٹل جیلی کو آنکھ اشارہ کیا اور گرودنام اس اشارے کو دیکھتے ہی کھج گیا کہ اس نقلی گرودنام نے درست پاس درڈ نہیں بتایا اس لئے مینن اس گرودنام پر اپنا تک حملہ کرنے کا اشارہ کر رہا ہے۔ اس کا چہرہ کھل اٹھا۔

اب تم بتاؤ۔ مینن نے اشارہ کرنے کے بعد اس سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

جان سٹاپ ایکشن۔ گرودنام نے جلدی سے ایئر بنس کے لئے مخصوص خطیہ پاس درڈ بتا دیا۔

تم نے غلط بتایا ہے۔ اس لئے تم ہی نقلی ہو۔ اپنا تک مینن نے کہا اور گرودنام بے اختیار الجھل ہوا، لیکن ظاہر ہے اسے الجھنے کا صرف احساس ہی ہوا ورنہ اس کے جسم نے تو حرکت ہی نہ کی تھی کیونکہ وہ بندھا ہوا تھا جب کہ اس حالت پر حیرت ہو رہی تھی کہ اس نے تو صحیح پاس درڈ بتایا ہے لیکن مینن اسے غلط کہہ رہا تھا جب کہ مینن کو بھی اصل پاس درڈ کا علم تھا۔

کیا۔ کیا کہہ رہے ہو۔ میں نے غلط بتایا ہے۔ گرودنام نے حلق کے بلی پچھنے ہوئے کہا۔

ٹھیک ہے۔ اس کا بچہ بتا رہا ہے کہ اس نے سچا بتایا ہے۔ اپنا تک مینن نے بدلے ہوئے لہجے میں کہا اور گرودنام بے اختیار ٹھٹھکا ہوا۔ کیا۔ کیا۔ تم۔۔۔ گرودنام نے انتہائی الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔ گرودنام تم ہی اصل ہو۔ اور جہارے بھائی مینن اور کرٹل جیلی دونوں کی لاشیں تو وہیں چوکی کے پاس ایک گہرے کھڑ میں پڑی ہیں تم نے واقعی جھوٹی کے گرہ انتہائی زبردست حفاظتی انتظامات کر رکھے تھے اس لئے ہمیں یہ سب ڈرامہ کھیلنا پڑا، اور تم نے دیکھا کہ ہم اطمینان سے جہارے پیچھے ہوئے جیلی کا پزروں میں بھاسا بیٹھ گئے۔ ہم نے اذیت کیسپ سے مجاہدین کو چھوڑا تھا اور جہاں آکر ہمیں معلوم ہوا ہے کہ اذیت کیسپ میں ایئر بنس پاس درڈ استعمال ہوتا ہے جس کا ہمیں علم نہ تھا اور کسی سے پوچھنا اپنے آپ کو مشکوک کرنا تھا، اس لئے ہمیں جہیں ہوش میں لانا پڑا، ورنہ تو تم بے ہوش کے دوران ہی اپنے انعام کو چھین چکے ہوتے! اپنا تک مینن نے منہ بناتے ہوئے کہا اور گرودنام کیوں محسوس ہو اسیجیہ وہ کسی گہرے اندھے کنویں میں ڈوبا چلا جا رہا ہو۔

اودہ۔ اودہ۔ م۔ م۔۔۔ گرودنام کے ذہن میں واقعی انتہائی حیرت اور خوف کی وجہ سے اس قدر زور وار دھماکے ہونے لگ گئے تھے کہ اس کی زبان لڑکھرائی تھی اور پھر اپنا تک اس کی آنکھوں کے سامنے چٹکریاں سی دکھائی دین اور اس کے ساتھ ہی اس کے حلق سے بے اختیار بیچ نکلی گئی۔ اسے اپنے جسم میں دیکتی ہوئی کئی گرم سلائیں اترتی محسوس ہوئیں اور پھر ایک جھٹکے سے اس کا ذہن تاریک ہو گیا بالکل اسی طرح جس طرح

کیرے کا خضر بندہ تو ہے اور اس کے احساسات فتادہ ہو کر رہ گئے۔

ایک پہاڑی دادی میں ایک بڑا سا فوجی ہیلی کاپٹر ایک مسلح چھان پر کھڑا تھا۔ ہیلی کاپٹر کے ساتھ عمران بلیک ہاؤنڈز کے چیف سینن کے میک اپ میں۔ جب کہ تنور کرنل ہیلی اور صفدر میجر جنرل گرو نام کے دوپ میں موجود تھے۔ ان کے باقی ساتھی فوجی یو پیٹار مزہ بنے ہوئے ادھر ادھر ہتھوروں پر بیٹھے ہوئے تھے۔ ان سب کا انداز ایسا تھا جیسے وہ تفریح کرنے کی مرض سے اس مقام پر آئے ہوں عمران نے ہاتھ پر بندھی ہوئی گھڑی دیکھی۔

”اب تک توافقت کیسپ میں مصور بہادرین کو وگام مھوٹا جگہ پر پہنچ جانا چاہیے۔ کافی وقت ہو گیا ہے“ عمران نے کہا۔
 ”ہاں راستے میں بھی انہیں چیک نہیں کیا جاسکتا اور ٹرانسپورٹ ہیلی کاپٹر وگام سے باہر آسانی سے پہنچ گئے ہوں گے“ ساتھ کھڑے صفدر نے کہا۔

ہے۔ "ٹرانسمیرز" ہوتے ہی صفد رنے پوچھا۔
 دیکھنے کے لئے استعمال کر سکتے ہیں۔ "مران نے وضاحت

"ہاں ریش پور چھاؤنی بہت ہی چھاؤنی ہے۔ اس کے اندر کٹے کا بھی رتے ہوئے کہا اور حور نے انجبات میں سر ملادیا۔
 بہت براؤظیرہ ہے اس لئے اس کے تباہ ہوتے ہی نہ صرف دادنی مشکبار کے "مران صاحب اب مزید وقت نہ ضائع کیا جائے تو بہتر ہے۔ ایسا نہ
 اس حصے میں بلکہ پورے کافرستان میں دلزلہ سا جانے گا اور ظاہر ہے اسے کہ چھاؤنی کے اسلحہ ڈپو میں ہمارا نصب شدہ واٹر گنیں لگی چار ہر کسی کی
 بھی مہلکین کی کی کارروائی کھجا جائے گا، اس لئے تھوڑا پوری دادی مشکبار نظروں میں آجائے اور سارا مشن ہی ختم ہو جائے۔" صفد رنے کہا
 میں کافرستانی فوج پھیل جائے گی اور پھر ہمارا لگنا مسئلہ بن جائے گا۔ گجے اور مران نے انجبات میں سر ملادیا۔

انعت کیسپ میں موجود مہلکین کی فکر تھی۔ وہ اب دگام میں تھوڑا "تو پھر۔" مران نے کہا اور تیزی سے ادھر ادھر بکھرے ہوئے
 ٹھکانے پر پہنچ گئے ہیں اس لئے اس چھاؤنی کو تباہ کرتے ہی ہم اس پہلی اپنے ساتھیوں کو آنے کا اشارہ کر کے وہ پہلی کا پڑر سوار ہو گیا۔ باقی
 کا پڑر میں فوری طور پر ان عیوں میں کافرستان داخل ہو جائیں گے اور پھر ساتھی بھی تیزی سے پہلی کا پڑر سوار ہوئے۔ صدیقی پائلٹ کے میک اپ
 وہاں سے اطمینان سے پاکیشیا۔" مران نے جواب دیا۔ میں تھا اس لئے اس نے پائلٹ سیٹ سنبھال لی تھی اور پتہ لھوں بعد پہلی

"لیکن مران صاحب حکومت کافرستان کو تو معلوم ہونا چاہئے کہ
 بلیک ہاؤنڈز کا کیا مشر ہوا ہے اور کس نے کیا ہے۔ ورنہ وہ پھر ایسی ہی
 عقیم بنالیں گے۔" حور نے کہا۔

"تم نے مینن کی بات سنی نہیں تھی کہ کسی میٹنگ میں صدر
 کافرستان نے ہمارے مشفق بھی غور سے ظاہر کیا تھا ہمارا گروپ پاکیشیا
 سکریٹ سرورس سے مشفق ہے اور اس چھاؤنی کی جباہی کے بعد یقیناً
 رپورٹیں کافرستانی حکومت کو پہنچ جائیں گی کہ بلیک ہاؤنڈز کے ساتھ کیا
 ہوا ہے سبھاں سے اگر بات کی گئی تو ہو سکتا ہے کسی ٹرانسمیرز میں بات
 کچھ ہو جائے اور اس طرح کافرستان کو اس بات کا ثبوت مل جائے کہ یہ
 ساری کارروائی پاکیشیائی ایجنٹوں نے کی ہے اور وہ اسے جین الاقوامی

کا پڑر فضا میں اٹھتا ہوا کافی بلندی پر پہنچ گیا۔
 "حور۔" چھاؤنی والا مشن تم مکمل کرو گے کیونکہ تم مشکباری ہو
 اس لئے یہ جہاز حق ہے۔" مران نے جیب سے ایک جھوٹا ڈالر
 نکال کر مضی سیٹ پر بیٹھے ہوئے حور کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔
 "شکر ہے میری بھی یہی خواہش تھی کہ یہ عالم کافرستانی فوجی سیرے ہی
 ہاتھوں انجام کو پہنچیں۔" حور نے جذباتی لہجے میں کہا۔
 "پہلی کا پڑر کو فضا میں مشفق کر دو صدیقی تاکہ مہلکین کی اس
 عظیم الشان کارروائی کا نظارہ ہم بھی کر سکیں۔" مران نے
 مسکراتے ہوئے پائلٹ سیٹ پر بیٹھے صدیقی سے کہا اور صدیقی نے انجبات
 میں سر ملاتے ہوئے پہلی کا پڑر کا رخ موڑ کر اس طرف کو کیا جس طرح

گوئیج انھا۔

کونج اٹھا۔
چلو صدیقی اب پہلی کا پتہ کو آگے بڑھا دو اب ہمیں فوری طور پر یہاں سے نکلنا ہوگا۔ عمران نے نعرے کی گونج عزم ہونے ہی صدیقی سے کہا اور صدیقی نے پہلی کا پتہ آگے بڑھا دیا اور اس کی رفتار انتہائی تیز کر دی۔
تم عظیم ہو عمران انتہائی عظیم۔ میں جہادی عہمت کو سلام کر رہا ہوں یہ سب جہادی قبائوت اور جہادی کارکردگی کا نتیجہ ہے۔ بلیک ہاؤنڈز کا خاتمہ اور ریش پور جھڑنی کی جہاڑی یہ سب کچھ جہادی وجہ سے ممکن ہو سکا ہے۔ تم نے میرے وطن کی آزادی کے لئے یہ عظیم اشدان کارنامہ سر انجام دے کر مجھے غریب بنایا ہے۔ حضور نے یحییٰ عمران کی طرف مڑتے ہوئے انتہائی مذہباتی لہجے میں کہا۔ جذبات کی شدت کی وجہ سے اس کے ہاتھ کے عضلات چمک رہے تھے۔

[illegible]

ریش پور چھاؤنی والہ قلعہ تھا۔ اور پھر اہلی کا پٹر کو فضا میں معلق کر دیا اور پھر وہ سب تھوڑی کی طرف متوجہ ہو گئے جس کا چہرہ جذبات کی حدت سے ننان کی طرح سرخ ہو رہا تھا۔ تھوڑے چار چر پر موجود ایک جہن دایا تو چار چر پر سبز رنگ کا ایک چھوٹا سا بلب جل اٹھا اور عمران اور سب ساتھیوں کے منہ سے بے اختیار اطمینان بھرے طویل سانس نکل گئے کیونکہ اس بلب کے جلنے کا مطلب تھا کہ چھاؤنی کے اسلحہ خانے میں انہوں نے جس بڑے بم کے ساتھ وہی چار چر نصب کیا تھا وہ کام کر رہا ہے۔

[illegible]

عمران میرزہ میں ایک دلچسپ اور منفرد انداز کا ایڈیٹر

ذہین ایجنٹ خاص نمبر

مصنف: منظر کیم ایم اے

ختم شد

گراہم — ایک مریکا ذہین ایجنٹ — جس نے عمران اور پاکیشیا سیکرٹ

سروس کے مقابل اپنی ذہانت ثابت کر دی۔ کیسے — ؟

عمران سم — جس نے اکیلے ہی عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کے

مقابلے میں کامیابی حاصل کر لی — کیا واقعی — ؟

وہ لمحہ — جب عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس باوجود انتہائی کوششوں

کے ذہین ایجنٹ کے مقابلے میں شکست کھا گئے۔

وہ لمحہ — جب عمران اور اس کے ساتھیوں کی آنکھوں کے سامنے گراہم

نے اپنا مشن مکمل کر لیا۔ کیا واقعی وہ عمران سے زیادہ ذہین تھا۔ ؟

آخری کامیابی کسے حاصل ہوئی — گراہم کو — یا — ؟

انتہائی دلچسپ - ہنگامہ خیز اور ذہانت
 سے بھرپور ایک منفرد انداز کا ناول

یوسف برادرزہ - پاک گیٹ ملتان

”صرف یہی ایک جذبہ تو اٹھا ہے جو ناکابل فروخت ہے“ ... حور
 نے ہنستے ہوئے کہا اور اسی کا پڑا ایک بار پھر زور دار جملہ جوں سے گونج اٹھا۔